UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226618

UNIVERSAL
LIBRARY

BROWN BOOK

OUP—880—5-8-74—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۲۹۷۱۳ ص ت Accession No. ۲۲۳۳

Author صدیق حسن خان

Title ترجمان القرآن جلد نہم

This book should be returned on or before the date last marked below.

فهرست تفسیر جلد نهم از سوره مومنین تا سوره فرقان

ردیف	نام سوره	صفحه
۱	سورة المومنین ۲۳	۸۰۹
۲	سورة النور ۲۴	۹۰۲
۳	سورة الفرقان ۲۵	۱۱۰۳

جلد نهم

تفسیر

ترجمان القرآن
بلطائف البیان

جلد ہفتم

CHECKED 1963

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنِیْنَ

یہ سورت مکی شریف ہین اُتری ہے قرطبی نے کہا یہ سورت باتفاق علماء بلا خلاف مکی ہے بصریون کے نزدیک اس مین ایک سو اُنیس آیتین ہین اور کوفیون کے نزدیک ایک سو اٹھارہ آیتین ہین اور کوفیون کے اس اختلاف کا سبب ہی۔ کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے قول ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ مین مختلف ہین آیا یہ اللہ سبحانہ کا قول پوری آیت ہی یا آیت کا بعض عبداللہ بن سائب نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مین صبح کی نماز پڑہائی تو سورہ مومنین شروع کی جب موسیٰ اور ہارون کے ذکر تک پہونچے یا کہا عیسےٰ علیہ السلام کے ذکر تک تو آپ کو کہانسی آئی لگی راسلیے آپنے قرأت کو چہوڑکر رکوع کیا رواہ احمد ومسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ وغیرھم انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جب اللہ تعالےٰ نے بہشت کو بنایا تو اسکو فرمایا بول (کلام کر) وہ بولی قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ رواہ البیہقی اور اس سورت کے ابتدا کی دس آیتون کی فضیلت مین جو احادیث وی ہین ہم انکو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب بیان کرینگے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ
وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِهِمْ
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝
وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ کام نکال گئے ایمان
والے جو اپنی نماز میں نرمے ہیں اور جو بیکہی بات پر دھیان نہیں کرتے اور جو زکوۃ دیا کرتے ہیں اور جو اپنی شہوت
کی جگہ تھامتے ہیں مگر اپنی عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر سو اپر نہیں اولا ہنا پھر جو کوئی ڈھونڈھے اسکے
سوا ای سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے اور جو اپنی امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں اور جو اپنی نمازوں سے
خبردار ہیں وہی ہیں میراث لینے والے جو میراث پاوینگے باغ ہنڈیے جہاں وہ اسی میں رہ پڑے عبدالرحمن
بن عبد القاری کہتے ہیں میں نے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب سے سنا فرماتے تھے جب حضرت رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپکے مبارک چہرے کے پاس شہد کی مکھیوں کے آواز کیطرح کچھ سنای دیتا
ایک بار جو آپ پر وحی نازل ہوئی تو ہم ایک ساعت ٹھیرے آپ قبلہ کیطرف اپنا منہ مبارک کیا اور دونو ہاتھ
اٹھائے اور فرمایا اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَاٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا
وَارْضَ عَنَّا وَارْضَ عَنَّا یعنے الٰہی ہمکو بڑہا اور مت گھٹا اور ہماری عزت کر اور مت ذلیل کر ہمکو اور دے ہمکو
اور مت محروم کر ہمکو اور ترجیح دے ہمکو اور لوگوں پر اور مت ترجیح دے اور لوگوں کو ہمپر اور خوش ہو جا ہمسے اور خوش کر ہمکو پھر فرمایا مجھپر
دس آیتیں اتری ہیں جو شخص انکو قائم کرے اپر وہ بہشت میں جاویگا پھر پڑہا قد افلح المومنون
یہانتک کہ دس آیتیں ختم کیں رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ بِاِسْنَادِهٖ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِيْ نَقْضِ جُزْءِ النَّسَائِيِّ
فِي الصَّلٰوةِ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ بِهٖ کہا امام ترمذی نے یہ حدیث منکر ہے ہم کسی کو نہیں پہچانتے جس نے
اسکو روایت کیا ہو یونس بن سلیم کے سوا اور یونس مجہول ہے یزید بن بابنوس کہتے ہیں ہمنے کہا ام المومنین عائشہ
صدیقہ کے لیے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق کسطرح تھا تو انہوں نے فرمایا آپ کا خلق قرآن تھا پھر انہوں
نے پڑہا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ یہانتک کہ پہنچی آیت وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ تک اور فرمایا ایسا ہی
خلق تھا جناب شاہ رسالت علیہ التحیۃ والتسلیم کا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ بِاِسْنَادِهٖ اور کعب احبار اور مجاہد اور
ابو العالیہ وغیرہم سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالی نے جنت عدن کو پیدا کیا اور اسکو گاڑا اپنے مبارک ہاتھ کے
ساتھ تو اسکی طرف دیکھا اور اسکو فرمایا تو کلام کر وہ بولی قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کعب احبار کہتے ہیں جنت نے
مومنوں کی فلاح کے لیے بیان کی کہ اللہ نے جنت میں انکے عزت کی چیزیں طیار کر رکھیں ہیں ابو العالیہ نے
کہا اللہ نے اسکا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے ابو سعید خدری سے مرفوعا مروی ہے کہ اللہ نے بنایا بہشت کو اور جہنم
کی عمارت کی ایک سونے کی اینٹ ہو اور ایک چاندی کی اور اسکو گاڑا اور اسکو فرمایا تو کلام کر وہ بولی قَدْ اَفْلَحَ

المؤمنون پہر اسکے پاس ملائکہ آئے اور بولے تجھے خوشی ہو تو بادشاہون کے اترنیکا مقام ہے رَوَاہُ اَبُوبَکْرٍ الْبَزَّارُ ابوسعید ہی کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے پیدا کیا بہشت کو جسکی عمارت کی ایک سونیکی اینٹ ہے اور ایک سیم کی اور ان مین گارا کستوری کا ہے رَوَاہُ اَبُوبَکْرٍ الْبَزَّارُ اَیْضًا بزار کہتے ہین ہمنے اور مقام مین اس حدیث کو الفاظ اسطرح دیکھے کہ (فرمایا اللہ تعالی نے) جنت کی حائط کو چاندی اور سونیکی اینٹون سے جن مین کیچڑ کستوری ہے (اور طیار کر کر) فرمایا کلام کر تو وہ بولی قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ اور فرشتہ بولے تیرے لیے خوشی ہو تو بادشاہون کے اترنے کا مقام ہے پہر بزار نے کہا ہم کسی شخص کو نہین جانتے جس نے اسکو مرفوع کیا ہو عدی بن فضل کے سوا اور وہ کچھ حافظ نہین ہے ابن عباس رض کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالی نے جنت عدن کو بنایا تو اس مین وہ چیزین بنائین جنکو نہ مخلوق (کی کسی) آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی بشر کو دلیر انکا خیال گذرا پہر اسکو فرمایا کلام کر وہ بولی قد افلح المؤمنون حافظ ابن کثیر نے کہا بقیہ جو اسحدیث کا ایک راوی ہے ابن جریج سے وہ مجازیون سے روایت کرنے مین ضعیف ہے رَوَاہُ الْحَافِظُ اَبُو الْقَاسِمِ الطَّبَرَانِیُّ ابن عباس رض فعًا کہتے ہین کہ جب اللہ تعالی نے جنت عدن کو بنایا اپنے مبارک ہاتھ سے اور تکائے اس مین پہل سکے اور نہار بن اس مین ندیان تو اسکی طرف نظر کی اور فرمایا قد افلح المؤمنون الخ فرمایا مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم تجھ مین کوئی بخیل میرا ہمسایہ ہو کر نہ رہیگا رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ اَیْضًا السنہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے جنت عدن کو بنایا اپنے ہاتھ سے (جسکی عمارت کی) ایک اینٹ سفید موتی کی ہے اور ایک سبز یاقوت کی اور ایک سبز زبرجد کی (اور) اسکا گارا کستوری کا ہے اور اس مین کنکری موتی ہین اور اسکا گھاس زعفران ہے پہر اسکو فرمایا تو بول وہ بولی قد افلح المؤمنون تو اللہ تعالی نے فرمایا مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم تجھ مین کوئی بخیل میرا ہمسایہ ہو کر نہ رہیگا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (استشہادًا) یہ آیت پڑہی وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنے اور جسکو بچا دیا اپنی جی کے لالچ سے سو وہ لوگ وہی مراد کو پہونچے اور فلاح سے اللہ تعالی کے قول قَدْ اَفْلَحَ مین فوز اور سعادت مراد ہے اور مؤمنون سے وہی لوگ مراد ہین جو صفات مذکورہ کے ساتھ متصف ہین علی بن ابی طلحہ کہتے ہین کہ ابن عباس رض نے خشوع کی تفسیر خوف اور سکون کے ساتھ کی اور ایسا ہی مروی ہے مجاہد اور حسن اور قتادہ اور زہری سے علی بن ابی طالب کہتے ہین خشوع سے دل کا ڈرنا مراد ہے اور یہی قول ہے ابراہیم نخعی کا حسن بصری نے کہا انکا خشوع تو دلون مین ہی ہوتا اور اسکا اثر یہ ہوتا کہ وہ اس ڈر کی وجہ سے آنکھون کو

نیچے رکھتے (اجنبی اور بیگانی عورتوں کیطرف نظر کرنے سے) اور اپنے بازو جھکاتے (مانباپ کے آگے اور اسکی آگے جسکے آگے اسکا جھکنا سزاوار ہے) محمد بن سیرین کہتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نماز مین اپنی آنکھین آسمان کیطرف اٹھاتے جب یہ آیت اتری قد افلح المؤمنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون (تو پھر انہون نے کبھی اپنی آنکھون کو اونچا نہ کیا) بلکہ سجدہ گاہون کیطرف دیکھنے لگے محمد بن سیرین کہتے ہین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے نمازی کی نظر اسکے سجدہ گاہ سے تجاوز نہ کرے اگر نمازی سمجھے میری نظر نہ رکے گی اور سجدہ گاہ سے تجاوز کریگی تو آنکھ کو بند کرلیوے رَدَّادَہٗ بْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عطا سے رسولہ مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سجدہ گاہ کے سوا اور طرف دیکھا کرتے تھے یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی حافظ ابن کثیر کہتے ہین نماز مین ڈرنا اسی شخص کو حاصل ہوتا ہے جس نے اپنے دل کو صرف نماز کے واسطے خالی کردیا ہو اور اور چیزون سے خیال کو ہٹاکر نماز ہی کی طرف ہمہ تن مصروف کیا ہو اور اس نے ترجیح دی ہو نماز کو غیر نماز پر ایسے نمازی کی نماز اسکے واسطے راحت کا سبب ہے اور اسکی آنکھ کی ٹھنڈک جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا احمد بن حنبل نے روایت کیا امام احمد اور نسائی نے انس سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا (تمہاری دنیا کی چیزون مین سے) مجکو خوشبوئی اور عورتین پسند مین اور کی گئی ہے میری آنکھون کی ٹھنڈک نماز مین محمد بن منصور کہتے ہین مین اپنے باپ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ ایک ایسے انصار کے مرد پر داخل ہوا جسکی ہماری ساتھ دامادی کی قرابت تھی تو (ایک) نماز کا وقت آیا وہ بولا اے لڑکے لا میرے پاس وضو کے لیے پانی تو کہ مین نماز پڑھکر راحت حاصل کرون پھر اس نے ہمکو دیکھا کہ ہنسے اور پوچھا اس امر کو آپسمین تو وہ بولا میںنے سنا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے اے بلال (اذان کہکر) ہمکو نماز کے ساتھ آرام دے اور اسر سجانہ وتعالیٰ کے قول وَالَّذِیْنَ ہُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ مین اعراض سے اعراض عن الباطل مراد ہے اور باطل شامل ہے شرک کو جیسے بعض مفسرین کا قول ہے اور شرک کے سوا اور سب معاصی کو جیسے یہ دوسرے مفسرین کا قول ہے اور لغو کہتے ہین ان اقوال اور افعال کو جن مین کچھ فائدہ نہین ہے جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا یعنے اور جب ہوئی لین کھیل کی باتون پر نکلتے تو بزرگی رکھکر قتادہ کہتے ہین آئی ہے مومنون کے باس اسکے حکم سے وہ چیز جس نے ان کو روکدیا ہے اس سے اور یہ جو فرمایا وَالَّذِیْنَ ہُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنَ تو بہت مفسرون کا تو یہ قول ہے کہ

زکوۃ سے اس آیت مین اموال کی زکوۃ ہی مراد ہے باوجود اسکے کہ آیت مکی ہے اور زکوۃ مدینہ منورہ مین ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوی حافظ ابن کثیر نے کہا غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ مین زکوۃ کے نصاب اور خاص مقادیر مقرر ہوے ورنہ اصل زکوۃ تو مکہ معظمہ مین ہی واجب تھی دیکھتے نہین ہو اللہ تبارک وتعالے سورۂ انعام مین فرماتا ہے حالانکہ سورۂ انعام مکی ہے وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ یعنے اور دو زکوۃ میوجات کی جسدن میوے کٹے اور یہ بھی ممکن ہے کہ زکوۃ سے اس سورت مین نفوس کا شرک اور گناہون کی چرک اور آلودگی سے پاک صاف کرنا مراد ہو جیسے اللہ تعالی نے سورہ شمس مین فرمایا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا یعنے اور مراد کو پہونچا جس نے نفس کو سوارا اور نامراد ہوا جس نے اسکو خاک مین ملایا اور جیسے فرمایا وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ یعنے اور خرابی ہے ان مشرکون کی جو اپنے آپکو شرک سے پاک نہین کرتے اور یہ بھی احتمال ہے کہ دونون باتین مراد ہون نفوس کی زکوۃ بھی اور اموال کی زکوۃ بھی کیونکہ اموال کی زکوۃ بھی منجملہ نفوس کی زکوۃ ہی کے ہے اور کامل مؤمن تو وہ ہے جو اپنے نفس کو شرک سے اور کفر و معاصی کے چرگ و آلودگی سے بھی پاک وصاف کرے اور اموال کی زکوۃ بھی نکالے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور یہ جو فرمایا وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ تو اس سے یہ غرض ہے کہ جن لوگون نے اپنی شہوت کی جگہون کو تمام رکھا ہے حرام سے وہ زنا اور لواطت مین نہین پڑتے جن سے ان کو اللہ تعالے نے روکدیا اور منع کر دیا اور اپنے ازواج اور لونڈیون کے سوا کسی کے پاس بھی نہین پھٹکتے جنکو اللہ نے ان کے لیے حلال کر دیا تو اب ازواج اور سراری کے قرب مین ان پر کوئی لعن وطعن اور کوئی سب وشتم اور کوئی ملامت والا بنا نہین ہے لہذا اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ یعنے مؤمنون کو اپنی عورتین پر اور اپنے ہاتھ کے مالون پر کوئی الاہنا نہین ہے اور جو لوگ اپنی بی بیان اور لونڈیان چھوڑ کر اور جگہون مین اپنی شہوتون کو نکالین اور غیر محل مین اپنا پانی گرادین تو وہ لوگ وہی ہین حد سے بڑھنے والے فتادہ کہتے ہین ایک عورت نے اپنے غلام کو مقرر کر لیا اپنی شہوت رانی کے لیے اور بولی مین قرآن کی اس آیت پر عمل کرتی ہون اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ تو اسعورت کو امیر المومنین خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ کے پاس لاے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین سے کچھ لوگون نے حضرت عمر سے

یہ کہا کہ اس عورت نے قرآن کی آیت کی الٹ تاویل کی ہے قتادہ کہتے ہیں پھر حضرت عمرؓ نے اس غلام کو اپنے ملک سے نکالدیا اور اُسکا سر منڈوا ڈالا (اور اس عورت کو فرمایا) تو اس بات کے پیچھے ہر مسلمان پر حرام ہے (رواہ ابن جریر حافظ ابن کثیر نے کہا یہ اثر غریب اور منقطع ہے اور ابن جریر نے اسکو سورہ مائدہ کی ابتدا التفسیر میں بیان کیا حالانکہ اسکا یہاں بیان کرنا بہت مناسب و لائق تر ہے اور اسکو اور لوگوں پر حرام کردیا اسکی نہ اسکے لیے اسکی نیت اور قصد کی مخالف واللہ اعلم اور امام شافعی علیہ الرحمۃ اور ان لوگوں نے جو امام شافعی کے موافق ہیں استنا بالید (مشت زنی) کی حرمت پر اس آیت کریمہ سے دلیل لی ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ سے فرمایا یہ منی کے نکالنے کا یہ طریق اور طرز اور طور اور کیفیت ان دونوں قسموں سے خارج ہے اور اللہ تعالے نے اندرونی کیفیتوں کو بیان کرکے فرمایا فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ یعنے اور جو شخص اندرونی کیفیتوں کے سوا کسی اور کیفیت کے ساتھ منی کو خارج کرے تو وہ حد سے بڑھنے والا ہے اور اس مسئلہ کی دلیل میں امام شافعی اور انکے اتباع نے ایک حدیث بھی بیان کی ہے جسکو امام حسن بن عرفہ نے اپنی مشہور جزء میں باسنادہ بیان کیا انس بن مالک سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سَبْعَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَا يَجْمَعُهُمْ مَعَ الْعٰلَمِيْنَ وَيُدْخِلُهُمُ النَّارَ اَوَّلَ الدَّاخِلِيْنَ اِلَّا اَنْ يَّتُوْبُوْا وَمَنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّاكِحُ يَدَهُ وَالْفَاعِلُ وَالْمَفْعُوْلُ بِهٖ وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالضَّارِبُ وَالِدَيْهِ حَتّٰى يَسْتَغِيْثَا وَالْمُؤْذِيْ جَارَهُ حَتّٰى يَلْعَنَهُ وَالنَّاكِحُ حَلِيْلَةَ جَارِهٖ یعنے سات نفر ہیں جو نہ نگاہ کرے گا اللہ انکی طرف قیامت کے دن اور نہ ستواری گا انکو اور نہ اکٹھا کرے گا انکو جہاں کے لوگوں کے ساتھ (یا کہ) ان کو سب سے پہلے دوزخ میں داخل کریگا مگر جب توبہ کریں اور جو شخص اللہ کی بارگاہ میں تائب ہوکر آتا ہے اللہ (بھی) اپنی رحمت سے اس پر آتا ہے ایک تو منی کو ناحق نکالنے والا اور دوسرا فاعل (کرنیوالا) اور تیسرا مفعول بہ (جس سے لواطت کی جاوے) چوتھا ہمیشہ شراب پینے والا پانچواں اپنے ماں باپ کو مارنیوالا یہاں تک کہ ان کو فریاد کرنے کی نوبت پہنچے چھٹا اپنے ہمسایہ کو ذکھ دینے والا یہاں تک کہ وہ اسکو لعن طعن کریں ساتواں اپنے ہمسایہ کی عورت کے ساتھ زنا کرنے والا حافظ ابن کثیر نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور اسکی سند میں وہ شخص ہے جو بسبب اپنی جہالت کے معلوم نہیں ہے واللہ اعلم اور یہ جو فرمایا وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ تو اسکے یہ معنے ہیں کہ جب انکے پاس امانت رکھی جاتی ہے وہ اس میں خیانت نہیں کرتے بلکہ پہونچاتے ہیں

امانتین امانت والون کو اور جب اقرار کرتے ہین یا معاملہ کرتے ہین تو اسکو پورا کرتے ہین منافقون کی طرح کہ وہ امانت مین خیانت کرتے ہین اور اقرار کو پورا نہین کرتے حدیث مین آیا ہے اٰیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ یعنے منافق کی تین نشانیان ہین جب منافق بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب اقرار کرے تو خلاف کرے (پورا نہ کرے) اور جب اسکے پاس امانت رکھی جاوے تو خیانت کرے اور یہ جو فرمایا وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ تو اسکے یہ معنی ہین کہ وہ نمازون کو ان کے وقتون مین ادا کرتے ہین ابن مسعود رضہ کہتے ہین مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کون سا کام اللہ کو بہت پیارا ہے فرمایا نماز اپنے وقت پر مینے عرض کیا پھر کون فرمایا ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنا نیکی کرنا بھلائی کرنا مینے عرض کیا پھر فرمایا جہاد (لڑنا) اللہ کی راہ مین اٰخْرَجَاہُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ اور حاکم کے مستدرک مین یہ لفظ ہین نماز کو ادا کرنا اسکو اول وقت مین ابن مسعود رضہ اور مسروق نے اس آیت کی تفسیر یہی بیان کی ہے کہ اس آیت مین نماز کو اسکے وقت مین ادا کرنا مراد ہے اور یہی قول ہے ابو الضحیٰ اور علقمہ بن قیس اور سعید بن جبیر اور عکرمہ کا اور قتادہ کہتے ہین کہ اس مین صرف موقیت کی محافظت ہی مراد نہین ہے بلکہ موقیت اور رکوع اور سجود سب کی محافظت مراد ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تبارک و تعالے نے ان اوصاف کو جنکے ساتھ مؤمن متصف ہو کر جنت مین داخل ہونیکا مستحق ہوتا ہے نماز ہی کے ساتھ شروع کیا ہے اور پھر اسی وصف پر ختم کیا ہے یہ عظمت و شرف دلیل ہے نماز کی افضل ہونے پر اور اعمال سے جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِسْتَقِیْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ خَیْرَ اَعْمَالِکُمُ الصَّلٰوۃُ وَلَا یُحَافِظُ عَلَی الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ یعنے سیدھے چلو اور تم پورا نہ کر سکو گے اور جانو کہ تمہارے کاموں مین سے عمدہ کام نماز ہے اور نہین محافظت کرتا وضو پر مگر مؤمن اور جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مؤمنین کی وصف مین فرمایا کہ وہ ان صفات حمیدہ اور افعال رشیدہ کے ساتھ قائم رہتے ہین تو فرمایا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ صحیحین مین ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰہَ الْجَنَّۃَ فَاسْاَلُوْہُ الْفِرْدَوْسَ فَاِنَّہٗ اَعْلَی الْجَنَّۃِ وَاَوْسَطُ الْجَنَّۃِ وَمِنْہُ تَفَجَّرُ اَنْھَارُ الْجَنَّۃِ وَفَوْقَہٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ یعنے جب تم اللہ سے بہشت مانگو تو فردوس مانگو اسلیے کہ وہ بہشت کا عمدہ مقام ہے اور بہشت کا (دل) ہے اور اسی سے جنت کی ندیان پھوٹتی ہین اور اسی کے اوپر رحمن کا تخت ہے ابو ہریرہ رضہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم مین سے کوئی نہین ہے مگر اسکے لیے دو مقام ہین ایک مقام بہشت مین اور ایک دوزخ مین اگر مر گیا اور دوزخ مین گیا تو بہشت والا ایک مقام کے

وارث ہوجاتے ہین اور یہی تفسیر ہے اللہ عزوجل کے قول اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ کی مجاہد کہتے ہین کہ کوئی بندہ ایسا نہین ہے جسکے لیے دو منزلین نہین ہین ایک بہشت مین اور ایک دوزخ مین رہا مؤمن تو اسکا وہ گھر بنایا جاتا ہی جو بہشت مین ہی اور اسکا وہ گھر گرایا جاتا ہے جو دوزخ مین ہی اور رہا کافر تو اسکا وہ گھر گرایا جاتا ہے جو بہشت مین ہے اور وہ گھر بنایا جاتا ہے جو دوزخ مین ہے اور سعید بن جبیر سے بھی اسکی مثل مروی ہے حاصل یہ کہ مؤمن بمنازل کفار کے وارث ہوجاتے ہین اسلیے کہ اللہ تعالی نے سب کو اپنی عبادت کے واسطے بنایا تو جب مؤمنون نے اس عبادت کے ساتھ قیام کیا جو انپر واجب ہے اور کفار نے اسکو چھوڑ دیا جسکے سانھ وہ مامور تھے اور جسکے لیے پیدا کیے گئے تھے تو لے لیا مؤمنون نے کفار کا حصہ جو انکو ملتا اگر وہ اپنے رب عزوجل کی اطاعت کرتے ابو موسیٰ رفاعی کہتے ہین کہ کچھ لوگ مسلمانون مین سے پہاڑون کیطرح گناہ لیکر آوین گے تو اللہ تعالی معاف کردیگا اور ان گناہون کو یہود اور نصاری پر کمہ دیگا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ دَفَعَ اللّٰہُ لِکُلِّ مُسْلِمٍ یَھُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا فَیُقَالُ ھٰذَا فِکَاکُکَ مِنَ النَّارِ یعنے جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی ہر ایک مسلمان کو ایک یہودی یا ایک نصرانی دیگا اور فرمادیگا یہ تیرا بدلا ہے دوزخ سے عمر بن عبد العزیز خلیفہ عادل نے ابو بردہ سے مین یا بقسم کہا کی اللہ کی کہ تیرے باپ نے اس حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یقینا بیان کیا ہے راوی کہتا ہے تو ابو بردہ نے عمر بن عبد العزیز کے واسطے حلف اٹھائی حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور یہ آیت بھی ویسی ہی ہے جیسے اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا تِلْکَ الْجَنَّۃُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ کَانَ تَقِیًّا یعنے یہ وہ بہشت ہے جو میراث دین گے ہم اپنے بندون مین سے اسکو جو کوئی ہوگا پرہیزگار اور جیسے فرمایا وَتِلْکَ الْجَنَّۃُ الَّتِیْ اُوْرِثْتُمُوْھَا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور یہ وہ بہشت ہے جسکے وارث ہوئے تم بدلا اپنے کامون کا مجاہد اور سعید بن جبیر کہتے ہین کہ جنت رومی زبان مین فردوس کو کہتے ہین بعض سلف کا یہ قول ہے کہ جس بستان مین انگور نہ ہون اوسکو فردوس نہین کہتے فاسلہ اعلم انتہی ماقال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ فتح البیان کا بیان فاتحہ ہے کہ حرف قد ائیت قدافلح مین مؤمنین کی فلاح کی تاکید کے لیے ہے اور اس چیز کے ثبوت کے لیے جسکے ثبوت کی پہلے سے امید ہی قالہ الفراء یا زمانہ ماضی کو زمانہ حال کے قریب کرنیکے لیے تو نہین دیکھتا کہ پانچون نمازون کے قائم ہونے سے پہلے کہا کرتے ہین قدقامت الصلوٰۃ اور حاصل یہ ہے کہ فلاح ان لوگون کے لیے حاصل ہے جو ان صفات کے ساتھ موصوف ہین اور یہ لوگ الحال بھی اسی فلاح پر ہین اور فلاح سے مراد کے ساتھ فتحیاب ہونا اور مقصود کو حاصل کرنا اور

مکروہ سے نجات پانا مراد ہے بعض نے کہا خیر مین باقی رہنا مراد ہے اور خشوع کو بعض نے افعال قلوب سے قرار دیا ہے خوف اور رہبت کی طرح اور بعض نے افعال جوارح سے سکون اور ترک التفات اور عبث کیطرح اور خشوع لغت مین سکون اور تواضع اور خوف اور تذلل کو کہتے ہین اب لوگون کا اس مین اختلاف ہے کہ آیا خشوع نماز کے فرائض مین سے ہے یا اسکے فضائل مین سے دو قولون پر بعض نے کہا صحیح پہلا قول ہے اور بعض نے کہا دوسرا قول صحیح ہے اور عبید اللہ بن زبید نے اجماع کا دعوی کیا ہے اسپر کہ بندے کے لیے کچھ نہین ہے اسکی نماز مین سے مگر وہی جو سمجھے اسکو ابن ابی نے اپنی تفسیر مین حکایت کیا کہا اور اس قول کے صحیح ہونے پر اللہ تعالی کا قول دلیل ہے اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا یعنے کیا وہ سمجھان نہین کرتے قرآن مین یا دلون پر لگ رہے ہین انکے قفل اور تدبر پر دلالت قوف علی المعنی متصور نہین ہے اور اسیطرح فرمایا اِقْحَمِ الصَّلٰوةَ لِاَنِّیْ کُنْتُ اَغْفَلْتُ ذِکْرَکَ کے مخالف ہے اور اسیلیے فرمایا وَکُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ اور اسقول کے صحیح ہونے پر اللہ کا یہ قول بھی دلیل ہے حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ اس مین متوالی (شراب سے مست کو) نماز کے قرب سے منع کیا ہے جبتک اپنی بات کو نہ سمجھنے لگے تو جو شخص دنیا کے ہموم غموم مین مستغرق ہے اور ڈوبا ہوا وہ بھی متوالی کے جا بجا اور قائم مقام اور نائب مناب ہے محمد بن سیرین رسلاً کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑہتے تو اپنی آنکھین آسمان کیطرف اٹھاتے پہر اتری یہ آیت قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون اور عبد الرزاق نے زیادہ کیا کہ پہر اللہ تعالی نے حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خشوع کرنیکا پہر انکی نظر اپنے سجدہ گاہ سے نہ پڑہتے ابو ہریرہؓ کہتے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑہتے تو اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھا لیتے پہر آیت باب اتری تو آپنے اپنے سر کو جھکا لیا اَخْرَجَهُ الْحَاکِمُ وَصَحَّحَهُ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ سُنَنِهٖ علی کہتے ہین خشوع سے دلمین ڈر مراد ہے اور یہ کہ تو اپنا بازو سر دسلمان کے لیے جھکا دی اور نرم کرے اور یہ کہ تو اپنی نماز مین ادہر ادہر نہ دیکھے بعض نے کہا خشوع سے دل مین ڈرنا اور جوارح کو ٹھیرانا مراد ہے پہر وہ نہین دیکھتے داہنے اور نہ بائین اور امام غزالی نے اسکو نماز کی فرضون مین شمار کیا ہے اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ یہ واجب نہین ہے اسلیے کہ خضوع اور خشوع کی شرط اجماع فقہا کے مخالف ہے تو اسکی طرف التفات نہین چاہیے اور نماز مین خشوع کے شروع ہونے اور ادہر ادہر نہ دیکھنے کی منع ہونے مین اور آسمان کیطرف نظر کے اٹھانے کی منع ہونے مین حدیثین وارد ہین جو حدیث کی کتابون مین معروف ہین زجاج نے کہا لغو وہ ہر باطل اور لہو اور ہزل اور معصیت ہے اور وہ قول اور فعل جو عمدہ نہین ہے اور اسکی تفسیر سورہ بقرہ مین

گذر چکی ضحاک نے کہا لغو سے یہاں آیت سورہ مومنون مین شرک مراد ہے حسن نے کہا جمیع معاصی مراد ہین بعض نے کہا لغو سے سب شتم کے ساتھ کفار کا معارضہ مراد ہے ابن عباس رضی نے کہا لغو باطل ہے بعض نے کہا لغو سے ہر وہ چیز مراد ہے جو حرام ہو یا مکروہ یا وہ مباح جسکی طرف کوئی ضرورت اور حاجت داعی نہ ہو اور معنے یہ ہین کہ وہ ایسی چیز مین کوشان اور ساعی ہین جسنے انکو مٹھا کرنے سے روک لیا ہے اور پہلے اللہ نے انکی وصف کی خشوع کے ساتھ پھر لغو سے اعراض کے ساتھ اس مین اللہ نے انکے لیے فعل اور ترک کو اکٹھا کر دیا جو وہ دونون نفوس ناگوار ہین اور یہی دونو تکلیف کی بنا رکی اساس و بنیاد اور قاعدہ ہین اور اعراض عن اللغو سے اُن کا اس سے بچنا مراد ہے اور انکا اسکی طرف توجہ نہ کرنا اور آیت کا ظاہر تو یہ ہے کہ ہر وقت لغو سے اعراض کے ساتھ متصف ہین تو اس مین نماز کا وقت بطریق اولی داخل ہوگا اور جملہ اسمیہ یہی اسی امر کا مفید ہے اور وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ مین فعل زکوۃ سے ادا زکوۃ مراد ہے تو ادا کرنے سے فعل کے ساتھ تعبیر کی اسلیے کہ ادا کرنے پر فعل صادق آتا ہے یا زکوۃ سے مراد مصدری معنے ہین اور وہ ایسے چیز ہے کہ فاعل سے صادر ہوتی ہے اور بعض نے کہا نہین زکوۃ سے عین زکوۃ مراد ہے پر مضاف محذوف ہے اور تقدیر عبارت یون ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَدَاءِ الزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ فرج بولا جاتا ہے مرد اور عورت دونون کی شرمگاہون پر تو فرج وہ اسم ہے مرد اور عورت کی شرمگاہ کا اور اسکی حفاظت سے مراد ہے کہ وہ اسکو ان جگہون مین استعمال کرنے سے روکتے ہین جہان اسکا استعمال کرنا حلال نہین ہے بعض نے کہا آیت مین خاص مرد مراد ہین عورتون کے سوا اور اسپر دلیل اللہ کا یہی قول ہے اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ الآیۃ اور دوسرا اس امر پر اجماع ہو چکا ہے کہ کسی عورت کو یہ حلال نہین ہے کہ اپنے غلام مملوک سے وطی کرا دے علامہ ابو الطیب محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر کہتے ہین کہ یہ آیت خاص مردون کے حق مین نازل ہوئی ہے اسلیے کہ کسی عورت کو یہ امر جائز نہین ہے کہ وہ اپنے مملوک کے فرج کے ساتھ فائدہ اٹھاوے قاسم بن محمد سے پوچھا گیا متعہ کے جواز عدم جواز کی بابت تو انہون نے جواب دیا کہ متعہ کو قرآن مین اللہ تعالی نے حرام کیا ہے یہ راوی نہون نے اسی آیت باب کو پڑہا علامہ ابو الطیب نے کہا یہ آیت نکاح متعہ کے حرام ہونیکی دلیل ہے اور اس آیت سے جمہور علماء الون نے مشت زنی کی حرمت پر دلیل لی ہے اسلیے کہ وہ بھی ان دونون کیفیتون کے سوا ہے جن کو اللہ سبحانہ و تعالی نے بیان کیا ہے تو وہ جمہور کے نزدیک حرام ہے اور امام شوکانی نے اس مسئلہ مین ایک رسالہ لکھا ہے جسکو نامزد کیا ہے بلوغ المنی فی حکم الاستمناء کے ساتھ اور اس مین منع اور جواز کے

دلائل بیان کیے ہین اور ان مین سے راجح کو ترجیح دی ہے مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے سلیمان جمل نے لکھا ہے کہ مشت زنی جمہور کے نزدیک حرام ہے اور امام احمد بن حنبل سے کوئی جائز خیال کرتے تھے اور اسپر دلیل یہ ہے کہ یہ فضلہ ہے بدن کا جسکا اخراج جائز ہے فصد اور حجامت کرانے کی طرح لیکن تین شرطون کے ساتھ اول تو یہ کہ زنا سے ڈرتا ہو دوسرا یہ کہ اسکو حرہ کا مہر نہ ملے یا لونڈی نہ خرید سکتا ہو جیسے اس شرط کو انہون نے کتاب المنتہی مین بیان کیا ہے تیسرا یہ کہ اپنے ہاتھ سے نکالے اور اس مین تفصیل ہے وہ یہ کہ اگر اپنی بی بی یا لونڈی کے ہاتھ سے منی نکلوائے تو جائز ہے اور اگر بیگانی عورت کے ہاتھ سے نکلوائے تو حرام ہے ملخصا من الرازی۔

مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے امامنا امام احمد بن حنبل اگرچہ پیشوای اہلحدیث و قرآن ہین لیکن انکا یہ قول صریح اس آیت کے مخالف ہے اور ہمپر کچھ اسکا ماننا حجت نہین ہے قرآن نے منی کے اخراج کی دو ہی صورتین بیان کی ہین تیسری چوتھی یا پانچوین دو اعدا ہا کو عدوان قرار دیا ہے عفا اللہ عنا وعنہم وعن سائر المسلمین آمین وہ ہے جسپر لوگون کو لامین جانا جاوے اور عہدوہ ہے جسکا اللہ کیطرف سے انکے ساتھ معاہدہ ہوا بندون کی طرف سے اور عہد اور امانت دو دین اور دنیا کی ہر اس امر کو جمع کر لیا ہے جسکے ساتھ انسان مکلف ہے پھر اعتراض وارد نہ ہوگا کہ جو لوگ ان سات وصفون کے ساتھ موصوف مین انپر کیونکر فلاح کا حکم لگایا گیا باوجود اس کے کہ اللہ نے ان عبادات کا تو ذکر ہی نہین کیا جو نماز کے علاوہ انسان پر واجب ہین جیسے روزہ اور حج اور امانت عہد سے عام ہے تو ہر عہد امانت ہی اور رعایت سے حفاظت مراد ہے اور راعی وہ شخص ہے جو کسی چیز کی حفاظت اور اصلاح پر مقرر ہو جیسے بکریون کا چرانے والا اور نماز کی حفاظت سے اسکا قائم کرنا مراد ہے اسکے وقتون مین اور پورا کرنا اسکے رکوع اور سجود اور قرارت کا اور ان اذکار کا جنکو شارع علیہ السلام نے مقرر فرمایا ہے ابن مسعود سے پوچھا گیا کہ اللہ تبارک و تعالی نے نماز کا قرآن مین بہت ذکر فرمایا ہے جیسے فرمایا اَلَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ دَآئِمُوْنَ اور فرمایا اَلَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ بولا ان دونو آیتون مین نماز کے اپنے وقت مین ادا کرنیکی تاکید ہے لوگون نے کہا ہم تو یہ خیال کرتے تھے کہ ان آیتون مین نماز کے چھوڑنے سے بچنا مراد ہے وہ بولا نماز کا چھوڑ دینا تو کفر ہے پہلی آیت مین اللہ نے مؤمنین کی نماز مین خشوع کرنے کے ساتھ وصف بیان کی ہے اور پچھلی آیت مین نماز پر محافظت کی وصف مذکور فرمائی ہے تو آیت مین تکرار نہین ہے اور طہارات نماز پر محافظت کرنے مین داخل ہین اسلیے کہ طہارت نماز کی شرطون مین سے ہین اور انکے بجالانے کے سوا نماز پر محافظت ممکن نہین ہے پھر اللہ تعالے نے ان لوگون

کی وہ صفات مذکورہ بالا کے ساتھ موصوف ہین مدح بیان کی اور فرمایا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ یعنے یہی لوگ اس بات کے سزاوار اور لائق ہین کہ اس اسم کے ساتھ موسوم ہون اور اس اسم کے ساتھ نامزد ہونا انہین کے شان کے شایان ہے انکے غیر کے سوا کیونکہ فصل کا ضمیر جو مبتدا اور خبر کے درمیان واقع ہوا ہے تخصیص پر دلالت کرتا ہے اور حصر اضافی ہے حقیقی حصر نہین ہے کیونکہ ثابت ہوا ہے کہ جنت مین اطفال اور مجنون اور بچے اور جوان بھی داخل ہونگے اور داخل ہونگے اس مین اہل قبلہ مین سے فساق معافی کے پیچھے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ قَالَہُ الْاَخْفَشُ پس اللہ تعالی نے موروث کو بیان فرمایا اور فرمایا اَلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ فردوس رومی بولی کا لفظ ہے اور معرب ہے اور بعض نے کہا فارسی ہے بعض نے کہا حبشی ہے بعض نے کہا عربی ہے اور وہ جنت کا میانہ طبقہ ہے اور وہ جنت مشتمل ہے اوپر ہے اور یہ تفسیر اس لفظ کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اور معنے یہ ہین کہ جو شخص ان چیزون پر عمل کرے جو ان آیتون مین مذکور ہین تو وہ وہی ہے جو جنت کے اس طبقہ کا وارث ہوگا اور یہ بیان ہے اس چیز کا جسکے وہ وارث ہونگے اور اس مین تقیید ہے وراثت کی اسکے مطلق بیان کرنے کے پیچھے اور یہ تفسیر ہے اس وراثت کی اسکے اظہار کے بعد اور اس مین بیان ہے اسکی عظمت و فخامت کا اور اس مین رغبت ہے اسکے محل کی اور بعض نے کہا اس آیت کے معنے ہین کہ وہ کفار کہ ان منازل کے وارث ہونگے جنکو انہون نے اپنے نفسون سے جدا کر دیا اللہ کی نافرمانی کرکے پھر اس پر وہی حدیثین اور اثر بیان کیے جو حافظ ابن کثیر نے بیان کیے ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ جملہ حالیہ ہے یا جملہ مستانفہ ہے جسکا کوئی محل نہین ہے اور خلود کے یہ معنے ہین کہ وہ اس مین ہمیشہ رہین گے اور نہ مرینگے اور جب اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنے بندون کو عبادت پر راغب کیا اور اسکی بجالانے پر فردوس کا وعدہ دیا تو پھر مبدا اور معاد کے ثابت کرنیکی طرف عود فرمایا تو کہ مکلفین کے نفوس مین یہ بات جم جاوے اور قرار گیر ہو جاوے کیونکہ اعادۂ ابتدا کا کام ہے دوسری بار کام کرنے سے سہل ہوتا ہے اللہ تعالی نے فرمایا وَھُوَ اَھْوَنُ عَلَیْہِ یعنے اللہ پر دوسری بار بنانا پہلی بار بنانے سے بھی زیادہ آسان ہے اور جن دلیلون کو اللہ سبحانہ و تعالی نے بیان فرمایا ہے وہ چار قسم کی دلیلین ہین پہلی نوع مین اللہ تعالی نے استدلال کیا دوبارہ بنانے پر انسان کی الٹ پلٹ کے ساتھ اطوار خلقت مین اور وہ نو طور مین جن مین سے پہلا طور یہی جی اٹھنا ہے دوسری نوع مین اللہ نے استدلال کیا آسمانون کی پیدائش کے ساتھ اپنے قول وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَکُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ کے ساتھ اور تیسری نوع مین اللہ نے استدلال کیا انزال مارک ساتھ اپنے اسقول وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ

مادہ کے ساتھ اور چوتھے نوع میں انسان کے استدلال کیا حیوانات کے احوال کے بیان کرنے کے ساتھ اپنے قول وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً الآیۃ کے ساتھ اور حیوانات کے کچھ احوال میں جنکو اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ میں بیان فرمایا ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ اور بنایا ہمنے آدمی چن لی مٹی سے پھر رکھا اسکو بوند کر کر ایک جمی ٹھہراؤ میں پھر بنائی اس جمی ہوئی بوند سے پھٹکی پھر بنائی اس پھٹکی سے بوٹی پھر بنائیں اس بوٹی سے ہڈیاں پھر پہنایا ان ہڈیوں پر گوشت پھر اٹھا کھڑا کیا اسکو ایک نئی صورت میں سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا پھر تم اسکے پیچھے مرو گے پھر تم قیامت کے دن کھڑے کیے جاؤ گے انتہی ماقی الموضح ابن کثیر نے کہا اللہ سبحانہ وتعالیٰ خبر دیتا ہے کہ ہمنے انسان کو پہلی بار چن لی مٹی سے بنایا اور وہ آدم علیہ السلام ہیں بنایا اسکو اللہ نے بجنے والی مٹی سے جو بنی تھی کیچڑ سڑی ہوئی سے ابن عباسؓ کہتے ہیں سلالہ سے پانی کا نچوڑ مراد ہے اور مجاہد کہتے ہیں سلالہ سے آدم علیہ السلام کی منی مراد ہے ابن جریر نے کہا آدم علیہ السلام کو طین اسلیے کہا گیا کہ وہ مٹی سے پیدا ہوئی اور قتادہ نے کہا انسان سے مراد یہاں آدم ہیں اور سنے یہ ہیں کہ آدم کو مٹی سے نکالا اور یہی سنے ظاہر ہیں اور سیاق کے مناسب ہیں کیونکہ آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے چپکتی مٹی سے اور وہی بجنے والی مٹی ہوتی ہے جو بنتی ہے کیچڑ سڑے ہوئے سے جو اصل میں تراب ہی جیسے اللہ نے فرمایا وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ یعنے اور اسکی نشانیوں سے یہ کہ تم کو بنایا مٹی سے پھر اب تم انسان ہو پھیل پڑے ابو موسیٰؓ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے بنایا آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی سے جسکو بھر لیا ساری زمین سے تو آدم علیہ السلام کی اولاد زمین کے موافق ہوتی ہے کوئی ان میں سرخ رنگ کے اور کوئی ان میں سے سفید رنگ اور کوئی ان میں سے کالا اور کوئی انکے درمیان اور کوئی ملیدہ اور کوئی ستھرا اور کوئی ملیدی اور ستھرائی کے درمیان رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَقَدْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ مِنْ طُرُقٍ عَنْ عَوْفٍ الْاَعْرَابِيِّ بِهٖ نَحْوَهٗ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً میں ضمیر جنس انسان کی طرف لوٹتی ہے جیسے اللہ نے الم تنزیل سجدہ کی آیت میں فرمایا وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ یعنے شروع کی انسان کی پیدائش ایک گارے سے پھر بنائی اسکی اولاد نچڑے پانی بے قدر سے

جیسے فرمایا اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ یعنے کیا ہمنے تمین بنایا تمکو بیقدر پانی سے پھر رکھا اسکو ایک جمے ٹھیراؤ مین یعنے رحم مین ایک مدی مقرر تک پھر ہم کر سکے سو کیا خوب برکت والے ہین ولہذا ایمان فرمایا ثم خلقنا النطفۃ علقۃ اور نطفہ وہ پانی ہے جو نکلتا ہے مرد کی پیٹہ اور عورت کی چھاتی سے پھر وہ ایک سرخ سی پھٹکی ہوجاتی ہے لغبی سی علقہ خون کو کہتے ہین یعنے وہ نطفہ پھر خون ہوجاتا ہے پھر گوشت کی بوٹی جسکی کوئی شکل نہین ہوتی اور اس مین کوئی خط یا دھاری بھی نہین ہوتی پھر اس گوشت کی بوٹی کا سر بنتا ہے اور دو ہاتھ اور دو پاؤن ہڈیون اور پٹھون کے سمیت اور عروق کے سمیت ابو ہریرۃ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کُلُّ جَسَدِ ابْنِ اٰدَمَ یَبْلٰی اِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ مِنْهُ یُرَکَّبُ یعنے ابن آدم کا سارا وجود گلجاتا ہے (سڑنے اور مدفون ہونیکے بعد) مگر عجب الذنب کی ہڈی کہ اسی سے آدمی بنا ہے اور اسی سے پھر (دوبارہ بنانے کیوقت) ترکیب پاجاویگا اور اس بوٹی کے اعضا بننے کے بعد پھر اسپر گوشت پیتا یا جاتا ہے پھر اس مین روح کو پھونکا جاتا ہے پھر وہ حرکت کرتا ہے اور آجاتا ہے ایک نئی صورت مین جس مین کان ہین اور آنکھین اور ادراک اور حرکت اور اضطراب سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر ہے بنانیوالا امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہین جب نطفہ پر چار مہینے گذر جاتے ہین تو اسکیطرف اللہ تبارک و تعالی ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس مین روح پھونکتا ہے تین اندھیرون مین یہی معنے ہین اللہ تعالی کے قول ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ کے اور یہی قول ہے مجاہد اور عکرمہ اور شعبی اور حسن اور ابو العالیہ اور ضحاک اور ربیع بن انس اور سدی اور ابن زید کا کہ خلق آخر سے روح کا پھونکنا مراد ہے اور اسیکو ابن جریر نے اختیار کیا ہے اور عوفی نے ابن عباس سے ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ کی تفسیر مین روایت کیا کہ اسکو ایک حال سے دوسرے حال کیطرف نقل کیا جاتا ہے یہانتک کہ وہ طفل ہوکر خارج ہوتا ہے پھر وہ پرورش پاتا ہے لڑکپن مین پھر بالغ ہوتا ہے پھر جوان پھر ادھیڑ پھر شیخ پھر بوڑھا اور قتادہ اور ضحاک سے بھی ایسے ہی مروی ہے اور ان اقوال کے درمیان کوئی منافات نہین ہے ایسلیے کہ جب اس مین روح پھونکی جاتی ہے اس مین یہ انتقال شروع ہوجاتا ہے مین واللہ تعالی اعلم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ حدیث بیان کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ صادق ہین اور مصدوق ہین کہ ایک تمہارا اپنی ماں کے پیٹ مین چالیس دن (ویسا ہی نطفہ) ٹکا رہتا ہے پھر وہ خون ہوکر چالیس دن خون ہی رہتا ہے پھر وہ بوٹی ہوکر چالیس دن تک بوٹی ہی رہتا ہے پھر اسکی طرف اللہ تعالی فرشتہ بھیجتا ہے جو اس مین روح پھونکتا ہے اور اسکو حکم ہوتا ہے چار باتون کا اسکی روزی اور اسکی عمر اور اسکے عمل (لکھنے) کا اور آیا وہ شقی (بدبخت) ہے یا سعید

(نیک بخت) ہیر اُس ذات کی قسم جسکے سوا کوئی پوجنے کے لایق نہیں ہے ایک تمہارا حضور عمل کرتا رہتا ہے بہشت والون کے یہانتک کہ اسکے اور بہشت کے درمیان اتنا ہی فاصلہ رہجاتا ہے جسقدر ایک ہاتھہ ہوتا ہے پھر اسپر تقدیر غالب آجاتی ہے اور اسکا انجام دوزخیون کے کام پر ہوتا ہے پھر وہ دوزخ مین داخل ہوتا ہے اور ایک آدمی دوزخیون کے کام کرتا رہتا ہے یہانتک کہ دوزخ مین اور اس مین اور کوئی فاصل نہین ہوتا سوا ایک ہاتھہ کے تو اسپر تقدیر غالب آتی ہے اور اسکا انجام بہشتیون کے کام پر ہوتا ہے اور وہ بہشت مین داخل ہوتا ہے اَخْرَجَاهُ مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ الْاَعْمَشِ عبد اللہ بن مسعود کہتے ہین نطفہ جب رحم مین پڑجاتا ہے تو وہ (عورت کے) ہر بال اور زاخون کی طرف اُڑتا ہے پھر وہ چالیس دن نطفہ ہی رہتا ہے پھر رحم کی طرف لوٹ کر (ٹپکی (خون) ہوجاتی ہے رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عبد اللہ بن مسعود کہتے ہین ایک یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سے گذرا اور آپ باتین کر رہے تھے اپنے اصحاب سے تو قریش کے لوگ بولے ای یہودی یہ شخص (محمد) کہتا ہے کہ مین نبی (پیغمبر) ہون وہ بولا مین اس شخص سے ایک بات پوچھتا ہون جسکو نبی کے سوا اور کوئی نہین جانتا عبد اللہ کہتے ہین پھر وہ یہودی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا یہانتک کہ بیٹھ گیا اور بولا ای محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انسان کی پیدایش کس چیز سے ہے تو آپ نے فرمایا ای یہودی انسان ہر ایک (مرد اور عورت) کے نطفے سے پیدا ہوتا ہے مرد کے نطفے سے یہی اور عورت کے نطفے سے بھی پھر مرد کا نطفہ تو وہ گاڑھا ہوتا ہے اس سے بچے کی ہڈیان اور پٹھے طیار ہوتے ہین اور عورت کا نطفہ تو وہ پتلا ہوتا ہے اس سے گوشت اور خون بنتا ہے تو وہ یہودی بولا اسیطرح کہتے تھے وہ نبی جو تجھسے پہلے تھے رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ حذیفہ بن اسید غفاری کہتے ہین کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے داخل ہوتا ہے فرشتہ نطفہ پر جب وہ رحم مین قرار گیر ہوجاتا ہے چالیس رات کے بعد اور کہتا ہے اے میرے رب یہ بدبخت ہے یا نیک بخت تو اللہ تعالی فرماتا ہے یہ دونون لکھو جاکر تم گے اور لکھتا ہے وہ فرشتہ اسکا عمل اور اسکی عمر اور اسکی مصیبت اور اسکی روزی پھر لپیٹا جاتا ہے وہ صحیفہ پھر نہ اسپر زیادہ کیا جاتا ہے اور نہ اس مین کمی متصور ہوسکتی ہے رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَقَدْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ صَحِيْحِهٖ مِنْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ دِيْنَارٍ نَحْوَهٗ مِنْ طُرُقٍ اُخَرَ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اُسَيْدٍ اَبِيْ سُرَيْحَةَ الْغِفَارِيِّ نَحْوَهُمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ الشرح رفعک کہتے کہ اللہ تعالی نے رحم کے ساتھہ ایک فرشتہ مؤکل کیا ہے جو کہتا ہے میرے رب یہ نطفہ ہے ای میرے رب یہ علقہ (ٹپکی) ہے اے میرے رب بوٹی ہے جبسے اسکے بنانے کا اللہ ارادہ کرتا ہے تو فرشتہ عرض

کرتا ہے اے میرے رب ہی یا مادہ کمبخت ہے یا نیک بخت اسکی روزی کسقدر ہے اور اسکی عمر کس قدر ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ سب باتین اسوقت لکھی جاتی ہین جب وہ پیٹ مین ہوتا ہے اَخْرَجَاہُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ مِنْ حَدِیْثِ حَمَّادِ بْنِ زَیْدٍ بِہٖ اور جب اللہ تعالیٰ نے بیان کیا اپنی قدرت کا اور اپنی بارِیکی بینی کا اس نطفہ کی پیدایش مین ایک حال سے دوسرے حال کیطرف اور ایک شکل سے دوسری شکل کی طرف یہانتک کہ وہ انسان برابر کامل الخلق ہوکر باہر نکلا فرمایا فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ عمر بن خطاب کہتے ہین میںنے موافقت کی اپنے مالک کی اور اس نے موافقت کی میری چار باتون مین اتری یہ آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ طِیْنٍ آخر آیت تک تو مین نے کہا فتبارک اللہ احسن الخالقین تو یہ آیت اتری فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ زید بن ثابت کہتے ہین ہم ہی مجمع پر یہ آیت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ طِیْنٍ سے خلقًا آخر تک تو معاذ بولا فتبارک اللہ احسن الخالقین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے معاذ سے عرض کی یا رسول اللہ آپ کیون ہنسے آپ نے فرمایا انہین لفظون پر یہ آیت ختم ہوئی ہے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ ایضًا حافظ ابن کثیر نے کہا احدیث کی سند مین جابر جعفی ہے جو سخت ضعیف ہے اور اسکی احدیث مین سخت نکارت ہے اور وہ اسلیے کہ یہ سورت مکہ مین اتری اور زید بن ثابت تو مدینہ مین کاتب وحی تھے اور ایسا ہی معاذ بھی مدینہ منورہ ہی مین مشرف باسلام ہوئے واللہ اعلم اور یہ جو فرمایا ثُمَّ اِنَّکُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ لَمَیِّتُوْنَ الآیہ تو اسکے یہ معنی ہین کہ تم عدم سے موجود ہونے کے بعد مرجاؤگے پھر قیامت کے دن دوسری بار اٹھائے جاؤگے جیسے فرمایا ثُمَّ اللّٰہُ یُنْشِئُ النَّشْاَۃَ الْاٰخِرَۃَ یعنے پھر اللہ دوسری بار اٹھاویگا قیامت کے دن اور ارواح کو اجساد کی طرف لوٹاویگا اور مخلوق کا حساب ہوگا اور ہر عامل کو اسکے عمل کے مطابق اور ہر فاعل کو اسکے فعل کے موافق جزا سزا ملیگی اگر اچھا کام کیا ہے تو عمدہ جزا ملیگی اور اگر برائی کی ہے تو عذاب ابدی مین گرفتار رہوگا فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ فتح کا بیان یہ ہے کہ الانسان سے جنس انسان مراد ہے کیونکہ انسان اپنے باپ آدم علیہ السلام کی پیدایش کے ضمن مین ہی پیدا ہوے ہین اور بعض نے کہا یہان انسان سے آدم مراد ہے اور سلالہ کہتے ہین خلاصہ کو بعض نے کہا اس مٹی کا نام ہے جس سے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اسکا نام سلالہ اسلیے رکھا گیا کہ وہ ساری مٹی سے چن لی گئی کہتے ہین سَلَلْتُ الشَّعْرَۃَ مِنَ الْعَجِیْنِ وَالسَّیْفَ مِنَ الْغِمْدِ فاسل یعنے بال کو آٹے سے کھینچ لیا اور تلوار کو میان سے پھر وہ نکل آئی تو نطفہ

انسان کا خلاصہ ہوتا ہے اور بچہ سہیل علامہ ابو الطیب نے کہا اور تابعین کے سلالہ کی تفسیر میں اقوال میں سے کہا ہے ہمنے اشارہ کیا اور ثم جعلناہ میں ضمیر جنس انسان کی طرف ہے یا عطف ہے انسان کے افراد کے کہ وہ آدم کی اولاد ہیں یا کہو کہ مضاف محذوف ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے ثم جعلنا نسلہ یعنی کیا ہمنے اسکی نسل کو جو انسان سے آدم مراد لیا جاوے اور نطفہ کی تفسیر سورہ حج میں گذری اور بسیط علقہ اور مضغہ کی تفسیر بھی گذری اور قرار مکین سے رحم مراد ہے اور یہ نطفہ کو علقہ بنانے سے یہ مراد ہے کہ پھر سبحانہ و تعالیٰ نے نطفہ بیضا کو علقہ حمرا بنا دیا پھر اس کو گوشت کی بوٹی بنا دی پھر اس ساری بوٹی یا بعض بوٹی کی ہڈیاں بنائیں تو کہ بدن کے لیے ستونوں کے قائم مقام ہوں خاص شکلوں پر پھر ہڈی کو اس قدر گوشت پہنایا جو اسکے لائق ہے اور اسکے حال کے مناسب ہے پھر ہمنے ایک اور پیدائش کی جو پہلی پیدائش کے مخالف ہے وہ یہ کہ اس میں روح پھونکی اس پیچھے کہ وہ جمادا تھا قالہ ابن عباسؓ اور یہی قول ہے مجاہد اور عکرمہ اور شعبی اور حسن اور ابو العالیہ اور ربیع بن انس اور سدی اور ضحاک اور ابن زید کا اور سیکو ابن زید نے پسند کیا اور بعض نے ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ کی تفسیر میں کہا کہ ہمنے اسکو دنیا کی طرف نکالا اور بعض نے کہا خلق آخر سے بالوں کا اگانا مراد ہے اور بعض نے کہا دانتوں کا نکلنا خلق آخر ہے قالہ ابن عباسؓ ایضاً اور بعض نے کہا خلق آخر سے ان قوتوں کا کامل کرنا مراد ہے جو اس میں پیدا ہوئے بعض نے کہا خلق آخر سے کمال شباب مراد ہے بعض نے کہا خلق آخر سے اسکے احوال کا پھیرنا مراد ہے ولادت کے بعد استہلال سے رضاع کی طرف اور رضاع سے قعود کیطرف اور قعود سے قیام کیطرف اور قیام سے مشی کی طرف اور مشی سے فطام (دودھ چھوڑنے) کیطرف اور فطام سے کمانا پینے کیطرف اور پھر بالغ ہونے کی طرف اور پھر شہوت کیطرف آنے جانے کیطرف الی ما لا نہایۃ لہ اور صحیح امر یہ ہے کہ خلق آخر شامل ہے ان سب کو اور انکے سوا نطق اور ادراک اور حسن مجادبت اور تحصیل معقولات کو یہانتک کہ مرجان کرخی کہتے ہیں ہمنے نطفہ کو اسکے صفات سے تحویل کر کے ایسی صفت میں نقل کیا جسکو وصف کرنے والوں کی وصف احاطہ نہیں کر سکتے تو اسمیں تعظیم اور ثنا کا استحقاق رکھتا ہے اور وہ بہت اچھا ہے بنانے والوں کا اور خالقین سے مصورین مراد ہیں اور اصل میں خلق کہتے ہیں اندازہ کرنے کو صالح ابو الخلیل کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو آپنے فرمایا اس ذات پاک کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے یہ آیت اسی جملہ پر ختم ہوئی جسکے ساتھ تونے تکلم کیا ہے اے عمرؓ اس مشکو کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے موافقت کی اپنے مالک (عزوجل) سے چار باتوں میں میں نے عرض کی یا رسول اللہ کاش ہم نماز پڑھیں مقام

ابراہیم کے پیچھے تو اللہ تعالیٰ نے اتاری یہ آیت وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش آپ اپنی بی بیوں پر حجاب مقرر کریں کیونکہ آپ کے پاس نیک و بد ہر قسم کے لوگ آتے ہیں تو اتاری اس نے یہ آیت وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اور میں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج سے تم ضرور باز رہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے سے) ورنہ بدلہ میں دیگا اللہ نبی کو تم سے بہتر تو اتاری اس نے یہ آیت عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ آخر آیت تک اور اتری آیت (سورہ مومنون کی) لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ سے اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ تک تو میں نے کہا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ پھر اتاری اس نے یہ آیت (فتبارک اللہ احسن الخالقین) اخرجہ الطبالسی و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن عساکر پھر علامہ نے زید بن ثابتؓ کی حدیث کو بیان کیا جس میں جابر جعفی ضعیف ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝ اور ہم نے بنائے ہیں تمہارے اوپر سات راہیں اور ہم نہیں بیخبر خلق سے جب اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کو بیان فرمایا تو اس پر سبع سموات کی خلق و پیدائش کا عطف ڈالا اور ایسا بہت ہے کہ اللہ سبحانہ نے سموات اور ارض کی آفرینش کو انسان کی پیدائش کے ساتھ بیان کیا ہے کما قال تعالیٰ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ یعنے بیشک آسمانوں اور زمین کا بنانا لوگوں کے بنانے سے بڑا ہے اور ایسا ہی الم سجدہ کی ابتدا میں جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن کی صبح میں پڑھتے تھے سموات اور ارض کی پیدائش کو مذکور فرمایا ہے پھر انسان کی پیدائش سلالۃ الطین سے بیان کی ہے اور بعاد اور حِرَاء وغیرذلک مقصودوں کو اس میں کہولا ہے مجاہد نے کہا سبع طرائق سے ساتوں آسمان مراد ہیں اور یہ آیت اس آیت کی طرح ہے تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ یعنے اور اسکی ستھرائی بولتے ہیں آسمان ساتوں اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے اور اس آیت کی طرح اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا یعنے کیا تم نے نہیں دیکھا کیسے بنائی اللہ نے سات آسمان تہ پر تہ اور اس آیت کی طرح اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا یعنے اللہ وہ ہے جس نے بنائے سات آسمان اور زمین بھی اتنی اترتا ہے حکم انکے بیچ تو تم جانو کہ اللہ ہر چیز پر کر سکتا ہے اور اللہ کے علم نے سمائی ہر چیز کی اور ایسا ہی اس آیت میں بیان فرمایا کہ ہمنے تمہارے اوپر سات راہیں بنائیں اور یہ جو فرمایا کہ ہم نہیں ہیں خلق سے بے خبر تو اسکے یہ معنے ہیں کہ وہ جانتا ہے جو بیٹھتا ہے زمین میں اور

اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور جو اس میں چڑھتا ہے کما قال تعالیٰ یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منها وما ینزل من السماء وما یعرج فیها وهو معکم اینما کنتم والله بما تعملون بصیر له ملک السموت والارض والی الله ترجع الامور یولج اللیل فی النهار ویولج النهار فی اللیل وهو علیم بذات الصدور یعنے وہ جانتا ہے جو اندر جاتا ہے زمین کے اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو اور جو کرتے ہو وہ دیکھتا ہے سبکا ہی راج آسمانوں کا اور زمین کا اور اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور اسکو خبر ہے جیوں کی بات کی اور ایک آسمان دوسرے آسمان کے آگے اس سبحانہ وتعالیٰ کے لیے حجاب و پردہ نہیں ہے اور نہ ایک زمین دوسری زمین کے آگے اور در پردہ نہیں ہیں اس سبحانہ سے ٹیلے اور نہ ریگستان اور نہ دریا اور نہ جنگل اور نہ درخت اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انکو کوئی نہیں جانتا اُسکے سوا اور وہ جانتا ہے جو جنگل اور دریا میں ہے اور نہیں جھڑتا کوئی پات رتبہ اجو وہ نہیں جانتا اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ ہرا نہ سوکھا جو نہیں کہلی کتاب میں فتح میں کہا ہے کہ لام ولقد خلقنا میں قسم محذوف کا جواب ہے اور اس جملہ میں ان چیزوں کی آفرینش کا مذکور ہے جنکی مخلوق کو اپنے پیدا ہونے کے بعد ضرورت وحاجت ہے اور فوق سے مراد علو کی جانب و جہت ہے نہ فوقیت کی اعتبار و لحاظ کے سوا اسلیے کہ فوقیت کی نسبت تو لوگوں کو انکی مخلوق ہونے کے بعد عارض ہوئی ہے اور سموت کی آفرینش کے وقت تو مخلوق مخلوق ہی نہ تھی اور نہ سموت ہماری فوق تھے بلکہ ہم تو انکے بعد مخلوق ہوئے قالہ الحفنادی اور طرائق سے سموات مراد ہیں خلیل اور فراء اور زجاج کہتے ہیں سموات طرائق کے ساتھ اسلیے موسوم ہوئے کہ وہ بعض بعض پر تہ بر تہ ہیں جیسے نعل کو نعل پر کہا جاتا ہے ابو عبیدہ نے کہا جب ایک چیز کو اوپر نیچے رکھیں تو کہتے ہیں طارقت الثنی یعنے ہر ایک اسکے بعض کو بعض پر رکھا اور عرب کے لوگ ایسی چیز کو جو کسی چیز کے اوپر ہو اسکا طریق کہتے ہیں بعض نے کہا طرائق کے ساتھ سموت اسلیے نامزد ہوئے کہ وہ فرشتوں کے اترنے اور چڑھنے اور آنے کے لیے رستے ہیں قالہ الرازی بعض نے کہا سموات کو اسکے طریقے ہیں اور انکے الٹ پلٹ ہونے کے مقام اور خلق مراد وما کنا عن الخلق میں مخلوق ہے اور معنے یہ ہیں کہ ہم ان سبع طرائق اور انکی مخلوقات سے کہ وہ گرنہ پڑیں بے خبر نہیں ہیں اور اکثر مفسرین کا یہ خیال ہے کہ خلق سے کل مخلوقات مراد ہے اور معنے یہ ہیں کہ ہم

سموات کو تمام کہا ہو گر پڑنے سے اور زمین والون کو محفوظ رکھا ہے اس سے کہ انپر آسمان گرے اور ان کو نابود کر دیوے یا زمین انکو دھنسا دیوے یا کسی اور سبب کے ساتھ انکی ہیچ کنی ہو جاوے اور ممکن ہے کہ یہ مراد ہو ہم انکی مصلحتون اور معایش کے ساتھ قیام سے غافل اور انکی حفاظت اور اعمال اور اقوال سو بیخبر نہین ہین وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۝ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ۝ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ اور اتارا ہمنے آسمان سے پانی اندازہ کر کے پھر ٹھیرا دیا زمین مین اور ہم اسکو لیجا دین تو سکتے ہین پھر اگائے تمہارے لیے ہمنے باغ اس سے کھجور اور انگور سے تم کو ان سو بہوت میوے دین اور انمین سے کھاتے ہو اور وہ درخت جو نکلتا ہے سینا پہاڑ سے اگوتا ہے تیل اور روٹی ڈبونا کھانے والون کو اور تم کو چوپایون مین دھیان کرنا ہے پلاتے ہین ہم تمکو انکے پیٹ کی چیز سے اور تم کو ان مین بہت فائدے ہین اور بعضون کو کھاتے ہو اور ان پر اور کشتی پر لدے پھرتے ہو انتہے مافی الموضح اس مقام تعالی اپنی ان نعمتون کا ذکر فرماتا ہے جنکو اس نے اپنے بندون پر اتارا اور وہ نعمتین اسقدر ہین کہ عدد مین نہین آسکتین فرماتا ہے کہ ہم حاجت و ضرورت کے مطابق و موافق بادل سے پانی گراتے ہین نہ بہت کہ زمینون اور عمارتون کو نقصان پہونچاوے اور نہ تھوڑا کہ کھیت اور پہلون کو بھی کافی نہ ہو بلکہ اسقدر جسکے پینے پلانے اور اس سے فائدہ اٹھانیکے طرف لوگ محتاج ہون یہانتک کہ جن زمینون کو بہت پانی کی ضرورت و حاجت ہوتی ہے زراعت کے لیے اور وہ بسبب اونچے نیچے ہونے کے اس قابل نہین ہوتین کہ انپر بارش ہو تو ان کی طرف دوسرے شہرون سے پانی لانیکے لیے جیسے مصر کی زمین کہ اسکی طرف اللہ تعالی نیل کا پانی لاتا ہے دیتے ہین اور اس مین سرخرنگ کی مٹی ملی ہوتی ہے جسکو نیل بارش کے زمانے مین حبش کے ملک سے کہود کر بہا لاتا ہے وہ مٹی مصر کی زمین اگر ٹھیر جاتی ہے تو کہ مصر والے اس مین زراعت کرین کیونکہ انکی زمین ایسی ہے جسپر ریت غالب ہے فَسُبْحَانَ اللَّطِيفِ الْخَبِيرِ الرَّحِيمِ الْغَفُورِ اور یہ جو فرمایا پھر ٹھیرا دیا اسکو زمین مین تو اسکا مطلب یہ ہے کہ جسطرح پانیکو ہم بادل سے گراتے ہین تو وہ زمین مین دھس جاتا ہے اور زمین مین ہم نے ایسی قابلیت رکھی ہے کہ وہ اسکو لیتی ہے اور وہ دانے اور گٹھلیان اور پہل پھول جو اس مین گڑے ہوتے ہین ان اسقسم کو اندر ہی اندر سے نمو اور تری پہونچتی ہے اور یہ جو فرمایا اور ہم اسکو لیجا دین تو سکتے

ہین تو اسکے یہ معنی ہین کہ ہم اگر چاہین کہ بارش نہ ہو تو کر سکتے ہین اور اگر ہم تمہارا تکلیف مین ڈالنا پسند کرین اور پانی کو جنگلون اور ایسی جگہون مین گرا دین جہان اسکی ضرورت نہین ہے تو کر سکتے ہین اور اگر اسکو کڑوا بنا دین ایسا کہ وہ فائدہ اٹھانیکے قابل نہ رہے پینے پلانے کی لائق نہ ہو تو کر سکتے ہین اور اگر ہم اسکو زمین پر نہ اتارین اور اسکو اپنی جگہہ مین ہی کہپا دین تو کر سکتے ہین اور اگر ہم چاہین تو اسکو اتار کر ایسے جگہون مین داخل کر سکتے ہین جہان تم پہونچ کر اسکو فائدہ اٹھاؤ لیکن اسکی نوازش ہے اور لطف پروری اور مہربانی کہ وہ ہمیشہ اتارتا ہے پانی بادل سے میٹھا چکھا پیدا کرکے اتارتا ہے زمین مین اور اسکو چلاتا ہے زمین کے چشمون مین پھر لوگ نکالتے ہین ان چشمون سے ندیان اور نالے اور پلاتے ہین زروع اور ثمار کو اور خود پیتے ہین اور پلاتے ہین اپنے جانورون کو اور پاک صاف ہوتے ہین اسکے ساتھہ فللہ الحمد والمنۃ اور یہ جو فرمایا پھر اگاتے ہین ہم تمہارے واسطے اس پانی کے ساتھہ کھجور اور انگور کے باغ تو اسکے یہ معنی ہین کہ ہم اس پانی کے ساتھہ جسکو ہم بادل سے اتارتے ہین پھل پھول نکالتے ہین اور باغ بارونق کھجور اور انگور کے اور ان دونو چیزون کا ذکر اسلیے فرمایا کہ حجاز کے ملک مین غالبًا یہ دو ہی چیزین موجود ہین اور ایک چیز اور اسکی نظیر مین کچھہ فرق نہین ہے جیسے اہل حجاز کے حق مین کھجور اور انگور نعمت ہے جس کے شکر کے ساتھہ قیام ہے وہ عاجز مین ایسی ہر اقلیم و ولایت والون کے پاس اللہ کے وہ انعام و احسان موجود ہین جنکے شکر کے قیام سے وہ ہاری ہین اور تو اللہ سبحانہ و تعالی نے آپ ہی فیصلہ کر دیا کہ تمہارے اوپر کچھہ ان دو ہی چیزون کا انعام نہین بلکہ تمہارے لیے زمین مین بہت میوے ہین لَكُمْ فِيهَا فَوَاكِهُ كَثِيرَةٌ کہکر یعنے تمہارے لیے اس پانی کے ساتھہ جمیع اقسام کے فواکہ و میوجات پیدا کرتے ہین کَمَا قَالَ تَعَالٰی يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ یعنے اگاتا ہے تمہارے واسطے پانی سے کھیتی اور زیتون اور کھجورین اور انگور اور ہر قسم کے میوے اور وہ درخت جو طور سیناسے نکلتا ہے اس سے زیتون مراد ہے اور طور وہ پہاڑ ہے جس مین درخت ہون اور جو پہاڑ خشک بے گیاہ ہو اسکو جبل کہتے ہین اسکو طور نہین کہتے اور طور سیناسے طور سینین مراد ہے اور وہ وہ پہاڑ ہے جسپر موسی علیہ السلام نے اللہ کے ساتھہ بات چیت کی اور طور سینین مین اور ان پہاڑون مین جو طور سینین کے آس پاس ہین زیتون کا درخت بہت ہوتا ہے اور صبغ سے سالن مراد ہے مالک بن ربیعہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوا بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ یعنے زیتون کا تیل کھاؤ اور اسکو سر مین لگاؤ اسلیے کہ برکت والا درخت ہے رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ حضرت عمر رفعًا کہتے ہین اِئْتَدِمُوْا بِالزَّيْتِ وَادَّهِنُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ يَخْرُجُ مِنْ

شَجَرَةً مُّبٰرَكَةً یعنے زیتون مین روٹی ڈبو کر کھاؤ اور زیتون کا تیل سر مین لگاؤ اسلیے کہ زیتون کا تیل برکت والے درخت سے نکلتا ہے رواہ عبد بن حمید فی مسندہ و رواہ الترمذی و ابن ماجۃ من غیر وجہ عن عبد الرزاق قال الترمذی و لا یعرف الا من حدیثہ و کان یضطرب فیہ ربما ذکر فیہ عمر و ربما لم یذکر فیہ یعنے اور سکو ترمذی اور ابن ماجہ نے کئی سندون کے ساتھ عبد الرزاق سے نکالا ترمذی نے کہا اور یہ حدیث معروف نہین ہے مگر عبد الرزاق کی روایت سے اور عبد الرزاق اسحدیث مین متردد تھا کبھی اس مین عمر فاروق کا نام لیتا اور کبھی اس مین عمر کا مذکور نہ کرتا شریک بن نمیلہ کہتے ہین کہ مین عمر بن خطاب کا مہمان ہوا عاشورا کی رات تو انہون اونٹ کا سر سیر کر کے کھلایا اور زیتون کھلایا اور فرمایا یہ وہ برکت والا زیت ہے جسکا ذکر اللہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کیا ہے اور یہ جو فرمایا وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً الآیہ تو اس مین اللہ سبحانہ و تعالی نے ان مین سے بعض کے گوشت اور پہنتے ہین انکی اُون اور انکی سیرابی اور انکے بال اور سوار ہوتے ہین انکی پیٹھون پر اور لادتے ہین ان پر بھاری بوجھ ان بلاد کی طرف کہ وہان نہین پہونچ سکتے مگر جان توڑ کر کما قال تعالی وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ یعنے اور چوپایے بنا دیے تم کو ان مین جڑاول ہے اور کتنے فائدے اور بعضون کو کھاتے ہو اور تم کو ان سے رونق ہے جب شام کو پھیر لاتے ہو اور جب چراتے ہو اور اٹھا لے چلتے ہین بوجھ تمہارے ان شہرون تک کہ تم نہ پہونچتے وہان مگر جان توڑ کر بیشک رب تمہارا بڑا شفقت والا مہربان ہے وَكما قال تعالى اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ یعنے کیا اور نہین دیکھتے وہ کہ ہم نے بنا دیے انکو اپنے ہاتھون بنائی سے چوپائے پھر وہ انکے مالک ہین اور عاجز کر دیا انکو انکے لگے پھران مین کوئی ہے انکی سواری اور کسیکو کھاتے ہین اور ان کو ان مین فائدے ہین اور پینے کے گھاٹ پھر کیون شکر نہین کرتے فتح مین کہا ہے یہ منجملہ انعامات الہی کے ہے کہ اس نے بادل سے پانی اتارا اور آیت مین ماء سے مطر مراد ہے کیونکہ

وہ زمین اور زمین مین رہنے والون جاندار چیزون کے زندہ رہنے کا باعث ہی اور یہ ندیان اور چشمے اور کنوین جو زمین مین نکالے جاتے ہین تو ان مین کا پانی بھی فی الاصل آسمان کا پانی ہے اور بعض نے کہا ماء سے عذب مراد ہی یعنے میٹھا پانی اتارا کیونکہ کڑوا پانی تو زمین مین باوجود قحط کے موجود رہتا ہے اور کم ہوتا ہے تو میٹھا ہوتا ہے اور اس قول پر بھی کوی دلیل نہین ہے کیونکہ زمین مین کڑی پانی نہین ہے مگر وہ آسمانی پانی ہی اور حدیثون سے ثابت ہوتا ہے کہ پانی آسمانون اور زمینون کے بنانے سے پہلے موجود تھا پھر اللہ نے اس میں سے کچھ پانی آسمان مین رکھا اور کچھ زمین مین کَذَا فِی الْبَحْرِ اور قدر سے تقدیر مراد ہے یا قدر سے وہ مقدار مراد ہے جسکے ساتھ زراعتون اور پھلون کی اصلاح ہو کیونکہ پانی اگر بہت ہو جاوی تو اسکے ساتھ تو زراعتین اور پھل خراب ہو جاتے ہین اور اسی آیت کی طرح ہے اللہ کا قول وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ یعنے اور ہر چیز کے ہم پاس خزانے ہین اور اُتارتے ہین ہم ٹھیرے ہوئے اندازے پر اور یہ جو فرمایا پھر ہمنے ٹھیرا دیا زمین مین یعنے کچھ پانی زمین کی پیٹھ پر ثابت رکھا اور کچھ اسکے پیٹ مین جسکے ساتھ اپنی ضرورت کے وقت فائدہ اٹھاوین جیسے وہ پانی جو ٹھہرون اور جھیلون مین ٹھیرتا ہے اور چشمون مین اور انقطاع بارش کے زمانے مین کام آتا ہے ابن مردویہ اور خطیب نے ضعیف سند کے ساتھ نکالا ابن عباسؓ سے اس نے جناب شاہ رسالت علیہ التحیۃ والتسلیم سے کہ اللہ نے بہشت سے زمین کیطرف پانچ ندیان اُتاریں سیحون اور وہ ہند مین ندی ہے اور جیحون اور وہ بلخ مین ندی ہے اور دجلہ اور فرات اور یہ دونون عراق مین ہین اور نیل اور یہ مصر مین ندی ہی ان کو اللہ نے ایک ہی چشمہ سے اُتارا جو بہشت کے چشمون سے نکلا ہے بہشت کے نیچے کے درجہ سے جبرئیل علیہ السلام کے دو بازوون پر پھر اس چشمہ کو جبرئیل علیہ السلام نے جبال کے سپرد کر دیا ہے اور بہایا ہے انکو زمین مین اور کہا ان کو ایسا کہ لوگ اسنے اپنی معاشون مین فائدہ اٹھاوین تو یہی معنے ہین اللہ کے قول وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ کے جب یاجوج ماجوج کے خروج کا زمانہ ہوگا تو اللہ تعالی جبرئیل کو بھیجے گا وہ زمین سے قرآن اور علم اور حجر اسود کو بیت اللہ کے رکن سے اور مقام ابراہیم اور موسی علیہ السلام کے تابوت کو سمیت اس چیز کے جو اس مین ہے اٹھا لیجاوے گا اور ان پانچ ندیون کو اٹھا لیجاوے گا اور یہی معنے ہین اللہ کے قول وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ کے جب یہ چیزین دنیا مین سے مرفوع ہو جاوین گی (تو دنیا والون کے پاس خیر و برکت نہ رہیگی) اور وہ دنیا اور آخرت کی بھلائی سے محروم رہجاوین گے اور معنے یہ ہین کہ جیسے ہم پانی کے اتارنے پر قادر ہین ہم اسکے

لیجانے پر بھی قادر ہین کسیطرح لیجاوین اسکو بگاڑ دیوین یا اٹھا لیجاوین یا اسکو گہراؤ مین ڈالدین جہان تم پونچ نہ سکو یا اُسکو خشک کردیوین اور اس آیت مین تہدید شدید ہے اور اسی آیت کی مثل ہے یہ آیت قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ یعنے تو کہدے بھلا دیکھو تو اگر ہو رہے صبح کو پانی تمہارا خشک پہر کون ہے جو لادے تم پاس پانی ستھرا پہر بیان کیا اللہ سبحانہ و تعالی نے اس نتیجہ اور ثمرہ کو جو انزال مار کے بعد ظاہر ہوتا ہے فرمایا فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ الآیۃ نخیل اور اعناب کو خاصکر اسلیے بیان فرمایا کہ ان دونون پھلون مین اور پھلون سے بڑھکر فائدے ہین اور یہ دونون پھل رو ٹی اور سالن کے قائم مقام ہو جاتے ہین خشک بھی اور تر بھی اور بعض نے کہا ان دونون کو خاصکر اللہ نے اسلیے بیان فرمایا کہ طائف اور مدینہ مین یہی دونو موجود ہین نہ کچھ اور ابن جریر کا یہی قول ہے بعض نے کہا ان دونون کو بالاستقلال اسلیے ذکر کیا کہ ان دونون درختون کا پھل سب درختون سے عمدہ ہوتا ہے اور سب سے بڑھکر لذیذ اور خوش گوار تمہارے لیے ان باغون مین بہت پھل ہین اور انہین سے کہاتے ہو سردی گرمی دونون موسمون مین بعض نے کہا وسنہا تا کلون کے یہ معنے ہین کہ ان باغون مین تمہاری روزی اور معاش کی صورتین ہین اور یہ اللہ تعالی کا قول عرب کے اس محاورے سے ماخوذ ہے فلان یاکل من حرفۃ کذا یعنے فلان شخص فلان کام کر کر کہاتا ہے بعض نے کہا لکم فیہا فواکہ کے یہ معنے ہین کہ تمہارے لیے ان باغون مین کھجور اور انگور کے سوا اور بھی پھل پھول ہین اور بعض نے کہا معنے یہ ہین تمہارے لیے خاص ان دو قسمون مین میوے ہین کیونکہ ان دونون جنسون کی مختلف قسمین ہین جولذت اور رنگ مین متفاوت ہین اور فقہ والون نے فاکہ کے لفظ مین بہت اختلاف کیا ہے کہ آیا فاکہہ کا اطلاق کس چیز پر آتا ہے اور ان اقوال مین سے عمدہ قول یہ ہے کہ فاکہہ کا اطلاق ان میوون پر ہوتا ہے جنکو لوگ کہاتے ہین لیکن وہ انکے قوت نہین ہین اور نہ وہ طعام ہین اور نہ سالن اور بقول مین اختلاف ہے آیا تہ کاریان بھی فاکہہ مین داخل ہین یا تہ کاریان فاکہہ مین داخل نہین ہین واحدی اور سب مفسرون کا یہی قول ہے کہ شجرۃ سے زیتون کا درخت مراد ہے اور اس درخت کا خاص ذکر اسلیے کیا کہ اسکی حفاظت کرنیکی پانی پلانے کے ساتہ لوگون کو عادت نہین ہے بلکہ یہ درخت خود بخود نشو و نما پاجاتا ہے اور اسی سے دہن نکلتا ہے اور طوفان کے بعد یہ درخت سب درختون سے پہلے اُگا اور یہ درخت بہت زمانہ تک رہتا ہے تلف نہین ہوتا یہانتک کہ بعض کا یہ قول ہے کہ اس درخت کی تین ہزار سال کی عمر ہوتی ہے اسکو خازن نے ذکر کیا تو اسکا ذکر بھی اللہ نے احسان کے طور پر فرمایا کیونکہ یہ سب درختون سے عزت والا درخت ہے

اور اسکی فائدے عام ہین اور یہ درخت کثیر البرکت ہی اور جو فرمایا تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَاءَ باوجود اسکے کہ یہ درخت طور سینین کے سوا اور جگہون مین بھی پایا جاتا ہی تو اسلیے کہ اسکی اصل طور سینین ہی مین ہے پھر وہان سے لیکر اور مقامون مین گاڑا گیا ذکر کیا اور طور سینین بیت المقدس کے پہاڑ کا نام ہے اور کلام عرب مین طور پہاڑ کو کہتے ہین اور بعض نے کہا عجمی نام ہے جسکو معرب کیا گیا اب سینا کے معنے مین اختلاف ہی بعض نے کہا وہ خطی بولی مین عمدہ چیز کو کہتے ہین بعض نے کہا حبشی زبان مین بعض نے کہا سریانی بولی مین اور اسکے معنی یہ ہین پہاڑ جس مین بہت درخت ہون بعض نے کہا جس پہاڑ مین پھلدار درخت ہون اسکو سینا اور سینین کہتے ہین اور بعض نے کہا سینا مشتق ہے سناسے اوسنا کہتے ہین بلندی کو اور بعض نے کہا سینا کے معنے ہین مبارک اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ سینین پہاڑ کا نام ہے جیسے کہتے ہین احد کا پہاڑ بعض نے کہا فلسطین کے پہاڑ کا نام ہے بعض نے کہا طور سینا اس مکان کا نام ہے جس مین یہ پہاڑ ہے بعض نے کہا سینا ایک پتھر کا نام ہے اور جبل کو اسکی طرف مضاف کیا گیا اسلیے کہ سینا پتھر اس مین موجود ہے اور سینا ہر اس پہاڑ کا نام ہے جو پھلدار درخت والا ہو ابن عباس کہتے ہین یہ وہی پہاڑ ہے جس سے موسی علیہ السلام کو آواز آئی اور انعام کی تفسیر سورہ نحل مین گزری اور وہ ابل ہین اور گائین اور بکریان نیشاپوری نے کہا شاید یہان انعام سے خاص اونٹ مراد ہین کیونکہ عادۃ انہین کی سواری ہوتی ہے اور دوسری سیر دلیل یہ ہے کہ اللہ نے اسکو مقرون کیا ہے فلک کے ساتھ اور یہ جنگل کی کشتیان ہین جیسے فلک سفائن بحر ہین ذوالرمہ شاعر نے کہا ؎ سَفَائِنُ بَرٍّ تَحْتَ خَدِّيْ زِمَامُهَا اور اللہ سبحانہ وتعالی نے بیان فرمایا کہ ان مین عبرت اور نصیحت ہی کیونکہ یہ ان چیزون مین سے ہین جنکی پیدایش اور افعال سے قدرت الٰہیہ کی عظمت پر دلیل لیجاتی ہے اور ان کو خاص کیا عبرت کے ساتھ نبات کو سوا اسلیے کہ عبرت نبات مین بہت ظاہر ہے پھر اللہ سبحانہ نے چوپایون مین جو انعام کیے ہین انکو مفصل طور بیان فرمایا اس عبرت پر خبردار کرنیکے بعد جو اس نے چوپایون مین بندون کے لیے رکھی ہے فرمایا نُسْقِيْكُمْ مِمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا کیونکہ علف کو منعقد ہونے مین جسکو چوپائے کھاتے ہین اور اسکی ایسی لذیذ غذا اور ایسا مشروب لفنیں بنجانے مین معتبرین کے لیے عظیم عبرت اور منعظمین کے لیے کبیر موعظت ہی پھر انکے منافع کو اجمال کے طور پر بیان فرمایا جو ان چوپایون سے دودھ کے علاوہ ہین فرمایا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ الآیہ یعنے تمہارے لیے ان چوپایون کی پیٹھون مین اور انکے دودھ مین اور انکی کھال اور اون مین اور انکی ہیر مین اور انکی ہالون مین جب یہ چوپائے زندہ ہون بہت فائدے ہین پھر ایک خاص فائدہ بیان فرمایا اور فرمایا اور

ان مین رکوع کیونکر ذبح کرکر کھاتے ہو اور اسکو اسلیے بیان فرمایا کہ کھانے مین لوگون کیواسطے ایک عظیم نفع ہے اور سمیطرح
اپر سوار ہونا بیان فرمایا اسلیے کہ اس مین بھی منفعت عظیمہ ہے بندون کے لیے فرمایا اور انپر اور کشتیون پر لدے
پھرتے ہو علامہ ابوالطیب کہتے ہین اگر انعام سے ابل اور بقر اور غنم آیت مین یہ تینون مراد ہون تو سننے یہ ہونگے
ان مین سے بعضپر اور کشتیون پر لدے پھرتے ہو اور اگر انعام سے خاص اونٹ ہی مراد ہون تو پھر سمجھنے مین کوئی خفا
نہین ہے پھر چونکہ انعام پر غالبًا جنگلون مین ہی سواری کی جاتی ہے اسلیے اسکے ساتھ اسچیز کو بھی بیان فرمادیا
جسپر دریا مین سواری کیجاتی ہے نعمت کی تتمیم اور منت کی تکمیل کے لیے اور جب اللہ سبحانہ نے کشتی کا بیان
فرمایا تو اسکے پیچھے نوح علیہ السلام کا مذکور فرمایا کیونکہ اونہون نے ہی پہلے کشتی کو بنایا اور بیان کیا ہر
برتاؤ کا جو نوح علیہ السلام کے قوم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کیا اور ایسا اونہون نے اسلیے برتاؤ کیا کہ انہون نے
اللہ کی مخلوقات مین فکر اور غور اور نظر سے کام نہ لیا اور ان نعمتون کو اونہون نے یاد نہ کیا جنکے ساتھ اللہ نے
انپر انعام کیا اور فرمایا وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ
اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ
يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْۤ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۚ اِنْ هُوَ
اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ اور ہمنے بھیجا نوح کو اسکی قوم پاس تو اس نے کہا اے قوم
بندگی کرو اللہ کی تمہارا کوئی حاکم نہین اسکے سوا کیا تم کو ڈر نہین تب بولے سردار جو منکر تھے اسکی قوم کے یہ کیا
ہے ایک آدمی ہے جیسے تم چاہتا ہے کہ بڑائی کرے تپر اور اگر اللہ چاہتا تو اتارتا فرشتے ہمنے یہ نہین سنا
اپنے اگلے باپ دادون مین اور کچھ نہین یہ ایک مرد ہے کہ اسکو سودا ہے سو راہ دیکھو اسکی ایک وقت تک

ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالے نوح علیہ السلام کی خبر دیتا ہے کہ جب انکو بھیجا انکی قوم کیطرف
تو کہ ان کو ڈراوے اللہ کے عذاب اور اسکے سخت بأس اور انتقام سے ان لوگون مین سے جنہون نے اللہ
کے ساتھ شرک کیا اور اسکے احکام کے مخالفت کی اور اسکے رسولون کی تکذیب کی تو اونہون نے فرمایا اے میری
قوم اللہ کی پرستش اور عبادت اور پوجا کرو اسکے سوا تمہارا کوئی حاکم ہے کیا تم ڈرتے نہین ہو اللہ تعالے
سے تو ان مین کے سادات اور اکابر بولے یہ نوح تو تمہاری مثل ایک آدمی ہے چاہتا ہے نبوت کا دعوی کرکر
تمپر کچھ بڑائی حاصل کرے حالانکہ وہ تمہارے طرح ایک بشر ہے ہم نہین جانتے کہ خدا نے تمکو چھوڑکر اس کی
طرف وحی کیون کی اور اگر پروردگار کو پیغمبر کا بھیجنا منظور تھا تو فرشتہ کو بھیجکر اپنے پاس سے بھیجتا اور

وہ پیغمبر بشر نہ ہوتا ہمنے تو دہور ماضیہ مین ابا راجداد کے زمانون مین کسی بشر کو پیغمبر ہوتے نہین سُنا یہ تو اک سودائے آدمی ہی دعوی کرتا ہے کہ اسکو اللہ نے تمہاری طرف بھیجا ہے درمیان ہمارے وحی نیکر بھیجا یا سوراہ دیکھو یعنے اسکی ساتہ زمانہ کے انقلاب کی راہ دیکھو اور ایک مدت اسپر ٹھہرو یہانتک کہ اسکو ہاتہہ سے راحت پاؤ فتح مین کہا ہے اس مین تسلی ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس بات کے بیان کرنے کے ساتہہ کہ تیرے سوا اور پیغمبر اور کی قومین بہی اپنے اپنے نبیون کے ساتہہ یہی معاملہ کرتی ہین اور بیان پانچ قصے مذکور فرمائے ہین جن مین سے یہ پہلا قصہ ہے اور دوسرا ہود علیہ السلام کا قصہ ہے جو شروع ہوتا ہے ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ سے اور تیسرا شروع ہوتا ہے اللہ کے قول ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ سے اور جو تہا سو سے اور ہارون علیہما السلام کا قصہ ہے جو شروع ہوتا ہے اللہ کے قول ثم ارسلنا سو سے وہارون الآیہ سے اور پانچوان عیسے اور اسکی ماں علیہما السلام کا قصہ ہے جو شروع ہوتا ہے وجعلنا ابن مریم وامہ الآیہ سے نوح علیہ السلام کا نام ابتکار اور نوح انکا لقب ہے رازی کے قول پر یا انکا نام عبد اللہ ہے سیوطی کے قول پر اور نوح علیہ السلام کی عمر ایک ہزار پچاس سال کی ہوئی جیسے کئی بار گذرا اور نوح علیہ السلام کے قصہ کو اور قصون سے پیشتر بیان کیا تو کہ آدم علیہ السلام کے قصہ کے متصل رہے اسلیے کہ نوح اور آدم کے درمیان ایک مناسبت ہے اور دوسرا یہ کہ نوح آدم ثانی ہے کیونکہ نوع انسانی نوح کے بعد اسیکی نسل مین محصور ہے عبادت سے مراد توحید ہے اور اسکی اطاعت اور اسکے ساتہہ شرک نکرنا اور جملہ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ پہلے جملہ کی علت ہے یعنے اسکے سوا تمہارا معبود ہونیکی اور حرف مِنْ زائد ہے تم نہین ڈرتے اس سے کہ اپنے مالک کی عبادت چہوڑتے ہو جسکے سوا اس عبادت کا کوئی مستحق نہین ہے حالانکہ اسکے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہین ہے اور بعضون نے کہا اَفَلَا تَتَّقُوْنَ کے یہ معنے ہین کہ کیا تم اس بات سے نہین ڈرتے کہ جن نعمتون کے ساتہہ اس نے تم کو سرفراز کیا ہے انکو تم سے اٹہا لیوے بعضون نے کہا اسکے معنی ہین کیا تم اپنی جانون کو اسکے عذاب سے نہین بچاتے جس عذاب کے حلول ونزول کے تمہارے ذنوب ومعاصی مقتضی ہین اور ان ذنوب ومعاصی کا بار اور حملان اور بوجہ تمنی اسکے سوا اورون کی پرستش کرکے اپنے سرون پر اٹہا لیا ہے ملا سے اشراف مراد ہین اور رشل سے جنس مراد ہے یعنے یہ نوح ہی تمہاری جنس کا بشر ہے اس مین اور تمہارے درمیان کوئی فرق نہین ہے فضیلت کے طلب وارادہ سے سیادۃ اور شرافت کا طلب کرنا مراد ہے یہانتک کہ تم اسکے تابع ہوجاؤ اسکے حکم کو مانو اور لو شاء اللہ الآیۃ مین ان کافرون نے تصریح کی کہ بشر رسول نہین ہوسکتا اور یہ دوسرا شبہ اور اعتراض ہے اور ارسال سے

انزال کے ساتھ تعبیر کی کیونکہ رسل کا عباد کیطرف بھیجنا انکے بندون کیطرف نزول کو مستلزم ہے بعض نے کہا اسکے معنے یہ ہین کہ اگر اللہ چاہتا کہ اسکے سوا کسی اور کی عبادت و پرستش نہ کیجاوے تو فرشتے اُتارتا بشر نہ اتارتا ہمنے ایسا دعوی کہ بشر نبوت کا مدعی ہو کبھی سنا نہین یا یہ معنے کہ ہمنے کسی بشر سے آبا و اجداد مین یہ نہین سنا کہ ان مین سے کوی اکیلے اللہ کی عبادت کا حکم کرے اور تیسرا اعتراض ہے اور تعجب ہے کہ کفار تیرون کی الوہیت پر خوش ہوتے ہین اور بشر کے نبی ہونے پر راضی نہ ہوئے اور چوتھا اونہون نے کہا کہ ہمنے اپنے آبا مین یہ دعوے نہین سنا تو اس سے امم ماضیہ مراد ہین یعنے اُمم گذشتہ سالقہ مین کسی بشر نے یہ دعوی نہین کیا اور یہ کلمہ انہون نے تقلید پر بھروسا کرکے اور اسکی رسی کے ساتھ تمسک کرکے کہا اور اسپر قناعت نہ کی یہانتک کہ اسکے ساتھ نرا جھوٹ اور صریح بہتان بھی ملا دیا اور بولے یہ تو سودائی آدمی ہے نہین جانتا کیا کہہ رہا ہے اور یہانتک کا جو تھا اعتراض ہے تم ایک مدت تک اسکی راہ دیکھو یہانتک کہ اسکا امر کھلجاوے اسطرح کہ اسکا یہ جنون دور ہوجاوے اور اس دعوی کو چھوڑ دیوے یا مر جاوے کہ اور تم اس سے راحت پاؤ اور یہ پانچوان اعتراض ہے اور اللہ نے ان اعتراضات کو رد نہین کیا کیونکہ ان کا فساد ظاہر ہے فرا نے کہا حین سے اس آیت مین وقت معین مراد نہین ہے اور اس سے یہ غرض ہے کہ کسی دن تک اسکی راہ دیکھو جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے جواب سنے اور پہچان لیا کہ یہ اپنے کفر پر اڑے ہوئے ہین اور جمے ہوئے فرمایا رب انصرنی قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا

كَذَّبُونِ ۝ فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ

فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ وَلَا

تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ ۝ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ

الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَقُلْ رَبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ۝ إِنَّ

فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ۝ بولا اے رب تو مدد کر کہ اونہون نے مجھکو جھٹلایا پھر ہمنے حکم بھیجا اسکو کہ بنا کشتی ہماری آنکھون کے سامنے اور ہمارے حکم سے پھر جب پہونچی ہمارا حکم اور اُبلے تنور تو ڈال لے اس مین ہر جنس کا جوڑا دو دو اور اپنے گھر کو لوگ مگر جسکی قسمت مین آگے پڑچکی بات اور نہ کہہ مجھسے سوا ظالمون کے واسطے انکو ڈوبنا ہے پھر جب بیٹھ چکو تو اور جو تیرے ساتھ ہے کشتی پر تو کہہ شکر اللہ کا جس نے چھڑایا ہم کو گنہگار لوگون سے اور کہہ اے رب اُتار مجھکو برکت کا اتارنا اور تو ہے بہتر اتارنیوالا اس مین نشانیان ہین اور ہم ہین جانچنے والے ف تفسیر ابن کثیر مین کہا ہے کہ اللہ تعالی نوح علیہ السلام کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ انہون نے

پکارا اپنے رب کو اپنی قوم پر مدد کیلیے جیسے اللہ تعالی نے نوح کیطرف سے دوسری آیت مین خبر دی ہے فرمایا فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ یعنے پس پکارا اپنے رب کو کہ مین دب گیا ہون پس بدلا لے اور یہان فرمایا رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ تو اسوقت نوح علیہ السلام کو اللہ نے کشتی بنانے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ حیوانات اور نباتات اور تمام کے ہر قسم سے جوڑا دو ہر لیعنے نر اور مادہ نا دین ڈال لین اور ڈال لین نا دین اپنے گھر والی مگر انکو سوار نہ کرین جنکی قسمت پہلے ہلاکت مقرر ہو چکی ہے اور انکے گھر کے لوگون مین سے وہ لوگ تھے جو آپ پر ایمان نہ لائے جیسے آپ کی بی بی اور آپ کا بیٹا واللہ اعلم اور یہ جو فرمایا اور نہ کہہ مجھکو ان ظالمون کیواسطے انکو ڈوبنا ہے یعنے عظیم کے انزال کیوقت تجھ کو اپنی قوم پر ترس نہ آجاوے اور انپر شفقت پر ترحم کرنے لگے انکے چھوڑ دینے مین یہانتک کہ وہ ایمان لاوین کیونکہ سیبنے فیصلہ کر دیا ہے کہ انہون کو ڈوبنا ہے اسی کفر وطغیان کیوجہ سے اور یہ قصہ سورہ ہود مین بڑی شدومد سے گذرا جو اپنے اعادہ سے مغنی ہے اور یہ جو فرمایا پھر جب بیٹھ چکے تو اور تیرے گھر والے نا دپر تو کہنا شکر اللہ کا جس نے چھڑایا ہمکو گنہگار لوگون سے تو یہ ویسا ہی ہے جیسے فرمایا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ یعنے اور جن نے بنادی تم کو کشتی (نا دین) اور چوپائے جن پر سوار ہوتے ہو تا چڑھ بیٹھو انکی پیٹھ پر پھر یاد کرو اپنے رب کا احسان جب بیٹھ چکو اسپر اور کہو پاک ذات ہے وہ جس نے بس مین دیا ہمارے یہ اور ہم نہ تھے اسکے مقابل ہونیوالے اور ہمکو اپنے رب کیطرف پھر جانا ہے اور نوح علیہ السلام نے اللہ تعالے کے اس ارشاد کی تعمیل کی کما قال تعالی حَاكِيًا عَنْهُ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنے اور بولا سوار ہو نا دین اللہ کے نام سے اسکا بہنا اور اسکا ٹھیرنا تحقیق میرا رب بخشنے والا ہے مہربان تو بادکیا نوح علیہ السلام نے اللہ تعالی کو نا دکے چلنے کی ابتدا مین اور اسکے چلنے کی انتہا مین اور فرمایا اللہ تعالی نے وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ یعنے اور کہہ اے نوح اے میرے رب اتار مجھکو برکت کا اتارنا اور تو ہے اچھا اتارنیوالا اور یہ جو فرمایا اس مین نشانیان ہین اور ہم ہین جانچنے والا یعنے احکام مین مومنین کے نجات دینے اور کفار کے ہلاک کرنے مین ضرور آیات اور حجج اور دلالات واضحات ہین انبیا کی صداقت پر اسچیز مین جسکو وہ اللہ کے پاس سے لائے اور وہ سبحانہ کرنیوالا ہے جو چاہے قادر ہے ہر چیز پر جانتا ہے ہر چیز کو جانچتا ہے اپنے بندون کو ارسال مرسلین کے ساتھ فتح مین کہا ہے اس دعا کا حاصل یہ ہے کہ تو انتقام لے ان سے جن چیز کے ساتھ تو چاہے اور

جس طرح تو چاہے کیونکہ انہون نے میری تکذیب کی ہو اولیجا سے رسال سول مراد ہے اور ان اصنع الفلک جملہ مفسر ہو اور فلک تختے ہین سفینہ کو اور باعیننا سے ہماری رویت مراد ہے یا متعلق محذوف ہو اور معنی یہ ہین متلبس ہماری حفاظت کے ساتھہ اور بعض نے اسکی بعلمنا کے ساتھہ تفسیر کی آگے تو کہ اسکا کوئی تعرض نہ کرے اور کوئی تخصر اسکے عمل کو نہ بگاڑے لیکن پہلے معنے اولی ہین اور اعین کی جمع مین مبالغہ ہے اگرچہ عادۃً دیکھنے والی کی دو ہی آنکھین ہوتی ہین اور اس لفظ کے معنے سورۂ ہود مین ہی گذر چکی اور وحی سے مراد امر اور اسکے بنانے کی کیفیت کی تعلیم ہے بعض نے کہا نوح علیہ السلام نے اسکو دو سال مین طیار کیا اسکا طول تین سو ہاتھہ کا تھا اور عرض پچاس ہاتھہ کا اور تیس ہاتھہ اونچی تھی اور اس مین تین طبقے رکھے نیچے کا طبقہ درندون اور زہریلے جانورون کے لیے اور میانہ درجہ دواب اور انعام کے لیے اور اوپر کا درجہ انسانون کے لیے جیسے سورۂ ہود مین یہ قصہ گذرا اور امر سے فاذا جاء امرنا مین عذاب مراد ہے اور فور تنور اس عذاب کی آمد کی علامت اور نشان تھی اور تنور وہ آدم علیہ السلام کا تنور تھا جس مین حضرت حوا علیہا السلام روٹیان پکاتی تھین اور وہ نوح علیہ السلام کو وراثۃً پہونچا اور وہ پتھر کا تھا بعض نے کہا تنور سے زمین کا نشیب مراد ہے اور سلوک سے دخول مراد ہے اور یہ جو فرمایا کہ ہر ایک قسم کا جوڑا اس مین ڈال لے تو یہ انسان کے سوا اور جنین مراد ہین اسلیے کہ انسانون مین سے تو ستر یا اسی عدد نفر کشتی مین داخل ہوئے تھے اور یہ عدد ہر کیف دو سے زائد ہے اور اہل سے زوجہ اور اولاد مراد ہے اور قول سے اہلاک کا وعدہ ازلی مراد ہے اور نوح علیہ السلام کے اہل مین سے جنکی ہلاکت مقدر ہو چکی وہ کنعان تھا اور اسکی والدہ اور اس قصہ کی تفسیر تمام وکمال سورہ ہود مین گذر چکی برکت سے سبار کا مین غرق سے نجات پانا اور نجات پانے کے بعد کثرت نسل مراد ہے اور آیت مین تعلیم ہے عباد کے لیے کہ جب وہ ناؤ پر سوار ہو کر اترین تو یہ کلمہ کہین واحدی کہتے ہین مفسرین نے کہا ہے اللہ نے حکم کیا ہے کہ جب لوگ ناؤ پر سوار ہون تو اسکے تعریف اور توصیف کہین اور جب اترین تو مبارک اترنا

ثُمَّ أَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ۝ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا
لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ وَقَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ
وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ
مِمَّا تَشْرَبُونَ ۝ وَلَئِنْ أَطَعْتُم بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ ۝ أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ
وَكُنتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا أَنَّكُم مُّخْرَجُونَ ۝ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ۝ إِنْ هِيَ
إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

وَمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ۝
فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ پھر اٹھائی ہمنے ان پر چیخ
ایک سنگت اور پھر بھیجا ہمنے ان مین ایک رسول ان مین کا کہ بندگی کرو اسکی کوئی نہین تمہارا حاکم اسکو سلو پھر
کیا نمکو ڈر نہین اور بولے سردار اسکی قوم کے جو منکر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو اور آرام دیا تھا ہمنے
ان کو دنیا کے جیتے اور کچھ نہین یہ ایک آدمی ہے جیسے تم کھاتا ہے جس قسم سے تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جس قسم سے
تم پیتے ہو اور کہی تم چلے کہے پر ایک آدمی کے اپنے برابر کہ تو تم بیشک خسارہ مین ہوگے کیا نمکو وعدہ دیتا ہے کہ
جب تم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیان کہ تم نکالے جاؤگے کہان ہو سکتا ہے جو تم کو وعدہ ملتا ہے او کچھ نہین
یہی جیتا ہے ہمارا دنیا کا مرتے ہین اور جیتے ہین اور ہمکو پھر اٹھنا نہین اور کچھ نہین یہ ایک مرد ہے باندھ لایا
اللہ پر جھوٹ اور اسکو ہم نہین ماننے والے بولا اے رب میرے مدد کر کہ اونہون نے مجھکو جھٹلایا فرمایا اب تھوڑے
دنون مین صبح کو رہجاوینگے پچھتاتے پھر پکڑا ان کو چیخ کھاڑ نے بتحقیق پھر کر دیا ہمنے انکو کوڑا سو دور ہو جاوے
گنہگار لوگ **ف** موضح القرآن مین کہا ہے اس سے معلوم ہوا قصہ ہی ثمود کا کہ چنگھاڑ سے وہی ہے حافظ ابن کثیر
نے کہا اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے پیچھے اللہ نے ایک اور قرن اٹھایا بعض نے کہا اس قرن
سے عاد کا قرن مراد ہے کیونکہ عاد ہی نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد جانشین ہوئے بعض نے کہا اس قرن سے
ثمودیون کا قرن مراد ہے کیونکہ اللہ تعالی نے یہان فرمایا فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ یعنی پھر پکڑا انکو چنگھاڑ
نے بتحقیق اور چنگھاڑ سے ثمود ہی ہلاک ہوئے اور ان لوگون کا قصہ اسطرح ہے کہ اللہ نے ان مین رسول بھیجا ان
مین کا پھر اس نے انکو بلایا اللہ اکیلے کی عبادت کیطرف جسکا کوئی شریک نہین ہے پھر اونہون نے اللہ کے رسول
کی تکذیب کی اور اسکی مخالفت کی اور انکار کیا اسکی تابعداری سے اور اسپر دلیل یہ بیان کی کہ ہمارے جیسا بشر
ہے اور برا مانا ایسے رسول کو اور جھٹلایا اللہ کی ملاقات کو آخرت کے دن اور انکار کیا معاد جسمانی کا اور
کہنے لگے کیا نمکو وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر جاؤگے اور مٹی ہو جاؤگے اور ہڈیان تو تم قبرون سے نکالے جاؤگے
کہان ہو سکتا ہے کہان ہو سکتا ہے جو تم وعدہ دیے جاتے ہو اور کچھ نہین یہی جینا ہے ہمارا دنیا مین مرتے ہین اور جیتے ہین اور
ہم پھر نہین اٹھینگے اسکے سوا اور کیا ہے کہ یہ ایک مرد ہے جو رسالت اور نذارت اور اخبار بالمعاد دین
جھوٹ بولتا ہے اور ہم کب اسکی بات کو مانتے ہین پیغمبر نے انپر اللہ سے فتح مانگی اور اپنے رب سے انپر مدد طلب کی
اور فرمایا اے رب میری مدد کر کہ انہون نے مجھکو جھٹلایا اور قبول فرمایا اللہ نے اسکی دعا کو اور فرمایا اب تھوڑے

دنون مین صبح کو رہ جاوینگے بچتے نے کہ ہائی ہمنے اپنے پیغمبر کی باتون کی اور جس کو وہ اللہ کے جانب سے لایا کیون مخالفت
کی اور کیون اسکے ساتھ عناد کیا پہر ان کو پکڑ لیا چنگھاڑ نے تحقیق اور وہ اپنے کفر اور طغیان کیوجہ سے ہی
لائق تھے اور ظاہر یہ ہی کہ انکو پکڑا چنگھاڑ نے اور اسکے ساتھ باوجود سخت تندزور آور صرصر دھواکھاڑ تی تھی
اور ہلاک کرتی تھی اور برہم درہم کرتی تھی ہر چیز کو اپنے مالک کے حکم اور اجازت سے پہر وہ ایسے ہوگئی کہ انکے
گہرون کے سوا اور کچھ دیکھا ہی نہ دیتا تھا اللہ یون ہی سزا دیتا ہے گنہگارون کو اور یہ جو فرمایا پہر ہمنے انکو
کردیا کوڑا یعنے ہلاک ہوکر گر گئے جیسے پانی ہر کوڑے کچرے کو پہینک دیتا ہے اور غثا اس شے کو کہتے ہین
جو حقیر قلیل ہالک ہو اور اس سے فائدہ نہ اٹہا سکے اور یہہ جو فرمایا فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ تو یہ ویسا ہی ہے
جیسے اللہ تعالی نے فرمایا وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ یعنے ہمنے انپر بے انصافی نکی
پروہ آپ ہی بے انصاف تھے جو کفر کرتے رہے اور عناد اور اللہ کے رسول کی مخالفت سے نہ ٹلے اب ان کے
احوال سننے والے انپر رسول کی تکذیب وعناد ومخالفت سے ڈرین فتح مین کہا ہے قرن سے قوم مراد ہے
اور اکثر مفسرون کا یہ قول ہے کہ یہ عاد کا قرن تہا جسکا اس آیت مین مذکور ہے کیونکہ عادیون کا قصہ نوح
علیہ السلام کے قصہ کے بعد قرآن مین اس مقام کے سوا ہی واقع ہے اور دوسری دلیل سپر یہ ہی کہ اعراف
مین ہی نوح علیہ السلام کے قصہ کے بعد عاد کا قصہ مذکور ہے اور اس مین آتا ہے کہ ہود علیہ السلام نے
اپنی قوم سے فرمایا وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ یعنے اور یاد کرو جو کردیا اس نے
تمکو جانشین نوح کے قوم کے بعد بعض نے کہا ان لوگون سے ثمود مراد ہین کیونکہ وہی چنگھاڑ کے ساتھ
ہلاک ہوئے اور اللہ نے اس قصہ مین اسقوم کا چنگھاڑ کے ساتھ ہلاک کرنا مذکور فرمایا ہے بعض نے کہا
ان لوگون سے مدین کے لوگ مراد ہین کیونکہ وہ بہی منجملہ ان اقوام کے ہین جو چنگھاڑ کے ساتھ ہلاک ہوئین
اور ملا سے انکی معزز اور اشراف مراد ہین اور لقاء آخرت کی تکذیب سے حساب کتاب وعقاب وبعث ونشر
کی تکذیب مراد ہے اور اترافہ سے دنیا کی نعمتون کا فراخی سے دیا مراد ہے پہر وہ اترائے کثرت مال اور
رفاہیت عیش کے سبب سے یہانتک کہ انہون نے اپنے رسول کی وصف کی اپنی برابری کے ساتھ بشریت
مین اور کہانے اور پینے مین اور بولی نہین ہے یہ مگر تمہاری طرح ایک آدمی کہاتا ہے جو تم کہاتے ہو اور
پیتا ہے جو تم پیتے ہو اور یہ اس قوم کا اپنے رسول پر پہلا شبہہ اور اعتراض ہے جو اللہ کے قول حسرۃً پر
ختم ہوتا ہے اور انکی حماقت سے یہ اپنے مثل کی اتباع سے انکار کیا اور جو لوگ اپنے سے عاجز ہے انپر

انکی عبادت کرتے رہے اللہ کے قول اَبَعِدَ کم میں ہمزہ انکار کے لیے ہے اور یہ جملہ مستانفہ ہے اس میں پہلی مادہ کی تقدیر ہے ہیہات اسم فعل ہے ساتھ معنے بُعدَ کے اور ابن عباسؓ نے ان دونوں لفظوں کو بعید بعید کے ساتھ تفسیر کی ابن الانباری نے کہا ہیہات میں دس لغتیں ہیں یہاں کو بیان کیا اور ہیہات معنی ہے اور سلیمان جمل نے کہا اس لفظ میں بہت لغتیں ہیں جو چالیس سے بھی بڑھ جاتی ہیں یہ جو ان میں سے مشہور لغتیں ہیں انکو بیان کیا جنکو ہمنے چھوڑ دیا اسلیے کہ انکے بیان میں جنداں فائدہ مقصود نہیں ہے اور یہ اسم فعل ماضی ہے مصدر کے معنے کے ساتھ اور غالبًا اس کلمہ کی استعمال تکرار کے ساتھ آتی ہے اور دوسرا تاکید لفظی ہوتا ہے اور لِمَا تُوعَدُونَ میں لام امر مستبعد کو بیان کے لیے ہے جیسے هَيْتَ لَكَ میں یہاں اللہ نے انکا اسراف بیان کیا کہ وہ کہتے ہیں اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا یعنے یہی دنیا کا جینا ہی ہے نہ وہ جینا جسکا تو ہمارے ساتھ وعدہ کرتا ہے اور وہ یہ کہ باپ دادے مرجاتے ہیں اور اولاد زندہ رہتی ہے یا یہ کہ ایک قوم مرجاتی ہے اور ایک قوم جیتے رہتی ہے یا یہ کہ بعض مرجاتے ہیں اور بعض پیدا ہوتے ہیں اور ایک قرن گزر جاتا ہے اور دوسرا آجاتا ہے پھر صراحت کی بعث کی نفی کے ساتھ کہ ہمنے کوئی جی کر اٹھتا نہیں یہ محض اُسکا بہتان ہے اللہ پر اور عَمَّا قَلِيلٍ کے عنقریب معنی ہیں اور عَنْ معنے میں بَعْدَ کے ہے اور مَا زائدہ ہے ظرف کو درمیان قلت زمان کے تاکید کے لیے آیا ہے جیسے اللہ کے قول فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ میں مفسرون نے کہا ہے صیحہ سے کی تفسیر میں کہ جبریل علیہ السلام نے ایک چیخ ماری اس ہوا کے ساتھ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انکو ہلاک کیا پھر وہ سارے مرگئے بعض نے کہا صیحہ وہ ایک معین عذاب کا نام ہے اور ہلاکت کا عذاب جو ان پر اترا اور حق سے عدل مراد ہے یعنی یہ عذاب انپر کچھ بے انصافی کے طور پر نہیں اتارا بلکہ عدل کے ساتھ انتہی ماقال فی الفتح ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ پھر اٹھایا ہمنے ان کے پیچھے سنگتیں اور نہ پہلے جاوے کوئی قوم اپنے وعدے سے نہ پیچھے رہیں پھر بھیجے رہے ہم اپنے رسول لگتے تار جہاں پہونچا کسی سنگت کے پاس انکا رسول اسکو جھٹلا دیا پھر چلاتے گئے ہم ایک کے پیچھے دوسرے اور کر ڈالا انکو کہانیاں سو دور ہو جاویں جو لوگ نہیں مانتے ف ابن کثیر میں کہا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے پھر ہمنے انکے پیچھے اور قرون یعنے امم اور خلائق پیدا کیے کوئی امت اپنی

اجل مین سے سبقت نہین کرتی اور نہ اپنے مقررہ وعدے سے پیچھے ہٹتی ہے بلکہ ہر ایک امت قضا کے موافق جو اسکو واسطے
اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین ٹھہرا دی ہے پکڑا جاتا ہے اور ثم ارسلنا رسلنا تترا مین تتر اسے ایک رسول کا دوسرے
رسول کے پیچھے آنا مراد ہے اور یہ آیت اس آیت کی طرح ہے وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا
اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ یعنے اور ہمنے
اٹہائی مین ہر امت مین رسول کہ بندگی کرو اللہ کی اور بچو ہر دغے والے (شیطان) سے سو کسیکو راہ دی اللہ نے اور کسیپر
ثابت ہوئی گمراہی اور یہ جو فرمایا جہان پہونچا کسی امت پاس انکا رسول اسکو جھٹلایا تو اس سے مراد یہ ہے کہ انکے
جمہور نے جھٹلایا اور یہ آیت اس آیت کیطرح ہے یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا
بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ یعنے کیا افسوس ہے بندون پر کوئی رسول نہین آتا ان پاس جس سے ٹھٹھا نہین کرتے اور یہ جو
فرمایا پہر چلاتے گئے ہم ایک کے پیچھے دوسرے یعنے ہلاک کرتے رہے انکو اور یہ آیت اس آیت کی طرح ہے وَكَمْ
أَهْلَكْنَا مِن الْقُرُونِ مِن بَعْدِ نُوحٍ یعنے اور کتنے کہپاوین ہمنے سنگتین نوح سے پیچھے اور یہ جو فرمایا اور
کر ڈالا ان کو کہانیان یعنے انکے قصون کو لوگون کی اخبار اور حدیثین اور کہانیان بنا ڈالا جنکے ساتھ لوگ
آپس مین باتین کرتے ہین اور یہ قول اسکے بقول کیطرح ہے فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ
مُمَزَّقٍ یعنے پہر کر ڈالا ہمنے انکو کہانیان اور چیر کر کر ڈالا انکو ٹکڑے فتح مین کہا ہے ان قرون سے صالح اور
لوط اور شعیب اور یونس اور ایوب وغیرہم علیہم السلام الی یوم القیام کی قومین مراد ہین جیسے انکی قومون کے
قصے اسی ترتیب پر سورہ اعراف اور ہود مین وارد ہین اور بعض نے کہا ان قرون سے بنی اسرائیل مراد ہین اور
موسی علیہ السلام سے پہلے ان مین بہت رسول آئے اور یہان قرن کو جمع کیا اور فیما سبق مین مفرد تو یہ اسلیے کہ
یہان قرون سے متعدد امتین مراد ہین اور وہان ایک ہی جماعت مراد تھی پہر اللہ تعالی نے اپنی کمال قدرت اور اپنا کامل
علم اپنے بندون کی احوال مین بیان کیا اور فرمایا کوئی جماعت اور امت اپنی آجال مکتوبہ معینہ سے پیشدستی
نہین کرتے اور نہ اپنی ہلاکت کیوقت سے متاخر ہو سکتی ہے اور اسیکی مثل ہے اللہ کا قول فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ
لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ یعنے جب پہونچا انکا وعدہ نہ دیر کرینگے ایک گھڑی اور جلدی
پہر اللہ نے بیان فرمایا کہ ان قرنون اور سنگتون کے پیچھے بھی برابر متواتر لگاتار رسول آتے رہے اپنی قومون
کیطرف لیکن ان کی امتون کا حال تکذیب مین ایک جیسا ہی رہا اور فرمایا ثم ارسلنا رسلنا تترا ابن عباس رض
نے تترا کی تفسیر مین کہا بعضہم علے اثر بعض یعنے ایک کو بھیجا دوسرے کے قدم پر اور یہ غرض نہین ہے کہ ان

قرون کے بعد بہت رسول ایک ہی ہا بھیجے یہ اسلیے کہ دو رسولون کو درمیان کا زمانہ طویل ہوتا تھا اور اسکی تفسیر کرتا ہے امہ کا قول کلما جاء امۃ رسولہا کذبوہ کیونکہ جملہ بیان کر رہا ہے کہ ہر ایک رسول خاص ایک ایک امت کیطرف آتا رہا اور مجی سے تبلیغ مراد ہے اور احادیث جمع ہی احدوثۃ کی اور احدوثۃ کہتے ہین ہر بات کو جسکو لوگ آپس مین کرین اور احادیث احدوثۃ کی جمع ہے جیسے اعاجیب اعجوبہ کی جمع ہے اور اعجوبہ وہ چیز ہے جس سے لوگ تعجب کرین یا احادیث حدیث کی جمع ہے غیر قیاس پر اور حدیث کا اطلاق شر مین ہوتا ہے خیر کے سوا جیسے کہتے ہین صار فلان حدیثا یعنے فلان شخص تو عبرت ہو گیا ہے علامہ ابو الطیب لغوی اللہ مرقدہ نے کہا اور یہ کلیہ درست نہین ہے کہ حدیث کا اطلاق شر مین ہوتا ہے خیر مین نہین ہوتا ہر کبھی کہتے ہین صار فلان حدیثا حسنا اور عرب نے کچھ لفظون مین قیاس کا خلاف کیا ہے اور مفاعیل کے صیغہ پر انکی جمع کا استعمال کیا ہے جیسے اباطیل اور اقاطیع اور کہا زمخشری نے احادیث حدیث کی اسم جمع ہے اور اسی قبیل سے ہے احادیث رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور افاعیل کا وزن جمع کے اوزان مین سے نہین ہے اور اسکو ہمارے اصحاب نے ان جمعون کے وزنون مین بیان کیا ہے جو قیاس کے خلاف ہین جیسے قطیع اور اقاطیع اور جب عبادید کو وزن پر انہون نے حکم لگایا ہے کہ یہ جمع تکسیر ہے باوجود اس بات کے کہ اس واحد کے ساتھ کسینے لفظ نہین کیا تو لازم ہے کہ احادیث بھی جمع تکسیر ہو اور اسکی تو واحد کے ساتھ لفظ ہوا ہے اور وہ حدیث ہی پس معلوم ہوا کہ احادیث جمع تکسیر ہے اسم جمع نہین ہے جیسے ہمنے بیان کیا پھر اللہ تعالے نے اس چیز کو بیان کیا جو فرعون اور اسکی قوم سے موسی اور

ہارون کے انکے پاس جانیکے وقت وقوع مین آئی ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَ

سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ۚ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ

لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۚ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۝ وَلَقَدْ

اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ پھر بھیجا ہمنے موسی کو اور اسکے بھائی ہارون کو اپنی نشانیان

دیکر اور سند کھلی فرعون اور اسکے سردارون پاس پھر بڑائی کرنے لگے اور نہ وہ لوگ چڑھے رہے سو بولے کیا ہم مانینگے

ایک دو آدمیون کو اپنے برابر کے اور انکی قوم کرتے ہین ہمارے بندگی پھر جھٹلایا ان دونون کو پھر ہو گئے انمین

مین اور ہمنے دی موسی کو کتاب شاید وہ راہ پاوین ف تفسیر ابن کثیر مین ہے کہ اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ اسنے

موسی اور اسکے بھائی ہارون کو فرعون اور اسکے سردارون پاس نشانیان اور حجج سر پھوڑنیوالے اور براہین

قاطعات دیکر بھیجا اور فرعون اور اسکی قوم نے موسی اور ہارون کی اتباع سے استکبار کیا اور اندونکے امر

کو نشانا اور اسکی دلیل یہ بیان کی کہ یہ دونوں ہمارے برابر کے آدمی ہین جنہیں سے گذشتہ امتون نے بشر ہین سے رسولون کے
مبعوث ہونیکا انکار کیا ایک سے ہین دل انکے پہر ہلاک کیا اور نے فرعون اور اسکی قوم کو اور انکو ڈبو دیا ایک ہی ہین
ہین سب کے سب کو اور ہماری موسی علیہ السلام پر کتاب یعنے توریت جس مین اسکے احکام ہین اور اسکے اوامر اور
اسکے منہیات اور توریت کو اللہ تعالی نے فرعون اور اسکی قوم کے ہلاک کرنے کے بعد اتارا پہر پکڑا انکو پکڑنا غالب
قدرت الہی کا اور توریت کے اتارنیکے پیچھے اللہ تعالی نے کسی ساری امت کو ہلاک نہین کیا بلکہ مومنون کو کافرون کے ساتھہ
لڑنے کا حکم دیا کما قال تعالے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ
وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ یعنے دی ہمنے موسی کو کتاب اسکے پیچھے کہ کھپا چکے ہم پہلی سنگنیر
سوجہانے لوگون کو اور راہ بتانے اور مہر شاید وہ یاد کہین فتح کا بیان یہ ہے کہ آیات سے مراد وہ نو نشانیان ہین
جنکا بیان کئی بار ہو چکا اور دریا کے پھٹ جانیکا آیات مین شمار کرنا صحیح نہین ہے کیونکہ مراد آیات سے بیان کی
آیتین ہین جنکو انہون نے جھٹلایا اور جن کو انہون نے انکار کیا اور سلطان مبین سے معجزہ ہی مراد ہے بعضے کہا سلطان مبین سے بھی مراد نو نشانیان ہین
اور یہ عطف تفسیری ہے اور بعضے نے کہا سلطان مبین سے صرف لاٹھی مراد ہے اسلیے کہ وہ آیات کی اصل ہے
تو اسوقت یہ ترکیب اس قبیل سے ہوگی جیسے جبریل کا عطف ملائکہ پر بعضے نے کہا آیات سے وہ دلائل مراد ہین جو
ان دونو کو واسطے تعین اور سلطان مبین سے نو نشانیان مراد ہین اور ملا سے اشراف مراد ہین جیسے یہ ملا کی تفسیر
کئی بار گذری اور استکبار کرتے ہین کبر کے طلب کو اور غرض یہ ہے کہ انہون نے تکلف کے ساتھہ تکبر کیا اور ایمان
سے بڑای کی اور حق کی تابع نہ ہوئے اور عالمین سے قاہرین مراد ہین یعنے فرعونی لوگون پر زور جتانے والے
تھے یا بنی اسرائیل پر بغی اور ظلم کے ساتھہ اور انپر اپنا امر جتانے والے اور کبر اور عناد اور تمرد کی وجہ سے انپر گردنین
اٹھانے والے اور بشرین سے موسی اور ہارون مراد ہین اور ہمزہ انون مین استفہام انکار کے لیے ہے یعنے
ہم کیسے انکی تصدیق کرین جو بشر ہیں ہمارے برابر ہین اور بشر بولا جاتا ہے واحد پر جیسے اللہ نے فرمایا فَقُلْنَآ اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ
سَوٰيٰنِ جیسے بولا جاتا ہے جمع پر جیسے اللہ تعالی نے فرمایا فَاْتُوْا بِمَا تَاْتُوْنَ بِهِ مِنَ الْبَشَرِ اور بشر کا مثنے ہونا آیت باب
مین معنے اول کے اعتبار سے ہے اور بولا جاتا ہے مثنے پر اور مذکر پر اور مؤنث پر اور مفرد بو ہمارے یہ معنے ہین
فَاَصَرُّوْا عَلٰى تَكْذِيْبِهِمَا یعنے اونہون نے موسی اور ہارون کی تکذیب پر اصرار کیا پہر اللہ تعالی نے
حکایت کیا اس بات کو جو موسی علیہ السلام کی قوم پر جاری ہوئے فرعون اور اسکی قوم کے ہلاکت کے بعد اور فرمایا
اور ہمنے دی موسی کو کتاب تو کہ موسی کی قوم راہ پاوین اور موسی علیہ السلام کا ذکر خاص اسلیے کیا کہ توریت

انمین پراوتری طور مین اور ہارون آپ کا خلیفہ تہا آپ کی قوم مین پہر اسنے عیسے علیہ السلام کی قصہ کیطرف اجمالاً
اشارہ کیا اور فرمایا وجعلنا ابن مریم وامہ ایۃ واویناہما الی ربوۃ ذات قرار ومعین اور بنایا
ہمنے مریم کے بیٹے اور اسکی ماں کو ایک نشانی اور انکو ٹہکانا دیا ایک ٹیلے پر جہان ٹہیراؤ تہا اور پانی تہا
حضرت عیسی کی حیات سے ہیرود بادشاہ کے وقت کے بادشاہ نی نجومیون سے سنا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا وہ
دشمن ہوا انکی تلاش مین پڑا انکو بشارت ہوئی کہ اسکے ملک سے نکلکر نکلکر مصر مین گئے ایک گاؤن کے
زمیندار نے حضرت مریم علیہا السلام کو اپنی بیٹی کر کر کہا جب حضرت عیسے علیہ السلام جوان ہوئے اس وطن
کا بادشاہ مرچکا تب پہر آئے اپنے وطن کو وہ گاؤن تہا ٹیلے پر اور پانی وہان کا خوب تہا انتہی مانی الموضح
ف ابن کثیر مین لکہا ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندے اور رسول عیسی مریم کے بیٹے کیطرف سے خبر دیتا ہے کہ
اس نے ان دونون کو حجت قاطعہ بنایا لوگون کو واسطے تو کہ وہ جانین کہ اللہ تعالی جو چاہے کر سکتا ہے
کیونکہ اس نے آدم کو بنایا نہ باپ کے سوا اور حوا کو پیدا کیا نر سے مادہ کے سوا اور عیسی کو پیدا کیا مادہ سے نر کے
سوا اور پیدا کیا باقی لوگون نر اور مادہ دونو کے واسطے سے اور ربوہ سے مرتفع مکان مراد ہے جسکو ہماری
زبان مین اتار کہتے ہین اور ایسے مکان پر زراعت بہت عمدہ ہوتی ہے یہی قول ہے مجاہد اور عکرمہ اور
سعید بن جبیر اور قتادہ کا ابن عباسؓ کہتے ہین ذات قرار سے ذات خصب مراد ہے یعنے ارزانی والا مکان اور
معین سے پاک پانی نہر ایا پانی مراد ہے اور یہی قول ہے مجاہد اور عکرمہ اور سعید بن جبیر اور قتادہ کا اور
مجاہد کہتے ہین ربوہ کہتے ہین برابر زمین کو اور سعید بن جبیر کہتے ہین ذات قرار ومعین سے یہ مراد ہے کہ
پانی اس مین مستوی تہا اور مجاہد اور قتادہ کہتے ہین معین سے جاری پانی مراد ہے اب مفسرین کا اس مین
خلاف ہے کہ یہ ربوہ (اتار جسکا بیان اس آیت مین ہے) کس زمین مین ہے تو عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے
کہا نہیں ہے یہ ربوہ مگر مصر مین اگر مصر کی نہرین مین یا اتارین نہون تو مصر کی بستیان مین یا دمیل کی طنیانی مین ڈوب جاوین کیونکہ مصر کی بستیان اسی
اتار پر واقع ہین اور وہب بن منبہ سے اسی کی مثل مروی ہے لیکن یہ نہایت بعید ہے اور ابن ابی حاتم نے
سعید بن مسیب سے ربوہ کی تفسیر مین روایت کیا کہ وہ ربوہ دمشق ہے ابن ابی حاتم کہتے ہین اور مروی ہے
یہ عبداللہ بن سلام اور حسن اور زید بن سلم اور خالد بن معدان سے اسی کی مثل عکرمہ نے ابن عباسؓ
سے روایت کیا کہ ذات قرار ومعین سے دمشق کی نہرین مراد ہین اور لیث بن ابی سلیم نے مجاہد سے روایت
کیا کہ ربوہ سے دمشق کا غوطہ اور اسکا آس پاس مراد ہے ابوہریرہؓ سے اسی آیت کی تفسیر مین مروی ہے

کہ ربوہ سے رملہ مراد ہے جو فلسطین کے فروع میں ایک بستی ہے رواہ عبد الرزاق مرہ بہمزی کہتے ہیں سنے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے واسطے ایک مرد کے کہ ربوہ میں مریگا تو مراد رملہ میں رواہ ابن ابی حاتم حافظ ابن کثیر کہتے ہیں یہ حدیث سخت غریب ہے اور ان سب قولوں میں بہت قریب قول وہ ہے جسکو عوفی نے ابن عباس سے روایت کیا وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ کی تفسیر میں کہ معین سے وہ جاری پانی مراد ہے اور وہ پانی اس نہر کا پانی تھا جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا اور یہی قول ہے ضحاک اور قتادہ کا کہ ربوہ ذات قرار و معین سے بیت المقدس مراد ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہیں یہ تفسیر کہ ربوہ سے بیت المقدس مراد ہے واللہ اعلم یہی بہت ظاہر ہے کیونکہ بیت المقدس دوسری آیت میں مذکور ہے اور بعض قرآن بعض کی تفسیر کرتا ہے اور یہ بہت عمدہ طریق ہے جسکے ساتھ تفسیر کیجاوے اسکے بعد قرآن کی حدیثوں کے ساتھ تفسیر عمدہ ہے اسکے بعد آثار کے ساتھ فتح میں کہا ہے کہ آیت سے آیت باب بین علامت مراد ہے جو اسکی عظیم قدرت اور بدیع صنعت پر دلیل ہے اور اس لفظ پر سورہ انبیا کے آخر میں گفتگو گذری اللہ تعالےٰ کے قول وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کی تفسیر میں قتادہ نے کہا آیت سے یہ مراد ہے کہ مریم نے اسکو نر کے سوا جنا اور نطفہ کے سوا اور ربیع بن انس کہتے ہیں کہ آیت سے عبرت مراد ہے اور آیتین تثنیہ کے ساتھ نہیں فرمایا اسلیے کہ اچنبا کی بات ان دونو میں ایک ہی ہے یا یہ مراد ہے کہ کیا ہے ابن مریم کو آیت اور اسکی ماں کو آیت تو پہلی آیت کو حذف کیا گیا اسلیے کہ دوسری آیت پہلی آیت پر دلیل ہے بعض نے کہا ربوہ سے دمشق کی زمین مراد ہے اور یہی قول ہے عبد اللہ بن سلام اور سعید بن مسیب اور مقاتل کا اور بعض نے کہا بیت المقدس کی زمین مراد ہے یہ قتادہ اور کعب کا قول ہے اور بعض نے کہا فلسطین کی زمین مراد ہے سدی کا قول ہے ابن عباس کہتے ہیں ربوہ کہتے ہیں برابر زمین کو اور بلند جگہ کو زمین سے اور ایسی جگہ میں زراعت وغیرہ بہت عمدہ ہوتی ہے اور ہم خبر دیے گئے ہیں کہ وہ دمشق ہے اور بعض نے کہا اس سے وہ مکان مراد ہے جو ساری زمینوں سے اونچا ہے اور وہ اچان میں اپنے سوا اور مکانوں سے اشارہ سیل اونچا ہے اور وہ مکان زمین کے ٹکڑوں میں سے آسمان کے بہت قریب ہے مرہ بہزی کہتے ہیں سنے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے ربوہ وہ رملہ ہے اخرجہ الطبرانی وابن ابی حاتم وابن جریر وغیرہم اور ابو ہریرہ کہتے ہیں ربوہ وہ رملہ ہے جو فلسطین کے فروع میں سے ایک بستی ہے بعض نے کہا اس سے مصر مراد ہے اور وہاں جانے کا سبب وہی نقل کیا جو

ہے مرضح القرآن سے نقل کیا لیکن اتنا زیادہ کیا کہ مریم علیہا السلام اپنے بیٹے سمیت دہان بارہ سال رہین یہانتک کہ وہ ظالم بادشاہ ہلاک ہوگیا ابن عباس رض کہتے ہین ذات قرار سے ذات خصب اور ذات ثمار مراد ہے یعنے ارزانی والی زمین اور پہلون والی زمین انتہی ملخصاً فتح یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۠ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ اے رسولو کہا دستھری چیزین اور کام کرو بھلا جو کرتے ہو مین جانتا ہون یعنی سب رسولون کے دین مین یہی ایک حکم ہے کہ حلال کھانا حلال راہ سے کما کر اور نیک کام کرنا نیک کام سب لوگ جانتے ہین اور یہ لوگ ہین تمہارے دین کے سب ایک دین پر اور مین ہون تمہارا رب سو مجھ سے ڈرتے رہو پھر پھوٹ کر لیا اپنا کام آپس مین بکھرے ٹکڑے ہر فرقہ جو انکے پاس ہے اسپر ریجھ رہے ہین ف ہر پیغمبر کے ہاتھ اسنے جو وقت کر لوگون مین بگاڑ تھا اسکا سنوار فرمایا ہے پیچھے لوگون نے جانا انکا حکم جدا جدا ہے آخر سب پیغمبر کے ہاتھ سب بگاڑ کا سنوار اکٹھا بتا دیا اب سب دین ملکر ایک دین ہوگیا ف سو چھوڑ دے انکو انکی بیہوشی مین ڈوبے ایک وقت تک کیا خیال رکھتے ہین کہ یہ جو ہم انکو دیے جاتے ہین مال اور اولاد دوڑ دوڑ ملاتے ہین انکو بھلائیان کوئی نہین انکو بوجہ نہین ف حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالی اپنے مرسل بندون کو ان سب پر درود و سلام حلال کھانے اور نیک کامون کر ساتھ قائم رہنے کا ارشاد فرماتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ حلال کے کھانے سے نیک کام پر مدد ملتی ہے تو انبیا اس امر کو پوری طرح عمل مین لائے اور جمیع کی اونہون نے زبان سے اور عملی طور پر اور لوگون کو بتلا کر اور لوگون کی خیر خواہی کر کر جزاہم اللہ عن العباد خیرا حسن بصری نے آیت یاایہا الرسل کلوا من الطیبت کی تفسیر مین کہا اللہ کی قسم اللہ نے تم کو زرد چیز کے لینے یا سرخ کے لینے یا شیرین کے لینے یا ترش کے لینے کا ارشاد نہین فرمایا اس نے تو تم کو حلال کھانے کا ارشاد فرمایا (خواہ وہ کیسے ہی رنگ کی ہو اور اسکا کچھ ہی مزا ہو) سعید بن جبیر اور ضحاک کا یہی قول ہے کہ طیبت سے حلال مراد ہے ابو اسحاق سبیعی نے ابو بسیرہ عمرو بن شرحبیل سے روایت کیا کہ عیسے مریم کے بیٹے اپنے ماں کے کاتنے کی مزدوری سے کھایا کرتے اور بخاری مین ہے کوئی ایسا پیغمبر نہین ہے جس نے بکریان نہ چرائین لوگون نے عرض کیا اور آپ نے بھی بکریان چرائین

یارسول اللہ فرمایا ہاں اور مین بھی کچھ قیراط لیکر مکے والون کی بکریان چراتا رہا اور بخاری مین ہی کہ داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے صحیحین مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک بہت پیاری نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور اللہ کے نزدیک بہت پیارا روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے اور اللہ کے نزدیک بہت پیارا قیام داؤد علیہ السلام کا قیام ہے کہ وہ آدھی رات تک سوتے تہائی حصہ کھڑے ہوتے پھر چھٹا حصہ سوتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے اور نہ بھاگتے جب دشمن کا سامنا ہوتا شداد بن اوس کی بیٹی ام عبداللہ کہتی ہین مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک دودھ کا پیالہ بھیجا تو کہ افطار کے وقت اسکو پیوین اور آپ روزہ دار تھے اور یہ سخت گرمی کے دن کی بات ہو تو آپنے پیالہ لے جانیوالے کے ہاتھ واپس بھیجا کہ اگر تیری بکری ہو تو مین لے لیتا ہون تو اُس نے کہلا بھیجا کہ مینے اسکو اپنی گرہ سے خریدا ہے تو آپنے پیاحب الگلا دن ہوا تو ام عبداللہ آپکے پاس آئی اور بولی یارسول اللہ مین نے آپکے پاس دودھ بھیجا سخت گرمی کیوقت مین اور آپنے میرے آدمی کو واپس کر دیا (اور دودھ قبول نہ کیا) آپ نے فرمایا اسی بات کے ساتھ رسولون کو حکم کیا گیا ہے کہ وہ نہ کھاوین مگر ستھری چیزین (حلال چیزین) اور نہ کام کرین مگر اچھا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ ابوہریرہؓ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا وَاِنَّ اللّٰہَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِہِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ یٰاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ وَقَالَ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ یعنے اے لوگو اللہ پاک صاف ہے نہین قبول کرتا مگر پاک صاف کو اور اللہ نے مومنون کو اسی چیز کا حکم دیا جس چیز کا اس نے رسولون کو حکم دیا ہے فرمایا اے رسولو کھاؤ ستھری چیزین اور کام کرو بھلا جو کرتے ہو مین جانتا ہون اور فرمایا اے ایمان والو کھاؤ ستھری چیزین جو تم کو روزی دی ہم نے پھر آپنے بیان کیا اس آدمی کا جو لمبا کرتا ہے سفر پراگندہ بال پاؤن پر خاک پڑی ہے حالانکہ اسکا کھانا حرام کا ہے اور اسکا پینا حرام کا ہے اور اسکا پہننا حرام کا ہے اور حرام کھا کھا کر پلا ہے پھیلاتا ہے اپنے دونون ہاتھ آسمان کیطرف (اور کہتا ہے) اے میری مالک اے میرے مالک (حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین) اس آدمی کی دعا کیونکر قبول ہو رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَالدَّارَمِیُّ وَالْاِمَامُ اَحْمَدُ اور کہا امام ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہے اسکو ہم نہین پہچانتے مگر فضیل بن مرزوق کی حدیث سے اور امت سے دین مراد ہے اور معنی یہ ہین کہ اے پیغمبرون کی جماعت تمہارا دین ایک ہی دین ہے اور ایک ملت اور وہ ملا ہے اللہ کی عبادت کی

طرف جسکا کوی شریک نہین ہی ولہذا فرمایا دانا رکم فاقصون اور اس آیت پر گفتگو سورۂ انبیا مین گذری اور یہ جو فرمایا پھر پھوٹ کر کیا اپنا کام آپس مین ٹکڑے ٹکڑے یعنی جن امم کیطرف انبیا بھیجے گئے انھون نے پھوٹ ڈالکر اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور یہ جو فرمایا سو جو پڑی ہے ان کو انکی بیہوشی مین تو ویسا ہی ہے جیسے فرمایا فمھل الکفرین امھلھم رویدا یعنے سو ذلیل ہے منکرون کو ڈھیل دی انکو تھوڑے دن اور فرمایا ذرھم یاکلوا ویتمتعوا ویلھھم الامل فسوف یعلمون یعنے چھوڑ دی انکو کھالین اور برت لین اور امید پر بھولے رہین کہ آگے معلوم کرینگے اور جو فرمایا ایحسبون انما نمدھم الآیۃ تو اس سے مراد یہ ہی کہ کیا یہ غرور خیال کرتے ہین کہ جو مال اور اولاد انکو ہم دیتے ہین اسلیے دیتے ہین کہ انکی ہماری ہان کچھ عزت ہی ہرگز نہین یہ امر ایسا نہین ہے جیسا انھون نے خیال کیا ہے اپنے اس قول مین نحن اکثر اموالا واولادا وما نحن بمعذبین یعنے ہماری پاس زیادہ مال اور اولاد ہے اور ہمپر آفت نہ آویگی بے شک غلطی کی انھون نے اپنے مقصود مین اور خسارہ پایا انکی امید نے اور ہم جو یہ کام کرتے ہین تو اس مین ہمارا استدراج ہی اور مہلت دینا ولہذا فرمایا بل لا یشعرون جیسے فرمایا فلا یعجبک اموالھم ولا اولادھم انما یرید اللہ لیعذبھم بھا فی الحیوۃ الدنیا وتزھق انفسھم وھم کفرون یعنے سو تو تعجب نہ کر انکے مال اور اولاد سے یہی چاہتا ہے اللہ کہ انکو عذاب کرے ان چیزون سے دنیا کی جیتے اور نکلے جان انکی اور وہ کافر ہون اور جیسے فرمایا ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم انما نملی لھم لیزدادوا اثما ولھم عذاب مھین یعنے اور نہ خیال کرین منکر کہ ہم جو فرصت دیتے ہین انکو کچھ بھلائی ہے انکی حق مین ہم تو فرصت دیتے ہین انکے حق مین تا بڑھتے جاوین گناہ مین اور ان کو ذلت کی مار ہے اور جیسے فرمایا فذرنی ومن یکذب بھذا الحدیث سنستدرجھم من حیث لا یعلمون اب چھوڑ دی مجھکو اور جھٹلانیوالون کو اس بات کی اب ہم سیڑھی سیڑھی اتارین گے انکو جہان سے یہ نہ جانین گے اور فرمایا ذرنی ومن خلقت وحیدا وجعلت لہ مالا ممدودا وبنین شھودا ومھدت لہ تمھیدا ثم یطمع ان ازید کلا انہ کان لآیاتنا عنیدا چھوڑ دی مجھ کو اور اسکو جو مین نے بنایا اپنے مانبا کے یہان ایک بیٹا اور دیا مین نے اسکو مال پھیلا کر اور بیٹے مجلس مین بیٹھنے والے اور تیار کردی اسکو خوب طیاری پھر لالچ رکھتا ہے کہ اور دون کوئی نہین وہ ہی ہماری آیتون کا ہے مخالف اور فرمایا وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنا زلفی الا من امن وعمل صالحا فاولئک لھم جزاء الضعف بما عملوا وھم فی الغرفات امنون یعنے اور تمہارے مال اور اولاد وہ نہین کہ نزدیک کرین

ہماری پاس تمہارا درجہ پر جو لوگ ایمان لایا اور بھلا کام کیا سو انکو ہے بدلا دونا انکے کیے پر اور وہ جہ لوگون مین بیٹھی
ہین خاطر جمع سے اور اس بارے مین آیتین بہت ہین قتادہ آیت وَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُم بِهِ مِن مَّالٍ وَبَنِينَ
نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَل لَّا يَشْعُرُونَ کی تفسیر مین کہتے ہین کہ بخدا یہ مکر ہے اللہ کا لوگون کے ساتھ ان کو
مال اور اولاد دیکر مین اے ابن آدم تو لوگون کا مالون اور اولاد کے ساتھ اعتبار نکر اور لیکن تو انکو عمل صالح کے
ساتھ معتبر جان عبداللہ بن مسعود کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا إِنَّ اللَّهَ قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَخْلَاقَكُمْ
كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ وَإِنَّ اللَّهَ يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُحِبُّ وَمَنْ لَا يُحِبُّ وَلَا يُعْطِي الدِّينَ إِلَّا لِمَنْ
أَحَبَّ فَمَنْ أَعْطَاهُ اللَّهُ الدِّينَ فَقَدْ أَحَبَّهُ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يُسْلِمُ عَبْدٌ حَتَّى يُسْلِمَ
قَلْبُهُ وَلَا يُؤْمِنُ حَتَّى يَأْمَنَ جَارُهُ بَوَائِقَهُ قَالُوا وَمَا بَوَائِقُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ غَشْمُهُ وَظُلْمُهُ وَلَا يَكْسِبُ عَبْدٌ
مَالًا مِنْ حَرَامٍ فَيُنْفِقُ مِنْهُ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيهِ وَلَا يَتَصَدَّقُ بِهِ فَيُقْبَلُ مِنْهُ وَلَا يَتْرُكُهُ خَلْفَ
ظَهْرِهِ إِلَّا كَانَ زَادَهُ إِلَى النَّارِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَمْحُو السَّيِّئَ بِالسَّيِّئِ وَلَكِنْ يَمْحُو السَّيِّئَ بِالْحَسَنِ إِنَّ
الْخَبِيثَ لَا يَمْحُو الْخَبِيثَ یعنے اللہ سبحانہ وتعالے نے تمہارے درمیان اخلاق کو تقسیم
کیا ہے جیسے تمہارے درمیان روزیان بانٹی ہین اور اللہ دنیا ہے دنیا اسکو جسکو دوست رکھتا ہے اور اسکو
بھی جسکو دوست نہین رکھتا اور دین نہین دیتا مگر اسی کو جسکو دوست رکھے پھر جسکو اللہ تعالی دین دیتا ہے تو اسکو
وہ دوست رکھتا ہے اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ مین محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے بندہ مسلمان نہین ہوتا
جبتک اسکا دل مسلمان نہ ہو اور (بندہ) ایمان نہین لاتا جبتک اسکے ہمسایہ اسکے بوائق سے محفوظ نہ رہین
لوگون نے عرض کیا اسکے بوائق کیا ہین فرمایا اسکا جور وظلم اور بندہ نہین کماتا کچھ مال حرام (طریق) اسمین سے
اس سے خرچ کرے اور اس مین برکت کی جاوے اسکے واسطے یعنے حرام مال مین سے خرچ کرنا برکت کا موجب نہین
ہوتا لیکن دوزخ مین لیجانے کا باعث اور سبب ہوجاتا ہے اور نہین خیرات کرتا مال حرام سے پھر وہ قبول ہو
اور نہین چھوڑ جاتا اسکو اپنے پیچھے مگر وہ اسکا زاد (توشہ) ہوتا ہے آگ کی طرف جانے کے لیے اللہ نہین مٹاتا
پلیدی کو پلیدی کے ساتھ اور وہ نومٹاتا ہے پلیدی کو پاکی کے ساتھ گناہ گناہون کو ارتکاب سے معاف نہین ہوتے
رواہ الامام احمد فتح مین کہا ہے اللہ تعالی کے قول یا ایہا الرسل الآیۃ مین خطاب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بعض نے کہا خطاب کیا گیا اس مقالہ کے ساتھ ہر ایک پیغمبر اپنے اپنے وقت مین کیونکہ یہی انکا طریق
ہے جسپر چلنا انکو لازم و واجب ہے اور اس خطاب مین عیسے علیہ السلام بطریق اولی داخل ہین ملکہ ابن جریر

کا تو یہ قول ہے کہ اس آیت مین خطاب ہی عیسے کو ہی لیکن اسپہ دلیل (وجود نہین ہے) اور طیبات سے عمدہ اشیا اور مستلذات مراد ہین بعض نے کہا طیبت سے حلال چیزین مراد ہین بعض نے کہا طیبت سے وہ اشیا مراد ہین جن مین دو صفتین پائی جاوین حلت بھی اور عمدگی بھی پھر طیبات کو کھانے کے امر کے بعد انکو عمل صالح کا ارشاد فرمایا اور فرمایا واعملوا صالحاً اور صالح عمل سے وہ کام مراد ہین جو شرع کے موافق ہون اور اس آیت مین دلیل ہے اس پر کہ راہبون نے جو عمدہ چیزین جو واقع مین اللہ نے بندون کی واسطے حلال کر دیا ہے چھوڑ رکھی ہین یہ انکا فعل باطل ہے اور جملہ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ انکو عمل صالح کے ساتھ امر کی علت ہے یعنے مجھ پر تمہاری اعمال سے کوئی شے مخفی نہین ہے اور مین تم کو تمہارے اعمال کے موافق جزا دینے والا ہون اگر اچھا عمل کروگے تو عمدہ جزا دون گا اور اگر برائی کروگے تو سخت سزا دیکر ہے اور ظاہر مین تو یہ رسولون کو خطاب ہے لیکن مقصود اس خطاب مین انکی امتین ہین پھر وہی ابوہریرہؓ کی حدیث بیان کی جسکو ہمنے تفسیر ابن کثیر سے نقل کیا پھر عیسے علیہ السلام کا اتر کر وہ اپنی مان کا کتنے کی مزدوری مین سی کھاتے تھے اور اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً یہ اللہ کا قول ہے جملہ ان اقوال کے جنکو سابقہ انبیاؑ کو خطاب کیا گیا اور اسکے معنے یہ ہین کہ اے رسولو جانو کہ تمہارا دین اور ملت اور شریعت ایک ہی ملت ہے اور شریعت یگانہ جسکو جمہور کرتا ہے ایک اصل اور قاعدہ اور دستور جو وہ ان سب اشیا سے اعظم ہے جنکو دیکر اللہ نے انبیاؑ کو بھیجا اور تمہاری اس اصل مین اپنی کتابون اور وہ یہی ملنا ہے جمیع انبیاؑ کا اللہ اکیلے کی عبادت و پرستش کیطرف جسکا کوئی شریک نہین ہے اسصورت مین ملت سے مراد وہ عقائد ہین جن مین تمام شریعتون کا اتفاق ہے رہے احکام فرعیہ تو انمین شریعتین مختلف ہین خلیل کہتے ہین اس جملہ کے یہ معنے ہین مین جانتا ہون کہ یہی تمہارا دین ہے جسکے ساتھ ایمان لانیکا میںنے تم کو حکم کیا فراء نے کہا اس کے یہ معنے ہین اور جانو کہ تمہارا دین ایک ہی دین ہے اور سیبویہ نے کہا تجھ سے ڈرو اسلیے کہ تمہارا دین ایک دین ہے اور ملت کی طرف اشارہ کیا هٰذِهٖ کے ساتھ اسکے امر کی پوری طرح ظاہر ہونے کے ساتھ صحت اور سداد مین پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ امم گذشتہ کی اس مخالفت کا ذکر فرمایا جو ان سے رسولون کے مقابلہ وقوع مین آئی اور فرمایا فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ الآیہ اور معنے یہ ہین کہ امم نے باوجود دین کے متحد و متفق ہونے کے ٹکڑے ٹکڑے جدا جدا مختلف فرقے بنا ڈالے سبر دکہتے ہین زبر سے فرق اور قطع مختلفہ مراد ہین اسکا واحد زبور ہے اور زبور کہتے ہین فرقہ کو اور طائفہ کو اور اسی کے معنے مین ہے زبرہ اور اسکی جمع ہے زُبَر بارے کے ضم اور بارے کے فتحہ کے ساتھ اور بعض نے کہا زبر سے کتابین مراد ہین تو اللہ نے امم ماضیہ کی وصف بیان کی کہ انہون نے اختلاف کیا تو ایک جماعت

نے توریت کا اتباع کیا اور ایک ٹولہ نے انجیل کا اور ایک جتھہ نے زبور کا پھر اونہون نے تحریف کی اور اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا اور جو مشرک تھے اونہون نے اپنے باپ دادون کی عادتون اور رسمون کو پھر ان مین سے ہر ایک اس دین کے ساتھ جسکو لیکر بیٹھا ہے سرور ہے اور خوش کیونکہ ہر ایک اعتقاد رکھتا ہے کہ مین حقیر ہون پھر تو انکو چھوڑ دی انکی جہالت اور نادانی مین کیونکہ وہ ہدایت کے اہل اور لائق نہین ہین اور تیرا دل تنگ نہ ہو دی کہ ان سے عذاب کیون پیچھے ہٹ رہا ہے ہر چیز کا ایک معین وقت ہے اللہ سبحانہ نے انکی جہالت کو تشبیہ دی اس پانی کے ساتھ جس مین داخل ہونے والا ڈوب جاتا ہے اور چھپ جاتا ہے اور غمرت لغت مین اس نیز کو کہتے ہین جو تجھہ سے بلند ہو اور چھپا دیوے تجھہ کو اور غمر مار کثیر کو بھی کہتے ہین اسلیے کہ وہ زمین کو ڈھانک لیتا ہے اور کبھی اور حسد کو بھی غمر کہتے ہین (کیونکہ وہ آدمی کے دل پر چھا جاتا ہے) اور یہان غمرت سے حیرت اور غفلت اور ضلالت مراد ہے اور آیت مین تہدید شدید ہے کفار کے لیے اور تسلی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اور اس مین حضرت کو انکے مقابلہ سے نہین روکا بلکہ انکے لیے عذاب کے جلدی مانگنے اور انکی عذاب کی تاخیر مین گھبرانے سے روکا ہے اور حین سے انکو عذاب کا وقت مراد ہے یا کفر پر مرجانا تو کہ وہ دوزخ مین معذب ہون اور اللہ کے قول الحسبون الآیہ مین حجت ہے معتزلہ پر اصلح کے مسئلہ مین کیونکہ وہ کہتے ہین کہ اللہ مخلوق مین سے کسی شخص کے ساتھ کوئی ایسا معاملہ نہین کرتا جس مین اسکے دین کی صلاحیت نہ ہو اور حالانکہ اللہ خیر دیتا ہے اس آیت مین کہ کفار مالی اور جانی امداد مین یہ خیال نہ کرین کہ یہ انکے دین کی بہتری کا بدلا ہے یا ان کیواسطے اس مین بھلائی ہے اور صلاحیت بلکہ یہ تو بہائم کی طرح کم فہم اور کم عقل ہین ہم جو ان کو آرام دی رہے ہین نعمتون اور آسائشون کے ساتھ تو یہ انکے لیے استدراج ہے اور زیادہ گناہون مین ڈالنا اور حق سبحانہ نے حقیقی خیرات کی کفار سے جو دنیا کے جیتے جیتے آسودگی اور آرام مین بسر کرتے ہین نفی کی تو انکے پیچھے ان لوگون کا بیان کیا جو خیرات کی دنیا و آخرت دونو جہانون مین اہل اور مستحق ہین اور انکے چار صفتین بیان کین اور فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ۝ البتہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے اندیشہ رکھتے ہین اور جو لوگ اپنے رب کی باتین یقین کرتے ہین اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ شریک نہین ٹھیراتے اور جو لوگ کہ دیتے ہین جو دیتے ہین اور انکے دلون مین ڈر ہے کہ انکو ہے اپنے رب کی طرف

پہر جانا وہ دوڑ لیتے ہین بھلائیان اور انپر پہونچے سب سے آگے یہ جو فرمایا کہ انکے دلون مین ڈر ہے کہ انکو اپنے رب کیطرف پہر جانا ہے یعنے کیا جانین وہان قبول ہوا یا نہ ہوا آگے کام آوے یا نہ آوے دیتے ہین یعنے اللہ کی راہ مین خرچ کرتے ہین انتہے مافی الموضح ف تفسیر ابن کثیر مین ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے اندیشہ رکھتے ہین وہ اپنے احسان اور ایمان اور اپنے اعمال صالحہ کے ساتھ اللہ سے ڈرتے ہین اور اس سے خائف ہین اور اس کے داؤ سے ہراسان ہین جیسے حسن بصری نے کہا کہ مؤمن جامع احسان و شفقت ہوتا ہے اور منافق مین برائی اور بیحوفی جمع ہوتی ہے پہر فرمایا اور جو لوگ اپنے رب کی باتین یقین کرتے ہین یعنے اسکی آیات کونیہ اور شرعیہ کو مانتے ہین جیسے اللہ نے مریم علیہا السلام کیطرف سے خبر دی اور فرمایا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ یعنے اور سچ جانی اس نے اپنے رب کی باتین اور اسکے کتابین یعنے اسنے یقین کیا کہ جو کچھ ہوا ہے وہ اللہ تعالی کی قضا و قدر سے ہوا ہے اور جس چیز کو اس نے مقرر فرمایا ہے تو وہ دو حال سے خالی نہین ہے یا تو وہ امر ہے اور یا روک ہے اگر ارشاد ہے تو جس چیز کا ارشاد کیا ہے وہ اسکی نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہے اور اگر نہی (روک) ہے تو جس چیز سے روکا ہے وہ لامحالہ اسکو غصہ مین لانیوالی اور ایسی چیز ہے جسکو مکروہ جانتا ہے اور اس سے انکار کرتا ہے اور اگر خبر ہے تو وہ حق ہے جسے اللہ نے فرمایا پہر فرمایا اور جو لوگ اپنے مالک کے ساتھ شرک نہین کرتے یعنے اسکے ساتھ کسی اور کی پوجا نہین کرتے بلکہ اسی ایک فرد احد صمد لم یلد و لم یولد کی پرستش کرتے ہین اور جانتے ہین کہ اسکے سوا کوئی عبادت کے شایان نہین ہے جو ایک ہے اور نرا دہار ہے جس نے نہ کبھی بی بی اور نہ اولاد اور جس کا کوئی مثیل نہین ہے کوئی ہمسر نہین ہے پہر فرمایا اور جو لوگ کہ دیتے ہین جو دیتے ہین اور انکے دلون مین ڈر ہے کہ انکو اپنے رب کی طرف پہر جانا یعنے جب کچھ دیتے ہین تو ڈرتے ہین اور کہتے ہین ہم کیا جانین وہان قبول ہوا یا نہ ہوا آگے کام آوے یا نہ آوے کیونکہ دینے کی شرطون کے ساتھ ہم سے پوری طور پر قیام نہین ہوا اور یہ اشفاق اور احتیاط کے قبیل سے ہے عائشہؓ کہتی ہین مینے عرض کیا یا رسول اللہ یہ جو فرمایا اللہ نے وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ کیا اس آیت مین وہ لوگ مراد ہین جو چوری کرتے ہین اور زنا کرتے ہین اور شراب نوش ہین اور وہ با این ہمہ اللہ سے بہی ڈرتے رہین فرمایا نہین اے صدیق کی بیٹی ولیکن اس آیت مین ان لوگون کا مذکور ہے جو نماز پڑہتے ہین اور روزہ رکہتی ہین اور خیرات کرتے ہین اور با این ہمہ خائف ہین اس سے کہ شاید یہ اعمال ہمارے اللہ کے

ہان قبول نہ ہوی ہون یہ لوگ دوڑ دوڑ کرتے ہین بھلائیان رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَھٰکَذَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ مِنْ حَدِیْثِ مَالِکِ بْنِ مِغْوَلٍ بِہٖ بِنَحْوِہٖ امام ترمذی نے کہا اور یہ حدیث عبدالرحمن بن سعید کی طریق سے بھی مروی ہے اس نے اسکو روایت کیا ابوحازم سے اور اس نے ابوہریرہؓ سے اور اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی کی مثل اور یہی قول ہے ابن عباسؓ اور محمد بن کعب قرظی اور حسن بصری کا اس آیت کی تفسیر مین اور اور لوگون نے اس آیت کو اسطرح پڑہا ہے وَالَّذِیْنَ یَاْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ اور معنے یہ ہونگے اور جو لوگ کہ کرتے ہین جو کرتے ہین اور انکے دل ڈرتے ہین اور یہ قرات مروی ہے مرفوعاً حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کہ آپ بھی ایسا ہی اس آیت کو پڑہا اور خلف بن حیم کے مولی کہتے ہین مین عبید بن عمیر کے ساتھ عائشہؓ کے پاس آیا تو اونہون نے فرمایا ابوعاصم کا آنا مبارک ہووے (راوی ابوعاصم) کیون آپ ہماری زیارت کو کبھی نہین آتے وہ بولا مین ڈرتا ہون ہلاک ہونے سے آپنے فرمایا تو کیون ہلاک ہونے لگا بولا مین آپکے پاس اللہ کی کتاب ہین سے ایک آیت پوچھنے کے لیے آیا ہون کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کو کیونکر پڑہا کرتے تہے ام المومنینؓ نے فرمایا وہ کونسی آیت ہے عبید بن عمیر نے کہا وَالَّذِیْنَ یَاْتُوْنَ مَا اٰتَوْا تو ام المومنینؓ نے فرمایا پھر کونسی قرات دو قرانون مین سے تجھ کو پسند آتی ہے میرے کہا اسکی قسم جسکے ہاتھ مین میری جان ہے ان مین سے ایک قرات میرے نزدیک ساری دنیا سے یا کہا دنیا و مافیہا سے زیادہ پیاری ہے ام المومنینؓ نے فرمایا وہ کونسی قرات تجھ کو بہت پیاری ہے میرے کہا وَالَّذِیْنَ یَاْتُوْنَ مَا اٰتَوْا تو ام المومنینؓ نے فرمایا مین گواہی دیتی ہون کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کو اسطرح پڑہا کرتے تہے اور اسطرح یہ آیت اتری ہے لیکن ہمارے مین تحریف ہوگئی ہے اور اسحدیث کی سند مین اسمٰعیل بن مسلم کی ضعیف ہے (لہذا یہ حدیث قابل احتجاج نہین ہے) اور آیت کے معنے پہلی قرات پر جو جمہور کی قرات ہے ظاہر ہین کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا اُولٰٓئِکَ یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَھُمْ لَھَا سٰبِقُوْنَ تو جنکی یہ وصف ہے انکو اللہ نے سابقین مین سے گردانا اور دوسری قرات کے معنے کر دے وہ سابقین مین سے نہین ہو سکتے بلکہ مقتصدین مین ہو سکتے ہین یا مقصرین ہین سے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ فتح مین کہا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مِّنْ خَشْیَۃِ رَبِّھِمْ مُّشْفِقُوْنَ مین اہل خیرات کی صفات اربع مین ایک وصف مذکور ہے اور اشفاق کہتے ہین خوف کو جبکہ کسی شخص کسی امر سے خائف ہو تو وہ کہا کرتا ہے اَنَا مُشْفِقٌ مِنْ ھٰذَا الْاَمْرِ بعض نے اشفاق کی خشیت کے ساتھ تفسیر کی ہے تو اسصورت مین آیت مین تکرار ہوگا اور اسکا جواب یہ ہے

کہ خشیت عذاب کے معنے ہین اور معنے یہ ہین اور جو لوگ اپنے مالک کے عذاب سے خائف ہین اگرچہ انہون نے کوئی گناہ نہین کیا کلبی اور مقاتل کا یہی قول ہے اور تکرار کا یہی جواب ملا ہے کہ اشفاق آیت باب بین خشیت کے اخیر پر محمول ہے اور وہ مداومت اور مواظبت ہی طاعت پر اور تکرار کا ایک تیسرا جواب ہے وہ یہ کہ اشفاق ہی کمال خوف مراد ہی بعض نے کہا یہ تکرار تاکید کے لیے ہے اور اہل حیرات کی صفات اربع مین سے دوسری صفت یہ ہی کہ وہ اپنے رب کی باتون پر یقین کرتے ہین بعض نے کہا آیات سے آیات تنزیلیہ مراد ہین اور بعض نے کہا تکوینیہ بعض نے کہا دونو مراد ہین بعض نے کہا آیات کے ساتھ ایمان لانے سے فقط یہی عرض نہین ہے کہ انکے وجود کی تصدیق کرے کیونکہ یہ تو بالبداہت معلوم ہی ہے کہ آیات موجود ہین اور یہ تصدیق کچھ مدح کے قابل بھی نہین ہے بلکہ مراد یہ ہی کہ انکو دلائل ہونے کی تصدیق کرے اور جانے کہ انکا مدلول حق ہی اور صفات اربعہ مین سے تیسری وصف یہ ہی کہ وہ اپنے مالک کے ساتھ شرک نہین کرتے اور اس صفت کو یہ معنے ہین کہ وہ شرک کے ظاہرًا اور باطنًا تارک ہین اور چوتھی وصف یہ ہی کہ وہ دینے کے وقت اسکی قبولیت وعدم قبولیت سے خائف ہوتی ہین اور وہ سمجھتی ہین کہ یہ انکو اللہ کے عذاب سے نجات دینے والا نہین اور ڈرنے کا سبب صرف یہی نہین ہے کہ انہون نے اللہ کیطرف پھرجانا ہے بلکہ اسکے ساتھ یہ بھی خیال ہے کہ شاید ہم سے یہ اعمال قبول ہی نہ ہوے ہون اور بعض نے کہا جو شخص اعتقاد کرے حیز اور حساب کے طرف رجوع کا اور جانے کہ مجازی اور محاسب وہ مالک ہے جسپر کوئی خافیہ مخفی نہین ہے اور آسمان وزمین مین اسپر کوئی امر غائب نہین ہے تو وہ کبھی ڈرسے خالی ہی نہین رہتا پھر علامہ نے وہی دو نوازحدیثین بیان کین جو حافظ ابن کثیر نے لکھین اور ہم لما مین ضمیر راجع ہے خیرات کی طرف کیونکہ وہ لفظًا پہلے مذکور ہے بعض نے کہا جنت کی طرف عاید ہے بعض نے کہا سعادت کی طرف لوٹتا ہے جب کلام مین مکلفین کے اعمال کی گفتگو کا ذکر تھا تو اسکے دو حکم بیان فرمائے اور فرمایا وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّن دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ۝ لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُم مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ ۝ قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ ۝ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ۝ اور ہم کسی پر بوجھ نہین ڈالتے مگر جو اسکو سمائی ہی اور ہمارے پاس لکھا ہے جو بولتا ہے سچ اور انپر ظلم نہ ہوگا کوئی نہین انکے دل بیہوشی مین اس طرف ہی اور انکے کام لگے ہین اسکے سوا کہ وہ انکو کر رہے ہین یہانتک کہ جب پکڑین گے ہم انکے آسودہ لوگون کو آفت مین

تب ہی وہ لگیں گے چلانے مت چلاؤ آج کے دن تم ہمسے چھڑائے نہ جاؤ گے سنائی جاتی تھی میری آیتیں تم کو تو تم الٹے پیر پر ادلٹے بھاگتے تھے اس سے بڑائی کر کر ایک کہانیوالے کو چھوڑ کر چلے گئے ف تفسیر ابن کثیر مین کہا ہے اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ مینے جو شرع اپنے بندون پر دنیا مین اتاری ہے مینے اس مین عدل سے کام لیا ہے اس مین جور و ستم و ظلم کا دخل نہین ہے وہ یہ کہ ہم کسیپر بوجھ نہین ڈالتے مگر اسی قدر جتنی اسکو طاقت ہے اور جتنا بار وہ اٹھا سکتا ہے اور جسکے سانہ وہ قیام کر سکتا ہے اور اللہ قیامت کے دن لوگون کو انکے اعمال کے مطابق و موافق جزا دیگا جو اس نے اپنے کتاب مسطور (لوح محفوظ) مین لکھدیا ہے کوئی چیز اس سے ضائع نہین ہو سکتی ولہذا فرمایا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ اور کتاب سے اعمال کی کتاب مراد ہے اور انکی سیاہیون مین سو کچھ نقصان نہ ہوگا اور رہی برائیان تو انکو وہ معاف کر دیگا اور درگذر کرے گا اپنے مومن بندون کی بہت سی برائیون سے بہر اللہ نے قریش کے کفار اور مشرکون پر انکار فرمایا اور فرمایا بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا اور غمرت سے غفلت اور ضلالت مراد ہے اور ہذا سے قرآن مجید کیطرف اشارہ کیا ہے جسکو اس نے اپنے رسول پر اُتارا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم بن ابان نے عکرمہ سے اس نے ابن عباسؓ سے ولہم اعمال من دون ذلک ہم لہا عاملون کی تفسیر مین روایت کیا کہ اعمال سے اس آیت مین برے عمل مراد ہین اور ذلک کا اشارہ من دون ذلک مین شرک کی طرف ہے یعنے شرک کے علاوہ اور یہی انکے برے کام ہین جنکو وہ لامحالہ عمل مین لاوینگے مجاہد اور حسن اور عکرمہ سے ایسا ہی مروی ہے اور اَور لوگون نے اسکی تفسیر مین کہا ہے کہ انکی بدقسمتی مین اعمال سیئہ کا لکھا گیا ہے جنکو وہ بالضرور عمل مین لاوینگے تو کہ ان پر عذاب کا کلمہ ثابت ہو جاوے اور اسی کی مثل مروی ہے عطا قتادہ ربیع حیان اور سدی اور عبدالرحمان بن زید بن اسلم سے اور یہی عمدہ ہین اور ظاہر ہین اور عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کو ہم بیان کر چکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کہا کر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہین ہے آدمی البتہ بہشتیون کے کام کرتا رہتا ہے یہانتک کہ اسکے اور بہشت کے درمیان نہین رہتا مگر ایک ہاتھ کا فاصلہ تو اسپر کتاب (تقدیر) غالب آجاتی ہے پھر وہ دوزخ والے کام کر کے دوزخ مین داخل ہو جاتا ہے اور یہ جو فرمایا یہانتک کہ جب پکڑین ہم آسودہ لوگون کو کسی آفت مین تب ہی وہ لگین گے چلانے یعنے جب آسودہ لوگون پر دنیا مین اللہ کا عذاب اور سختی آفت آجاتی ہے تو وہ اسوقت فریاد و نالہ و آہ مین شروع ہو جاتے ہین کما قال تعالی ذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا یعنے اور چھوڑ دے مجھ کو اور جھٹلانیوالون کو جو آرام مین رہے ہین اور ڈھیل دے

انکو تھوڑی البتہ ہماری پاس پیڑیان ہین اور اگر کاڈ دیہ اور کمانا گلے مین اٹکتا اور دکھہ کی مار اور فرمایا کہ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ یعنے بہت کہپا دین ہمنے ان سے پہلی سنگتین پہر بھی پکارنی اور وقت نرہا تہا خلاصی کا اور یہ جو فرمایا نہ جلاؤ آج دن تمکو ہمارا طرف سے مدد نہ ہوگی یعنے نہ مدد دیگا تمکو کوئی شخص اس عذاب کے دور کرنے مین جو تمپر اتر چکا ہے تم جلاؤ یا چپ کر دبھاگنے اور خلاصی کی جگہ کوئی نہین ہے امر لازم ہوگیا اور عذاب واجب پہر اللہ نے انکا کبیرہ گناہ بیان کیا اور فرمایا قَدْ كَانَتْ اٰيَاتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ یعنے تمکو آیات کی طرف بلایا جاتا تو تم انکار کرتے اور جب تم کو طلب کیا جاتا تو تم رک جاتے کما قال تعالے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ذٰلِكُمْ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ یعنے جو لوگ منکر ہین انکو پکارکے کہینگے اللہ بیزار ہوتا تمہارا زیادہ ہر سے جو تم بیزار ہوئے اپنے جی سے جسوقت تم کو بلاتے تہے یقین لانیکو پہر تم منکر ہوتے تہے بولے اے رب ہمارے تو موت دے چکا ہمکو دو بار اور زندگی دے چکا دو بار اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہون کے پہر اب بہی ہے نکلنے کو کوئی راہ (کہا جاویگا یہ عذاب) اسپر اسواسطے اترا ہے کہ جب سنیو پکارا اللہ کو اکیلا تو تم منکر ہوئے اور جب اسکے ساتھہ شریک پکارا تو تم یقین لانے لگے اب حکم وہی ہو کرے اللہ سب سے اوپر بڑا اور اسم کے قول مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سَامِرًا تَهْجُرُوْنَ مین دو قول ہین ایک قول مین تو منکرین کفار سے حال ہے جب وہ حق سے اولٹے بہاگتے اور انکار کرتے اسکا اسپر تکبر کرکر اور حقیر جانتے حق کو اور حق والون کو اس صورت مین بِهٖ کی ضمیر مین تین قول ہین ایک تو یہ کہ ضمیر مکہ کی طرف عائد ہو انکی مذمت کی گئی ہے کہ وہ حرم مین قرآن کے مخالف باتین کرتے ہین دوسرا ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے جو قرآن مجید کی نسبت گرے گرے کلمہ بولتے کبہی کہتے یہ جادو ہے اور کبہی کہتے یہ شعر ہے اور کبہی کہتے یہ کہانت ہے اور وہ قرآن مجید کی نسبت اور بہت باطل اقوال بولتے تیسرا یہ کہ ضمیر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے کیونکہ وہ اپنی مجلسون مین جب ملکر بیٹہتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بہت بیجا باتین اور فاسد اقوال کا استعمال کرتے اور آپکے واسطے باطل کہانتین بیان کرتے کوئی کہتا یہ شاعر ہے اور کوئی کاہن کہکر خوش ہوتا اور کوئی ساحر کے ساتھہ آپکو نامزد کرتا اور کوئی کذاب کہکر اپنا دل بہلاتا

اور کوئی مجنون کہکر اپنے یاروں کو ہمشاش بشاش کرتا فَاَتَاهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ اور حقیقت مین یہ سب اقوال باطل تہے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اللہ کے بندے تہے اور اسکے رسول جنکو اللہ نے ان پر غالب کر دیا اور جس نے انکو حرم سے خوار اور ذلیل کر کے نکالدیا بعض نے کہا ضمیر بیت اللہ کیطرف راجع ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ کفار بیت اللہ کی وجہسے بڑائی اور سنکبار کرتے اور اعتقاد کرتے کہ ہم اسکے مالک ہین حالانکہ وہ اسکے مالک نتہے ابن عباسؓ کہتے ہین عشا کی بعد باتین کرنا اسوقت مکروہ ہوا جب یہ آیت نازل ہوئی مستکبرین بہ سمرا تہجرون اور بہ سمر امر بالبیت ہی مشرک کہتے ہم اسکے مالک ہین اور بڑائی کرتے اور بیت اللہ مین رات کو باتین کرتے اور اسکو آباد کرتے بلکہ یون ہی چھوڑ دیتے رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِي التَّفْسِيْرِ اور ابن ابی حاتم نے بہی اس مقام مین بہت طویل گفتگو کی جسکا حاصل یہی ہے فتح کا بیان یہ ہے کہ جن دو حکمون کو اللہ نے مکلفین کے عملون کے واسطے بیان کیا ان مین سے پہلا حکم تو یہ ہے کہ اس نے تکلیف مالا یطاق کو اٹہا دیا اور اسکی تفسیر سورہ بقرہ کے آخر مین گذری اور وسع کی تفسیر مین دو قول ہین پہلا قول تو یہ ہے کہ وسع سے طاقت مراد ہے جیسے اسکے ساتہ لغت والون نے اس لفظ کی تفسیر کی ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ وسع سے دون الطاقت مراد ہے یعنی وہ کام جن سے طاقت زیادہ ہو اور یہی قول ہے مقاتل اور ضحاک اور کلبی اور مغزلہ کا کہتے ہین وسع کو اسلیے وسع کہتے ہین کہ وہ فاعل اسکے فعل کو وسیع کر دیتا ہے اور اس پر کوئی حرج نہین رہتا پہر جو شخص بیٹہ کر نماز پڑہنے کی طاقت نہ رکہے وہ اشارہ سے پڑہے اور جو شخص روزہ رکہنے کی طاقت نرکہے وہ افطار کرے اور یہ جملہ مستانفہ ہے جس مین حرص دلائی ہے سابقین کی کاموں کی جو کرامات کی تحصیل کے موجب باعث ہین یہ بیان کر کے کہ وہ بہی کچہ مشکل نہین ہین بلکہ سہل ہین اور حد وسع اور طاقت سے باہر نہین ہین اور یہی اللہ کی عادت ہے اپنے بندون کی تکلیف دینے مین اور اس مین رد ہے اس شخص کا جو تکلیف مالا یطاق کو جائز خیال کرتا ہے اور جملہ ولدینا کتاب ینطق بالحق مین تکلیف مالا یطاق کی نفی کا تتمہ ہے اور کتاب سے اس جملہ مین اعمال کے صحیفے مراد ہین اور معنے یہ ہین کہ ہمارے پاس ایسی کتاب ہے جس مین مکلفین مین سے ہر ایک کے عمل ثابت و مندرج ہین ویسے کے ویسے ظاہر ہوجاوینگا اسکے ساتہ جو جو واقع کے مطابق ہے افراط اور تفریط کے سوا اور بسیطرح ہے اللہ کا قول هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یعنے یہ ہمارا دفتر ہے بولتا ہے تمہارے کام ٹہیک ہم لکہواتے جاتے تہے جو کچہ تم کرتے تہے اور اس مین تہدید ہے عاصیون کے لیے اور تامین ہے فرمانبردارون کے واسطے حیف

اور علم سے بعض نے کہا مراد کتاب ہے لوح محفوظ ہے کیونکہ اس مین ہر چیز مکتوب ہے بعض نے کہا کتاب سے قرآن مراد ہے لیکن پہلی تفسیر بہتر ہے اور اس مین تشبیہ دی ہے کتاب کو اس شخص کے ساتھ جو زبان کے ساتھ اپنا مافی الضمیر ادا کرتا ہے کیونکہ کتاب بھی اس چیز کو بیان کر دیتی ہے جو اس مین ہوتا ہے جیسے بولنے والا اپنا مافی الضمیر ادا کر دیتا ہے اور جملہ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ مین ماقبل کا بیان ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندون کو جزا دینے مین اپنے فضل و عدل سے کام لیگا ظلم و جور و ستم و حیف کو روا نہ رکھیگا اور ایسا ہی ہے اللہ تعالی کا قول وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا اپنے اور پا دینگے اپنا کیا اور اپنے کرتوت سامنے اور نہ ظلم کریگا تیرا رب کسیپر پھر اللہ سبحانہ نے اس سے اعراض فرمایا اور فرمایا بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ یعنے بلکہ ان کافرون کے دل اس کتاب سے جو حق کے ساتھ بولیگی ایک گہرے گڑھے مین ہین یا ان کو دل اس امر سے بیہوش ہین جسپر ہین ایمان والے اور عمرت سے یہان پردہ اور غفلت اور حیرت اور اندھاپن اور جہالت مراد ہے ابن عباسؓ نے کہا عمرت سے کفر اور شک مراد ہے اور وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّن دُونِ ذَٰلِكَ مین ابن عباسؓ کا یہ قول ہے کہ شرک کے سوا بھی انکے بُرے عمل ہین ان مین سے ہے نوٹدیون سے زنا کرانا اور قتادہ اور مجاہد کا یہ قول ہے کہ انکے لیے گناہ ہین جنکو یہ کفار ضرور عمل مین لاوینگے حق کے سوا اور حسن اور ابن زید کا یہ قول ہے کہ انکے لیے بُری اعمال ہین جنکو انہون نے ابھی نہین کیا اور وہ کام انکے سوا ہین جنپر یہ قائم ہین اور ضرور انکو کر کر دوزخ مین جاوینگے اور دون سے غیر مراد ہے اور معنے یہ ہین کہ کفار کے اعمال مسلمانون کے عملون کے مخالف ہین جنکو اللہ سبحانہ نے بیان کیا واحدی نے کہا مفسرین اور اصحاب معانی کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ اخبار ہے ان کفار کے اعمال خبیثہ سے جو انپر لکھے گئے ہین اور یہ ضرور ان کامون کو بجا لاوینگے اور جملہ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ اسکا مقرر و مثبت ہے یعنے انپر انکا بجا لانا واجب ہے تو کہ وہ کام کر کر دوزخ مین بیٹھینگے اس بدقسمتی اور کمبختی کیوجہ سے جو انکے لیے ازل مین سبقت کر چکی ہے اور وہ اس سے بھاگ نہین سکتے پھر اللہ سبحانہ نے کفار کی وصف کی طرف رجوع فرمایا اور فرمایا حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ اور ضمیر مترفیہم مین ان کفار کی طرف راجع ہے جن کا مذکور ہوا اور مترفین سے آسودہ اور متنعم لوگ مراد ہین جنکو اللہ نے دنیا کے جتنے مال اور اولاد کے ساتھ مدد دی یا مترفین سے رئیس اور غنی مراد ہین اور عذاب سے وہ انکا بدر کے دن تلوار کے ساتھ مارا جانا مراد ہے یا عذاب سے وہ بھوک اور قحط مراد ہے جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بد دعا کی وجہ سے انپر پڑا جب آپنے فرمایا اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ

اجعلها عليهم سنين كسني يوسف یعنی یا الٰہی سخت کر لتاڑ اپنی مضر قبیلے پر اور کر اسکو اوپر قحط (سات) یوسف علیہ السلام کے قحطون کیطرح بعض نے کہا عذاب سے عذاب آخرت مراد ہے اور اسی کو ترجیح دیگئی ہے اسلیے کہ یہ چلانا اور فریاد و نالہ و آہ تو ان سے آخرت کے عذاب کیوقت وقوع مین آویگا اور یہ ان سے نہ بدر کے دن واقع ہوا اور نہ ان قحط کے سالون مین اور اسکا جواب دیا گیا ہے کہ جؤار لغت مین چیخنے اور چلانے کو کہتے ہین جوہری نے کہا الجؤار مثل الخوار یقال جار الثور یجار اذا صاح یعنے جوار کے بھی وہی معنے ہین جو خوار کے معنے ہین کہتے ہین جار الثور جب بیل بولے اور یہ چیخنا بدر کے دن کفار اور کفار کی اولاد کی جب وہ تلوار سے ماری گئے وقوع مین آیا اور اسیطرح چیخنا ان سے فوقوع مین آیا قحط کے سالون مین جب وہ بھوکے مرنے لگے اور قرآن مین جوار کچھ تضرع کے ساتھ مقید تو نہین ہے تا کہ اس قائل کا اعتراض ہٹے ابن عباسؓ کہتے ہین کہ وہ استغاثہ کرین گے اپنے رب سے اور کشف عذاب کے لیے اسکی طرف پناہ جو ہونگے اور معذلک یہ استغاثہ کچھ انکو فائدہ نہ کریگا اسلیے اللہ سبحانہ نے خبر دی کہ تبکیت کی طور پر انکو کہا جاویگا لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ یعنے ہماری طرف سے تم کو کوئی مدد نہ ملے گی جو تمہارے اوپر سے عذاب کے اٹھا دیوے پھر اللہ سبحانہ نے توبیخًا انکی برائیون کو بیان فرمایا اور فرمایا قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ابن عباسؓ نے نکوص کے ادبار کے ساتھ تفسیر کی اور نکوص کی لغت مین یہ معنے ہین کہ پیچھے کیطرف جاوے اور یہ سب چالون سے بری چال ہے کیونکہ اس چال مین آدمی جسطرف جاتا ہے اسطرف کی چیز دن کو نہین دیکھ سکتا اور یہان یہ اعراض عن الحق سے استعارہ ہے اور علی بن ابیطالب نے اَعْقَابِكُمْ کے عوض اَدْبَارِكُمْ کو پڑہا اور مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ کی ضمیر مین بھی اختلاف بیان کیا جو حافظ ابن کثیر نے بیان کیا اور کہا ضمیر بیت عتیق کیطرف راجع ہے یا حرم کی طرف اور ضمیر کو اسلیے حذف کر دیا کہ حرم کے ساتھ استکبار اور بڑائی کرنا انکا مشہور تھا اور اسکی ولایت کر ساتھ انکا فخر کرنا اور وہ کہتے ہم پر کوئی غالب نہ ہوگا کیونکہ ہم اہل حرم ہین اور اسکے خادم اور جمہور مفسرین اسیطرف گئے ہین پھر کہا یا ضمیر قرآن کیطرف عائد ہے اور معنے یہ ہین کہ قرآن کے سننے سے نہ زیادہ اتراتے اور سرکشی مین آتے ابن عطیہ نے کہا اور یہ قول بہت جید ہے اور نحاس نے کہا کہ اول قول اولی ہے اول قول کی صورت مین بہ مستکبرین کے متعلق ہوگا اور دوسری صورت مین سامرًا کے متعلق کیونکہ کفار بیت اللہ کے ارد گرد رات کو جمع ہو جاتے پھر باتین کرتے اور انکی باتین رات مین بھی قرآن کا ذکر اور اس مین طعن کرنا

ہوتا ابن عباسؓ کہتے تھے تم اے لوگو کعبے کے پاس جمع ہو کر رات کو باتین کرتے ہو اور بہکواس کرتے ہو اور قریش بھی حلقے حلقے ہو کر کعبے کے ارد گرد باتین کیا کرتے تھے اور وہی کہتے ہین کہ مشرک سجو کرتے تھے سوا اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی رات کی باتون مین اور وہی کہتے ہین کہ عشا کے بعد باتین کرنے سے اسیوقت روکا گیا جب یہ آیت نازل ہوئی اخرجہ النسائی ۞ افلم یدبروا القول ام جاءھم ما لم یات اٰباءھم الاولین ۞ ام لم یعرفوا رسولھم فھم لہ منکرون ۞ ام یقولون بہ جنۃ بل جاءھم بالحق واکثرھم للحق کرھون ۞ ولو اتبع الحق اھواءھم لفسدت السموٰت والارض ومن فیھن بل اتیناھم بذکرھم فھم عن ذکرھم معرضون ۞ ام تسئلھم خرجا فخراج ربک خیر وھو خیر الرازقین ۞ وانک لتدعوھم الی صراط مستقیم وان الذین لا یومنون بالاخرۃ عن الصراط لناکبون ۞ ولو رحمنٰھم وکشفنا ما بھم من ضر للجوا فی طغیانھم یعمھون ۞ سو کیا وہ یہان نہین کی یہ بات یا آیا ہے ان پاس جو انکے پہلے باپ دادون پاس یا پہچانا نہین انہون نے اپنا پیغام لانیوالا سو اسکو اوپرے سمجھتے ہین یا کہتے ہین اسکو سودا ہے کوئی نہین وہ لایا ہے انکے پاس سچی بات اور ان بہتون کو سچی بات بری لگتی ہے اور اگر سچا رب چلے انکی خوشی پر تو خراب ہون آسمان اور زمین اور جو کوئی انکے بیچ ہے کوئی نہین ہمنے پہونچائی ہے انکو نصیحت سو اپنی نصیحت کو وہ یہان نہین کرتے باتون سے مانگتا ہے کچھ حاصل سو حاصل تیرے رب کا بہتر ہے اور وہ بہتر روزی دینوالا اور تو تو بلاتا ہے انکو سیدھی راہ پر اور جو لوگ نہین مانتے پچھلی راہ ہی ٹیڑھے ہوئے ہین اور اگر ہم انکو رحم کرین اور کھولدین جو تکلیف ہے اپنے مقرر لگے جاوین اپنی شرارت مین بہکے ف یہ جو فرمایا سو کیا وہ یہان نہین کی یہ بات یعنے قرآن مین فکر نہین کرتے اور نصیحت کرنے والے ہمیشہ ہوتے رہے ہین پیغمبر ہوئے یا پیغمبر کے تابع اور یہ جو فرمایا یا پہچانا نہین انہون نے پیغام لانیوالا یا اسکو اوپرا سمجھے ہین یعنے ہمیشہ اس رسول کی خو اور خصلت سے واقف ہین اور اسکی سچائی اور نیکی جان رہے ہین اور یہ جو فرمایا اور اگر ہم رحم کرین اور کھولدین جو تکلیف ہے اپنے مقرر لگے جاوین اپنی شرارت مین بہکے تو شاید یہ اسکو فرمایا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے ایک بار مکہ مین لوگون پر قحط پڑا تھا پیغمبر صاحب ہی کی دعا سے کہلا انتہی مافی موضح القرآن ف حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالی مشرکون پر انکار کرتا ہے انکے نہ سمجھنے مین قرآن مجید کو اور انکے اس مین نہ دہیان کرنے مین اور اس سے منہ پھیرنے مین باوجود اسکی

کو وہی ایسی کتاب کے ساتھ مخصوص ہوئی جس سے بڑھکر کامل کتاب کسی پیغمبر پر نازل نہین ہوئی اور نہ اس سے اشرف خاص انکے باپ دادی کہ وہ کفر ہی مین مرے اور انکے پاس کوئی کتاب نہین پونچی اور نہ کوئی ڈرانے والا تو ان مشرکون کر حال کے لائق تو یہ بات تہی کہ اس نعمت کا مقابلہ ہٹکی قبولیت کے ساتھہ کرتے اور اسکے شکر مین کہڑے ہوتے اور اسکو سمجھتے اور اسکے مقتضا پر عمل کرتے رات کی گھڑیون اور دن کے اطراف مین جیسے ان مین سے نجیانے کیا جنہون اسلام کو اختیار کیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے خوش ہوئے قتادہ کہتے ہین کیا لوگون نے قرآن مین اتنک دہیان نہین کیا اللہ کی قسم اگر اس مین تدبر اور تفکر سے کام لین (اور غور کو اپنا شعار بنالین اور نظر کو دثار) تو ضرور قرآن مین اللہ تعالی کی معصیت سے زاجر (روکنے والا) معلوم کرین اور اسکو سمجھ لین لیکن لوگون نے لیا قرآن مین سے وہ جو کئی طرف لگتا ہے پھر وہ ہلاک ہوگئے اسوقت پھر اللہ نے قریش پر انکار کی طور پر فرمایا اَمْ لَمْ یَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ یعنے کیا یہ مشرک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسکی سچائی اور امانت اور صیانت کو نہین جانتے حالانکہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہین لوگون مین نشو ونما پایا کیا یہ اسکی امانت اور صیانت اور صداقت کا انکار کرسکتے ہین ولہذا جعفر بن ابی طالب رضے اللہ تعالی عنہ نے نجاشی بادشاہ حبشہ سے کہا اَیُّهَا الْمَلِكُ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ فِیْنَا رَسُوْلًا نَعْرِفُ صِدْقَهٗ وَنَسَبَهٗ وَاَمَانَتَهٗ یعنے اے بادشاہ بے شک اللہ نے ہمارے طرف ایسا رسول بہیجا ہے جسکی سچائی اور نسب اور امانت کو ہم جانتے پہچانتے ہین اور ایسا ہی کہا مغیرہ بن شعبہ نے کسری بادشاہ ایران کی نائب کو جب اسکا مقابلہ کیا اور ایسا ہی کہا ابوسفیان صخر بن حرب نے روم کے بادشاہ ہرقل کے لیے جب اُس نے ابوسفیان اور اسکے اصحاب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفتون اور نسب اور صداقت اور امانت سے پوچہا اور اسکے بعد وہ کافر ہی رہے (ابوسفیان بن حرب کے سوا کہ وہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوگیا) مسلمان نہ ہوئے اور باوجود کافر رہنے کے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سچ کے سوا کچہ اور نہ بول سکے اور یہ جو فرمایا اَمْ یَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ تو یہ اللہ تعالی نے مشرکون کے قول کو رد کیا ہے کہ وہ کہتے ہین محمد نے قرآن کو اپنے آپ سے بنالیا ہے اور یہ سودائی ہے یہ نہین جانتا ہے جو سونہ سے نکالتا ہے اور اللہ نے خبر دی کہ اس بات کو انکے دل نہین مانتے اور وہ جانتے ہین کہ یہ جو ہم قرآن کی نسبت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعن دہرتے ہین یہ ہمارا خیال لغو اور بیہودہ اور باطل ہے کیونکہ

انکے پاس اسکی کتاب سے وہ چیز پہونچ چکی ہے جسکے مقابلہ کی طاقت اور جسکی مدافعت کی قدرت کسی بشر کو نہیں ہے اور اس نے انکو مقابلہ کے لیے بلایا ہے اور یہی مین والون کو اور کہدیا ہے کہ وہ اس قرآن کی مثل (یا قرآن کی دس سورتون کی مثل یا قرآن کی ایک سورت کی مثل) بنا کر لاوین اگر وہ سچے ہین اور وہ ابدالآبدین کبھی اس امر کی طاقت نہ پاوین گے ولہذا فرمایا بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ قتادہ کہتے ہین ہمارے لیے مذکور ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آدمی کو ملے اور اسکو فرمایا مسلمان ہوجا وہ بولا تو مجھے بلاتا ہے ایسے امر کی طرف جسکو مین برا جانتا ہون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگرچہ تو اسکو برا مانے اور ہمارے لیے مذکور ہوا ہے کہ آپ ملے ایک اور آدمی کو اور فرمایا اسکو مسلمان ہوجا تو اسکو یہ بات بُری معلوم ہوئی اور اسپر ناگوار گذری پھر فرمایا اسکے لیے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھلا بتلا تو اگر کسی تنگ راستے مین ہووے پھر تو ایسے آدمی کو ملے جسکو تو پہچانتا ہو اور اسکی نسب تجھ معلوم ہو اور وہ تجھ کو ایک کھلی اور آسان راہ کیطرف بلاوے کیا تو اس آدمی کے کہنے پر عمل کریگا وہ بولا جی ہان فرمایا اسکی قسم جسکے ہاتھ مین محمدؐ کی جان ہے بیشک تو اس تنگ راہ سے بھی زیادہ دشوار راہ مین ہے اگر تو اسی حالت پر رہا اور مین تجھ کو اس سے آسان راہ کیطرف بلاتا ہون اگر تو اسکو قبول کرے اور ہمارے لیے بیان کیا گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کو ملے اور اسکو فرمایا تو مسلمان ہوجا تو اسکو یہ کہنا برا معلوم ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو فرمایا بھلا بتلا تو اگر تیرے پاس دو غلام ہون ان مین سے ایک غلام تو ایسا ہو کہ جب تیرے ساتھ بات کرے تو سچ بولے اور جب تو اسکے پاس امانت رکھے تو تیری امانت کو ادا کرے کیا یہ غلام تیرے نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہے یا تیرا وہ غلام کہ جب تو تجھ سے بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب تو اسکے پاس کچھ امانت رکھتا ہے تو وہ اس مین سے چوری کر لیتا ہے وہ شخص بولا نہ مجھے وہ غلام پیارا ہے جو جب مجھ سے بات کرے تو سچ بولے اور جب مین اسکے پاس امانت رکھون (تو اس مین خیانت نکرے) وہ امانت دیدیوے مجھکو تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری اپنے مالک کے پاس یہی مثال ہے (یعنے مسلمان اپنے مالک کے نزدیک اس غلام کی طرح ہے جو بات مین سچا ہے اور امانت مین پورا ہے اور کافر اس غلام کی طرح ہے جو بات مین جھوٹا ہے اور امانت مین ادھورا ہے) اور یہ جو فرمایا وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ تو مجاہد اور ابو صالح اور سدی کا

یہ قول ہو کہ حق ہی مراد اس آیت مین وہ اللہ عزوجل ہے اور معنے یہ ہین کہ اگر اللہ تعالی جو سچا مالک ہے انکی خواہشون اور خوشیون کے پیچھے چلے اور امور کو انکی خوشی کے مطابق مقرر کرے تو ضرور بگڑ جاوین آسمان اور زمین اور وہ چیزین جو ان مین موجود ہین جیسے اللہ عزوجل نے کفار سے انکے اسقول مین خبر دی کہ ان کا یہ خیال ہے کہ رب العالمین ہمارے طبیعتون کی موافق کام کرے فرمایا کہتے ہین لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ یعنے کیون نہ اُترا یہ قرآن کسی بڑے مرد پر ان دو بستیون کے یعنے مکے اور طائف کے کسی سردار پر پھر انکے اس خیال کو رد فرمایا یہ کہکر اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ یعنے کیا یہ کافر بانٹتے ہین تیرے رب کی مہر ہمنے بانٹی ہے ان مین روزی انکی دنیا کے جیتے اور اونچے کیے درجہ ایک کے ایک کے ٹھیراوے ایک دوسرے کو کمیرا اور تیرے رب کی مہر بہتر ہے ان چیزون سے جو سمیٹتے ہین یعنے اللہ نے روزی دنیا کی تو انکی تجویز پر بانٹی نہین پھر پیغمبری کیونکر دے انکی تجویز پر اور فرمایا قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا یعنے کہہ اگر تمہارے ہاتھ مین ہوتی میرے رب کے مہر کے خزانے تو مقرر موندر رکھتے تم اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جاوین اور ہے انسان دل کا نانک اور فرمایا اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا یعنے یا انکا کچھ حصہ ہے سلطنت مین پھر تو نہ دین گے لوگون کو ایک تل برابر تو ان آیتون مین اللہ تعالی نے بندون کا عجز اور انکے آراء اور اہواء کا اختلاف بیان کیا ہے اور وہی اللہ تعالی اپنی ساری صفتون اور تواُ اور افعال اور شرع اور قدر اور مخلوق کی تدبیر مین کامل ہے وہ برتر اور پاک ہے فَلَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ وَلَا رَبَّ سِوَاهُ ولہذا فرمایا بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ اور ذکر کی آیت مین قرآن مراد ہے اور یہ جو فرمایا اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ تو خراج سے اجر اور مزدوری مراد ہے قَالَهُ الْحَسَنُ یا حاصل مراد ہے قَالَهٗ قَتَادَةُ یعنے تو نہین مانگتا ان سے کچھ مزدوری اور نہ کچھ حاصل اور نہ اور کوئی چیز اسپر کہ تو انکو ہدایت کیطرف ملتا ہے بلکہ تو تو اس مین اللہ سے جمیل وجزیل ثواب کا طالب ہے کما قال تعالے قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ یعنے تو کہہ مین نہین مانگتا تمہین سے اسپر کچھ نیگ اور مین نہین آپکہ بنانے والا اور جیسے فرمایا قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ

مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ یعنے جو مزدوری مینے تم سے طلب کی ہے اسکو تم اپنے پاس رکھو میری مزدوری نہین مگر اللہ پر اور فرمایا قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی یعنے کہدین نہین مانگتا اللہ کا احکام پونچانے پر مزدوری مگر یہی ناتا پروری اور فرمایا وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَۃِ رَجُلٌ یَّسْعٰی قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا یَسْـَٔلُکُمْ اَجْرًا وَّھُمْ مُّھْتَدُوْنَ یعنے آیا شہر کے پرے سرے سے ایک مرد دوڑتا بولا اے قوم چلو راہ پر ان بھیجے ہوؤن کے چلو راہ پر انپر جو تم سے نیگ نہین مانگتے اور راہ سوجھے ہین اور یہ جو فرمایا وَاِنَّکَ لَتَدْعُوْھُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَاِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاکِبُوْنَ تو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاس خواب مین دو فرشتے آئے تو ایک ان مین سے آپکے مبارک قدمون کے پاس بیٹھا اور دوسرا آپ کی مبارک سر کے پاس اور وہ فرشتہ جو پاؤن کے پاس بیٹھا بولا اس فرشتے کو مخاطب کرکے جو سر کے پاس بیٹھا تھا بیان کر کہاوت اس شخص کی اور اس شخص کی امت کی تو وہ بولا اس شخص اور اس شخص کی ایک امت کی کہاوت ایک مسافر لوگون کی سی ہے کہ وہ ایک جنگل مین پونچے اور انکے پاس اتنا خرچ نہ رہا جس سے اس جنگل کو قطع کر سکین اور نہ اتنا خرچ رہا جس سے واپس ہی ہو سکین تو وہ اسی حال مین تھے کہ انکے پاس ایک مرد جو ہرا جوڑا پہنے ہوئے آیا اور بولا بھلا بتلاؤ اگر تم کو مین سرسبز باغون اور بہرے حوضون مین لیچلون تو میرے پیچھے چلوگے وہ سب کے سب بولے جی ہان کیون نہین چلینگے فرشتے نے کہا پھر وہ مرد انکو لے چلا اور انکو جا کر سرسبز باغون اور بہری حوضون مین داخل کر دیا پھر انھون نے وہان کھایا اور پیا اور موٹے تازے ہوئے پھر اس مرد نے ان کو کہا کیا مینے تمہارے ایسی نازک حالت مین خبر گیری نہین کی (کہ تم بے زاد و خرچ ایک جنگل بے زرعت و گیاہ مین پڑے تھے) پھر مینے تم کو سرسبز ملک مین لاکر ڈالدیا وہ بولے بیشک فرمایا پھر بیشک تمہارے آگے ایسے باغ ہین کہ وہ ان سے کہین بڑھکر سرسبز ہین اور ایسے حوض ہین کہ وہ ان سے کہین زیادہ بہرے ہین آو پھر میرے پیچھے پیچھے چلو تو ایک جماعت بولی اللہ کی قسم یہ شخص سچا ہے ہم تو اسکے پیچھے ضرور چلینگے اور ایک جماعت بولی ہم اسی کے ساتھ خوش ہین ہم تو یہان ہی رہینگے رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ کہتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنِّیْ مُمْسِکٌ بِحُجَزِکُمْ عَنِ النَّارِ وَتَغْلِبُوْنِیْ تَتَقَاحَمُوْنَ فِیْھَا تَقَاحُمَ الْفَرَاشِ وَالْجَنَادِبِ فَاَوْشَکَ اَنْ اُرْسِلَ بِحُجَزِکُمْ وَاَنَا فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ فَتَرِدُوْنَ عَلَیَّ مُعَارًا اَشْتَاتًا اَعْرِفُکُمْ بِسِیْمَاکُمْ وَاَسْمَائِکُمْ کَمَا یَعْرِفُ الرَّجُلُ الْغَرِیْبَ مِنَ الْاِبِلِ فِی

اِبلِهِ فَيَذْهَبُ بِكُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَنَا أَشِيدُ فِيكُمْ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ اَيْ رَبِّ اُمَّتِيْ
فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ اِنَّهُمْ كَانُوْا يَمْشُوْنَ بَعْدَكَ الْقَهْقَرٰى
عَلٰى اَعْقَابِهِمْ فَلَا اَعْرِفَنَّ اَحَدَكُمْ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَحْمِلُ شَاةً لَّهَا ثُغَاءٌ يُنَادِيْ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ
فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ وَلَا اَعْرِفَنَّ اَحَدَكُمْ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَحْمِلُ بَعِيْرًا
لَّهٗ رُغَاءٌ يُنَادِيْ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ وَلَا اَعْرِفَنَّ اَحَدَكُمْ
يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَهَا حَمْحَمَةٌ فَيُنَادِيْ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ
وَلَا اَعْرِفَنَّ اَحَدَكُمْ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَحْمِلُ سِقَاءً مِّنْ اُدُمٍ يُنَادِيْ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ لَا
اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ بیٹے مین تم کو کمر دن سے پکڑ کر آگ سے نکالتا ہون اور تم اس مین پڑے جاتے
ہو جیسے پروانے اور ٹڈیان آگ مین پڑتی ہین اور قریب ہو کہ مین تمہاری کمر ین چھوڑ دون گا (سینے مین
فوت ہو جاؤن گا) اور مین تمہارا پیش خیمہ ہون گا حوض (کوثر) پر اور تم میرے پاس اکٹھے آؤ گے اور جدا جدا
ہو کر آؤ گے پہچان لونگا تم کو تمہاری علامتون سے اور تمہارے نامون سے جیسے مرد اپنے اونٹون مین
پہچانتے ہین کہ یہ اونٹ کسی نے پہچان لیتا ہے پھر تمکو بائین طرف سے اچک لیا جاویگا پھر مین جھگڑون گا تمہارے بارے
مین رب العالمین سے (اور کہون گا) اے میرے مالک یہ میرے لوگ ہین اے میرے مالک یہ میری امت ہے پھر جواب
ملیگا اے محمد تو نہین جانتا انہون نے کیا کر تو تمین کین تیرے پیچھے یہ تیرے بعد اپنی ایڑیون پر پھر گئے (سینے
مرتد ہو گئے) پھر مین پہچانونگا تم مین سے ایک کو کہ وہ آویگا اٹھانا ہوا بکری جو مین مین کراتی ہوتی ہوگی
اور پکارے گا اے محمد اے محمد پھر مین کہون گا نہین اختیار رکھتا مین تیرے واسطے اللہ کیطرف سے کسی چیز کا پہنچے
تو (دنیا مین تمکو اللہ کے حکم) پہونچا دیے اور ضرور پہچانونگا مین ایک تمہارے کو جو آویگا اٹھانا ہوا اونٹ
جو ملبلاتا ہوگا پکارے گا اے محمد اے محمد پھر مین کہون گا نہین مالک ہون تیرے واسطے کسی چیز کا پہنچے تجھ کو
اللہ کے حکم پہنچا دیے اور ضرور پہچانونگا تم مین سے ایک کو کہ وہ آویگا قیامت کے دن اٹھانا ہوا گھوڑا جو ہنہنا
ہوگا پھر وہ پکاریگا اے محمد اے محمد مین کہون گا مین نہین مالک ہون تیرے لیے کسی چیز کا پہنچے تو تم کو اللہ کے
حکم پہونچا دیے اور ضرور پہچانونگا مین ایک تمہارے کو کہ وہ آویگا قیامت کے دن اٹھانا ہوا مشک چمڑے کی
پکارے گا اے محمد اے محمد پھر مین کہونگا مین نہین مالک ہون تیرے واسطے کسی چیز کا پہنچے تو اللہ کے احکام پہنچا
رَوَاهُ الْحَافِظُ اَبُوْ يَعْلَى الْمَوْصِلِيُّ علی بن مدینی کہتے ہین اس حدیث کا اسناد اچھا ہے مگر حفص حمید کا بیٹا

مجہول ہے مین نہین جانتا کہ کسی شخص نے اس سے یعقوب بن عبد اللہ اشعری عمی کے سوا روایت کیا ہو حافظ ابن کثیر کہتے ہین مین کہتا ہون بلکہ اس سے شعبہ بن اسحاق نے روایت کی ہے اور یحیے بن معین نے اسکی نسبت کہا وہ صالح ہے اور نسائی اور ابن حبان نے اسکو ثقہ کہا اور یہ جو فرمایا وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ اس مین اللہ تعالی انکے کفر مین سخت ہونیکی خبر دیتا ہے اسطرح کہ اگر اُن سے اللہ تعالی ضرر کو دور کردیوے اور قرآن ان کو سمجھا دیوے تو پہ بھی اسکی فرمانبرداری نہ کرین اور اپنے کفر اور عناد اور سرکشی پر جمے رہین کما قال تعالی وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ یعنے اور اگر اللہ جانتا ان مین کچھ بھلائی تو انکو سناتا اور جو ان کو اب سنادی تو اولٹی بھاگین منہ پھیر کر اور فرمایا وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ یعنے اور کبھی تو دیکھے جسوقت انکو ٹھہرایا ہے آگ پر تو کہتے ہین اے کاش کہ ہمکو پھیر بھیجین اور ہم نہ جھٹلاوین اپنے رب کی آیتین اور رہین ایمان والون مین کوئی نہین بلکہ کھل گیا جو چھپاتے تھے پہلے اور اگر پھر بھیجے تو پھر کرین وہی جو منع ہوا تھا ان کو اور وہ جھوٹ بولتے ہین اور کہتے ہین ہم کو زندگی نہین مگر یہی دنیا کی اور ہم کو پھر نہین اوٹھنا حافظ ابن کثیر نے کہا تو یا اللہ کے تالا یکون لوکان کیف یکون کے ساتھ عالم ہونے کے باب سے ہے ضحاک نے ابن عباس سے روایت کیا کہ جس شرط مین لو کا حرف ہو وہ شرط کبھی موجود نہ ہوگی فتح مین کہا ہے کہ اللہ تعالی نے انکے کفر کی طرف پیشدستی کرنیکا سبب بیان کیا اور وہ چار امر ہین یا تو یہ کہ قرآن مین وہ بیان نہین کرتے اگر قرآن کے مضمون مین غور کرین تو ضرور انکے لیے اس قرآن کی سچائی ظاہر ہوجاوے اور وہ اسکے ساتھ ایمان لے آوین اور قول سے قرآن مراد ہے اور اسی کی مثل ہے اللہ تعالی کا یہ قول اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا یعنے کیا قرآن مین وہ بیان نہین کرتے یا دلون پر انکے قفل لگے ہین اور یہ قول اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا یعنے کیا غور نہین کرتے قرآن مین اور اگر یہ ہوتا کسی اور کا سوا اللہ کے تو پاتے اس مین بہت تفاوت اور دوسرا سبب یہ ہے کہ انکے باپ دادون کو پاس کوئی رسول نہین آیا اسلیے یہ بھی انکار کرتے ہین اور اسیکی مثل ہے اللہ کا یہ قول لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ

آباءھم یعنے تو کہ توڈرا وے ان لوگون کو جنکے باپ دادے نہین ڈرائے گئے اور بعض نے کہا یہ ان پر انکار ہے اور مطلب ہے کہ انکے آبا و اجداد کے پاس بھی اللہ نے رسول بھیجے جیسے اللہ سبحانہ و تعالی کی عادت ہے کہ بندون کی طرف پیغمبر بھیجا کرتا ہے اور یہ جانتے ہین اس امر کو پھر اس قرآن کی کیون تکذیب کرتے ہین اور بعض نے کہا معنے یہ ہین کیا یہ عذاب سے بے ڈر ہین اور انکے باپ دادے بیڈر نہین تھے اور تیسرا سبب یہ ہوسکتا ہے کہ اس رسول کو امین اور سچا نہ جانین اور اسکا انکار کرین اور معلوم ہے یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا اور امانت دار خیال کرتے تھے ابو صالح کہتے ہین اونہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانا ولیکن حسد کی مار مخالفت کرتے رہے یا یہ کہ سوء خیال کرتے ہین اور یہ چوتھا سبب ہے حالانکہ انہون نے جانا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقل کا پلہ سب لوگون کی عقلون کے پلون سے بھاری ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب سے ذہین ہین اور دانا ولیکن بات یہ ہے کہ آپ اس چیز کو لائے جو انکی خواہشون کے مخالف ہے پھر تعصب اور بچپن کی راہ سے اسکو نہ مانا اور اسکا انکار کیا پھر اللہ نے انکی ان سب باتون سے اضراب و اعراض فرمایا اور فرمایا بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ یعنے بات وہ نہیں ہے جو انکو زعم فاسد اور خیال کاسد مین جمع ہوئے ہے قران اور رسول کے حق ہین اور حق سے دین قویم مراد ہے یا قرآن جو توحید اور شرائع اسلام پر شامل ہے ابو صالح کہتے ہین حق سے وہ اللہ عزوجل مراد ہے اور اگر اللہ تعالی ان کی خواہشون کے مطابق کرے اور اپنے واسطے شریک ٹھیرا وے اور اولاد تو اس سے ایک بڑا فساد ظہور مین آوے اور جہان کا بالکل انتظام بگڑ جاوے ابن جریج اور مقاتل اور سدی کا تو یہی قول ہے کہ حق سے اللہ مراد ہے معنے یہ ہین اگر اللہ اپنے ساتھ تمہاری خوشی کے مطابق شریک ٹھیرا لیوے تو آسمانون اور زمینون اور تمام مخلوق مین فطور پڑ جاوے اور فراء اور زجاج کا یہ قول ہے کہ حق سے قرآن مراد ہے یعنے اگر قرآن انکی خواہشون کے موافق شرک لیکر اترتا تو جہان کا انتظام بگڑ جاتا اور بعض نے کہا معنے یہ ہین اگر سچ بات یہی متعدد معبودون کا ٹھیرانا ہوتا تو متعدد معبودون کی ضرور پھوٹ پڑتی اور اسی کی مثل ہے اللہ کا یہ قول لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا کیونکہ عادت یہ جاری ہے کہ متعدد حاکم کے وقت اختلاف موجود ہو بہت مفسرین کا یہ مذہب ہے کہ اسکے قول ولو اتبع الحق مین حق سے اللہ مراد ہے اور اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ یہان حق سے وہی معنے مراد ہین جو اللہ تعالے کے قول بل جاءہم بالحق مین مراد ہین اور بل جاءہم بالحق مین حق سے اللہ مراد لینا درست نہین ہے تو بہتر ہے کہ حق کی دونو جگہون مین صدق صحیح کے ساتھ تفسیر کی جاوے اور مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ

والارض سے ساری مخلوق مراد ہے اور ذوی العقول کا اسلیے خاص طور پر ذکر کیا گیا کہ غیر ذوی العقول انکے تابع ہین یہ فرمایا یہ کیونکر قرآن کو بُرا جانتے ہین باوجود اسکے کہ اس مین اُنکی شرافت اور عظمت ہے تو انکی حال کے تو لائق یہ ہے کہ یہ قرآن کے پیرو ہون اور ذکر سے قرآن مراد ہے اور سچ یہ ہین کہ ہم نے انپر ایسی کتاب اُتاری ہے جو انکے فخر اور شرافت کا موجب ہے کیونکہ رسول جسپر کتاب اتری ہی انہین مین سے ہے اور قرآن کی لغت بولی انہین کی لغت ہے اور اسی کی مثل ہے اللہ کا قول وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ یعنی اور یہ مذکور رہے گا تیرا اور تیری قوم کا اور آگے تم سے پوچھ ہوگی اور بعض نے کہا ذکر سے وہ آیات مراد ہین جن مین انکا ثواب و عقاب مذکور ہے اور بعض نے کہا ذکر سے وہ چیز مراد ہے جس چیز کی انکو دین کے امور مین ضرورت ہی اور بعض نے کہا ذکر سے وعظ مراد ہے اور بعض نے کہا اس سے وہ ذکر مراد ہے جسکو خود ان تم اور کہتے تھے اگر ہم پاس احوال مرتا پہلے لوگون کا تو ہم ہوتے بندے اللہ کے چنے کی قال تعالی وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ یعنے اور یہ تو کہتے تھے اگر ہم پاس مذکور ہوتا پہلون کا تو ہم اللہ کے چنے بندے ہوتے پھر فرمایا انکو ماننے کی ایک اور صورت بھی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ تو ان سچ پہنچانے پر اور تبلیغ پر حاصل اور نکا مانگے اور وہ بھی مفقود ہے اسلیے کہ وہ جانتے ہین کہ یہ ہم سے اسپر اجر کا طالب اور سائل نہین ہے صراط مستقیم سے واضح طریق مراد ہے جسکو سیدھی ہونیکی عقلین گویا دین اور کہین کہ یہ ٹیڑھا نہین ہے اور صراط لغت مین کہتے ہین راہ کو تو دین کو راہ اسلیے کہا گیا کہ وہ اللہ تک پہونچاتا ہے پھر اللہ نے خبر دی کہ یہ کفر پر اڑے رہین گے اس سے نہ لوٹین گے کبھی اور فرمایا وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ انتہی مافی الفتح وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ○ قَالُوْۤا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ○ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○ اور ہمنے پکڑا انکو آفت مین پھر نہ دبے اپنے رب کے آگے اور نہین گڑگڑاتے یہانتک کہ جب کھولین گے ہم اُپر دروازہ ایک سخت آفت کا تب اس مین انکے آس ٹوٹیگی اور اسی نے

بنا دیا تم کو کان اور آنکھین اور دل تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو اور اسی نے تم کو بکھیر رکھا ہے زمین مین اور
اسی کی طرف جمع ہو کر جاؤ گے اور وہی ہے جلاتا اور مارتا اور اسیکا کام ہے بدلنا رات اور دن کا سو کیا تم کو
بوجھ نہین کوئی نہین یہ وہی کہتے ہین جیسا کہہ چکے ہین پہلے کہتے ہین کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور
ہڈیان کیا ہم کو جلا اٹھانا ہے وعدہ مل چکا ہمکو اور ہمارے باپ دادون کو یہی پہلے سے اور کچھ نہین یہ تقلیز
ہین پہلون کی یہ جو فرمایا یہانتک کہ جب کھولین گے ہم انپر دروازہ ایک سخت آفت کا تب اس مین انکی
اس لڑینگی تو اس سے شاید لڑائیون کا دروازہ کھلنا مراد ہے جس مین وہ تہنک کر عاجز ہوئے ف
تفسیر ابن کثیر مین لکھا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ہم نے انکو ڈکہ اور آفت کی ساتھ پکڑا اور مصائب اور شدائد کی
ساتھہ آزمایا پھر وہ اپنے مالک اور تربیت کنندہ کی آگے نہ دبے اور نہ گڑگڑائے اور ان کو کفر اور مخالفت اور
ضلالت اور غوایت سے ہمارے ڈکہ اور آفت نہ روکا بلکہ وہ اپنی سرکشی اور ضلالت پر مستمر اور مصر ہے
كَمَا قَالَ تَعَالَى فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ
مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا
أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ یعنے پھر کیون نہین جب پہونچا انپر عذاب ہمارا گڑگڑائے ہوتے
ولیکن سخت ہو گئے دل ان کے اور انکو بھلے دکھائی شیطان نے جو کام کر رہے تھے پھر جب بھول گئے جو نصیحت
کی تھی انکو کھولدیے ہمنے انپر دروازے ہر چیز کے یہانتک کہ جب خوش ہوئے پائی ہوئی چیز سے پکڑا ہمنے انکو
بے خبر پھر تب ہی وہ رہگئے ناامید عکرمہ ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم پاس آیا اور بولا یا محمد انشدک اللہ والرحم فقد اکلنا العلهز یعنی الوبر
والدم یعنے اے محمد مین تمکو قسم دیتا ہون اللہ کی اور ڈراتا ہون ناتا توڑنے سے ہم تو کھا چکے اونٹون کی
اُون اور خون تو اللہ نے یہ آیت اتاری وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا
يَتَضَرَّعُونَ رواہ ابن ابی حاتم اور نسائی نے محمد بن عقیل سے روایت کیا اس نے علی بن حسین سے اس نے
انپر باپ سے اسی حدیث کو اور صحیحین مین یہ حدیث اس طرح ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش پر
بددعا کی جب انہون نے نافرمانی پر کمر باندھی اور فرمایا اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ
یعنے الٰہی میری مدد کر ان پر ساتھہ سات سالون قحط والون کی یوسف کی قحطون کی طرح وہب بن عمر بن کیسان
کہتے ہین وہب بن منبہ مجھ سے ہوئی تو انکی اولاد مین سے ایک مرد بولا کیا مین تجھ کو ایک شعر نہ سناؤن اس

ابو عبد اللہ وہب نے کہا ہم اللہ کے عذاب کے ایک حصہ میں ہیں اور فرمایا ہے وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ
فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ کہا اور وہب نے کہ تین سو برس ہوئے کہ کہا گیا کیسا وزہ ہوا ہی
ابو عبد اللہ وہب بولا اللہ نے ہماری لیے ایک نیا کام بنایا ہم اسکے بوجھ نیا کام نکالتے ہیں یعنے اس نے ہمکو قید کر لیا
ہم اسکی زیادہ عبادت کرتے ہیں اور یہ جو فرمایا حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ
فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ یعنے یہانتک کہ جب آنکو اللہ کا عذاب پالیگا اور قیامت اچانک آجاویگی تو ان کو وہ عذاب
پکڑ لے گا جس کا انکو خیال نہ ہوگا پھر اسوقت ناامید ہو جاوینگے ہر بھلائی سے اور آس توڑ دینگے ہر راحت سے
اور انکی امیدیں اور توقعیں سب ٹوٹ جاوینگی پھر اللہ تعالے نے بیان کیا کہ یہی ہمارا انعام ہے کہ ہم نے انکو کان دیئے
اور آنکھیں اور دل اور مراد ان سے عقول اور فہم ہیں جن سے اشیا کا ادراک کرتے ہیں اور ان آیات سے جو اللہ کے
ایک ہونے پر دلیل ہیں اور جہان میں وہ آیات موجود ہیں عبرت لیتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہی فاعل مختار ہے
جو چاہے کر سکتا ہے اور یہ جو فرمایا قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ تو اس سے یہ مراد ہے کہ تمہارا شکر ہمارے انعام کے مقابلہ
میں بہت قلیل ہے کما قال تعالٰی وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ یعنے اور نہیں اکثر لوگ ایمان
لانیوالے اگرچہ تو للچاوے پھر اللہ نے اپنی قدرت عظیمہ اور غلبہ قاہرہ سے خبر دی جسکو اس نے مخلوق کے بنانے اور
انکو زمین کے کناروں میں پھیلانے میں باوجود انکی جنسوں کے مختلف ہونے اور انکی لغات کے گوناگون ہونے
اور انکی صفات کے رنگا رنگ ہونے کے برتا ہے اور استعمال کیا ہے پھر ان سب کے سب پہلوں اور پچھلوں کو
ایک تاریخ معین میں جمع کرے گا پھر نہ چھوڑیگا ان میں سے کسی بڑے کو اور نہ کسی چھوٹے کو اور نہ زندہ
کو اور نہ جلیل کو اور نہ حقیر کو مگر اسکو دوبارہ بناویگا جیسے اسکو پہلی بار بنایا وہندا فرمایا وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ
يُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ یعنے اسی کے امر سے رات اور دن کا اختلاف ہو کہ ان میں سے ہر ایک
دوسرے کے پیچھے لگا آتا ہے دوڑتا کما قال تعالٰی يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا یعنے اڑاتا ہے رات
پر دن اسکے پیچھے لگا آتا ہے دوڑتا اور فرمایا لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ
النَّهَارِ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ یعنے نہ سورج کو پہنچے کہ پکڑے چاند کو اور نہ رات آگے بڑھے دن سے اور ہر
کوئی ایک ایک گھیرے میں پھرتے ہیں پھر فرمایا اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ یعنے تمہاری پاس ایسی عقلیں نہیں ہیں جو تم کو
غریب علیم کی خبر پر دیں جو ہر چیز پر قاہر ہے اور ہر شے پر غالب اور ہر چیز اسکے آگے گڑگڑاتی ہے پھر قیامت کے
منکروں کے قول کو تشفی دی پہلے لوگوں کے قول کے ساتھ اور فرمایا بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ

قَالُوْا اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ یعنے پھر دوبارہ پیدا ہونا مرنے اور فنا ہونے اور مٹی ریزہ
کے جو رہ جانے کے بعد بعید خیال کرتے ہین اور کہتے ہین لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ
اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ یعنے اس اعادی کے ساتھ ہماری آبا و اجداد بھی وعدہ دیے گئے اور
یہہ محال ہے اور یہہ محمد جو اس اعادہ کی خبر دیتا ہے تو اُسنے اولین کی کتابون سے اسکو لیا ہے اور یہ پہلون کی بناوٹ
ہے اور یہہ انکی تکذیب اور انکار ویسا ہی ہے جیسے فرمایا اِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ فَاِنَّمَا
هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ یعنے کافر کہتے ہین کیا ہم پھر آوین گے اوٹلے پاؤن کیا جب
ہو چکے ہم ہڈیان کھوکھری بولے تو تو یہہ اناڑا ٹوٹا ہے سو وہ تو ایک جھڑکی ہے پھر تبھی وہ آ رہے میدان مین
اور جیسے فرمایا اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ وَّضَرَبَ لَنَا مَثَلًا
وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ
بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ اَوَلَيْسَ
الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ
اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ
یعنے کیا نہین دیکھتا آدمی کہ جسنے اسکو بنایا ایک بوند سے پھر تبھی وہ ہو گیا جھگڑتا بولتا اور بٹھاتا ہے ہمپر کہاوت
اور بھول گیا اپنی پیدایش کہنے لگا کون جلا دیگا ہڈیان جب کہ کھری ہو گئین تو کہہ انکو جلا دیگا جس نے بنایا
انکو پہلی بار اور وہ سب بنانا جانتا ہے جس نے بنادی تم کو سبز درخت سے آگ پھر اب تم اس سے سلگاتے ہو کیا جس نے
بنائے آسمان اور زمین نہین سکتا کہ بنا دے ویسے اور کیون نہین اور وہ ہے اصل بنانیوالا سب جانتا سکا حکم یہی
ہے جب چاہے کسی چیز کو کہ کہے اسکو ہو جا دے سو پاک ہے وہ ذات جسکے ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اور اسی
کیطرف پھر جاؤگے فتح مین کہا ہے آیت مین عذاب سے وہ بھوک مراد ہے جو مشرکون کو قحط کے سالون مین پہونچی
بعض نے کہا عذاب سے مرض مراد ہے بعض نے کہا بدر کے دن مقتول ہونا اور زجاج نے اسی کو پسند کیا بعضون نے
کہا عذاب سے موت مراد ہے اور بعض نے کہا عذاب سے اہم گذشتہ مین سے وہ لوگ مراد ہین جنکو عذاب پہونچا
یعنے انکو انکی خبر پہونچی جنکو انسے پہلے عذاب پہونچا بیہقی وغیرہ نے ابن عباس سے نکالا کہ ثمامہ بن اثال بنو
حنیفہ قبیلے کا جب قید ہو کر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور آپنے اسکو چھوڑ دیا تو اس نے مکے کیطرف
غلہ جانا بند کر دیا یہانتک کہ قریش نے اونٹون کے بال کھائے پھر ابوسفیان آیا اور بولا کیا تو کہتا ہے اے

محمد کو تو جہانون کے واسطے مہر بنا کر بھیجا گیا ہی آپنے فرمایا بیشک مین جہانون کیواسطے مہر ہون ابوسفیان بولا تو نے
باپ دادون کو تلوار کیساتھ مارڈالا اور انکی اولاد کو بھوک کیساتھ تب اسہ تبارک وتعالی نے یہ آیت نازل
فرمائی اور عذاب شدید سے آخرت کا عذاب مراد ہے بعض نے کہا بدر کو دن مقتول ہونا تلوار کیساتھ قالہ ابن عباس
بعض نے کہا وہ مخطم مراد ہے جو آنکو پہونچا بعض نے کہا فتح مکہ مراد ہے بعض نے کہا قیامت کا کھڑا ہونا مراد
ہے پہر اسنے وہ بعض انعام جتلاکر ان پر احسان رکھا جو اسہ تعالے نے بندون پر کیے اور فرمایا وَهُوَ
الَّذِيْ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ الآیہ اوپر مقصود اس سے کافرون کی توبیخ اور تقریع ہے اور مومنون کو یاد
دہانی اور یہ کان اور آنکہین اور دل اسہ تعالی نے اس لیے دیے تہے کہ کانون سے مواعظ سنتے اور آنکہون
سے عبرتین دیکہتے اور دلون کیساتھ غور وفکر کرتے تو انہون نے ان مین سے کسیکے ساتھ فائدہ نہ اٹہایا
کفر پر اصرار کرکے اور اسکا ان انعامون پر شکر نہ کیا ولہذا فرمایا قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ بعض نے کہا اسکے معنی
یہ ہین کہ وہ شکر کرتے ہی نہین ہین جیسے نعمت کو منکر کو کہتے ہین ما اقل شکرہ اور غرض اس سے یہ ہوتی
ہے کہ وہ شاکر نہین ہے اور اسی آیت کی مثل ہے یہ آیت فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ
وَلَآ اَفْئِدَتُهُمْ اور اس مین خبردار کیا ہے اسپر کہ جو شخص ان اعضاسے وہ کام نہ لے جنکے لیے انکو انکے بنانے
والے نے بنایا ہے تو وہ گویا اس شخص کیطرح ہے جسکے پاس یہ اعضا ہی نہین ہین ذرء سے سہل کے ساتھ پہیلانا
مراد ہے اور اس لفظ کی تحقیق گذر چکی اور حشر سے قیامت کے دن تفرق کے بعد جمع کرنا مراد ہے اختلاف
لیل ونہار سے یہ مراد ہے کہ وہ ایک دوسرے کے بعد لگاتار چلے آتے ہین بعض نے کہا اختلاف سورات
کا سیاہ ہونا اور دن کا سفید ہونا مراد ہے بعض نے کہا ایک کا بڑہ جانا اور ایک کا گہٹ جانا مراد ہی بعض
نے کہا اختلاف لیل ونہار سے انکا مکرر آنا مراد ہے کہ ایک دن کے بعد دوسرا دن آتا ہے اور ایک رات کے بعد
دوسری رات پہر اسہ سبحانہ وتعالی نے بیان فرمایا کہ وہ جو بعث کے منکر ہین انکے پاس انکار کے لیے کوئی
دلیل نہین ہے مگر تقلید کا مسئلہ جو مجرد استبعاد پر مبنی ہے اور فرمایا بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ
پہر بیان فرمایا کہ اونہون نے کیا کہا فرمایا قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ پہر
اسہ سبحانہ وتعالی نے اپنے پیغمبر صلے اسہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ اہل مکہ سے وہ باتین پوچہو جن کے
اقرار کے سوا انکو کوئی چارہ نہین ہے اور فرمایا قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○
سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ط قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○

سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ ط قُلْ اَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ
كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ ط قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُونَ ۝ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُونَ ۝

تو کہ کس کی ہے زمین اور جو کوئی اسکے بیچ ہے بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب کہینگے اللہ کو تو کہہ پھر تم سوچ نہین کرتے تو کہ کون ہی مالک سات آسمانون کا اور مالک اس بڑے تخت کا اب بتا دینگے اللہ کو تو کہہ پھر تم ڈر نہین رکھتے تو کہ کس کے ہاتھہ مین ملکوت ہر چیز کی اور وہ بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی بچا نہین سکتا بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب بتا ہینگے اللہ کو تو کہہ پھر کہان سے تمپر جادو پڑتا ہے کوئی نہین ہمنے انکو پہونچا دیا سچ اور وہ البتہ جھوٹے ہین ف حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اللہ تعالی اپنی وحدانیت اور ابتدا پیدا کرنے اور تصرف اور ملک کر ساتھ مستقل ہونا ثابت فرماتا ہے تو کہ اس کر سوا کوئی عبادت کرے کہ اللہ کے سوا کوئی آلہ نہین ہے اور عبادت کرنا نہین لائق مگر اسی وحدہ لاشریک لہ کر لیے ولہذا فرمایا اس نے اپنے رسول محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کہ کہے ان مشرکون کو جو اللہ کے ساتھہ اور دونکی عبادت کرتے ہین حالانکہ اقرار کرتے ہین اسکی ربوبیت کا اور اس امر کا کہ رب ہونمین اسکا کوئی شریک نہین ہے و معہذا اسکے ساتھہ الوہیت مین مشرک کرتے ہین اور اسکے ساتھہ اوروں کی پوجا کرتے ہین جنکی نسبت انکا یہ خیال ہے کہ انہون نے کوئی چیز بنائی ہے اور نہ یہ کسی چیز کے مختار ہین بلکہ ان کی نسبت ان مشرکون کا صرف یہ خیال ہے کہ یہ ہمکو اللہ کے قریب کردینگے کما قال تعالے وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى یعنے جنہون نے پکڑی اس سے درے حمایتی وہ کہتے ہین کہ ہم ان کو پوجتے ہین اسواسطے کہ ہمکو پہنچا دین اللہ کیطرف پاس کے درجے تو اللہ تعالی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے کہ پوچہہ ان سے لِمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ یعنے زمین کا کون مالک وخالق ہے اور حیوانات نباتات ثمرات اور مخلوقات کی باقی اصناف کا کون مالک ہے جو زمین مین موجود ہین اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ اور یہی جواب ہین کہینگے کہ زمین اور زمین کے اہل کا اللہ مالک ہے اور تیرے اگر اقرار کرینگے کہ یہ سب چیزین اللہ وحدہ لاشریک لہ کر لیے ہین جب یہ جواب دین تو کہ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ یعنے کیا تم سوچتے نہین کہ عبادت کا استحقاق وہی شخص رکھتا ہے جو پیدا کرے اور روزی دیوے نہ اسکا غیر پھر ان سے پوچہہ ساتون آسمانون اور بڑے عرش کا کون مالک ہے یعنے عالم علوی کا اور ان کواکب نیرات کا جو اس مین چمکتے ہین اور ان فرشتون کا جو عالم علوی کے اطراف و اکناف مین اسکے آگے خاضع اور خاشع و ساجد ہین انکا کون مالک ہے اور عرش عظیم کا کون مالک ہے جو مخلوقات پر سقف کیطرح ہے جیسے احادیث مین جسکو ابوداؤد نے روایت کیا عرش عظیم

کا سقف کیطرح ہونا مذکور ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شَأْنُ اللّٰهِ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ اِنَّ عَرْشَهٗ عَلٰى سَمٰوٰتِهٖ هٰكَذَا وَاَشَارَ بِيَدِهٖ مِثْلَ الْقُبَّةِ یعنے اللہ کا شان اس سے کہین عظیم تر ہے بیشک عرش آسمانون پر اسطرح رسایہ کیے ہے اور آپنے ہاتھ کے ساتھہ اشارہ کرکے جتلایا قبہ (گنبد) کیطرح اور دوسری حدیث مین ہے مَا السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرَضُوْنَ السَّبْعُ وَمَا فِيْهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ فِي الْكُرْسِيِّ اِلَّا كَحَلْقَةٍ مُلْقَاةٍ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ وَاِنَّ الْكُرْسِيَّ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْعَرْشِ كَتِلْكَ الْحَلْقَةِ فِيْ تِلْكَ الْفَلَاةِ یعنے ساتون آسمان اور ساتون زمینین اور جو کچہ ان مین موجود ہے اور جو کچہ آسمانون اور زمینون کے درمیان ہے کرسی مین اس طرح پڑے ہین جیسے ایک کڑا جنگل مین پڑا ہو اور کرسی سمیت ان چیزون کی جو اس مین اللہ کے پیدا کی ہین بہ نسبت عرش کے اس کڑے کیطرح ہے جو جنگل مین پڑا ہو لہذا بعض سلف کا قول کہ عرش کے دونو کنارون کے درمیان کی مسافت ایک جانب سے دوسری جانب تک پچاس ہزار سال کی مسافت ہے اور ساتوین زمین سے بہی عرش تک اتنا ہی (اور چان) پچاس ہزار سال کی ہے ضحاک نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ عرش کو عرش اسواسطے کہتے ہین کہ وہ اونچا ہے اور عمر نے کعب احبار سے روایت کیا کہ آسمان عرش مین اسطرح ہین جسطرح آسمان اور زمین کے درمیان ایک قندیل لٹکی ہی ہو اور مجاہد کہتے ہین آسمان اور زمین عرش مین اسطرح واقع ہین جیسے ایک کڑا کسی جنگل مین سعید بن جبیر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ عرش کا کوئی اندازہ نہین کرسکتا اور ایک روایت مین ہے اللہ عزوجل کے سوا بعض سلف کا یہ قول ہے کہ عرش سرخ یاقوت کا ہے ولہذا ایمان فرمایا ورب العرش العظیم اور اسی سورت کے آخر مین فرمایا ورب العرش الکریم تو عرش نے دونون صفتون کو جمع کر لیا ولہذا کہا جس نے کہا کہ وہ سرخ یاقوت کا ہے ابن مسعودؓ کہتے ہین اللہ تعالی کے یہان رات دن نہین ہے عرش پر اللہ عزوجل کے مونہہ کی روشنی ہے اور یہ جو فرمایا سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ تو اسکے یہ معنی ہین کہ جب تم اقرار کرتے ہو کہ اللہ ہی آسمانون اور بڑے تخت کا مالک ہے تو پہر تم اسکے عذاب سے کیون خوف نہین کرتے اور اس کے عقاب سے کیون حذر نہین کرتے جو اسکی عبادت مین غیرون کو شریک کر لیا ہے ابن عمرؓ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت باربیان کرتے ایک عورت کا حال جو کفر کے زمانے مین بہاڑ کی چوٹی پر رہا کرتی تہی اور اسکے ساتہہ اسکا بیٹا تہا جو بکریان چرایا کرتا وہ بولا اپنی ماں سے اے ماں تجہے کس نے پیدا کیا وہ بولی اللہ نے وہ بولا میرے باپ کو کس نے پیدا کیا وہ بولی اللہ نے وہ بولا پہر مجہے کس نے بنایا وہ بولی اللہ تعالی نے وہ بولا پہر آسمان کس نے بنایا وہ بولی اللہ تعالی نے وہ بولا پہر زمین کو کس نے بنایا وہ بولی اللہ نے وہ بولا پہر پہاڑ کس نے بنائے وہ بولی اللہ نے وہ بولا پہر ان بکریون کو

U 2.2.33

کس نے پیدا کیا وہ بولی اللہ نے وہ بولا میں نے سنا اللہ کا ایک شان پہ اس نے گرا دیا پہاڑ سے اپنے آپ کو اور گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ابن عمرؓ فرماتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمکو بہت بار یہ حدیث سنایا کرتے اور عبداللہ بن دینار کہتے ہیں عبداللہ بن عمرؓ بہت بار یہ حدیث ہمکو سناتے رَوَاہُ اَبُوْبَکْرٍ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا الْقُرَشِیُّ فِیْ کِتَابِ التَّفَکُّرِ وَالْاِعْتِبَارِ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اس حدیث کی اسناد میں عبداللہ بن جعفر مدینی ہے امام علی بن مدینی کا والد اور لوگوں نے اس میں گفتگو کی ہے فَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور یہ جو فرمایا قُلْ مَنْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ تو ملکوت سے ملک اور سلطنت اور تصرف مراد ہے یعنے کس شخص کے ہاتھ میں ہر چیز کا تصرف ہے کوئی جاندار نہیں ہے مگر اسکے ہاتھ میں ہے چونکہ اسکی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے لَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ یعنے اس ذات پاک کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اور جب قسم میں مبالغہ کرتے تو فرماتے لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ یعنے قسم ہے دلوں کے اولٹ پلٹ کرنے والے کی تو وہ سبحانہ ہی خالق مالک متصرف ہے اور وہ بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی نہیں بچا سکتا بناؤ اگر جانتے ہو عرب میں یہ دستور تھا کہ جب ان میں کا سردار کسیکو بچا لیتا تو اب اسکے بچانے میں کوئی خلل انداز نہ ہوتا اور نہ دوسروں کو پہونچتا کہ وہ اسکو بچا لیویں جنکو وہ پکڑے تو معنے یہ ہیں کہ جس شخص کی بابت آیت میں دریافت ہے وہ سید عظیم ہو جس سے کوئی عظیم تر نہ ہو اور اسیکا کام ہو بنانا اور حکم فرمانا اسکے حکم کو کوئی پیچھے ڈالنے والا نہ ہو اور وہ جو چاہے ہو جاوے اور جو چاہے نہ ہووے اللہ نے فرمایا لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ یعنے اور وہ نہیں پوچھا جاتا اپنے کام سے اور ان سے پوچھ ہوگی آور وہ حاکم ایسا ہو کہ وہ اپنے کام سے نہ پوچھا جاوے یہ سبب عظمت اپنی کے اور بڑائی اور غلبہ اور قہر اور عزت اور حکمت اور عدل اپنے کے اور وہ ساری مخلوق سے انکے اعمال کی نسبت پوچھ سکے جیسے فرمایا فَوَرَبِّکَ لَنَسْئَلَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ یعنے قسم تیرے مالک کی ہمنے ان سے پوچھنا ہے سب سے اور یہ جو فرمایا سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰہِ تو اس سے یہ غرض ہے کہ یہ کفار معترف و مقرر ہیں کہ ایسا با عظمت سید جو بچا لیوے اور اس سے کوئی نہ بچا سکے وہ اکیلا اللہ ہے جسکا کوئی شریک نہیں ہے تو اب ان سے کہو تم جو اپنی عبادت میں اللہ کے ساتھ اسکے غیر کو ملا لیتے ہو باوجود اپنے اقرار کے اور جانتے کے کہ سبکا مالک و خالق اور ہر چیز میں متصرف وہی اللہ اکیلا زبردست ہے اس میں تمپر کیسا جادو چڑھ جاتا ہے اور تمہاری عقلیں کہاں جاتی ہیں پھر فرمایا بَلْ اَتَیْنٰھُمْ بِالْحَقِّ تو اس میں اللہ نے خبردار کیا ہے کہ وہ معبود ایک ہی معبود ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اور ہمنے صحیح اور واضح اور قاطع دلیلیں اسپر بیان کیں پھر

فرمایا مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ لکذبون یعنے یہ مشرک جو اپنی عبادت میں اسکے ساتھہ اوروں کو ملا لیتے ہیں تو وہ اس میں جھوٹے ہیں اور انکے پاس اس شرک پر کوئی دلیل نہیں ہے جیسے اللہ نے اسی سورت کے آخر میں فرمایا وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ یعنے اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھہ دوسرا حاکم جسکی سند نہیں اسکے پاس سو اسکا حساب ہے اسکے رب کے نزدیک بیشک بیلحاظ پاوینگے منکر توشرک کرتے ہیں انکے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو انکو جھوٹ اور گمراہی کا راہ بتاوے اور وہ تو اس میں اپنے آبا اور اسلاف کو تابعدار ہیں جو جہالت میں حیران تھے کما قال تعالیٰ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ یعنے اور اگر چاہتا رحمن ہم نہ پوجتے اسکو کچھہ خبر نہیں انکو اسکی یہ سب باتیں دوڑاتے ہیں کیا کہنے کوئی کتاب دی انکو اس سے پہلے سو یہ اسپر مضبوط ہیں بلکہ کہتے ہیں ہمنے پائے اپنے باپ اور دادی ایک راہ پر اور ہم انہیں کے قدموں پر ہیں راہ پائے اور اسیطرح جو بھیجا ہمنے تجھہ سے پہلے ڈر سنانیوالا کسی گاؤں میں سو کہنے لگے دہان کے آسودہ لوگ ہمنے پائے اپنے باپ دادی ایک راہ پر اور ہم انہیں کے قدموں پر چلتے ہیں فتح میں کہا ہے مَنْ سے مَنْ فِيْهَا میں ساری مخلوق مراد ہے اور تعبیر کی اسنے لفظ مَنْ کے ساتھہ عقلاء کی تغلیب کے لیے اور لِمَنِ خبر مقدم ہے اور ارض مبتدا موخر ہے اور شرط کا جواب محذوف ہے یعنے اگر تم جانتے ہو تو بتلاؤ اور اس میں اشارہ ہے انکی جہالت اور زیادہ غباوت کی طرف سیقولون للہ یعنے ضرور اور لامحالہ یہی جواب دینگے کیونکہ یہ بات بداہت عقل کے ساتھہ معلوم ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے اسچیز کی جو مشرکین سے جواب میں واقع ہوگی اسکے وقوع سے پہلے پھر اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جب وہ اس بات کا اقرار کرینگے تو اب کہہ افلا تذکرون اس میں انکو رغبت دی ہے تدبر اور امعان نظر اور فکر میں کیونکہ غور کرنا اور سوچنا اتباع حق اور ترک باطل کی طرف کھینچ لے جاتا ہے اور یہ بات سمجھہ میں آجاتی ہے کہ جو شخص پہلی بار بنانے پر قادر ہے وہ دوسری بار بھی بنا سکتا ہے اور مردوں کو جلا سکتا ہے قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے جواب میں صرف یا لام کے

ساتھ معنی سوال کیطرف نظر کرکے کیونکہ من ربہ اور لمن ہو ان دونو محاورون کے ایک ہی معنی ہین جیسے تو کسی سے پوچھے مَنْ رَبُّ هٰذِهِ الدَّارِ یعنے اس گھر کا مالک کون ہی اور جواب مین کہا جاوی زَیْدٌ یعنے زید ہی یا کہا جاوی لِزَیْدٍ یعنے یہ گھر زید کا ہے اور بغیر لام کے بھی پڑھا گیا ہے سوال کے لفظ کی طرف نظر کرکے اور یہ قرءت پہلی قرءت سے بہت مناسب ہے لیکن پہلی قرءت کی تائید کرتی ہے یہ بات کہ ساری مصحفون مین بعد لام کے ساتھ لکھا ہے الف کے سوا قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ یعنے اسکے غیر کی عبادت سے تم نہین بچتے یا یہ کہ اسکی عذاب سے نہین ڈرتے یا اس سے نہین ڈرتے کہ اللہ سبحانہ دوبارہ اٹھانے پر قادر ہے تو تم اسکے ساتھ شرک نہ کرو اور اس مین خبردار کرنا ہے اسپر کہ اللہ کے عذاب سے بچنا نہین حاصل ہوتا مگر بتون کی عبادت کو چھوڑنے اور اعادہ کے ممکن ہونے کو اقرار کے ساتھ اور اس آیت کا ختم پہلی آیت کے ختم سے ابلغ ہے کیونکہ یہ وعید شدید پر شامل ہے اور جب اللہ نے زمین کا پہلی آیت مین مذکور فرمایا اور آسمان کا دوسری آیت مین تو اگلی آیت مین حکم کو عام کیا اور فرمایا قُلْ مَنْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ ملکوت سے ملک مراد ہی اور تا کی زیادت مبالغہ کے لیئے جیسے جبروت اور رحموت اور رہبوت مین مجاہد نے کہا ہر چیز کے خزانے مراد ہین وَهُوَ یُجِیْرُ یعنے وہ جب چاہتا ہے تو غیر کی فریاد کو پہونچتا ہے اور اسکو بچا لیتا ہے وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ اور کوئی شخص کسی شخص کو اسکے عذاب سے نہین بچا سکتا اور نہ اسکی مدد اور فریاد رسی پر طاقت رکھتا ہے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر جانتے ہو تو بتاؤ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ اس جواب مین وہی تقریر ہے جو اس سے پہلی آیت کے جواب مین گذری قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ فراء اور زجاج نے کہا پھر کہان سے پھیرے جاتے ہو حق سے اور کیونکر دھوکا دیے جاتے ہو اور معنے یہ ہین تم کیونکر حق کو باطل اور صحیح کو فاسد خیال کرتے ہو اور دھوکا دینے والا ان کو شیطان ہے یا خواہش یا دونو پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے بیان فرمایا کہ ہمنے انپر حجت کے پیش کرنے مین مبالغہ کیا ہے اور فرمایا بَلْ اَتَیْنٰهُمْ بِالْحَقِّ اور حق ہو واضح امر مراد ہے جسکی تابعداری ضروری ہے وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ اور یہہ ولد اور شریک کے اسکیطرف منسوب کرنے مین جھوٹے ہین پھر اللہ تعالی نے اندونون کی اپنے نفس مقدس سے نفی کی اور فرمایا مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ اللہ نے کوئی بیٹا نہین کیا اور نہ اسکے ساتھ کسیکا حکم چلے یون ہوتا تو لے جاتا ہر حکم والا اپنی بنائی کو اور چڑھ جاتا ایک پر ایک اللہ بڑا ہے انکی بتائے سے جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اوپر ہے اس سے

جو یہ شریک بتاتے ہین ف حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اللہ سبحانہ وتعالی اپنے نفس برتر کی پاکی بیان کرتا ہے اس سے کہ اسکے لیے اولاد ہو یا اسکے ملک مین کوی شریک اور تصرف اور عبادت مین کوئی ساجھی ہو اور فرماتا ہے مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یعنے اگر تعدد آلہہ کو مانا جاوی اور فرض کیا جاوے تو ضرور ہر ایک حاکم اور آلہ اپنا بنایا لیکر الگ ہوجاوے اور وجود عالم (جہان) مین انتظام نظر نہ آوے اور جو مشاہدہ اور معاینہ ہو رہا ہے اور نظر آ رہا ہے وہ یہ ہے کہ عالم مین پورا پورا انتظام ہے عالم علوی (آسمان) اور عالم سفلی (زمینین) بعض بعض کے ساتھ بالکل مربوط ہین اور ان مین کمال درجہ کا اتفاق اور اتحاد ہے تو نہ دیکھے گا اور دیکھنے والا خدا کی آفرینش اور اسکی پیدایش اور بنانے مین کچھ بے ضابطگی اور کچھ چوک اور کچھ فرق پہر انمین سے ہر ایک دوسرے کو مغلوب کرنا چاہتا اور اسکی خلاف ورزی مین کوشش کرتا اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ بعض بعض پر چڑھ جاتا اور غالب ہوجاتا اور متکلمین نے یہی معنے بیان کیے ہین اور اسکا نام دلیل التمانع رکھا ہے اور وہ تمانع کی دلیل ہے کہ اگر دو صانع بادسوز یادہ فرض کیے جاوین اور ان مین سے ایک صانع جسم کی تحریک (ہلانے) کا ارادہ کرے اور دوسرا اسکی سکون کا اگر اندونون مین سے کسی کی مراد حاصل نہ ہو تو دونو عاجز ٹہیرینگے اور واجب (باریتعالی) خدا عاجز نہین ہوتا اور دونون کی مراد کا اکٹھا ہونا اور حاصل ہونا بھی ناممکن اور محال اور ممتنع ہے اور یہہ محال جو ثابت ہوتا ہے تو تعدد کی فرض کرنے سے ثابت ہوتا ہے پہر تعدد بھی محال ہوگا اور اگر ایک کی مراد حاصل ہو دوسرے کے سوا تو جو غالب ہوا وہ واجب ہے اور جو مغلوب ہوا وہ ممکن ہے کیونکہ مغلوب ہونا واجب کی صفت کے مخالف ہے ولہذا فرمایا وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ یعنے اللہ ان ظالمون جیسے برے بجانے والون کے قول اور دعوی سے پاک ہے اور اوپر ہے انکی باتون سے بہت دور جیسے فرمایا قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عُلُوًّا كَبِيْرًا یعنے کہہ اگر ہوتے اللہ کے ساتھ اور حاکم جیسا یہ بناتے ہین تو نکالتے تخت کے صاحب کیطرف راہ یعنے پایا معلوم رہنا کیون قبول کرتے تخت کے مالک کو اور الٹ ڈالتے وہ پاک ہے اور اوپر ہے انکی باتون سے بہت دور وہ جیسے اور کھلے سے واقف ہے یعنے جو چیزین مخلوق کی نظرون سے غائب ہین اور جنکو وہ دیکھتے ہین ان سب کا وہ مشاہد اور مناظر ہے وہ ظالمون اور منکرون اور مشرکون کے قول سے منزہ اور مقدس ہے فتح مین کہا ہے کہ اللہ کی اولاد اسلیے نہین ہے کہ وہ نوع اور جنس سے پاک ہے اور اولاد جنس والد سے ہوتی

ہے اور آلہ سے شریک الالوہیۃ مراد ہے اور حرف مِنْ مِنْ وَلَدٍ اور مِنْ اِلٰهٍ مین زائدہ ہی جس مین نفی کی تاکید ہے پھر اللہ سبحانہ نے اسچیز کو بیان کیا جو شریک کے اثبات سے لازم آتی ہے اور فرمایا اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ اور اذا محذوف ہے کہ اگر اللہ کے ساتھ اور حاکم ہوتے اور معنی یہ ہین اگر اسکے ساتھ اور حاکم ہوتے تو ہر ایک حاکم اپنا بنایا لیکر الگ ہوجاتا اور اسکا ملک اور سلطنت دوسرے کے ملک سے ممتاز وجدا ہوتا اور انکے درمیان تطالب اور تحارب اور تغالب واقع ہوتا وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اور غالب ضعیف پر چڑھ جاتا اور غالب ہوجاتا اور ضعیف کا ملک لیتا جیسے بنی آدم مین بادشاہون کی عادت ہے اور سو وقت پھر یہ مغلوب اور ضعیف حاکم ہونیکا استحقاق نہ رکھتا اور جب معلوم ہوا کہ مشارکت اس امر مین ممکن نہین ہے اور یہ امر ایک ہی کو سزاوار ہے تو معلوم ہوا کہ وہ ایک اللہ سبحانہ ہی ہے اور یہ دلیل جیسے شریک کے نہ ہونے کی دلیل ہے ویسے اولاد کے نہ ہونیکی بھی دلیل ہے کیونکہ بیٹا اپنے باپ کے ملک مین حصہ لیا کرتا ہے پھر اللہ تعالی نے اپنے نفس کو منزہ کیا اور فرمایا سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ تو غیب اور شہادت سے عالم ہونا یہ خاص اللہ تعالی ہی کی صفت ہے اور اللہ کے سوا اس صفت کے ساتھ کوئی اور متصف نہین ہے کیونکہ وہ تو اسی چیز کو جانتا ہے جسکو دیکھتا ہے نہ اسکو جسکو نہ دیکھتا ہے اور یہ اللہ تعالی کے ایک ہونے پر دوسری دلیل ہے ایک دوسرے مقدمہ کے ساتھ بلکہ گویا کہا گیا ہے کہ اللہ تعالی چھپے اور کھلے کو جانتا ہے اور اسکا غیر چھپے اور کھلے کو نہین جانتا تو اسکا غیر اَلٰہ نہین ہے اور یہ دوسری شکل کے باب سے ہے قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ۝ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ۝ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝ تو کہہ اے رب کبھی تو دکھا دے مجھکو جو ان کو وعدہ ملتا ہے تو اے رب مجھکو نہ کر یو ان گنہگار لوگون مین یعنے دنیا کی آفت مین شامل نہ کریو اور ہم کو قدرت ہے کہ تجھ کو دکھا دین جو ان کو وعدہ دیتا ہے بُری بات کو جواب مین وہ کہہ جو بہتر ہے ہم خوب جانتے ہین جو یہ بناتے ہین اور کہہ اے رب مین تیری پناہ چاہتا ہون شیطانون کی چھیڑ سے اور پناہ تیری چاہتا ہون اے رب اس سے کہ میری پاس آوین ف چھیڑ شیطان کی یہی کہ دین کے سوال وجواب مین غصہ چڑھے ہے اور لڑای ہوڑے سو یہ فرمایا کہ بری کا جواب دے بھلی بات سے انتہے مافی الموضح اللہ تعالے اپنے پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم کرتا ہے کہ آفات نازل ہونے کیوقت یہ دعا کرے اے رب کبھی تو دکھا دے مجھکو جو اسکو وعدہ ملتا ہے یعنے اگر تو کفار

کو عذاب دیوے اور مین ان کو معذب ہوتا دیکھون تو اسے رنجیدہ کو شامل نکر یو گنہگار لوگون مین جیسا حدیث مین جسکو امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہی اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہی آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا مین فرماتے وَاِذَا اَرَدْتَّ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَتَوَفَّنِیْٓ اِلَیْكَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ یعنے اور جب تو کسی قوم کو جانچنا چاہے اور ان پر آفت اُتارنا چاہے تو مجھے بُلا لینا اپنے پاس ایسی حالت مین کہ مجھہ پر آفت نہ پڑے اور یہ جو فرمایا وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِیَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ تو اسکے یہ معنی ہین کہ اگر ہم تجھہ کو وہ آفات اور بلیات اور محنتین دکھانا چاہین جن کا کفار کو وعدہ ملتا ہے تو اسکی ہم کو قدرت ہی پھر اللہ تعالی نے اس تریاق کا راہ دکھایا جو لوگون کی مخالطت مین مفید اور کارآمد ہے اور وہ یہ ہے کہ بُرائی کرنے والے کے ساتھہ بھلائی کرے اور اسکے دل کو اچھا کہے یوی پر اسکی عداوت صداقت ہوجاوی اور اسکا بغض محبت اور فرمایا اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ اور یہ اللہ کا قول ویسا ہی ہے جیسے دوسرے مقام مین فرمایا وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ وَمَا یُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یعنے اور برابر نہین نیکی اور نہ بدی جواب مین تو کہہ اس سے بہتر پھر جو تو دیکھے تو جس مین تجھہ مین دشمنی جیسے دوست ہوجاتے والا اور یہ بات ملتی ہے انہین کو جو سہار رکھتے ہین اور یہ بات ملتی ہے اسکو جس کی بڑی قسمت ہی یعنے حوصلہ کشادہ چاہیے کہ بری بات سہار کر بھلی کہے یہ اقبا لمندون کو ملتا ہے اور کبھی چوک لگے تجھ کو شیطان کے چوکنے سے تو پناہ پکڑ اللہ کی بیشک وہی ہے سنتا جانتا اور یہ جو فرمایا وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ تو اس مین اللہ تعالے نے نبی کو شیطانون سے پناہ جوی کا ارشاد فرمایا کیونکہ انکے ساتھہ حیلے کام نہین آتے اور نہ وہ بھلائی کے ساتھہ سیدھے ہوتے ہین اور ہم استعاذہ کی تفسیر مین لکھہ چکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ یعنے مین پناہ مانگتا ہون جو سننے والا ہے جاننے والا شیطان مردود کی چھیڑ چھاڑ سے اور اسکے جادو سے اور اسکے شعرون سے اور یہ جو فرمایا وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ یعنے مین تیری پناہ مین آیا اے رب میرے پاس آوین تو اسکے یعنے ہین کہ وہ میرے کسی کام و دین مین اسی لیے حضرت علیہ السلام کو اس ابتدا مین ہاتھہ رکھانا اور صحبت کرنے اور زچہ کرنے وغیرہ ذالک مین اللہ کی یاد کا ارشاد فرمایا ابو داود نے روایت کیا ہے حضرت فرمایا کرتے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ

اَلْهُدٰى مِنَ الْعَزِّ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ يَّتَخَبَّطَنِى الشَّيْطٰنُ عِنْدَ الْمَوْتِ یعنی الٰہی تیری پناہ مین آتا ہون بڑے پار سے اور تیری پناہ مین آتا ہون اس کے کہ مکان کے نیچے آنے سے ڈوب جانے سے اور تیری پناہ مین آتا ہون اس سے کہ بولا کر ی مکر شیطان مرتے وقت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو یہہ کلمے سکھاتے جن کو آپ سوتے وقت پڑھا کرتے اور وہ کلمات یہہ ہین بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ یعنے مین اللہ کا نام لیتا ہون ہر کام کے شروع مین اور مین پناہ لیتا ہون اللہ کے پورے کلمون کی اسکے غضب سے اور اسکے عذاب سے اور اسکے بندون کی برائی سے اور شیطانون کی چھیڑ چھاڑ سے اور اس سے کہ شیطان میرے پاس آوین ہر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی اولاد مین سے بڑون کو یہ کلمات سکھاتے اور فرماتے کہ سوتے وقت ان کلمات کو کہا کرین اور جو اپنی اولاد مین دیوانہ ہوتا اور اسکو ان کلمات کی یاد کرنیکی طاقت نہوتی ان کلمات کو لکھکر اسکے گلے مین لٹکا دیتے رَوَاهُ اَحْمَدُ وَذَكَرَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ وَعَنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ، اور امام ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے فتح مین کہا ہے زجاج نے اس آیت کی تفسیر مین کہا ہے کہ اے اگر تو کفار پر آفت اتارے تو مجھکو ان سے نکال لینا اور رب کو بیان کیا دو بار شرط سے پہلا اور شرط کے بعد تضرع اور ابتہال مین مبالغہ کیلیے اور اللہ نے حضرتؐ کو حکم کیا یہہ دعا مانگنے کا کہ اللہ اسکو ظالمون مین سے نکرے باوجود اسکے کہ انبیاء تو کبھی ظالمون کے ساتھ ہونگے تو اسمین حضرتؐ کو یہ تعلیم ہے کہ اللہ کے طرف سے کس طرح تواضع کرے اور کیسے کسر نفسی کرے یا اسلیے یہہ کہا یا کفر کی شامت کبھی ان لوگون کو بھی پہونچ جاتی ہے موکا فرہیں ہوتی کما قال تعالٰی وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً یعنی اور ڈرو اس عذاب سے جو تم مین سے بے انصافون کو ہی نہ پہونچیگا بلکہ سب کو شامل ہوگا اور یہ جو فرمایا وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ تو اسکے یہ معنے ہین کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ اپنے رسول کو ان کفار کے عذاب کے کہلا دیوے ولیکن ہم کو پسند نہین رکھتا ہے اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ انمین سے بعضون کا ایمان لاوینگے یا اسکے عذاب نہین کرتا کہ انمین رسول موجود ہے بعضون نے کہا وہ عذاب جسکا وعدہ کفار کو ملا ہے اسکو حضرتؐ نے بدر کیدن اور فتح مکہ کے دن دیکھہ لیا اور یہ جو فرمایا اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ یعنی کفار کے شرک کرنے سے کم صفح اور اعراض کرو اور حسب سیئے سے شر کم مارو ہی بعضون نے کہا یہہ آیت سیف کی آیت کے ساتھہ منسوخ ہے بعضون نے کہا یہہ آیت اس وقت حق ہین محکم ہے اور کفار کے حق مین مندب ہے اور مجاہد نے کہا منسوخ ہے پھر کفار کی ایذا سے تجکو دیتے ہین اور عطا کہتے ہین جہل سے سلام مراد ہے اور ابن بحر کہتے ہین اس سے یہ غرض ہے کہ جب کبھی شخص کسی کی حق مین وہ بات کہے جو اسمین نہین ہے تو وہ جواب مین کہے اگر تو اپنی بات مین سچا ہے تو میں نے جھوٹ کہا تو مین دعا کرتا ہون تیرے پروردگار سے کہ تجکو معاف کرے اور اگر تو جھوٹا ہے اور اسمین ہے جو تو میری نسبت بیان کرتا ہے تو مین دعا کرتا ہون کہ پروردگار مجھے معاف فرماوے یہہ جو فرمایا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ تو اسمین کفار کیلیے وعید ہے اور انکی

وصف شر کو اور ترکیب کی ہے اور ہمزات جمع ہے ہمزہ کی اور لغت میں ہمزہ کہتے ہیں مارنے کے ساتھ یا کسی اور چیز کے ساتھ مثلاً کوکا مارنا یہاں ہمزات سے وہ خطرات اور وساوس مراد ہیں جنکو شیطان انسان کے دل میں ڈالتا ہے بعض نے کہا ہمزات سے شیطانوں کا نفخ (جادو) اور نفث (شعر) مراد ہے اور ہمزات کو جمع کہا ایکبار یا دو سو سے دس تک کے لیے یا تنوع وساوس کے لیے یا اسلیئے کہ مضاف الیہ متعدد ہیں اور اس آیت میں اللہ نے ارشاد کیا ہے اس امر کا کہ شیطان لعین شیطانوں کی چھیڑ چھاڑ سے پناہ مانگنے میں ہمیں اسکے پاس آنے سے کیونکہ جب شیطان پاس آجاتے ہیں تو انسان اور کچھ نہیں کر سکتا سوا وسوسہ ڈالنے اور برائی پر دوڑنے اور بھلائی سے ہٹنے کے پھر وہی عبداللہ بن عمرو کی حدیث بیان کی اور کہا کہ اسکے اسناد میں محمد بن اسحاق ہے جس میں شبہ گفتگو ہے اور امام احمد نے ولید بن ولید سے نکالا کہ اس نے کہا یا رسول اللہ میں وحشت پاتا ہوں فرمایا جب تو بستر پر لیٹنے کے واسطے جگہ لے تو کہا اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ یعنے میں پناہ لیتا ہوں اللہ کے پورے کلموں کی اسکے غصہ سے اور اسکے عذاب سے اور اسکے بندوں کی برائی سے اور شیطانوں کی چھیڑ چھاڑ سے اور اس سے کہ شیطان میرے پاس آویں اجب تو نے ان کلمات کو کہدیا تو شیطان تیرے پاس نہ آوینگے اور تجھ کو تکلیف نہ دینگے انتہے مانی الفتح حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ

قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۙ لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ یہانتک کہ جب پہونچے ان میں ایک کو موت کہیگا اے رب مجھکو پھیر پھیجو شاید کہ میں بھلا کام کروں اس میں جو پیچھے چھوڑ آیا کوئی نہیں یہ بات ہر کہ وہی کہتا ہے اور انکے پیچھے اڑکا وہے حسد ان تک اٹھایا جاوین ف معلوم ہوا یہ جو لوگ کہتے ہیں آدمی مر کر پھر آتا ہے سب غلط ہے قیامت کو اٹھینگے اس سے پہلے ہرگز نہیں انتہے مانی الموضح شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ برزخ سے عالم قبر مراد ہے حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں اللہ تعالی کافروں باللہ کے حق میں کمی کرنے والوں میں سے اس شخص کی خبر دیتا ہے جو مرنے لگتا ہے اور مرتبوقت رجعت (دنیا میں لوٹنے) کا سوال کرتا ہے تو کہ دنیا میں اگر اس چیز کی اصلاح کرے جس کو اس نے اپنی مدت حیات میں بگاڑا (لہذا فرمایا) وہ کہتا ہے رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا یعنے اے میرے مالک مجھ پر پھیجو تو کہ میں واپس ہو کر نیک کام کروں اس جگہ میں جسکو میں نے چھوڑا۔ (یعنے دنیا میں) ہرگز نہیں اور یہ اللہ تعالے کا فرمانا ویسا ہی ہے جیسے فرمایا وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ یعنے اور خرچ کرو کچھ

ہمارا دیا اس سے پہلے کہ پہونچے تم مین کسیکو موت تب کہے اے رب کیون نہ ڈہیل دی تو نے مجہکو ایک تہوڑی مدت کہ مین خیرات کرتا اور ہوتا نیک لوگون مین اور ہرگز نہ ڈہیل دیگا اللہ تعالی کسی جی کو جب پہونچا اسکا وعدہ اور اللہ تعالی کو خبر ہے جو کرتے ہو اور فرمایا وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا اَخِّرْنَا اِلٰى اَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ اَوَلَمْ تَكُونُوا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ یعنے اور ڈراوے لوگون کو اسدن سے کہ آویگا انکو عذاب تب کہینگے بے انصاف اے رب ہمارے فرصت دے ہمکو تہوڑی مدت کہ ہم مانین تیرا بلانا اور ساتھ ہون رسولون کے تو آگے قسم نہ کہاتے تہے کہ تم کو نہین کسی طرح ٹلنا اور فرمایا هَلْ يَنْظُرُونَ اِلَّا تَاْوِيلَهُ يَوْمَ يَاْتِي تَاْوِيلُهُ يَقُولُ الَّذِينَ نَسُوهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ قَدْ خَسِرُوٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ یعنے کیا یہ دیکہتے ہین گرہی کہ وہ خدا ٹہیک کرے جسدن وہ ٹہیک پڑے گا کہنے لگینگے جو اسکو بہول رہے تہے پہلے (دنیا مین) سچ لائے تہے ہمارے رب کے رسول اب کوئی ہین سفارش والے تو ہماری سفارش کرین یا ہمکو پہر جانا ہو تو ہم کام کرین سوا اسکے جو کر رہے تہے تحقیق ہارے اپنی جان اور بہول گیا جو جہوٹ بناتے تہے اور فرمایا وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوقِنُونَ اور کبہی تو دیکہے جسوقت منکر ٹرائے ہونگے اپنے رب کے پاس اے رب ہمنے دیکہہ لیا اور سن لیا اب ہمکو پہر بہیج ہم کرین بہلائی ہمکو یقین آیا اور فرمایا وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ یعنے اور کبہی تو دیکہے جسوقت کافرون کو ٹہرایا ہے آگ پر تو کہتے ہین اے کاش کہ ہمکو پہر بہیجین اور ہم نہ جہٹلاوین اپنے رب کی نشانیون کو اور رہین ایمان والون مین اور فرمایا وَتَرَى الظّٰلِمِينَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيلٍ یعنے اور تو دیکہے بے انصافون کو جب وہ دیکہین عذاب تو کہین ہمارا دنیا کی طرف جانیکو کبہی راہ ہے اور فرمایا قَالُوا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوجٍ مِّنْ سَبِيلٍ یعنے بولے اے رب ہمارے تو موت دے چکا ہمکو دو بار اور زندگی دے چکا دو بار اب ہم قائل ہوے اپنے گناہون کے پہر اب ہی ہے نکلنے کو کوئی راہ اور فرمایا وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيرُ فَذُوقُوا فَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ نَّصِيرٍ یعنے اور دوزخی چلاتے ہین دوزخ مین (اور کہتے ہین) اے رب ہمکو نکال کہ ہم کچہ بہلا کام کرین

وہ نہین جو کرتے تھے کیا ہمنے عمر دی تھی تمکو جتنے مین سوچ لے جسکو سوچنا ہو اور پہونچا تمکو ڈر سنانیوالا اب چکھو کہ کوئی نہین گنہگارون کا مددگار قوبیان کیا اللہ سبحانہ نے کہ اہل نار دنیا مین پھر آنا طلب کرینگے احتضار کیوقت اور قیامت کو دن تو نہ انکے احتضار کیوقت انکا سوال مانا جاویگا اور نہ قیامت کو دن اور کلّا ردع اور جر کا حرف ہے اور معنے یہ ہین کہ ہم انکا مطلب پورا نہ کرینگے اور نہ انکے اس سوال کو سنینگے عبد الرحمان بن زید بن اسلم اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا کی تفسیر مین کہتے ہین کہ ہر ایک ظالم احتضار کیوقت رجعت (دنیا مین لوٹنا) مانگتا ہے اور یہی احتمال ہے کہ اللہ کا قول اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا اللہ تعالی کے قول کلّا کی علت ہو اور معنے یہ ہون کہ انکو اس سوال کو منظور نہ کیا جاوے گا اسلیے کہ یہ انکے منہ کی بات ہے جسپر وہ عمل نہین کرینگے کما قال تعالی وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ یعنے اور اگر پھیرے جاوین تو پھر کرین وہی جو منع ہوا تھا انکو اور وہ جھوٹ بولتے ہین قتادہ کہتے ہین اللہ کی قسم ظالم احتضار کیوقت اور قیامت مین رجعت کی تمنے اسلیے نہین کریگا کہ وہ بی بی کیطرف لوٹے یا قبیلہ کیطرف یا لوٹ کر مال اکٹھا کرے اور شہوات کو پورا کرے لیکن وہ تو نیک کام کے لیے لوٹنے کی آرزو اور تمنے کریگا اب اللہ رحم کرے اس مرد پر جو عمل کرے اس جگہہ مین جہان لوٹکر آنے کی لیے کافر تمنے کریگا جب دوزخ مین عذاب کو دیکھیگا محمد بن کعب قرظی کہتے ہین كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا اللہ کیطرف سے کافر کا جواب ہوگا عمر بن عبد اللہ عفرہ کے غلام آزاد کہتے ہین جب کافر کہے گا رَبِّ ارْجِعُونِ یعنے اے رب میرے مجھے پھر دنیا مین لیجا تو اللہ تبارک وتعالی فرماویگا نہین نہین تو جھوٹا ہے قتادہ کہتے ہین علماء زیاد کے بیٹے فرمایا کرتے تھے ہم مین سے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے آپکو محتضر کے قائم مقام خیال کرے اور سمجھے کہ میں نے اپنے رب سے پھر دنیا مین لوٹنا طلب کیا ہو اور اس نے مجھہ کو لوٹا دیا ہے اب مین کچھہ نیک کام کرلون پھر فتادہ کہتے بخدا کافر نے آرزو نہین کی مگر اسی امر کی کہ دنیا مین لوٹ کر اللہ کی طاعت کرے کافر سے بڑھنے والے کی آرزو مین خیال کرکے نیک کام مین دل لگاؤ اور اس امر کی قوت نہین ہے مگر اللہ کی توفیق کے ساتھہ محمد بن کعب قرظی سے بھی ایسا ہی مروی ہے ابو ہریرہؓ کہتے ہین کہ جب کافر کو قبر مین رکھا جاتا ہے اور وہ اپنا مکان آگ مین دیکھتا ہے تو کہتا ہے رَبِّ ارْجِعُونِ أَعْمَلُ صَالِحًا یعنے اے میرے مالک مجھہ پھر بھیجو مین نے رجوع کیا اور مین نیک کام کرونگا ابو ہریرہؓ کہتے ہین اسکو کہا جاتا ہے تجھے اتنی عمر دی گئی جسقدر تو جیتا رہا ابو ہریرہؓ کہتے ہین پھر اسپر قبر تنگ کیا جاتا ہے اور وہ قبر (اسپر) ملجاتی ہے پھر مثل زدہ کی طرح (کبھی) سوتا ہے اور (کبھی) گھبرا اٹھتا ہے (اور) جمع ہوتے ہین اسکے پاس زمین کے زہریلے چیڑین

اور اسکے ساتھ اور بھی روایت ابن ابی حاتم حضرت عائشہ کی ہے قال کان اھل المعاصی من اھل القبور یتعلق علیھم فی قبورھم حیات سود او دھم حیات عند راسہ وحیۃ عند رجلیہ یقرصانہ حتی یلتقیا فی وسطہ فذلک العذاب الذی قال اللہ تعالی ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون یعنی خرابی ہے ان گنہگاروں کیواسطے جو قبروں میں مدفون ہیں داخل ہوتے ہیں انکی قبروں میں سیاہ سانپ ایک سانپ اسکے سر کے پاس رہتا ہے اور ایک اسکے پاؤں کے پاس اور دونو اسکو ڈستے اور کاٹتے ہیں یہانتک کہ کاٹتے کاٹتے دونوں اس شخص کے وسط میں آکر ملجاتے ہیں تو یہ برزخ (عالم قبر) کا عذاب ہے جسکی نسبت اللہ تبارک و تعالی نے فرمایا ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون ابو صالح وغیرہ کہتے ہیں کہ وراءھم کے معنے ہیں یا ہم یعنے انکے آگے مجاہد کہتے ہیں برزخ سے دنیا اور آخرت کے درمیان کا پردہ مراد ہے محمد بن کعب کا بھی یہی قول ہے لیکن اتنا زیادہ کیا ہے کہ اہل برزخ نہ دنیا والوں کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں اور نہ آخرت والوں کے ساتھ اپنے اعمال کی جزا سزا جانتے ہیں اور ابو صخر کہتے ہیں برزخ سے مقابر مراد ہیں تو اہل برزخ نہ دنیا میں ہیں اور نہ آخرت میں تو قبروں ہی میں رہینگے قیامت تک اور اس آیت میں اللہ تعالی نے ظالموں کو برزخ کے عذاب سے ڈرایا ہے جیسے فرمایا ومن ورائھم جھنم اور فرمایا ومن ورائہ عذاب غلیظ فتح میں کہا ہے موت کو آگے سے موت کی علامتوں کا آنا مراد ہے اور وہ علامت یہ ہے کہ وہ دوزخ میں اپنی جگہ کو دیکھ لیتا ہے اور بہشت میں بھی اسکو اسکی جگہ دکھلائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر تو مسلمان ہوتا تو تیرا یہ ٹھکانا تھا اور رب ارجعون میں جماعت کی ضمیر کا استعمال کیا مخاطب کی تعظیم و تکریم کے واسطے بعض نے کہا یہ تکریر فعل کے معنے میں ہے گویا یوں کہا ہے ارجعنی ارجعنی قالہ ابو البقاء اور اسکی مثل ہے اسکا قول القیا فی جھنم زمخشری نے کہا القیا کے معنے یہ ہیں الق الق اور سیبویہ نے کہا ہے امر الواحد کے لفظ میں تثنیہ کے معنے ہیں وقفا نبک من ذکری حبیب و منزل اور اسی کی مثل ہے حجاج کا قول جو کیدار کے لیے اضربا عنقہ اور کسی اور نے کہا الا فارحمونی یا آلہ محمد بعض نے اسکے یہ معنی بیان کیے کہ جب اللہ کے پاس فریاد کرینگے تو ان میں سے ایک اللہ کو مخاطب کرکے کہیگا رب پھر فرشتوں کیطرف خطاب کرکے اور کہیگا ارجعون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ کے لیے فرمایا ان المؤمن اذا عاین الملائکۃ قالوا نرجعک الی الدنیا فیقول الی دار الھموم والاحزان بل قدما الی اللہ واما الکافر فیقولون لہ نرجعک فیقول لعلی ارجعون لعلی اعمل صالحا یعنی اے عائشہ مومن جب (موت کے) فرشتوں کو دیکھتا ہے تو وہ کہتے ہیں ہم تجھ کو دنیا کی طرف پھیر دیں وہ کہتا ہے

مجھے ہموم اور غموم سے گھر کیطرف لوٹاتے ہو مجھے اسکیطرف لیچلو اور رہا کافر تو اسکو کہتے ہین کلمہ کو لیچلین وہ کہتا ہے اے رب پھر بھیجو مجھ کو تو کہ مین نیک کام کرون اور یہ روایت مرسل ہے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً کہتے ہین اِذَا حَضَرَ الْاِنْسَانَ الْوَفَاۃُ یَجْمَعُ لَہٗ کُلَّ شَیْءٍ یَسْمَعُہٗ عَنِ الْحَقِّ فَیُحْمَلُ بَیْنَ عَیْنَیْہِ فَعِنْدَ ذٰلِکَ یَقُوْلُ رَبِّ ارْجِعُوْنِ الآیہ یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب آدمی مرنے لگتا ہے تو اسکی لیوہ ساری چیزین اکٹھا کی جاتی ہین جو اسکو حق سے روکتی رہین اور اسکی آنکھون کے سامنے انکو کثرا کیا جاتا ہو اسوقت آدمی کہتا ہے رَبِّ ارْجِعُوْنِ ابن عباس رضی اللہ عنہ اَعْمَلُ صَالِحًا کی تفسیر مین کہا اَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنے مین لا الہ الا اللہ کہون گا اور فیما ترکت سے وہ مقام مراد ہے جس مین اس نے اللہ کی طاعت کو ضائع کیا یا اللہ کی طاعت سے روکا یا فیما ترکت سے دنیا مراد ہے اور بزرخ کہتے ہین حاجز بین الشیئین کو یعنے دو چیزون کے درمیان کے پردے کو قَالَہُ الْجَوْھَرِیُّ توضحاک اور مجاہد اور ابن زید کا یہ قول ہے کہ یہان موت اور بعث کے درمیان حاجز مراد ہے کلبی نے کہا دو نفخون کے درمیان کی مدت مراد ہے اور وہ چالیس سال ہوگی اور سدی نے کہا اس سے موت مراد ہے بعض نے کہا ان لوگون اور رجوع الی الدنیا کے درمیان برزخ ہے اور یوم یبعثون سے قیامت مراد ہے اور اس آیت مین کلی اقناط ہے اور محض ناامیدی ہے دنیا کی طرف پھر آنے سے کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ قیامت کے دن دنیا کیطرف رجعت نہ ہوگی فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ○ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فِیْ جَھَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○ تَلْفَحُ وُجُوْھَھُمُ النَّارُ وَھُمْ فِیْھَا کٰلِحُوْنَ ○ یہ جسوقت پھونک ماری صور مین تو نہ ذاتین ہین ان مین اسدن نہ آپس مین پوچھنا سو جسکی بھاری ہوئین تولین وہی لوگ کامیاب نکلے اور جسکی ہلکی ہوئین تولین سو وہی ہین جو ہار بیٹھے اپنی جان دوزخ مین رہا کرینگے مارتی ہے انکے منہ پر آگ اور وہ اس مین بدشکل ہو رہے ہین ف یہ جو فرمایا تو نہ ذاتین ہین اسدن نہ آپس مین پوچھنا تو اس کے یہ معنے ہین کہ باپ بیٹا ایک دوسرے کے شامل نہین ہر ایک سے اسکے عمل کا حساب ہے اور یہ جو فرمایا اور وہ اس مین بدشکل ہو رہے ہین تو اسکے یہ معنی ہین کہ جلتے جلتے بدن سوج جاویگا بچے کا ہونٹ ناف تک اور اوپر کا کھوپری تک اور زبان گھسٹتی ہوگی زمین مین لوگ اسکو روندین گے انتہے مافی موضح القرآن ف حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ جب صور مین پھونکا جاویگا جی اٹھنے کے لیے اور قبرون مین سے لوگ اٹھ کھڑے ہونگے تو نہ ذاتین ہونگی اور

اور باپ بیٹے کے سامنے نہ آوے گا نہ بیٹا باپ کے سامنے فرمایا اللہ تعالیٰ تکون السماء کالمہل و تکون الجبال کالعہن و لا یسئل حمیم حمیما یبصرونہم یود المجرم لو یفتدی من عذاب یومئذ ببنیہ و صاحبتہ و اخیہ و فصیلتہ التی تؤویہ و من فی الارض جمیعا یعنے جسدن ہوگا آسمان جیسے تانبا پگھلا اور ہونگے پہاڑ جیسے اون رنگی ہوئی اور نہ پوچھے گا دوستدار دوستدار کو سب نظر آوین گے انکو خواہش کریگا گنہگار کسیطرح چھڑاوین دے اسدن کی مار سے اپنے بیٹے اور ساتھ والے اور بھائی اور اپنا گھرانہ جس مین رہتا تھا اور جتنے زمین پر ہین ساری پھر آپ کو بچاوے اور فرمایا یوم یفر المرء من اخیہ و امہ و ابیہ و صاحبتہ و بنیہ لکل امرء منہم یومئذ شان یغنیہ وجوہ یومئذ مسفرۃ ضاحکۃ مستبشرۃ و وجوہ یومئذ علیہا غبرۃ ترہقہا قترۃ اولئک ہم الکفرۃ الفجرۃ یعنے جسدن بھاگے مرد اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنے ساتھ والی سے اور بیٹون سے ہر مرد کو ان مین سے اسدن ایک فکر لگا ہے جو اسکو بس ہے کتنے منہ اسدن روشن ہونگے خوشیان کرتے اور کتنے منہ اسدن انپر گرد پڑی ہے چڑھی آتی ہے انپر سیاہی وہ لوگ وہی ہین جو منکر ہین ۔ ۱۲ ۔ حمیدہ ابن مسعود کہتے ہین اذا کان یوم القیامۃ جمع اللہ الاولین و الاخرین ثم نادی منادٍ الا من کان لہ مظلمۃ فلیجیء یاخذ حقہ قال فیفرح المرء ان یکون لہ الحق علی والدہ او ولدہ او زوجتہ و ان کان صغیرا و مصداق ذلک فی کتاب اللہ فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینہم یومئذ و لا یتساءلون یعنے جب قیامت کا دن ہوگا تو اولین اور آخرین کو اکٹھا کریگا پھر ایک منادی ندا کریگا اور کہیگا جو شخص مظلوم ہے وہ آکر ظالم سے اپنا حق لے لے عبداللہ بن مسعود کہتے ہین یہ مرد خوش ہوگا اسلیے کہ اسکا حق ہوگا باپ پر یا بیٹے پر یا بی بی پر اگرچہ وہ حق حقیر اور اندک ہی ہو اور اسکی دلیل قرآن مجید مین موجود ہے اور وہ یہ آیت ہے فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینہم یومئذ و لا یتساءلون رواہ ابن ابی حاتم سور بن مخرمہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فاطمہ میرے وجود کا ٹکڑا ہے جو چیز اسکو رنج مین ڈالتی ہے وہ مجھ کو بھی رنج مین ڈالتی ہے اور جس سے اسکو خوشی ہوتی ہے اس سے مجھ کو بھی خوشی ہوتی ہے اور قیامت کے دن ذاتین منقطع ہو جاوینگی مگر میری ذات اور میرا علاقہ اور میرا رحم رواہ ابن ابی حاتم حافظ ابن کثیر کہتے ہین اسحدیث کی اصل صحیحین مین موجود ہے اور سور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي يُرِيبُنِي مَا أَرَابَهَا وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا یعنے فاطمہ میری وجود کا ٹکڑا ہے خلق مین ڈالتی ہے مجھکو وہ بات جو اُسکو خلق مین ڈالتی ہے اور دُکھ دیتی ہے مجھکو وہ بات جو اُسکو دکھ دیتی ہے ابوسعید خدری رفعاً سمعتُ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس منبر پر فرماتے تھے مَا بَالُ رِجَالٍ يَقُولُونَ إِنَّ رَحِمَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْفَعُ قَوْمَهُ بَلْ وَاللهِ إِنَّ رَحِمِي مَوْصُولَةٌ لَهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَإِنِّي أَيُّهَا النَّاسُ فَرَطٌ لَكُمْ إِذَا جِئْتُمْ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فَأَقُولُ لَهُمْ أَمَّا النَّسَبُ فَقَدْ عَرَفْتُ وَلَكِنَّكُمْ أَحْدَثْتُمْ بَعْدِي وَارْتَدَدْتُمُ الْقَهْقَرَى یعنے لوگون کا کیا حال ہے جو کہتے ہین اسکے رسول کا ناتا (خدا کے رسول پر درود اور سلام) اسکی قوم کو فضیلت نہ ہوگا کیون نہین اللہ کی قسم میرا ناتا دنیا اور آخرت مین ملا ہوا ہے اور مین اے لوگو تمہارا پیش خیمہ ہونگا جب تم میرے پاس (حوض کوثر پر) آؤگے (اور تم مین سے) ایک مرد کہے گا یا رسول اللہ مین فلان فلان کا بیٹا ہون تو مین جواب دونگا نسب (اور ذات) کا علاقہ تو مجھے معلوم ہے پر تم نے میرے بعد نئے کام نکالے اور ایڑیون پر اوٹے پاؤن پھر گئے رواہ الامام احمد حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہین امیرالمومنین عمر بن الخطاب کو مسند امیرالمومنین کے متعدد طریقون سے مروی ہے کہ اونہون نے جب حضرت امیرالمومنین علی بن طالب کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ نکاح کیا تو فرمایا اللہ کی قسم مجھے نکاح کی چنداں ضرورت نہین ولیکن مینے تو اس خیال سے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہا سے نکاح کیا ہے کہ مینے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے کُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ فَإِنَّهُ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَبَبِي وَنَسَبِي یعنے قیامت کے دن کل علاقے اور سب کی ذاتین ٹوٹ جاوینگی میرے علاقہ اور میری ذات کے سوا رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَالْبَزَّارُ وَالْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ الشَّاشِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالْحَافِظُ الضِّيَاءُ فِي الْمُخْتَارَةِ حافظ ضیاء مقدسی نے مختارہ مین ذکر کیا کہ امیرالمومنین حضرت عمر نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو چالیس ہزار درہم مہر مین دیا انکی تعظیم اور تکریم کے لیے اور حافظ ابن عساکر نے ابوالعاص بن ربیع زوج حضرت زینب بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترجمہ مین ابوالقاسم بغوی کے طریق سے روایت کیا بہر اسناد کہ چلایا ابن عمر تک کہ ابن عمر نے فرمایا مینے سنا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب ذاتین اور ناتے قیامت کے دن ٹوٹ جاوینگے مگر میری ذات اور میرا ناتا اور عبداللہ بن عمرو کا مرفوع لفظ یہ ہے کہ مین نے اپنے مالک عزوجل سے یہ چاہا کہ مین اپنی امت مین سے جس عورت کے ساتھ نکاح کرون اور جو میری اُمت مین سے (میری بیٹیون کے ساتھ) نکاح کرے

دوسرے ساتھ جنت میں ہو تو اللہ نے سیرا یہ سوال منظور فرمایا رواہ الحافظ ابن عساکر ایضاً من طریق عمار بن سیف عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں اللہ کے قول فمن ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون کی تفسیر میں من رجحت حسناتہ علی سیئاتہ ولو بواحدۃ یعنے جسکی بھلائیاں اسکی برائیوں پر بھاری ہوجاویں اور برائیوں کے مقابل میں جھک جاویں اگرچہ ایک بھلائی کے ساتھ اور یہ ابن عباس کا بھی قول ہے اور فلاح سے فوز اور نجات من النار اور جنت میں داخل ہونا مراد ہے ابن عباس نے فاولئک ہم المفلحون کی تفسیر میں کہا اولئک الذین فازوا بما طلبوا ونجوا من شر ما منہ ہربوا یعنے یہی ہیں وہ لوگ جو مطلب کے ساتھ مراد یاب ہوئے اور جس چیز سے بھاگتے تھے اس سے رہائی پائی اور من خفت موازینہ سے یہ مراد ہے کہ اسکی برائیاں اسکی بھلائیوں سے زیادہ ہوئیں اور خسران سے خیبت اور ہلاکت اور بے سود اور زیان کار تجارت کے ساتھ یہ مراد ہونا مراد ہے انس بن مالک کا مرفوع لفظ یہ ہے کہ اللہ نے میزان پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے وہ ابن آدم کو لاکر میزان (ترازو) کے دونوں پلڑوں کے درمیان کھڑا کردیگا (پھر اسکے اعمال تولیگا) اگر اسکی (نیکیوں کا) میزان (پلہ) بھاری ہوگیا تو وہ فرشتہ ایسی آواز کے ساتھ پکاریگا جسکو ساری مخلوق سنتی ہوگی سعد فلان سعادۃ لا یشقی بعدہ ابدا یعنے فلان سعید نکلا اور ایسا سعید کہ پھر بدبخت نہ ہوگا اور اگر اسکی (نیکیوں کی) میزان (پلہ) ہلکا نکلا تو وہی فرشتہ آواز کریگا جو مخلوق سنتی ہوگی شقی فلان شقاوۃ لا یسعد بعدہا ابدا یعنے فلان ایسا بدبخت نکلا کہ اب اسکے پیچھے نیک نہیں ہوگا رواہ الحافظ ابو بکر البزار و حافظ ابن کثیر نے کہا اسحدیث کی سند ضعیف ہے داؤد بن مجبر جو اسحدیث کو روایت کرتا ہے وہ ضعیف ہے اور متروک ہے لہذا فرمایا فی جہنم خالدون یعنے پھر وہ دوزخ میں سدا رہیں گے اور مقیم اور دائم اور وہاں سے نہ ٹلیں گے اور یہ جو فرمایا تلفح وجوہہم النار یعنے ماریگی انکے مونہوں پر آگ تو یہ اللہ کا قول اللہ کے ہمقول کیطرح ہے تغشی وجوہہم النار یعنے اور ڈہانک لے گی انکے مونہوں کو آگ اور جیسے فرمایا لو یعلم الذین کفروا حین لا یکفون عن وجوہہم النار ولا عن ظہورہم یعنے اگر منکر جانیں اسوقت کو جب نہ دور کرسکیں گے یہ اپنے مونہوں سے آگ کو اور نہ اپنی پیٹھوں سے ابو ہریرہ رفعاً کہتے ہیں کہ جب دوزخ کیطرف دوزخ والوں کو ہانکا جاویگا تو آگے آگے ملیں گے دوزخیوں کو دوزخ کی لاٹین پر انکو جلیس ملیگے پھر جنبا انکا گوشت ہوگا سب ایڑیوں پر گر جاویگا رواہ ابن ابی حاتم ابو الدرداء کا لفظ مرفوعاً یہ ہے تلفح وجوہہم النار کی تفسیر میں کہ آگ ایک ایسی لپٹ انکو ماریگی جس سے انکا گوشت ایڑیوں تک بہا آویگا رواہ ابن مردویہ ابو الاحوص کہتے ہیں عبد اللہ

بن مسعودؓ نے وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ کی تفسیر میں فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَاْسِ الْمَقْطِ الَّذِیْ قَدْ بَدَا اَسْنَانُهٗ وَ قَلَصَتْ شَفَتَاهُ (یعنے تو نے شانہ (کنگھی) کی سر کیطرف نہیں دیکھا کہ اسکے دانت باہر نکلے ہوتے ہیں اور ہونٹ سکیڑے ہوتے ہیں رواہ الثوری عن ابی اسحاق ابن عباسؓ نے کہا کَالِحُوْنَ اسے عابسون یعنے تیوڑی چڑہانے والا ابو سعید خدری کا لفظ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ کی تفسیر میں رفعاً ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تَشْوِیْهِ النَّارُ فَتُقَلِّصُ شَفَتُهُ الْعُلْيَا حَتّٰى تَبْلُغَ وَسَطَ رَاْسِهٖ وَ تَسْتَرْخِیْ شَفَتُهُ السُّفْلٰى حَتّٰى تَبْلُغَ سُرَّتَهٗ یعنے جلائے گی اسکو آگ (اور جلتے جلتے بدن سوج جاویگا) اوپر کا ہونٹ کھوپری تک پہنچ جاویگا اور نیچے کا ہونٹ ناف تک آجاویگا رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ سُوَیْدِ بْنِ نَصْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ بِهٖ وَقَالَ حَسَنٌ غَرِیْبٌ فتح کا لفظ یہ ہے کہ اس نفخہ سے نفخہ اولی مراد ہے قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ بعض نے کہا نفخہ ثانیہ مراد ہے قالہ ابن مسعودؓ اور یہ قول بہت نہیں ہے اور یہ وہ نفخہ ہے جو بعث اور نشور کے درمیان ہوگا بعض نے کہا معنے یہ ہیں جب اجساد میں انکے ارواح پھونکے جاوینگے اس تقدیر پر کہ صور کو صورت کی جمع گردانا جاوے نہ وہ جسکے معنے قرن ہیں اور ایک یہ قرات بھی ہے اور صاد کی ضمہ امداد کی سکون کے ساتھ صور اس قرن کا نام ہے جس میں اسرافیل نفخہ کے لیے مامور ہے اور اَنْسَاب جمع ہے نسب کی اور نسب کہتے ہیں قرابت اور ناتا کو اور نسب کی نفی کے یہ معنے ہیں کہ قیامت کے دن ذاتیں فخر کا باعث و موجب نہ ہونگے یا یہ معنے کہ اسدن ذاتیں کچھ کارگر نہ ہونگے تراحم اور تعاطف کے دور ہوجانے کے لیے اور مطلب یہ ہے کہ فرط حیرت اور دہشت کے سخت ہونے کیوجہ سے کوئی ناتا یاد نہ کرے گا اور نہ بعض بعض سے ناتا کا سوال کریگا کیونکہ اسدن میں انکو ایک شغل ہوگا جو انکو ان امور سے شاغل ہوگا اور اسی قبیل سے ہے امہ کا قول یوم یفر المرء من اخیہ آخر تک اور اسی قبیل سے ہے امہ عزوجل کا قول وَلَا يَسْاَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا اور یہ آیت امہ تعالی کے اس قول کے منافی نہیں ہے وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ کیونکہ یہ سوال بعض مواقف پر محمول ہے تو سوال کا اثبات باعتبار بعض مواقف کے ہے اور نفی باعتبار بعض آخر کے جیسے ہمنے اس تقریر کو اسی آیت کی نظائر میں بیان کیا ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا کہ جب صور میں پھونکا جاوے گا تو کوئی جاندار زندہ نہ رہے گا امہ (عزوجل) کے سوا اور ابن عباسؓ ہی سے مروی ہے کہ انسے آیت باب اور امہ کے قول وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ کی تطبیق سے سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا یہ محمول ہے مواقف کے تعدد پر تو وہ موقف (یعنی) جس میں نفی اثبات کا اعتبار نہ ہوگا اور نہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھے گا وہ موقف وہ ہے جو صعقہ اولی کے وقت ہوگا جب وہ

بیہوش ہوجاوینگے تو انکے درمیان انساب کا اعتبار نرہے گا اور نہ کوئی دوسرے سے پوچھے گا جب دوسری بار قرن پھونکا جاویگا تو وہ اسیوقت اٹھکر پوچھنے لگینگے اور انمیں سے جب دوسرے پر کسیکو ان دونون آیتون کے درمیان توفیق سے سوال کیا تو فرمایا ذاتون کا عدم اعتبار اور آپس مین سوال نکرنا نفخ اولے مین ہوگا جب زمین پر کوئی چیز باقی نہ رہیگی اور آپس مین سوال کرنا اسوقت کی بات ہے جب لوگ بہشت مین آجاوینگے اس وقت ایک دوسرے سے سوال کریگا ابن مسعودؓ کا لفظ موقوفاً یہ ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اسمہ اولین اور آخرین کو جمع فرماوینگا اور ایک روایت مین ہے کہ ہر ایک بندی اور لونڈے کا ہاتھ قیامت کے دن پکڑا جاویگا اولین اور آخرین کے سامنے پھر منادی آواز کریگا خبردار یہ فلان فلان کا بیٹا ہے اور یہ فلانہ فلان کی بیٹی ہے پھر جسکا (کسیپر) دنیاوی حق ہے وہ اپنا حق لے لے پھر انساب کے منقطع ہونے پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسب کے سوا دوہی حدیثین بیان کینگے حافظ ابن کثیر نے بیان کیا ہے موازین سے وہ اعمال صالحہ مراد ہے جو تولینگے اسصورت مین موازین موزون کی جمع ہوگی اور موازین کا میزان کی جمع ہونا بھی ممکن ہے اور موازین کی جمع باوجود میزان کے ایک ہونیکے تعدد موزون کے اعتبار سے ہے اور مفلحون سے مطالب محبوبہ کو پانا اور امور مخوفہ سے ناجی مراد ہین اور نفخ جلنا مراد ہے لغت مین لفح کہتے ہین سخت تپاب کو بعض نے کہا لفح سے جلانا مراد ہے اور وجوہ کو اسلیے خاص کیا گیا کہ وہ اشرف اعضا ہین ابن عباسؓ سے کہا لفح سے نفخ مراد ہے کالح وہ شخص ہے جس کے ہونٹ پیچھے ہٹ گئے ہون اور اسکے دانت نظر آرہے ہون قالہ الزجاج اور ابن مسعودؓ کہتے ہین کالح سر اس سے سر کا پکنا مراد ہے اور اہل نار کی صفت اور انکے احوال اور مقال اسمیں کے بارہ مین بہت حدیثین وارد ہوئی ہین جو معروف ہین۔

الَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ

کیا نہ تھیں میری آیتین تمپر پڑھی جاتی تھین پھر تم انکو جھٹلاتے تھے بولے اے رب ہمپر ہماری کم بختی نے زور کیا ہم ہماری گمراہی مین رہے ہم لوگ بھکے اے رب نکال لے ہمکو اس مین سے اگر ہم پھر کرین تو ہم گنہگار ف یہ تقریع ہے اللہ کی جانب سے اور توبیخ ہے اسکی طرف سے دوزخیون کے لیے اس کفر اور تمام اور محارم اور عظائم کے ارتکاب پر جنہون نے انکو دوزخ کا اہل اور مستحق بنادیا اور فرمایا کیا ہماری آیتین اور ہمارے احکام تمپر ہمارے رسول پڑھتے نہ تھے جن کو تمہنے تمہاری ہدایت کیواسطے تمہارے پاس بھیجا اور انہون نے تمہارے اعتراضون اور شبہات کو دور نہ کیا

ہر مہینے پاس کوئی محبت نہ ہی کما قال تعالی رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا یعنے کتنے رسول خوشی سناتا اور ڈر سناتے نامزد ہے لوگون کو الہ پر الزام کی جگہ رسولون کے بعد اور اللہ ہے زبردست حکمت والا اور جیسے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا اور ہم بلا نہین ڈالتے جبتک نہ بھیجین کوئی رسول اور جیسے فرمایا كُلَّمَا اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ یعنے جب پڑا اس مین دل پوچھا ان سے اسکے داروغون نے کیا نہ پہونچا تمکو کوئی ڈر سنانیوالا وہ بولے کیون نہین ہم پاس پہونچا تہا ڈر سنانیوالا پھر ہنسے جھوٹلایا اور کہا کوئی نہین اتاری اللہ نے کچہ چیز تم پڑے ہو بڑے بہکاوے مین اور بولے اگر ہم ہوتے سنتے یا بوجہتے نہ ہوتے دوزخ والون مین سو قائل ہوے اپنے گناہ کے اب دفع ہون دوزخ والے ولہذا ارادہ کیا سنگر رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ یعنے ہمپر الزام قائم ہوگیا تہا یہ ہماری اپنی ہی کم بختی اور بدنصیبی تہی کہ ہمنے رسولون کے کہنے پر عمل نہ کیا پھر کہینگے رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ یعنے اب یہہ ہمکو دنیا کی طرف لوٹا اگر ہمنے پھر وہی کام کیے جو ہمنے آگے کیے تو ہم گنہگار عقوبت کے مستحق کما قال تعالے فَاعْتَرَفْنَا بِذَنْۢبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ یعنے کافر کہینگے اب ہم قائل ہوے اپنے گناہون کے پھر اب بہی ہے نکلنے کو کوئی راہ یہ تم پر اسواسطے کہ جب سچی پکارا اللہ کو اکیلا تو تم منکر ہوے اور جب اسکے ساتہہ شریک پکارے تو تم یقین لانے لگے اب حکم وہی جو کرے اللہ سب سے بڑا اور غرض یہہ ہے کہ اب دنیا کی طرف جانیکے لیے کوئی سبیل نہین ہے کیونکہ تم اسکے ساتہہ شرک کرتے رہو جب مسلمان اسکو ایک کہتے فتح مین کہا ہے آیات سے قوارع قرآن اور اسکے زواجر مراد ہین جنکے ساتہہ مشرکون اور منکرون کو دنیا مین ڈرایا جاتا تہا اور یہ کفار کو تو بیخبر اور تقریعاً کہا جاویگا اور شقوت سے لذات اور شہوات مراد ہین یعنے دنیا مین ہمپر لذتین اور شہوتین غالب رہین اور لذات اور شہوات کو شقوت کہا اسلیے کہ یہ شقوت کیطرف لیجاتی ہین اور شقاوت بہی قرات ہے اور شقاوت ضد ہے سعادت کی ابن مسعود اور حسن بصری نے شقاوت ہی پڑہا ہے قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ

ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ فرمایا
پڑے رہو ٹہکارے اس مین اور مجھ سے بولو ایک فرقہ تہا میرے بندون مین جو کہتے تہے اے رب ہمارے ہم یقین
لائے سو معاف کر ہم کو اور مہر کر ہم پر اور تو سب رحم والون سے بہتر پر تم نے انکو ٹھٹھون مین پکڑا یہانتک کہ بہولے
انکے پیچے میری یاد اور تم ان سے ہنستے ہی مینے آج دیا انکو بدلا انکے سہنے کا کہ وہی ہین مراد کو پہونچے ف
جب کفار آگ سے نکلنے اور دنیا کی طرف پہر لوٹنے کا سوال کرین گے تو یہ اللہ عزوجل انکو جواب دیگا اور فرماویگا
پڑے رہو دوزخ مین ذلیل اور خوار اور پہر دوبارہ یہ سوال نہ کرنا کیونکہ تمہارا یہ سوال میرے ہان منظور نہین ہے
عوفی نے ابن عباس رضی سے روایت کیا کہ جب دوزخی بات کر چکین گے تو اللہ تعالی فرماویگا اِخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ
عبداللہ بن عمر رضی کہتے ہین دوزخ والے مالک (داروغہ دوزخ کے داروغی) کو بلا دین گے اور وہ چالیس سال تک انکو جواب
نہ دیگا پہر جواب دیگا تم اسی مین رہو گے عبداللہ بن عمر رضی کہتے ہین بخدا انکی پکار کا مالک اور مالک کے رب کے پاس
کوئی قدر نہ ہوگا پہر دوزخی اپنے رب کو پکارین گے اور کہین گے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ
یعنے اے رب زور کیا ہم پر ہماری کم بختی نے اور رہے ہم بدنصیب اے رب ہمکو نکال لے اس سے پہر ظلم سے اگر ہم پہر کرین تو
ہم گنہگار عبداللہ بن عمر رضی نے کہا پہر اللہ عزوجل دو دنیا کے اندازے کے موافق چپ رہیگا (اور اتنی مدت مین انکی
یہی پکار رہے گی) پہر انکو جواب دیگا اِخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ یعنے پڑے رہو ایسے اور نہ بات کرو میرے
ساتھ عبداللہ بن عمر رضی کہتے ہین پہر دوزخی اسکے بعد اس توڑ دینگے اور دوزخ سے سوا زفیر اور شہیق کے اور آواز
نہ نکلیگا یعنے چلانے اور دہاڑنیکا آواز آویگا عبداللہ بن عمر رضی نے کہا تو دوزخیون کی آواز گدہون کیطرح ہوگی
جو پہلے چلاتے ہین پہر دہاڑتے ہین رَدَّاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عبداللہ بن مسعود رضی کہتے ہین جب اللہ تعالی ارادہ
کریگا کہ دوزخیون مین سے کسی کو باہر نہ نکالے تو کیا ایماندار آکر سفارش کریگا اور کہے گا اے میرے مالک میری
سفارش منظور کر) اللہ تعالی فرماویگا تو کس کو نکلوانا ہے مومن کہیگا مین ایک مرد کو پہچانتا ہون پہر وہ مومن
مرد دوزخ مین آکر دیکہیگا تو کسی نہ پہچانے گا پہر دوزخیون مین سے ایک مرد مومن کو بلا دیگا اور کہیگا اے فلانی
مین فلان (مرد ہون جسکو تو نکلوانا چاہتا ہے) تو مومن کہے گا مین تجہ کو نہین پہچانتا عبداللہ بن مسعود رضی کہتے
ہین پہر اسوقت وہ کہین گے رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ اور اسوقت اللہ تعالی فرماویگا
اِخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ جب اللہ یہ فرماویگا تو آگ انکو ڈہانک لیگی پہر انمین سے کوئی نہ نکلیگا پہر اللہ تعالی
انکو وہ ذنوب یاد دلاویگا جنکو وہ دنیا مین کرتے تہے اور وہ ستمزا جو مسلمان بندون کو ساتھ کرتے تہے اور

فرماویگا انہ کان فریق من عبادی یقولون ربنا امنا فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر الراحمین فاتخذتموھم سخریا حتی انسوکم ذکری وکنتم منھم تضحکون یعنے اور ایک فرقہ تھا میرے بندون مین جو کہتے تھے اے رب ہم یقین لائے سو معاف کر ہم کو اور مہر کر ہمپر اور تو سب مہر والون سے بہتر ہے تم نے انکو ٹھٹھہ مین پکڑا یعنے انکو مجھ کو پکارنے اور میرے طرف رجوع لانے مین اتنے ٹھٹھے کیے یہانتک کہ بھولا انکے پیچھے میری یاد اور انکی دشمنی اور بغض نے تم کو اس پر ابھارا کہ تم میرا معاملہ بھول گئے اور انکی عبادت اور انکے کامون پر تم ہنستے رہے کما قال تعالی ان الذین اجرموا کانوا من الذین امنوا یضحکون واذا مروا بھم یتغامزون واذا انقلبوا الی اھلھم انقلبوا فکھین واذا رأوھم قالوا ان ھؤلاء لضالون وما ارسلوا علیھم حافظین فالیوم الذین امنوا من الکفار یضحکون علی الارائک ینظرون ھل ثوب الکفار ما کانوا یفعلون یعنے وہ جو گنہگار ہین وہ تو ایمان والون پر ہنستے اور جب ہو نکلتے ان پاس آپس مین سین کرتے اور جب پھر جاتے اپنے گھر پھر جاتے باتین بناتے اور جب انکو دیکھتے کہتے بیشک یہ لوگ بہک رہے ہین اور انپر نگہبان نہین بھیجے گئے سو آج ایمان والے منکرون پر ہنستے ہین تختون پر بیٹھے دیکھتے ہین اب بدلا پایا منکرون نے جیسا کچھ کرتے تھے پھر الله نے خبر دی اس جزا کے جو وہ اپنے دوستون اور نیک بندون کو دیگا انکے کفار کی ایذا مین صبر کرنے پر اور فرمایا انھم ھم الفائزون یعنے مین نے انہین کو سعادت اور سلامت اور جنت کی ساتھ فائز کر دیا اور دوزخ سے انکو نجات دی فتح کا بیان ہے کہ اخسئوا فیھا ولا تکلمون اے دوزخیون کو مالک کے زبان پر کہے گا دور دنیا کے اندازے کے بعد اب دنیا کے قدر مین اختلاف ہے بعض نے کہا دنیا کی سات ہزار سال کی عمر ہے کہ ایک ستارہ کے عدد کے موافق بعض نے کہا بارہ ہزار سال برج کے عدد کے موافق کے اور بعض نے کہا تین لاکھ ساٹھ سال برس کے دنون کے عدد کے موافق اسکو قرطبی نے تذکرہ مین ذکر کیا اور اسکی تحقیق کما ینبغی وکما حقہ سینے اپنے رسالہ لقطۃ العجلان مین کی ہے اور حسا کہتے ہین ذلت اور خواری کے ساتھ چپ کر نیکو مہر دینے کہا حسا سختی کے ساتھ دور کرنے کو کہتے ہین اور زجاج نے کہا کتے کے دور کرنے اور بھگانے کے لیے یہ لفظ موضوع ہے اور یہ جو فرمایا کہ میرے ساتھ بات نکرو تو اس سے یہ مراد ہے کہ اب دوزخ سے نکلنے اور دنیا کی طرف رجعت کی بابت بات نکرنا یا عذاب کے اٹھائے جانے کی بابت بات نکرنا یا مطلقا بات نکرنا حسن بصری نے کہا یہ اہل نار کی آخری کلام ہوگی اسکے بعد وہ کوئی بات نہین کرینگے سو چلانے اور دہاڑنے کے اور کتے کیطرح بھونکنے کے فریق سے مؤمنون کا فریق مراد ہے بعض

کہا صحابہ سے اور ان میں سے ہیں بلال اور صہیب اور عمار اور خباب قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ
قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ ۝ قَالَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝
أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ
رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۝ فرمایا تم کتنی دیر رہے زمین میں برسوں کی گنتی سے بولے ہم رہے ایک دن یا کچھ دن
سے کم پوچھ گنتی والوں سے فرمایا تم اس میں بہت نہیں تھوڑا ہی رہے ہو اگر تم جانتے ہوتے سو کیا تم
خیال رکھتے ہو کہ ہمنے تم کو بنایا کھیلنے کو اور تم ہماری پاس پھر نہ آؤ گے سو بہت اوپر ہے اللہ وہ بادشاہ
سچا کوئی حاکم نہیں اسکے سوا مالک اس خاصے تخت کا یہ جو فرمایا تو پوچھ گنتی والوں سے یعنی فرشتوں سے جنہوں
نے نیکی اور بدی گن رکھی یہ بھی گنا ہوگا زمین میں رہنا یعنے قبر میں رہنا یا دنیا کی عمر یہ بھی وہاں تھوڑی نظر
آویگی یہ پوچھنا اسواسطے کہ دنیا میں عذاب کی شتابی کرتے تھے اب جانا کہ شتاب ہی آیا اور تم ہماری پاس پھر
نہ آؤ گے یعنے دنیا میں تو نیکی اور بدی کا اثر نہیں ملتا اگر دوسرا دن نہ ہوتا کہ ملتا تو یہ سب کھیل تھا ف
حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ کفار نے جو دنیا میں اپنے قصیر اور قلیل عمروں میں اللہ کی طاعت اور اسکی عبادت
میں تفریط کی اور اسکو ضائع کیا اللہ اسپر انکو متنبہ کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر یہ کافر اپنی قلیل اعمار میں میرے
نیک بندوں کیطرح صبر کرتے تو ویسے ہی مراد یاب اور ظفریاب ہوتے اور فرمایا كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ
سِنِينَ یعنے تم دنیا میں کسقدر رہے قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ اور عادین سے حاسبین
مراد ہیں قَالَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا یعنے بہرصورت تم تھوڑا ہی رہے لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ اگر تم جانتے ہوتے
تو فانی دنیا کو آخرت باقی پر ترجیح نہ دیتے اور اپنی جانوں کے لیے ایسا برا تصرف اور دست اندازی نکرتے
اور اتنی تھوڑی مدت میں اللہ کے عذاب کے مستحق اور اہل نہ ہوتے پھر اگر تم بھی اللہ کی طاعت اور اس وحدہ لا
شریک لہ کی عبادت پر صبر کرتے جیسے مؤمنون نے صبر کیا تو تم بھی ویسے ہی مراد یاب اور ظفریاب ہوتے جیسے
مؤمنین مراد یاب اور ظفریاب ہوئے الفیع بن عبد کلاعی کہتے ہیں یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
سنا آپ لوگون کو خطبہ سنا رہے تھے اور فرماتے تھے جب اللہ بہشت والون کو بہشت میں داخل کرے گا اور
دوزخ والون کو دوزخ میں تو فرماویگا اے بہشت والو تم دنیا میں کسقدر رہے وہ عرض کرینگے ہم رہے ایک
دن یا کچھ دن سے کم اللہ فرماویگا وہ تجارت اور سوداگری کیسی عمدہ ہے جو تمنے ایک دن یا بعض دن
میں کی وہ کیا ہے (تمنے) میری رحمت اور خوشنودی اور میری بہشت (کو خرید لیا) رہو اتنے

ہمیشہ سدا ہر فرماویگا اے دوزخیو تم دنیا مین کسقدر رہے وہ عرض کرینگے ایک دن یا ایک دن سے کچھ کم تو اللہ تعالی فرمایگا بہت بُری ہے وہ سوداگری جو تم نے ایک دن یا بعض دن مین کی ارادہ کیا ہے کہ تم نے میری آگل اور میری غصہ کو خرید لیا (اب) اس مین پڑے رہو ہمیشہ سدا اور یہ جو فرمایا اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا تو اسکے یہ معنے ہین کیا تم نے خیال کیا کہ تم بیکار اور بیہودہ اور بیفائدہ بنائے گئے اور تمہارے بنانے مین ہمارا کوئی قصد اور ارادہ نہین ہے اور تمہاری خلق مین ہمنے حکمت سے کام نہین لیا اور بعض نے عَبَثًا کو مفعول لاجلہ کر اسصورت مین یہ معنے ہونگے کیا تمنے خیال کیا کہ ہمنے تم کو بنایا اسلیے کہ تم لہو ولعب مین پڑجاؤ جیسے بہائم بنائے گئے نہ انکیلیے ثواب ہے اور نہ عذاب ہمنے تو تمکو عبادت اور اپنے امور کے قائم کرنے کے لیے بنایا ہے وَاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ یعنے اور تمہارا خیال ہے کہ تم لوٹ کر ہمارے پاس نہ آؤگے اور یہ آیت اللہ کے اس قول کیطرح ہے اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى یعنے کیا آدمی خیال کرتا ہے کہ اسکو بیکار چھوڑا جاویگا فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ یعنے اللہ بادشاہ سچا اس سے پاک ہے کہ کوئی چیز عبث بناوے کیونکہ وہ سچا بادشاہ اس سے منزہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ اس مین عرش کا ذکر فرمایا کیونکہ عرش مخلوق کی جہت ہے اور اسکی وصف کی کریم کے ساتھہ اور اس سے غرض یہ ہے کہ وہ خوبصورت اور عمدہ مشکل ہے اور یہ ویسا ہی ہے جیسے اللہ نے فرمایا وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ شعیب بن صفوان سعید بن عاص کے اولاد مین سے ایک مرد سے روایت کرتے ہین کہ یہ عمر بن عبد العزیز (عمر ثانی) کا خطبہ تھا جو اس نے خطبہ پڑہا وہ یہ کہ اس نے اللہ کی تعریف کی اور اسپر ثنا کی پھر فرمایا اما بعد اے لوگو تم کھیلنے کے لیے نہین مخلوق ہوئے اور تم کو ہرگز بیکار چھوڑا نہ جاویگا اور تمہارے لیے ایک جاہ وعدہ ہے جس مین اللہ (بذات خود) فیصلہ کے لیے اور تمہارے درمیان حکم کے لیے اُترے گا پھر غائب ہوا اور خاسر ہوا اور بدبخت ہوا وہ بندہ جسکو اللہ نے اپنی رحمت سے نکالدیا اور اپنی اس جنت سے محروم کردیا جسکا عرض آسمان اور زمین جتنا ہے کیا تم نہین جانتے کہ کل (قیامت کے دن) اللہ کے عذاب سے بیخوف نہ ہوگا مگر وہی جو اللہ سے ڈرا اور جس نے ختم ہونیوالی (دنیا) کو باقی (آخرت) کے بدلے بیچڈالا اور قلیل کو کثیر کے بدلے اور خوف کو امان کے بدلے تم نہین دیکھتے کہ تم ہلاکت کے گھر مین ہو اور تمہارے پیچھے ایک باقی گھر ہے جس مین خیر الوارثین (اللہ) کے پاس پہونچوگے پھر تمکو ہر دن کی صبح اور شام مین وداع کیا جاتا ہے (ایک مردم مین سے) اپنا ذمہ پورا کرلیتا ہے اور اپنی اجل کو پہونچ جاتا ہے یہانتک کہ تم اسکو زمین کے

ایک ڈر آدمین جہان نہ کوی بستر اہوتا ہے اور نہ گہیہ ڈالدینے ہووہ احباب سے جدا ہوجاتا ہے اور مٹی کا ہمسایہ اور حساب کا مواجہ اور اپنے اعمال مین گرو رہنا ہوا) جن چیز کو اس نے پیچھے چھوڑا اس سے بے پرواہ اور جن چیز کو اس نے آگے بھیجا اسکا محتاج اے اللہ کے بندو پیراللہ سے ڈرو اسکے میثاقون کے آنے سے پہلے اور موت کے تپر آنے سے پیشتر پہر اپنی چادر کا کنارہ اپنے منہ پر ڈالا اور روئے اور لوگون کو رولایا رَوَاہُ ابن اَبِی حَاتِمٍ عبد اللہ بن مسعود کے پاس ایک اسیب زدہ کو لائے عبد اللہ نے اسکے کان مین اس آیت کو پڑہا اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ فَتَعٰلَی اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ یہانتک کہ سورہ کو ختم کیا پہر وہ اسیب زدہ جیگا بھلا ہوگیا اس بات کا مذکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوا تو آپنے فرمایا (اے عبد اللہ) تونے کون سورہ اسیب زدہ کے کان مین پڑہی اس نے عرض کیا مینے سورۂ مومنون کا آخر اسکے کان مین پڑہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سورہ مومنون کا آخر جب اسیب زدہ کے کان مین پڑہا جاتا ہے تو اسیب جل جاتا ہے حضرت نے فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّ رَجُلًا مُّوْقِنًا قَرَأَھَا عَلٰی جَبَلٍ لَّزَالَ (یعنے اس ذات کی قسم جسکے ہاتہہ مین میری جان ہے اگر ایک یقین والا مردان آیتون کو پہاڑ پر پڑہے تو پہاڑ بہی اپنی جگہہ سے ٹل جاوے رَوَاہُ ابن اَبِی حَاتِمٍ ابراہیم بن حارث کہتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو ایک لشکر کی مکڑی مین بہیجا اور ہمکو فرمایا کہ ہم صبح اور شام یہ آیت پڑہین اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ابراہیم کہتے ہین پہر ہم اس آیت کو پڑہتے رہے پہر ہمکو غنیمت ملی اور ہم سلامتی کے ساتہہ لوٹے رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَمَانٌ اُمَّتِیْ مِنَ الْغَرَقِ اِذَا رَکِبُوا السَّفِیْنَۃَ لِیَقُوْلُوْا بِسْمِ اللّٰہِ الْمَلِکِ الْحَقِّ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیَّاتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنے میری امت کو لوگ جب کشتی پر سوار ہون تو ڈوبنے سے ان کلمات کا پڑہنا امان دیتا ہے بِسْمِ اللّٰہِ الْمَلِکِ الْحَقِّ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیَّاتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنے اسمیرے بادشاہ کے نام کے ساتہہ اور زمین سمجہے اللہ کو مٹہی کر وہ ہے اور زمین ساری وہ ایک مٹہی ہے اسکی دہنی قدرت کر اور آسمان لپٹے ہین اسکے داہنے ہاتہہ مین وہ پاک ہے اور بہت اوپر ہے اس سے کہ یہ شریک بناتے ہین اللہ کے نام سے اسکا بہنا اور ٹہرنا تحقیق میرا رب ہے بخشنے والا مہربان فتح کا بیان یہ ہے کہ قال کا فاعل

ف عمل اسیب زدہ

ف عمل بلسے امان از غرق

امہ عزوجل ہے اور یہ کفار کو اُس بات کی یاد کرانے کے لیے فرماویگا کہ جس کو انہون نے طویل اور دائم خیال کیا تہا وہ بہ نسبت اسچیز کے جسکا اونہون نے انکار کیا قلیل تہے اور قُلْ امر کے صیغہ پر بہی پڑہا گیا ہے اور معنے یہ ہین تو کہہ اے محمد کفار کے لیے یا فرشتہ کو حکم ہوگا انکے سوال کے لیے کہ کَمْ لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ یعنے تم جس کیطرف رجعت اور پہر جانیکا سوال کرتے ہو اس مین پہلے کسقدر ٹہیرے اور اس سوال سے مقصود کفار کی تبکیت اور انکی توبیخ کا ہوگا کیونکہ وہ آخرت مین ٹہیرنیکا بالکلیہ انکار کرتے تہے اور یہ بہی احتمال ہے کہ سوال دنیا کے جینے اور قبور مین رہنے کی مدت سے ہو بعض نے کہا سوال صرف انکی قبور مین رہنے کی مدت سے ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا فِی الْاَرْضِ اور عَلَی الْاَرْضِ نہین فرمایا اور اسکا جواب دیا گیا ہے کہ یہ بات ٹہیک نہین ہے کیونکہ فی معنے مین علے کے ہر جیسے اللہ کے قول وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ مین عَلٰی جُذُوْعِ النَّخْلِ یعنے ٹہیرے تم کتنے سال قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ اس مین انہون نے بیان کیا کہ دنیا مین ہمارا ٹہیرنا بہت تہوڑا تہا اور عذاب شدید کی وجہ سے جس مین وہ مبتلا ہونگے شک کرینگے بعض نے کہا دو نفخون کے درمیان مین ان سے عذاب اٹہایا جاویگا پہر اس عذاب کو وہ بہولجاوینگے جسکے ساتہہ قبرون مین معذب رہے بعض نے کہا اللہ انکو وہ عذاب بہلا دیگا جسکے ساتہہ وہ نفخہ اول سے دوسرے نفخہ تک معذب ہونگے پہر جب انکو معلوم ہوگا کہ شاید ہم بہول گئے ہون عظیم کی سختی کی وجہ سے تو سوال کے جواب کو دوسرے کے حوالہ کرینگے اور کہینگے فَاسْئَلِ الْعَآدِّیْنَ اور عادین جمع ہے عاد کی جو مشتق ہے عدد سے اور یہان عادین سے حفظہ مراد ہین جو عباد کے اعمال اور انکی اعمار سے واقف ہین بعض نے کہا معنے یہ ہین پہر تو پوچہ لوگون مین سے انکو جو محاسب ہین اور عارف بالحساب ہین فَالُوْا اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا یعنے نہین ٹہیرے تم زمین مین مگر تہوڑا ٹہیرنا یہ اللہ تعالی مالک دوزخ کے داروغی کے واسطہ سے انکو فرماویگا انکی توبیخ اور تقریع کے لیے لَوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر تم جانتے تو آج تمکو زمین مین رہنے کی مدت تہوڑی معلوم ہوتی یا قبور مین رہنے کی مدت تہوڑی معلوم ہوتی یا دنیا اور قبور دونو مین رہنے کی مدت تہوڑی معلوم ہوتی پہر ان مین سے ہر ایک مین ٹہیرنے کی مدت دوزخ مین رہنے کی مدت کی بہ نسبت قلیل ہے پہر اللہ نے انکی غفلت مین تنادی پر اور نظر صحیح کے ترک پر جو بعث اور قیامت کی حق ہونے پر دلالت کرتی ہے توبیخ فرمائی اور فرمایا اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا یعنے کیا تمکو خیال ہے کہ ہم نے تم کو کسی حکمت کے لیے نہین بنایا اور عَبَثًا عابثین کے معنے مین ہے (حب وہ خلقنا کی ضمیر سے حال ہو) سیبویہ اور قطرب کا تو یہی قول ہے یا عَبَثًا مفعول لہ ہے یہ ابو عبیدہ کا قول ہے اور عبث لغت مین کہتے ہین کہیل کو

اور اس چیز کو جو مفید نہ ہو اور معنے یہ ہین کیا تم نے خیال کیا کہ تم بیکار چھوڑنے کے لیے بنائے گئے اور تمکو ہمارے عمال کی جزا نہ ملیگی بہائم کیطرح وَاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ اور کیا تم کو ہم زندہ کرکے ہمارے اعمال کی جزا دینگے تَعٰلَى اللّٰهُ اسے اولاد اور شرکا سے برتر اور کسی چیز کے عبث اور بیفائدہ بنانے سے بزرگتر ہے اَلْمَلِكُ اور وہ تو ایسا مالک ہے جو ایجاداً اور اعداماً مبدءاً اور اعاداً احیاءً اور اماتۃً عقاباً اور ثواباً علی الاطلاق بادشاہی اسیکو سزاوار ہے اور جو چیزین اسکے سوا ہین وہ اسکے مالذات مملوک اور اسکی ملکوت کے مقہور ہین اور اگر ان مین کوئی مالک ہے تو ایک وجہ سے دوسری وجہ کی سوا اور ایک حال مین دوسرے حال کے سوا اَلْحَقُّ وہ اپنے جمیع افعال اور اقوال مین سچا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ پھر وہ ان چیزون کا کیونکر الٰہ نہین ہوسکتا جو عرش کریم کے ماورا اور مادون مین اور اس مخلوقات کا جو عرش کے ماتحت ہے اور اس موجودات کا جنکو عرش محیط ہے اور عرش کو کریم کے ساتھ موصوف کیا وہان سے قرآن کے انزل کے لیے یا رحمت کو اترنے کے لیے یا وہان سے خیر کے اترنے کے لیے یا عرش کو باعتبار اس ذات پاک کے جو اسپر مستوی ہے کریم کے ساتھ موصوف کیا جیسے کہا جاتا ہے بَيْتٌ كَرِيْمٌ جب اسکے رہنے والے کرام ہون یا اسلیے کہ وہ بسبب اعظم المخلوقات ہونے کے اکرم الاکرمین کیطرف منسوب ہے اور کریم کو مرفوع بھی پڑہا گیا ہے اسصورت مین کریم رب کی وصف ہوگی پھر ابن مسعودؓ کی وہی حدیث بیان کی جس مین شبیب زدہ کے کان مین ان کلمات کا پڑہنا پھر اسکا اچھا ہونا مذکور ہے اَخْرَجَهُ الْحَكِيْمُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَابْنُ السُّنِّيْ فِيْ عَمَلِ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ وَابْنُ مَرْدُوْيَهْ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ پھر اسنے مشرکون کی توبیخ اور تقریع کے لیے انکے اعمال کا کھوٹ بیان فرمایا اور فرمایا وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ○ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ○ اور جو کوئی پکارے اسکے ساتھ دوسرا حاکم جسکی سند نہین اسکے پاس سو اسکا حساب ہے اسکے رب کے پاس بیشک نہلاوینگے منکر اور تو کہہ اے رب معاف کر اور مہر کر اور تو ہے بہتر سب مہربانون سے ف حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اسمین تعالی اس شخصکو جو اسکے ساتھ اسکے غیر کو شریک بناوے اور اسکے ساتھ کسی اور کی عبادت کرے ڈراتا ہے اور خبر دیتا ہے کہ جس نے اسکے ساتھ دوسرا الٰہ اور معبود اور حاکم ٹہیرایا اسکے پاس اسکے اس الٰہ ٹہیرانے پر کوئی دلیل نہین ہے اور فرماتا ہے وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ اور لا برہان لہ یہ جملہ معترضہ ہے اور شرط کا جواب تو اسکے قول فانما حسابہ عند ربہ مین ہے یعنے اسکے اس بد فعل کی اسکو سزا دیگا پھر فرمایا

کہ قیامت کے دن اللہ کے پاس کفار کیلیے فلاح اور نجات نہین ہے فتادہ کہتے ہین ہمارے لیے مذکور ہوا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرد سے فرمایا تو کس کی عبادت کرتا ہے وہ بولا مین عبادت کرتا ہون اللہ کی اور فلان کی اور فلان کی یہانتک کہ اس نے (بہت) بتون کا نام لیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر امنین سے ایسا معبود کونسا ہے کہ جب تجھ کو تکلیف پہونچے اور تو اسکو پکارے اور وہ تیری تکلیف کو اٹھا دیوے وہ بولا ایسا تو اللہ عزوجل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر تجھ کو اس بات پر کون حامل ہے کہ تو اللہ کے ساتھ ان بتون کی بھی پوجا کرے باتونے خیال کیا کہ یہ بت اللہ پر غالب ہوجاوینگے وہ بولا مین انکی عبادت کرساتھ اللہ کا شکر کرتا ہون تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو اور وہ بت نہین جانتے پھر وہ مرد مسلمان ہوگیا اور مسلمان ہونیکے بعد کہتا تھا مین ایک مرد کو ملا جسنے مجھے جھڑکا سمجھا یا حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ قتادہ کی حدیث اس طریق سے مرسل ہے اور حافظ ابوعیسی ترمذی نے اپنی جامع مین باسناد عمران بن حصین کے اس نے اپنے باپ سے اس نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کیا ہے پھر اللہ نے گناہون کی معافی کے واسطے ایک دعا کی طرف ارشاد فرمایا اور فرمایا وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ تو غفر توجب بلا تعیین بیان کیا جاتا ہے تو اسکے معنے ہوتے ہین گناہ کے مٹنے اور لوگون سے اسکو در پردہ رکھنے کے اور رحمت کے یہ معنی ہین کہ طالب رحمت کو اللہ تعالی اسکے اقوال اور افعال مین سیدھا چلا دے اور سیدھا چلنے کی توفیق دیوے اٰخِرُ تَفْسِيْرِ سُوْرَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ فتح کا بیان یہ ہے کہ دعوت سے عبادت مراد ہے یعنے جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کی عبادت کرے (یا دوسرے اکیلے کی عبادت کرے اللہ کے سوا) اور لا برہان لہ بہ الگی صفت کاشفہ ہے جسکا کوئی مفہوم نہین ہے یا یہ صفت لازمہ ہے صرف تاکید کے واسطے بیان کیا گیا ہے جیسے بجناحیہ الیسر کے قول یطیر بجناحیہ مین اور برہان سے حجت نیرہ اور دلیل واضح مراد ہے اور شرط کا جواب اللہ کا قول فانما حسابہ عند ربہ ہے اور جملہ لا برہان لہ بہ شرط اور جزا کے درمیان جملہ معترضہ ہے بعض نے کہا لا برہان لہ یہی شرط کا جواب ہے سورۂ مؤمنون کو اللہ نے شروع فرمایا مؤمنون کی فلاح سے اور ختم کیا کافرون کی عدم فلاح پر فَسُبْحٰنَ مَا بَيْنَ الْفَاتِحَةِ وَالْخَاتِمَةِ پھر ختم کیا اس سورت کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مغفرت اور رحمت کی دعا کی تعلیم کے ساتھ اور فرمایا وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ اللہ نے حضرت صلے اللہ کو امر فرمایا استغفار کا اسلیے کہ آپ کی امت آپکی اس مین پیروی کرین بعض نے کہا یہ استغفار کا امر امت ہی کے واسطے ہے اور اللہ کے ارحم الراحمین ہونیکا بیان ہوچکا اور رحمت مین زیادت ہے مغفرت پر اور وہ جسمانی

کا پہونچانا ہے گناہون کی معافی کے علاوہ دوسرا یہ کہ غفران مین کبھی احسان نہین ہوتا جو رحمت کرسکتے ہین ہے اور اس آیت کا ماقبل کے ساتھ اتصال اور ربط یہ ہے کہ اسہ سبحانہ وتعالی نے جب کفار کے احوال کو کہولکر بیان فرمایا تو فرمایا کہ تم بھی اسیکی مغفرت اور رحمت کی طرف التجا کرو کیونکہ اسکی رحمت جب کسی شخص کو پہنچتی ہے تو وہ اسکے غیر کی رحمت سے بے نیاز کردیتی ہے بخلاف غیر کے رحمت کے کہ وہ اسکی رحمت سے بے نیاز نہین کرتی رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَاخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهٖ وَعِزَّتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحٰتُ

سُوْرَةُ النُّوْرِ

یہ سورت مدینہ منورہ مین اتری ہے اس مین چونسٹھ آیتین ہین ابن عباس اور عبداللہ بن زبیر کا یہی قول ہے اور ام المومنین عائشہ صدیقہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ عورتون کو بالاخانون مین نہ رہنے دو اور نہ انکو کتابت (لکھنا) سکھاؤ اور سکھاؤ انکو کاتنا اور سورہ نور اخرجہ البیہقی والحاکم وابن مردویہ اور مجاہد سے مرفوعاً مروی ہے کہ مردون کو سورہ مائدہ سکھاؤ اور عورتون کو سورہ نور سکھاؤ رواہ البیہقی وابن المنذر سعید بن جبیر اور یہ روایت مرسل ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۠ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ایک سورت ہم نے اتاری اور ذمہ پر لازم کی اور اتارین اس مین باتین صاف شاید تم یاد رکھو بدکاری کرنے والا مرد اور عورت سو مارو ایک ایک کو دونون مین سے سو چوٹ تجھ کو اور نہ آوے تم کو ان پر ترس اللہ کے حکم چلانے مین اگر تم یقین کہتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر اور دیکھین انکا مارنا کوئی لوگ مسلمان ف حافظ ابن کثیر فرماتے ہین یہ ایک سورت ہے کہ ہم نے اسکو اتارا اسمین اس سورت کے سانہ اعتنا اور اہتمام پر تنبیہ کی ہے اور اس مین ماعدا کے اعتنا کی نفی نہین ہے وفرضناھا کی تفسیر مین مجاہد اور قتادہ کا یہ قول ہے کہ ہمنے حلال اور حرام اور امر اور نہی اور حدود کو اس سورت مین بیان کیا اور امام بخاری نے فرمایا

اور جس نے فرضنا ہا پڑہا ہے اسنے اسکے یہ معنے کیے ہین فرضنا ہا علیکم وعلی من بعد کم یعنے ذمہ پر لازم کی ہم نے تمہاری اور تمہارے پچھلون کی اور آیات بینات سے مفسرات اور واضحات مراد ہین اور الزانیۃ والزانی الآیہ مین زانی کی حد کا حکم ہے اور اہل علم کے اس مسئلہ مین نزاع اور تفصیل ہے کیونکہ زانی دو حال سے خالی نہین ہے یا تو بکر ہوگا اور بکر وہ ہے جس نے نکاح نہ کیا ہو یا محصن ہوگا اور محصن وہ ہے جس نے صحیح نکاح کے ساتھ کسی عورت کے ساتھ صحبت کی ہو اور اس سے وطی کی ہو اور وہ جو حر بالغ عاقل ہو آب اگر زانی کوارا ہو یعنے اس نے نکاح نہ کیا ہو تو اسکی حد یہ ہے کہ اسکو سو تازیانہ مارے جاوین اور اسپر یہ زیادت بھی کہ اسکو ایک سال کے لیے شہر سے باہر نکالا جاوے جمہور علما کا یہی مذہب ہے بہ خلاف امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے کہ انکے نزدیک دیس سے نکالنا کچھ ضروری نہین ہے بلکہ یہ امام کی رای پر موقوف ہے اگر اسکا جلا وطن کرنا مناسب جانے تو جلا وطن کر دیوے اور اگر اسکے قیاس مین اسکا شہر سے نکالنا مناسب نہ ہو تو نہ نکالے اور جمہور کے پاس ایک سال کی تغریب پر (شہر سے نکالنے پر) وہ حدیث دلیل ہے جو صحیحین مین زہری کی روایت سے مروی ہے اس نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے اس نے ابو ہریرہؓ اور زید بن خالدؓ جہنی سے کہ دو گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے ان مین سے ایک بولا یا رسول اللہ میرا یہ بیٹا اس شخص کے پاس مزدوری کرتا تھا اور اس نے زنا کیا اس کی بی بی سے تو مین نے اپنے بیٹے کی طرف سے سو بکریان خیرات کین اور ایک لونڈی آزاد کی اور جسنے علم والون سے پوچھا تو انہون نے یہ فتوی دیا کہ میرے بیٹے کو سو تازیانہ ماری جاوین اور ایک سال کیواسطے شہر سے نکالا جاوے اور اسکی بی بی کو رجم (سنگسار) کیا جاوے تب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا بِکِتَابِ اللّٰہِ اَلْوَلِیْدَۃُ وَالْغَنَمُ رَدٌّ عَلَیْکَ وَعَلٰی ابْنِکَ مِائَۃٌ جَلْدَۃٌ وَتَغْرِیْبُ عَامٍ وَاغْدُ یَا اُنَیْسُ لِرَجُلٍ مِنْ اَسْلَمَ اِلٰی امْرَاَۃِ ھٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْھَا فَغَدَا عَلَیْھَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَھَا یعنے اس ذات کی قسم جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے مین تم دونون مین بے شک اللہ کی کتاب کے ساتھہ فیصلہ کرون گا وہ لونڈی اور وہ بکریان تو تو واپس لے لے اور تیرے بیٹے کو سو تھپیان ماری جاوین اور ایک سال کے لیے شہر سے نکالا جاوے اور اسلم قبیلہ کے ایک مرد کو جسکا نام انیس تھا فرمایا اے انیس تو صبح کو جا اس شخص کی عورت کے پاس اگر وہ اقرار کرے کہ میرے مزدور کے ساتھہ زنا کیا ہے تو اسکو پتھرون سے مار ڈال تو اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ زانی جب کوارا ہو اور اس نے نکاح

نہ کیا ہو تو اسکو پچاس تازیانے مار کر ایک سال کے واسطے شہر سے بھی نکالنا چاہیے رہا زانی محصن جس نے صحیح نکاح کے ساتھ کسی عورت سے دخل کی ہے اور وہ آزاد بالغ عاقل ہے تو اسکو رجم کیا جاوے ابن عباسؓ نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود کو خبر دی کہ حضرت عمر بن خطابؓ (خطبہ کہیوا سطے) اٹھے پھر اللہ کی تعریف کی اور اسپر ثنا کی پھر فرمایا اما بعد لے لوگو اللہ نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق دیکر بھیجا اور اسپر کتاب اتاری پھر جو کچھ اسپر اتارا اس مین رجم کی آیت بھی تھی جسکو ہم پڑھتے رہے اور ہم نے اسکو یاد کیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کیا اور ہمنے رجم کیا آپکے پیچھے پھر مجھ کو اسبات کا ڈر ہے کہ لوگون کے ساتھ زمانہ لمبا ہو جاویگا اور کہنے والا کہیگا ہم تو رجم کی آیت کو اللہ کی کتاب مین نہین پاتے پھر ایک فرض کو چھوڑ کر جسکو اللہ نے اُتارا گمراہ ہو جاوینگے تو رجم اللہ کی کتاب مین ثابت ہی اس شخص اور اس عورت پر جو محصن اور محصنہ ہو کر زنا کرے جب زنا کے لیے گواہ موجود ہون یا حمل ظاہر ہو جاوے یا وہ اقرار کرلین رَوَاهُ الْاِمَامُ مَالِكٌ وَاَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ مِنْ حَدِيثِ مَالِكٍ مُطَوَّلًا حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ اس طویل حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور اسی مین ہمارا مقصود ہے عبد الرحمن بن عوف کہتے ہین کہ عمر بن خطابؓ نے لوگون کو خطبہ سنایا تو مین نے سنا آپ فرماتے تھے اَلَا وَاِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ مَا بَالُ الرَّجْمِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ وَاِنَّمَا فِيهِ الْجَلْدُ وَقَدْ رَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ وَلَوْلَا اَنْ يَقُولَ قَائِلٌ اَوْ يَتَكَلَّمَ مُتَكَلِّمٌ اَنَّ عُمَرَ زَادَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا لَيْسَ مِنْهُ لَاَثْبَتُّهَا كَمَا نَزَلَتْ یعنے اور سن لو اور بیشک کچھ لوگ کہینگے رجم کا حکم اللہ کی کتاب مین موجود نہین ہے اور اس مین تو تازیانہ مارنے مذکور ہین حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کیا اور ہم آپ کے بعد رجم کرتے رہے اور اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ کوئی کہنے والا یا کوئی بولنے والا بولے گا کہ عمرؓ نے اللہ کی کتاب مین وہ چیز بڑہا دی جو اس مین نہ تھی تو مین ضرور اس مین رجم کی آیت کو لکھدیتا جیسے کہ اس کو اللہ نے اُتارا رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَاَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ ابن عباسؓ کہتے ہین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ سنایا (لوگون کو) اور رجم کا ذکر کیا اور فرمایا کہ رجم کے سوا کوئی چارہ نہین ہے کیونکہ اللہ کی حدون مین سے ایک حد ہے سن لو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کیا اور ہمنے رجم کیا آپکے بعد اور اگر یہ خیال نہ ہو کہ کہنے والے کہینگے عمرؓ نے اللہ کی کتاب مین وہ چیز داخل کردی جو اللہ کی کتاب مین نہین ہے تو مین ضرور صحف کے کسی ورق مین اسکو لکھدیتا اور گواہی

وی عن خطاب ؓ وعبدالرحمان بن عوف اور فلان اور فلان کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کیا اور ہم نے رجم کیا آپکے بعد سن لو عنقریب کچھ لوگ ایسے ہونگے جو رجم کی تکذیب کرینگے اور شفاعت کی تکذیب کرینگے اور عذاب قبر کی تکذیب کرینگے اور ایک قوم کی آگ سے کوئلے ہو کر نکلنے کی بھی تکذیب کرینگے رواہ الامام احمد ؒ سعید بن مسیب نے حضرت عمر ؓ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا بچتے رہو اس سے کہ ہلاک ہو جاؤ رجم کی آیت کی آخر حدیث تک رواہ الترمذی من حدیث سعید عن عمر ؓ اور کہا امام ترمذی نے یہ حدیث صحیح ہے ابن عمر ؓ کہتے ہین مین خبر دیا گیا کثیر بن صلت کی اس سے کہا ہم مروان کے پاس تھے اور ہم مین زید بن ثابت بھی موجود تھے تو زید بن ثابت ؓ بولے ہم پڑھا کرتے تھے اس آیت کو الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ تو مروان بولا تو نے اس آیت کو مصحف مین کیون نہ لکھدیا زید بن ثابت ؓ نے کہا ہمنے ذکر کیا اسکے مصحف مین لکھنے کا تو عمر بن خطاب ؓ ہم مین تھے وہ بولے مین جوابدیتا ہون تمکو اسکا زید ؓ نے کہا ہم نے کہا پھر کیا جواب ہے اسکا فرمایا حضرت عمر ؓ نے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور اس نے فلان فلان باتون کا ذکر کیا اور ذکر کیا رجم کا اور وہ بولا یا رسول اللہ رجم کی آیت لکھدو فرمایا اب مین طاقت نہین رکھتا یا اسی کی مثل کچھ اور فرمایا قد روی النسائی من حدیث محمد بن المثنی عن غندر عن شعبۃ عن قتادۃ عن یونس بن جبیر عن کثیر بن الصلت عن زید بن الصامت حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اور یہ متعدد طرق ہین جو ایک دوسرے کے معاضد اور مقوی ہین اور دلالت کرتے ہین کہ رجم کی آیت پہلے مصحف مین مکتوب تھی پھر اسکی تلاوت منسوخ ہوگئی اور اسکا حکم باقی رہگیا جسپر آجتک عمل ہوتا ہے واللہ اعلم اور تحقیق حکم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسعورت کی رجم کرنیکا جو بی بی تھی اس شخصکی جس نے مزدوری پر لگا یا تھا اجیر کو جب اس نے اجیر کے ساتھ زنا کیا اور رجم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماعز اسلمی کو اور غامدیہ کو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ منقول نہین ہے کہ آپنے انکو رجم سے پہلے قمچیان ماری ہون اور احادیث صحیحہ متعاضدہ متعددہ الطرق ایسے الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہین جنکے الفاظ مین صرف رجم کرنا ہی مذکور ہے اور کسی حدیث مین ان حدیثون مین سے ایسا لفظ نہین ہے جس مین ان لوگون کو تازیانہ مارنے مذکور ہون ولہذا یہ جمہور کا مذہب ہے کہ زانی محصن اور زانیہ محصنہ کو صرف رجم ہی کیا جاوے اور اسیطرف گئے ہین امام ابوحنیفہ ؒ اور امام مالک اور شافعی رحمہم اللہ آور امام احمد کا یہ مذہب ہے کہ محصن آدمی جب زنا کرے تو اسکی حد مین ان دونو حدون کا جمع کرنا واجب ہے پہلے اسکو تازیانے ماری آیت

پر عمل کرنے کے لیے پہر اسکو تہرون سے مارے سنت پر عمل کرنے کے لیے جیسے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب انکے پاس سراحہ لائی گئی اور اس نے زنا کیا تھا اور وہ بیاہی ہوئی تھی تو اسکو جمعرات کے دن تازیانے مارے اور جمعہ کے دن پتہرون سے مارا اور فرمایا تازیانے تو میںنے اسلیے مارے کہ اللہ کی کتاب میں تازیانے ہی مذکور ہین اور رجم کیا اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محصنہ زانیہ کو رجم کیا کرتے تھے عبادہ بن صامت کہتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خُذُوْا عَنِّیْ خُذُوْا عَنِّیْ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا اَلْبِکْرُ بِالْبِکْرِ جَلْدُ مِائَۃٍ وَتَغْرِیْبُ عَامٍ وَالثَّیِّبُ بِالثَّیِّبِ جَلْدُ مِائَۃٍ وَالرَّجْمُ یعنے لو مجھ سے لو مجھ سے بیشک نکالدی ہے اللہ نے عورتون کے لیے راہ (یعنے سورہ نساء مین جو فرمایا تھا کہ جو عورتین بدکاری کرین تو شاہد لاؤ چار مرد اُنپر اگر وہ گواہی دیوین تو ان کو بند رکھو گھرون مین حینتک بہر لیوے اُنکو موت یا کردے اللہ اُنکی کچھ راہ تو یہ راہ اللہ نے اب بیان کردی ہے اگر کوار اگر کوار ی کے ساتھ زنا کرے تو دونون کو ایک سو تازیانہ مارو اور ایک سال شہر سے نکالدو اور اگر بیاہا بیاہی سے زنا کرے تو اسکو ایک سو تھپیان مارکر اُنکو رجم کردو رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَاَھْلُ السُّنَنِ الْاَرْبَعَۃِ وَمُسْلِمٌ اور فی دین اللہ مین دین سے حکم مراد ہے اور شرع یعنے دین اللہ کا حکم اور شرع جاری کرنے مین اگر ترس کھاوے ترک حد پر رافت طبعی اور دل ترس سے نہین روکا گیا وہ تو اس ترس سے روکا گیا ہے جسکی وجہ سے حد کو چھوڑ دیوے تو یہ ترس جائز نہین اور مجاہد نے وَلَا تَاْخُذْکُمْ بِھِمَا رَاْفَۃٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ کی تفسیر مین کہا کہ دین اللہ سے حدود کی اقامت مراد ہے اور وہ جب تمکو پاس پہنچ جاوین تو پہر حاکم پر ان کا قائم کرنا فرض ہوجاتا ہے اب انکا ترک اور تعطیل جائز نہین ہے اور ایسا ہی مروی ہے سعید بن جبیر اور عطا بن ابی رباح سے اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تَعَافَوُا الْحُدُوْدَ فِیْمَا بَیْنَکُمْ فَمَا بَلَغَنِیْ مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ یعنے تم آپس مین حدود کو معاف کردیا کرو پہر جو حد میرے تک پہونچ جاویگی وہ واجب ہوجاویگی اور اسکو معاف نہین کرونگا اور دوسری حدیث مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَحَدٌّ یُقَامُ فِی الْاَرْضِ خَیْرٌ لِاَھْلِھَا مِنْ اَنْ یُمْطَرُوْا اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا یعنے حد کا زمین مین قائم کرنا اور جاری کرنا زمین والون کیلیے اس امر سے بہتر ہے کہ اُنپر چالیس دن مینہ برستا رہے اور بعضون نے کہا وَلَا تَاْخُذْکُمْ بِھِمَا رَاْفَۃٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ کے یہ معنی ہین کہ مبادا تم اس حد نہ لگاؤ جسمین لگانا لازم ہے اسطرح کہ سخت چوٹ نہ لگاؤ جو اسکو گناہ سے روکے اور یہ غرض نہین ہے کہ اسکو ایسا مارو کہ اسکی ہڈیان توڑ ڈالو عامر شعبی نے کہا آیت کی تفسیر مین کہ رافت سے رحمت مراد ہے اور دین اللہ سے سخت مار مراد

ہے سینے سخت مارنے سے تمکو مہربانی روک نہ دے حماد بن ابی سلیمان نے کہا کہ قاذف کو حد لگائی جاوے اور اس پر اسکے کپڑے ہوں اور زانی کو اسکے کپڑے اتار کر حد لگائی جاوے پھر پڑھی یہ آیت وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عبیداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ کی ایک لونڈی نے زنا کیا تو ابن عمرؓ نے تازیانہ مارے اسکی دونوں لاتوں پر اور اسکی پیٹھ پر نافع کہتے ہیں مجھسے کہا اللہ تو فرماتا ہے وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ ابن عمرؓ نے فرمایا اے میرے بچڑے اور کیا تو سمجھتا ہے کہ مجھکو اسپر ترس آیا اللہ نے نہیں حکم کیا مجھ کو اسکے قتل کا اور نہ اسکا کہ میں اسکے سر پر نہ مچھیاں ماروں (اور یہ سخت مارنا) تو مجھسے اسقدر مارا کہ وہ درد ظاہر کرتی تھی اور یہ جو فرمایا اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ یعنے اگر تم اللہ اور پچھلے دن کو مانتے ہو تو حد دونو کو قائم کرو ان لوگون پر جو زنا کرین اور انکو سخت مارو ولیکن ایسا نہ مارو کہ انکی ہڈیان ٹوٹ جاوین اور سخت تر سے مارو کہ وہ زانی اور جو ویسے ہین ایسے ناشائستہ کام سے باز آوین مسند امام احمد بن حنبل مین بعض صحابہ سے مروی ہے کہ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مین بکری ذبح کرتا ہون اور مجھے ترس آتا ہے فرمایا اور تیرے لیے اس مین بھی اجر ہے اور یہ جو فرمایا وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ تو یا سلیے کہ اس مین عبرت ہوگی زناکارون کو جب انپر لوگون کے سامنے حد قائم کی جاویگی کیونکہ لوگون کے سامنے انکو مچھیان لگانا باشکار کرنا یہ انکی زجر مین ابلغ ہے اور انکے اسکام سے روکنے مین انجع ہے اور جب لوگ موجود ہون تو ان کو زیادہ تقریع اور توبیخ اور فضیحت ہوگی حسن بصری نے اللہ کے قول ولیشہد عذابہما طائفۃ من المومنین کی تفسیر مین کہا کہ انکو علانیۃً حد لگائی جاوے اور ابن عباسؓ نے کہا کہ طائفہ کا اطلاق ایک مرد پر بھی ہتا ہے اور ایک سے زیادہ پر بھی اور مجاہد نے کہا علانیہ ایک مرد سے لیکر ہزار تک کو کہتے ہین اور یہی قول ہے عکرمہ کا اور اسیلیے امام احمد نے فرمایا طائفہ ایک پر بھی صادق آتا ہے اور عطا بن ابی رباح کا یہ قول ہے کہ طائفہ سے دو مراد ہین اور یہی قول ہے اسحاق بن راہویہ کا اور سعید بن جبیر کا یہ قول ہے کہ طائفہ چار اور چار سے زیادہ لوگون کو کہتے ہین اور زہری نے کہا تین اور تین سے زیادہ آدمیون کو اور امام مالک کا یہ قول ہے اس آیت کی تفسیر مین کہ طائفہ سے چار اور چار سے زیادہ نفر مراد ہین کیونکہ زنا کی شہادت مین چار آدمیون کی گواہی کافی ہوتی ہے اور یہی قول ہے شافعی کا اور ربیعہ نے کہا طائفہ سے پانچ آدمی مراد ہین اور حسن بصری نے کہا دس آدمی مراد ہین اور قتادہ کا اس آیت مین یہ قول ہے کہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ انکے عذاب کے وقت مسلمانون کی ایک جماعت پاس آوے تو کہ یہ انکا عذاب سب کے دیکھے

موعظت اور عبرت اور نکال ہو بقیہ کہتے ہین سنے نضر بن علقمہ سے سنا اللہ تعالی کے قول وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ کی تفسیر مین کہ مؤمنون کی جماعت کا اُنکی عذاب کے وقت حاضر ہونا اُنکی فضیحت کے واسطے مقرر نہین کیا گیا بلکہ مؤمنون کی جماعت کا وہان حاضر ہونا تو اسلیے مشروع ہوا ہے کہ مؤمنون کی جماعت اندونون کی توبہ اور رحمت کیواسطے دعا کرین انتہے مانی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان فاتح یہ ہے کہ لغت مین سورت کہتے ہین منزلت شریفہ کو اسی لیے قرآن کی سورت کو سورت کہتی ہین اور اسی قبیل سے ہے زہیر کا قول الم تران اللہ اعطاک سورۃ ✤ قوی کل ملک دونہا تتذبذب ✤ اور زہیر کے اس شعر مین سورت سے منزلت مراد ہے اور مبتدا محذوف ہے یعنے هٰذِهِ سُوْرَةٌ اور زجاج اور فراء اور مبرد نے اسی کو ترجیح دی ہے کہتے ہین اسلیے کہ سورت نکرہ ہے اور نکرہ مبتدا بننے کی ہر ایک مقام مین صلاحیت اور قابلیت نہین رکھتا یا نکرہ ہے اور جملہ انزلناہا الآیۃ اسکی صفت ہے اب ابتدائیت کا صالح ہوگا اور جملہ الزانیہ والزان اسکی خبر ہے اور اسی طرف مائل ہوا ہے ابن عطیہ اور معنے یہ ہونگے سورت منزلہ مفروضہ یہ ہے اور یہ ہے کیونکہ سورت عبارت ہے چند آیات سے جنکا ابتدا اور انتہا ہو اور یہ معنے صحیح ہین اور پہلون کے قول کی کوئی دلیل نہین ہے بعض نے کہا تقدیر عبارت یہ ہے فِيمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ سُوْرَةٌ یعنے منجملہ ہماری وحی کی یہ سورت ہے اور اسپر اعتراض ہوا ہے وہ یہ کہ مقام کا مقتضا تو یہ ہے کہ اس سورت کریمہ کے شان کا بیان ہو نہ یہ کہ من جملہ اس وحی کے جو حضرت پر اُتری یہ سورت ہے اور سورت منصوب بھی پڑہا گیا ہے بصورت مین اتل محذوف ہوگا یا اقرء یا انزلناہا ودونک قالہ الزمخشری اور ابوحیان نے زمخشری کی ان تقدیرون کو رد کیا ہے بعض نے کہا سورۃ احکام سے حال ہے اور معنے یہ ہین ہمنے اتاری احکام حال یہ کہ وہ احکام ایک سورت ہین قران کی سورتون مین سے اور فرض کہتے ہین قطع کو تو فرضناہا مشدد کے تو یہ معنے ہین کہ ہمنے اسکو تھوڑا تھوڑا اتارا اور تشدید تکثیر کے لیے ہے یا مبالغہ کے واسطے یا تاکید ایجاب کے لیے یا اسلیے کہ اس سورت مین فرائض کثرت سے مذکور ہین جیسے زنا اور قذف اور لعان اور استیذان اور غض بصر اور آنکھون کا نیچے رکھنا وغیر ذلک اور مخفف کے یہ معنی ہین کہ ہمنے اسکو ٹکڑے ٹکڑے کیا بعض نے کہا اَلْزَمْنَاكُمُ الْعَمَلَ بِهَا یعنے تمپر اس سورت کے ساتھ عمل کرنا لازم کردیا بعض نے کہا فرض سے تقدیر مراد ہے اور معنے یہ ہین کہ ہم نے حدود کو مقرر فرمایا جو اس سورت مین مذکور ہین اور اسی قبیل سے ہے اللہ عزوجل کا قول اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ بعض نے کہا فرض سے احکام کا بیان کرنا مراد ہے قالہ ابن عباس بعض نے کہا فرض سے احکام قطعی

وجب کرنا مراد ہے اور آیات بینات سے وہ آیتین مراد ہین جنکے دلالت انپر مدلول پر واضح ہے اور انزال کا مکرر کیا اسلیے کہ اس سورت کو زیادہ اہتمام کے ساتھ اتارا کیونکہ یہ سورت احکام سفر وضد پر شامل ہے علامہ رازی نے کہا اللہ نے ابتدا سورت مین احکام اور حدود کی اقسام بیان کیے اور اسکے آخر مین توحید کے دلائل تو امر نے اپنے قول فرضناہا مین احکام کی طرف اشارہ کیا اور اپنے قول لعلکم مین دلائل توحید کیطرف اور امالہ کا قول لعلکم تذکرون ہماری اس تقریر کا مؤید ہے کیونکہ احکام تو معلوم ہی نہ تھے تو کہ ان مین تذکر کے ساتھ ہم مامور ہوتے اور بعض نے کہا تذکر سے اتعاظ اور پند لینا مراد ہے بعض نے کہا الزانیۃ والزانی آیات بینات کی اجمال کی تفصیل ہے اور زنا کہتے ہین آدمی کے عورت کی فرج مین بغیر نکاح اور بغیر شبہ نکاح کے وطی کرنے کو بعض نے کہا وہ داخل کرنا ایک فرج کا ہے دوسرے فرج مین شہوت کے ساتھ ایسے طور پر جو شرعاً حرام ہو اور نہیں وہ عورت ہے جو زنا کرانے کے واسطے مرد کی فرمانبردار ہو جاوے اور مرد کو اپنے نفس پر قدرت دیدیوے اور جس عورت کے ساتھ جبراً کوئی مرد زنا کرے تو وہ عورت زانیہ نہیں ہے اور یہی حال ہے زانی کا اور زانیہ کو مقدم کیا زانی پر کیونکہ زنا کے باری مین عورت ہی اصل ہوتی ہے اسلیے کہ زنا کی طرف بلانیوالی جنس عورت کے پاس مرد سے وافر ہوتی ہے اور اگر عورت مرد کو اپنے نفس پر قادر نہ کرے تو زنا واقع نہ ہو فالہ ابو السعود اور زنا کے حد مین عورت کو مقدم کیا اور چوری کے معاملہ مین مرد کو کیونکہ زنا جو متولد ہوتا ہے تو صحبت کی خواہش سے اور صحبت کی خواہش عورت مین بہت قوی اور اکثر ہوتی ہے اور چوری دلیری اور قوت اور جرات سے ہوتی ہے اور جسارت اور قوت مرد مین عورت کی بہ نسبت زیادہ ہوتی ہے قالہ الکرخی بعض نے کہا زانیہ کو زانی پر اسلیے مقدم کیا کہ اس زمانے مین اکثر عورتین ہی زانیہ تھین یہانتک کہ کنجریون اور رنڈیون نے اپنے دروازون پر جھنڈے گاڑے تھے تو کہ جو زنا کرنا چاہے وہ پہچان لیوے بعض نے کہا عورتون مین عار زیادہ ہوتی ہے کیونکہ وہ پردہ ہی کے واسطے بنائی گئی ہین تو زانیہ کو تغلیظاً اور اہتماماً مقدم کیا اور جلد کہتے ہین ضرب کو کہتے ہین جلدہ جب کوئی شخص کسی کے چمڑے پر مارے اور رأفۃ جب اسکے پیٹ پر مارے اور راسہ جب اسکے سر پر مارے اور اس آیت کریمہ مین خطاب حاکمون کو ہے اور انکو جو انکے جا بجا ہون بعض نے کہا جمیع مسلمین مخاطب ہین کیونکہ حدود کا قائم کرنا جمیع مسلمین پر واجب ہے اور امام تو انکی طرف سے نائب ہوتا ہے کیونکہ حدود کے قائم کرنے پر انکو طاقت نہین ہوتی علامہ ابو الطیب نے کہا اس آیت مین زانی حر بالغ بکر کی حد کا بیان ہے اور ایسے ہی زانیہ حرہ بالغہ بکرہ کا اور سنت نے ایک سال کے لیے گھر سے نکالدینا زیادہ

کردیا اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور ابو حنیفہؒ نے کہا تغریب امام کی رای پر موقوف ہی اور حدیث مین اسقول کی تردید ہی اور امام مالکؒ کا یہ قول ہے کہ مرد کو تا زیانہ ماری جاوین اور جلاوطن بھی کیا جاوی اور عورت کو صرف تا زیانہ ہی ماری جاوین اسکو شہر سے نہ نکالا جاوے اور رہا غلام اور لونڈی تو ان دونون کو بجائے بچاس تا زیانے مارنے چاہیین کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے فَاِنْ اَتَیْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَیْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ یعنی اگر لونڈیان بیحیائی کرین تو انپر آدھی مار ہے اسکی جو بی بیون پر مقرر ہے یہ نص ہے لونڈیون کے بارے مین اور غلامون کو بھی لونڈیون کے ساتھہ اس حکم مین ملایا گیا اسلیے کہ غلامون اور لونڈیون مین کچھ فرق نہین ہے اور رہا وہ شخص جو احرار (آزادون) مین سے بیاہا ہوا اور وہ زنا کرے تو اس پر رجم ہے جو سنت صحیحہ متواترہ سے ثابت ہی اور اہل علم کے اجماع سے بلکہ قران کی آیت ہی جس کے لفظ منسوخ ہین اور اسکا حکم باقی ہے اور وہ یہ آیت ہی اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْهُمَا اَلْبَتَّةَ اور اہل علم کی ایک جماعت نے بیاہی ہوئے زانی کیحد مین سو تا زیانہ کو بھی زیادہ کیا ہے اور جو اس مسئلہ مین حق تحقیق ہے اسکو شوکانی نے منتقی الاخبار کی شرح نیل الاوطار مین بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے اور زنا کی حد پر گفتگو پوری طور پر گذر چکی اور یہ آیت حبس (قید) اور ایذا کی آیت کی ناسخ ہے جو سورۂ نساء مین مذکور ہے علامہ نسفی نے مدارک مین کہا اور تغریب منسوخ ہے آیت کے ساتھہ اور علامہ نسفی کا یہ قول صحیح نہین ہے کیونکہ وہ سنت صحیحہ کے ساتھہ ثابت ہی جیسے ہم نے اسکیطرف اشارہ کیا اور فی دین اللہ مین دین سے طاعت اور حکم مراد ہے جیسے اللہ کے قول مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ مین یعنے حدون کے پورا لگانے مین تم کو ترس نہ آوے کہ تم حدون کا لگانا ہی چھوڑ دو اور یہ قول ہے مجاہد اور عکرمہ اور عطا اور سعید بن جبیر اور نخعی اور شعبی کا بعض نے کہا ایسا نہ ہو کہ تم رأفت کی وجہ سے حد کو ہلکا لگاؤ اور یہ قول ہے سعید بن مسیب اور حسن بصری کا زہری کہتے ہین زنا اور قذف کی حد مین سخت چوٹ لگانی چاہیے اور شراب کی حد مین ہلکی چوٹ بعض نے کہا صرف زنا کی حد مین سخت چوٹ لگانا چاہیے نہ اور حدون مین اور جملہ ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر کا حاصل یہ ہے کہ مؤمنین پر اللہ کے دین مین تصلب اور رغبت اور متانت کو اختیار کرنا چاہیے اور نہ پکڑے مؤمنون کو نرمی اور عاجزی حدود الٰہی کے پورا کرنے مین اور اس مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی خوب ہے اور آپنے فرمایا اگر فاطمہ محمد کی بیٹی چوری کرتی تو مین اسکا ہاتھہ کاٹ دیتا اور طائفہ اس جماعت کا نام ہے جو کسی چیز کے اردگرد ہو اور یہ مشتق ہے طوف

سے اور کم سے کم تین آدمیوں کو طائفہ کہتے ہیں کیونکہ یہ عدد اقل جمع کا ہے بعض نے کہا طائفہ سے دو نفر مراد ہیں
قالہ عکرمۃ بعض نے کہا طائفہ سے ایک نفر مراد ہے قالہ مجاہد بعض نے کہا طائفہ سے چار نفر مراد ہیں کیونکہ
یہ زنا کے شاہدوں کا عدد ہے ابن عباس کہتے ہیں طائفہ ایک آدمی اور ایک سے زیادہ کو کہتے ہیں اور یہ شہود
کچھ امام پر اور گواہوں پر واجب نہیں ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماعز اسلمی کے رجم کا حکم کیا اور غامدیہ کے
رجم کا حکم کیا اور آپ تو کبھی رجم میں حاضر نہیں ہوئے اور مومنین کو حضور کے ساتھ خاص کیا گیا ہے اسلیے کہ مومنوں کا
حاضر ہونا اسکو زیادہ فضیحت کریگا اور فاسق آدمی اپنے لوگوں کی نیکوں کے درمیان شرمندہ ہوتا ہے پھر اللہ
سبحانہ وتعالیٰ نے اسچیز کو بیان کیا جو زانی اور زانیہ کے ساتھ خاص ہے اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ
مُشْرِکَۃً وَّالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُھَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ○ بدکار مرد نہیں
بیاہتا مگر عورت بدکار یا شریک والی اور بدکار عورت کو بیاہ نہیں لیتا مگر بدکار مرد یا شریک والا اور یہ حرام ہوا ہے
ایمان والوں پر ف مرد اگر بدکار ہو تو پارسا نہ بیاہ لاوے اور اگر نیک ہو تو عورت بدکار نہ لاوے دو وجہ سے
ایک یہ کہ اسکا کفو نہیں اسکو عار ہے دوسرے یہ کہ ایک سے دوسرے کو علت نہ لگ جاوے لیکن اگر کرے تو درست ہے
مگر مرد کو عورت بدکار نہیں درست جبتک بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرے تو درست ہے انتہی مافی موضح
القرآن ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ خبر دیتا ہے کہ بدکار زنا کار
مرد کا کھنا وہی عورت مانگی ہے جو زنا کار بدکار ہو یا مشرک یعنے زنا کار سے زنا کار عورت یا مشرکہ عورت جو زنا
کو حرام نہ سمجھتی ہو زنا کراتی ہے اور اسیطرح زنا کار عورت کو ساتھ وہی زنا کرتا ہے جسکو یہ علت لگی ہوئی ہے
یا مشرک ہے اور زنا کو حرام نہیں جانتا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے الزانی لا ینکح الا زانیۃ اور مشرکۃ
کی تفسیر میں فرمایا کہ اس آیت میں نکاح سے نکاح شرعی مراد نہیں ہے بلکہ اس سے تو لغوی نکاح مراد ہے اور
وہ کیا ہے وطی کرنا رَوَاہُ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اس اثر کا اسناد صحیح ہے اور یہ اثر ابن عباس
سے اس طریق کے سوا کئی طریقوں سے مروی ہے اور مجاہد اور عکرمہ اور سعید بن جبیر اور عروہ بن زبیر اور
ضحاک اور مکحول اور مقاتل بن حیان وغیرہ واحد سے یہی معنی مروی ہیں اور یہ جو فرمایا وَحُرِّمَ ذٰلِکَ
عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ تو اس سے یہ غرض ہے کہ زنا کرنا کرانا مومنین پر حرام ہے یا یہ معنے ہیں کہ عفیف مرد اور عورت کو
بغیر یا کے ساتھ نکاح کرنا اور عفائف کا بدکار مردوں کے ساتھ ازدواج حرام ہے سعید بن جبیر نے ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ کے قول وحرم ذلک علی المومنین کی تفسیر میں روایت کیا کہ مومنوں پر زنا حرام

اور قتادہ اور مقاتل بن حبان کا یہ قول ہے کہ بغایا کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے اور اسی آیت کی طرح اللہ تعالیٰ کا قول مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَّلَا مُتَّخِذَاتِ اَخْدَانٍ یعنے قید میں آنیان بدستی نکالنیان اور نہ یار کرنیان جب کہ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْ اَخْدَانٍ یعنے قید میں لانیوالے نہ بدستی نکالنے والے اور نہ یاری کرنیوالے جبکہ اور امام احمد حنبلؒ کا تو یہی مذہب ہے کہ بارسا مرد کا بدکار عورت کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے جبتک وہ عورت بدکار رہے یہانتک کہ وہ عورت توبہ کرے اگر توبہ کرے تو پھر عقد صحیح ہو جاتا ہے ورنہ عقد صحیح نہیں ہوتا اور اسیطرح عورت بارسا حرہ کو بدکار مرد کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہے جو بدستی نکالنے کے واسطے نکاح کرے یہانتک کہ ٹھیک ٹھیک توبہ کرے اسلیے کہ اللہ نے فرمایا وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت مانگی جسکا نام ام مہزول تھا اور وہ بدستی نکالا کرتی (زنا کرا کر) اور جس سے بدستی نکلوانی اسکے ساتھ شرط کر لیتی کہ کھانا پینا تیرے ذمہ ہے تو اس مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسکے پاس رہنے کی اجازت مانگی یا اسعورت کا صرف ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص پر یہ آیت پڑھی اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں ایک عورت جسکا نام ام مہزول تھا وہ زنا کرایا کرتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک مرد نے اسکے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ نے یہ آیت اتاری اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ ایک مرد ابو مرثد نام تھا اسکے باپ کا نام بھی ابو مرثد تھا اور وہ مکہ معظمہ سے قیدیوں کو اٹھا لاتا اور مدینہ میں چھوڑ جاتا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں اور مکہ میں ایک عورت زانیہ تھی اسکو لوگ عناق کے نام سے پکارتے وہ عورت ابو مرثد کی دوست تھی اور ابو مرثد نے مکہ کے قیدیوں میں سے ایک قیدی کو اٹھا لیجانے کا وعدہ کیا تھا ابو مرثد نے کہا میں آیا یہانتک کہ میں مکہ کی دیواروں میں سے ایک دیوار کے سایہ کے نیچے آیا چاندنی رات میں ابو مرثد کہتے ہیں پھر عناق آئی اور اس نے دیوار کے نیچے ایک شخص کا (یعنے میرا) سایہ دیکھا جب وہ میرے پاس آئی تو اس نے مجھے پہچان لیا اور بولی ہے ابو مرثد یعنے کہا ہاں میں ابو مرثد ہوں وہ بولے مرحباً و اہلاً آ پھر ہمارے ہاں آج کی رات کاٹ لے ابو مرثد کہتے ہیں پھر میں نے کہا اے عناق اللہ نے زنا کو حرام کر دیا تو وہ بولی اٹھے اے خیمون والو یہ مرد تمہارے قیدی اٹھا لیجایا کرتا ہے ابو مرثد

کہتے ہین پہر آٹھہ آدمی میرے پیچھے پڑے پہر مین کہائی مین گھس گیا اور ایک کھوہ مین پہونچا اور اس مین پیٹھہ گیا پہر وہ آئے اور انھون نے مکڑے پہر کر میرے سر پر پول کیا اور انکے بال کے قطرے میرے سر پر پڑے اور انکو اللہ نے مجھہ سے اندھا کر دیا انھون نے مجھے نہ دیکھا اور وہ چلے گئے اور مین بھی وہان سے اپنے یار کے پاس آیا اور مینے اسکو اٹھا لیا اور وہ جسیم آدمی تہا یہانتک کہ مین اسکو گہاس تک لے آیا اور مینے اسکو رسیان سے کس کر ساتھہ وہ جوڑا ہوا تہا کہولین پہر مین کبہی اسکو اٹھا لیتا اور کبہی وہ میری مدد کرتا یہانتک کہ مین اسکو مدینہ منورہ مین لے آیا اور مینے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جناب مین حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ عناق سے نکاح کرلون مین عناق سے نکاح کرلون مینے وہ بار بار کلمہ دوہرایا اور آپنے مجھے کوئی جواب نہ دیا اور چپ رہے یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُھَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ پہر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے مرثد زانیہ کو ساتھہ یا مشرکہ کے ساتھہ زنا کار ہی نکاح کرتے ہین تو تو اسکے ساتھہ نکاح مت کر رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ پہر کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہے اسکو ہم نہین پہچانتے مگر اسیطرح سے وَقَدْ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ فِیْ کِتَابِ النِّکَاحِ مِنْ سُنَنِھِمَا مِنْ حَدِیْثِ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ الْاَخْنَسِ بِہٖ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا یَنْکِحُ الزَّانِیُ الْمَجْلُوْدُ اِلَّا مِثْلَہٗ یعنے زانی جسکو تازیانہ مارے ہون وہ نہ نکاح کرے مگر اپنے جیسی سے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَھٰکَذَا اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاؤُدَ فِیْ سُنَنِہٖ عَنْ مُسَدَّدٍ وَاَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو کِلَاھُمَا عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ بِہٖ عبداللہ بن بسار ابن عمر کی غلام آزاد کہتے ہین مین گواہی دیتا ہون کہ مینے سالم سے سنا کہتے تہے عبداللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ثَلَاثَۃٌ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْھِمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَلْعَاقُّ لِوَالِدَیْہِ وَالْمَرْاَۃُ الْمُتَرَجِّلَۃُ الْمُتَشَبِّھَۃُ بِالرِّجَالِ وَالدَّیُّوْثُ وَثَلَاثَۃٌ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْھِمْ اَلْعَاقُّ لِوَالِدَیْہِ وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْمَنَّانُ بِمَا اَعْطٰی یعنے تین قسم کے لوگ جنت مین داخل نہ ہونگے اور نہ انکی طرف اللہ نظر رحمت) فرماویگا قیامت کے دن ماںباپ کے ساتھہ عقوق کرنے والا اور وہ عورتین جو مردون کے بھیس مین رہین اور دیوث (بغیرت بیحیا بے شرم) اور تین شخصون کیطرف اللہ تعالی نہ دیکھیگا قیامت کے دن ماںباپ کے نافرمان کی طرف اور ہمیشہ کی شراب خور کی طرف اور اس شخص کیطرف جو دیکر احسان رکھے رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَرَوَاہُ النَّسَائِیُّ عَنِ ابْنِ عَلِیَّۃَ الْفَلَّاسِ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ زُرَیْعٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بَسَّارٍ بِہٖ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً کہتے ہیں کہ تین شخصوں پر اللہ نے جنت کو حرام کر دیا ہے ہمیشہ کی شراب نوش پر اور ماں باپ کے نافرمان پر اور اس شخص پر جو اپنے گھر میں بدکاری ثابت رکھے رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ اَیْضًا عمار بن یاسر کا رفعاً یہ لفظ ہے کَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ دَیُّوْثٌ یعنے بہشت میں دیوث نہ جاوے گا انس رضی اللہ عنہ بن مالک کہتے ہیں میں نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّلْقَی اللّٰہَ وَھُوَ طَاھِرٌ مُطَھَّرٌ فَلْیَتَزَوَّجِ الْحَرَائِرَ یعنے جو شخص اللہ سے پاک صاف ہو کر ملنا چاہتا ہے وہ حرائر (آزاد عورتوں) سے نکاح کرے رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں اس حدیث کی سند میں ضعف ہے اور کہا امام ابو النصر اسمعیل بن حماد جوہری نے اپنی کتاب صحاح میں کہ دیوث لغت میں قرع کو کہتے ہیں اور قرع وہ ہے جو بے شرم ہو اور رہی یہ حدیث کہ ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کی میرے پاس ایک عورت ہے جو مجھ کو سب لوگوں سے زیادہ پیاری ہے اور پاس میں عیب یہ ہے کہ جو شخص اس کو ہاتھ لگاتا ہے اسکا ہاتھ کو نہیں روکتی (بدکار ہے) فرمایا تو اسکو طلاق دیدے (چھوڑ دے) بولا میں اسکے بغیر صبر نہیں کر سکتا فرمایا تو اس سے فائدہ اٹھا تو اسکو نسائی نے اپنی سنن کے کتاب النکاح میں روایت کیا اور کہا یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور عبدالکریم جو اس حدیث کا ایک راوی ہے وہ قوی نہیں ہے اور ہارون عبدالکریم سے زیادہ ثابت ہے اور اس نے حدیث کو مرسل بیان کیا ہے اور وہ ثقہ ہے اور اسکی حدیث اولی بالصواب ہے عبدالکریم کی حدیث سے حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اور یہ عبدالکریم ابوالمخارق بصری مودب کا بیٹا ہے اور تابعی ضعیف الحدیث ہے اور ہارون بن زیاد نے اسکی مخالفت کی ہے اور ہارون بن زیاد ثقہ تابعی ہے اور اسلم کے راویوں میں سے ہے تو ہارون بن زیاد کی مرسل حدیث عبدالکریم بن ابی المخارق کے مرفوع حدیث سے زیادہ بہتر ہے جیسے امام نسائی نے کہا لیکن روایت کیا اسی حدیث کو امام نسائی نے کتاب الطلاق میں اسحاق بن راہویہ سے اس نے نضر بن شمیل سے اس نے حماد بن سلمہ سے اس نے ہارون بن زیاد سے اس نے عبداللہ بن عبید بن عمیر سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مسنداً تو امام نسائی نے اس حدیث کو کتاب الطلاق میں اس اسناد کے ساتھ بیان کیا اور یہ راوی مسلم کے راوی ہیں مگر امام نسائی نے اسکے روایت کرنے کے بعد فرمایا اس حدیث کا مسند ہونا غلط ہے اور یہ حدیث مرسل ٹھیک ہے اور نضر کے سوا اور لوگوں نے اسکو مرسل ہی روایت کیا اور اس حدیث کو امام نسائی اور ابوداؤد نے اور طریق سے بھی روایت کیا اور وہ جید اسناد ہے اور لوگوں نے اس حدیث میں اختلاف کیا ہے کسی نے تو اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے جیسے امام نسائی کا قول گذرا اور

کسینے احدیث کا انکار کیا جیسے امام احمد نے فرمایا یہ حدیث منکر ہے اور ابن قتیبہ نے احدیث کے یہ معنی بیان کیے کہ یہ بی بی بیچہ ہے کسی سائل کو نہیں پہنچتی ہر ایک کو کچھ نہ کچھ دیتی ہے اور اس معنی کو امام نسائی نے اپنی سنن مین بعض ائمہ سے روایت کیا اور امام نسائی کے لفظ یہ ہین وقیل سخیۃ لفظی حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اور یہ معنی مردود ہین کیونکہ اگر یہ غرض ہوتی کہ وہ سائل کے ہاتھ کو خالی نہین پھیرتی تو وہ تخصیص کہتا لا تَرُدُّ یَدَ مُلْتَمِسٍ بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ میری عورت کی بھیجت اور خلقت اور طبیعت اس قسم کی ہے کہ اگر اس کو کوئی فحش طلب کرے تو وہ انکار نہ کرے یہ مراد نہین ہے کہ وہ فاحشہ ہے اور فحش اس سے واقعہ ہوتا ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی عورت کی مصاحبت کی تو ہرگز اجازت نہ دیتے جو ایسی صفت کے ساتھ موصوفہ ہو کیونکہ اس صورت مین تو اسکا خاوند دیوث ہوجاتا اور دیوث کے لیے جو وعید ہے وہ گذرا لیکن چونکہ اس عورت کی طبع مین ممانعت اور مخالفت نہ تھی اس شخص کے لیے جو اس سے فحش کا ارادہ کرے اسکو تنہا نہ بیجا کرتو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے جدا کردینے کا ارشاد فرمایا جب اس شخص نے اسکے ساتھ اپنی محبت کا ذکر کیا تو اسکے باقی رکھنے کو مباح کردیا کیونکہ اس شخص کی محبت تو اس عورت سے ثابت تھی اور فحش کا وقوع اس سے امر موہوم تھا اور تو ہم امر اجل کے لیے ضرر عاجل کیطرف رجوع نہین کیا جاتا وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ کہتے ہین اگر تو یہ حاصل ہو جاوے تو اب ان عورتون کے ساتھ نکاح جائز ہے شعبہ کہتے ہین ایک شخص نے ابن عباس سے پوچھا کہ مین ایک عورت سے زنا کیا کرتا تھا تو اب زنا سے اللہ تعالیٰ نے مجھے پھیر دیا ہے اور مینے زنا سے توبہ کرلی ہے اور مین چاہتا ہون کہ اسعورت کے ساتھ نکاح کرون لوگون نے کہا اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً ابن عباس نے کہا یہ آیت اس شخص کے حق مین نہین لگتی جا تو نکاح کرلے اسعورت کے ساتھ مین ذمہ دار ہون اگر اس مین گناہ ہوگا تو مجھ پر ہوگا اور اہل علم کی ایک جماعت نے دعوی کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے بھیجے کہتے ہین سعید بن مسیب کے پاس آیت اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَّالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُھَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ کا ذکر ہوا تو سعید بن مسیب کہنے لگے کہا جاتا تھا کہ اس آیت کو اسکے پیچھے کی آیت وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی نے منسوخ کردیا اور یہ بھی کہا جاتا تھا کہ اَلْاَیَامٰی مِنْکُمْ سے ایامی مسلمین مراد ہین رواہ ابن ابی حاتم وھکذا رواہ ابو عبید القاسم بن سلام فی کتاب الناسخ والمنسوخ لہ عن سعید بن المسیب اور سہم امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعی نے بھی نص کی ہے انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیر فتح کا لفظ اس آیت کی تفسیر مین یہ ہے کہ غالباً جو شخص زنا کی طرف مائل ہوتا ہے وہ نیک بخت عورتون کے ساتھ نکاح کرنے مین رغبت

نہین ہوتی اور بدکار عورتون کے ساتھ نکاح کرنے مین نیکوکار رغبت نہین ہوتے کیونکہ الفت اور اتحاد کی علت مشاکلت ہے اور مخالفت تو نفرت اور افتراق کا سبب ہوتی ہے اور اس آیت کے معنے مین کئی قولون پر اختلاف ہے پہلا آیت کے مقصود زنا اور زانیون کی تشنیع ہے اور زنا مومنون پر حرام ہے اسصورت مین نکاح سے مراد آیت مین عقد نہ ہوگا وطی مراد ہوگی اور معنے یہ ہونگے کہ زانی نہین زنا کرتا مگر زنا کار عورت کے ساتھ اور زنا کار عورت زنا نہین کراتی مگر زنا کار مرد سے اور مشرکہ اور مشرک کا ذکر کیا اسلیے کہ شرک معاصی مین زنا سے عام ہے اور اس معنے کو زجاج نے رد کیا اور کہا نکاح اللہ کی کتاب مین معروف نہین ہے مگر تزویج کے معنے کے ساتھ اور یہ رد مردود ہے اسطرح کہ نکاح وطی کے معنے کے ساتھ قرآن مجید مین موجود ہے اور اسی قبیل سے ہے اللہ کا قول حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کردیا کہ اس آیت مین نکاح سے وطی مراد ہے اور منجملہ ان لوگون کے جو آیت ہذا مین نکاح کو وطی پر حمل کرتے ہین سعید بن جبیر ہے اور ابن عباس اور عکرمہؓ جیسے ابن جریر نے ان لوگون سے یہ معنے حکایت کی اور ابن عباس کہتے ہین کہ اس آیت مین نکاح سے عقد مراد نہین ہے بلکہ اس سے وطی مراد ہے اور معنی یہ ہین کہ زنا کار عورت کے ساتھ زنا کار مرد ہی زنا کرتا ہے اور مجاہد کہتے ہین کہ جاہلیت کے زمانے مین زنا کار عورتین ہوتین پھر ان مین سے ایک عورت خوبصورت تھی اسکی کنیت ہی ام جمیل تھی پھر مسلمانون مین سے بعض لوگ ان مین سے کسی کے ساتھ نکاح کرلیتے اس خیال سے کہ یہ عورت زنا کار اپنی خرچی سے مجھ کو کھلایا پہنایا کرے گی تو اللہ نے منع کردیا کہ کوئی مسلمان ان عورتون کے ساتھ نکاح نہ کرے اور یہ روایت مرسل ہے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت ان عورتون کے حق مین اتری جو جاہلیت کے زمانے مین ظاہر یا پوشیدہ زنا کرتی تھین اور وہ مشرکہ تھین تو اللہ نے انکے ساتھ نکاح کرنا مسلمانون پر حرام کردیا اور اسی ابن عباس سے مروی ہے کہ جاہلیت مین آل فلان اور آل فلان کی زنا کار عورتین تھین تعالیٰ نے فرمایا اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اور اسی کی مثل تابعین کی ایک جماعت سے مروی ہے اور ضحاک سے مروی ہے کہ انہون نے کہا اللہ نے آیت نور مین نکاح سے زنا مراد کہا ہے اور اس سے عقد اور تزویج مراد نہین ہے دوسرا قول یہ آیت خاص ایک عورت کے حق مین نازل ہوی ہے اور اسیکے ساتھ خاص ہے جیسے خطابی نے کہا ابن عمر وکہتے ہین ایک عورت تھی ام مہزول نام وہ زنا کار تھی اور جسکے ساتھ زنا کرتی اسکے ساتھ شرط کرلیتی کہ مین خود ہی تجھ کو کھلاؤن پلاؤن گی اور صحابہ مین سے ایک مرد نے اسکے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تبارک وتعالے نے یہ آیت اتاری اَلزَّانِيْ

احمد والنسائی والحاکم وصححہ وغیرھم تیسرا قول آیت خاص ایک مسلمان کے حق مین اتری ہے قالہ مجاہد عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہین کہ ایک مرد مرثد نام مکے کے قیدی اٹھالایا کرتا اور ان کو مدینہ مین چھوڑجاتا اور مکہ مین ایک بدکار عورت تھی عناق نام وہ اسکی دوست تھی مرثد نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کیا مین عناق سے نکاح کرلون تو آپنے مجھکو کچھ جواب نہ دیا یہانتک یہ آیت اتری الزانی لا ینکح الا زانیۃ الآیۃ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے مرثد الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیۃ لا ینکحھا الا زان او مشرک وحرم ذلک علی المؤمنین یہ توعناق کے ساتھ نکاح ست کر اخرجہ ابوداؤد والترمذی وحسنہ والنسائی والحاکم وصححہ والبیہقی وغیرھم جو تھا قول یہ خاص اہل صفہ کے بارے مین نازل ہوئے ہے تو انکے ساتھ خاص ہوگی قالہ ابومصالح پانچوان قول زانی اور زانیہ سے محدود مرد اور محدودہ عورت مراد ہین حکاہ الزجاج وغیرہ عن الحسن کہا حسن نے اور یہ حکم اللہ کا ہے ہر زانی محدود کو نکاح کرنا جائز نہین ہے مگر زانیہ محدودہ کے ساتھ اور اسیکی مثل ابراہیم نخعی سے مروی ہے اور یہی قول ہے بعض اصحاب شافعی کا ابن العربی کہتے ہین وھذا لا یصح نظرا کما لا یصح نقلا یعنے یہ قول غور کرنے اور فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح نہین ہے جیسے یہ نقل کی رو سے صحیح نہین ہے چھٹا قول یہ آیت منسوخ ہے اللہ سبحانہ وتعالی کے قول وانکحوا الایامی منکم کے ساتھ نحاس نے کہا اور یہ اکثر علما کا قول ہے ساتوان قول یہ حکم مبنی ہے غالب عام پر اور معنے یہ ہین کہ اکثر زناکار نہین رغبت کرتے مگر ان عورتون کے نکاح مین جو انکی مثل زناکار ہون اور اکثر زناکار عورتین نہین رغبت کرتین مگر ان مردون کے ساتھ نکاح کرنے مین جو انکی طرح بدکار ہون کرخی کہتے ہین بے شک خبیث فاسق جسکی زنا صفت ہو وہ صالح عورت کو نکاح مین رغبت نہین کرتا اور وہ تو اپنے جیسی فاسقہ کے ساتھ نکاح کرتا ہے یا مشرکہ کے ساتھ (جسکو حلال وحرام سے سروکار نہ ہو) اور اسیطرح فاسقہ عورت مرد صالح کے نکاح مین رغبت نہین کرتی بلکہ اسکے ساتھ نکاح کرنے سے بھاگتی ہے اور وہ انکے ساتھ نکاح کرنے مین راغب ہوتی ہے جو اسکی طرح ہون اور اوس کی جنس سے ہون فاسقون یا مشرکون سے تو یہ حکم اعم اغلب کے طریق پر ہے جیسے کہتے ہین تجلائی نہین کرتا مگر دیندار حالانکہ کبھی گنہگار بھی بھلائی کرتا ہے تو یہی معنے ہین اس آیت کے اور اللہ کے قول الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ اور امہ کے قول والزانیۃ لا ینکحھا الا زان او مشرک مین فرق کرنا اسپر دلالت کرتا ہے کہ زانی رغبت نہین کرتا مگر زانیہ کے نکاح مین بخلاف

زانیہ کے کہ وہ کبھی عفیفہ زانی کے نکاح مین بھی رغبت کرتی ہے اور مقصود مومنون کو ڈانٹنا ہے زنا کار عورتون کے نکاح سے زنا سے ڈانٹنے کے بعد علامہ ابو الطیب کہتے ہین یہ قول ارجح الاقوال ہے اور نزول کا سبب اسکا شاہد ہے جیسے گذرا اور شعبہ ابن عباسؓ کے غلام آزاد سے مروی ہو کہ مین ابن عباسؓ کے ساتھ تھا اتنے مین ابن عباسؓ کے پاس ایک شخص آیا اور بولا مین ایک عورت کو پیچھے لگا کرتا پھر مین اس سے وہ چیز حاصل کرتا جسکو اللہ نے مجھپر حرام کیا (یعنے مین زنا کرتا اسکے ساتھ) اور اب اللہ نے مجھپر اس سے توبہ نصیب کی ہے اب مین چاہتا ہون کہ اس عورت سے نکاح کرلون لوگ بولے اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً ابن عباسؓ نے کہا آیت کا یہ محل نہین ہے وہ تو زنا کار عورتین تھین جو کھلم کھلا زنا کرتین اور اپنے دروازون پر نشان کھڑا کرتین جنکو پہچان کر لوگ انکے پاس زنا کے لیے آتے تو اللہ تعالی نے اس آیت کو اُتارا جا اس عورت سے نکاح کرلے اگر گناہ ہوگا تو مین ذمہ دار ہون اور ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زانی مجلود نکاح نہ کرے مگر زانیہ مجلودہ سے اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَالْحَاکِمُ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَغَیْرُھُمْ امیر المومنین حضرت علیؓ کا لفظ یہ ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا پھر اس نے زنا کیا اور اسپر حد قائم ہوئی اور اسکو حضرت علی علیہ السلام کے پاس لائے تو امیر المومنین حضرت علی نے اس شخص اور اسکی عورت کو درمیان جدائی ڈالدی اور فرمایا تو نکاح نہ کر مگر اپنے جیسی مجلودہ سے **مترجم** عفا اللہ عنہ کہتا ہے شاید یہ شخص خود محصن نہ ہوگا عبد ہوگا یا حر بکر کیونکہ محصن زانی کی حد تو رجم ہے اور رجم کے بعد کون جیتا ہے اب اس مین لوگون کا خلاف ہو کہ آیا جس عورت کے ساتھ کسیںنے زنا کیا ہے اسکے ساتھ نکاح کرسکتا ہے یا نہین تو شافعی اور ابو حنیفہ تو اسکے جواز کے قائل ہین ابن عباسؓ اور عمرؓ اور ابن مسعودؓ اور جابرؓ سے مروی ہو کہ جس عورت کے ساتھ کسی مرد نے زنا کیا اب اسکے ساتھ اسکو نکاح کرنا جائز نہین ہے ابن مسعودؓ کہتے ہین جب کوئی مرد کسیعورت کے ساتھ زنا کرے پھر اسکے ساتھ نکاح کرے زنا کے بعد تو وہ ہمیشہ زنا ہی کیا کرین گے اور یہی مالک کا قول ہے وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَآءَ فَاجْلِدُوْھُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَۃً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَھُمْ شَھَادَۃً اَبَدًا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ اور جو لوگ عیب لگاتے ہین قیدوالیون کو پھر نہ لائے چار مرد شاہد تو مارو انکو اسی چوٹ قچی کی اور نہ مانو انکی کوئی گواہی کبھی اور وہی لوگ ہین بے حکم مگر جنہون نے توبہ کی اس پیچھے اور سنوار بگڑی تو اللہ بخشتا ہے مہربان یہ جو فرمایا قیدوالیان تو اس سے مراد یہ ہے کہ کبھی انکو بُری بات مین نہین دیکھا اور یہی حکم ہے جو مرد کو عیب لگادے عیب کہا ہی بدکاری کو

انتہی مافی موضح القران ف حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اس آیت مین محصنہ کو عیب لگانیوالے کی حد کا بیان ہے اور محصنہ وہ عورت ہے جو حرہ ہو اور بالغہ اور کبھی اسکو کسیسے برُی بات مین نہ دیکھا ہو اسیطرح جب مقذوف مرد ہو تو اسکے عیب لگانے والے کو بھی تجیان لگین گی اور اس مسئلہ مین اہل علم کے درمیان نزاع وخلاف نہین ہے اگر عیب لگانے والا اپنے قول کے صحیح ہونے کے گواہ قائم کردے تو اسپر حد نہ لگے گی ولہذا اللہ تعالی نے فرمایا ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ اس آیت مین اللہ تعالی نے قاذف (عیب لگانیوالے) پر جب اپنے قول کے صحیح ہونے پر گواہ نہ لادے تین حکم لگائے ایک تو یہ کہ اسکو اسی تازیانے لگاؤ جاوین دوسرے اسکی گواہی کبھی منظور نہ ہو تیسرے وہ بیحکم ہے انصاف پسند نہین ہے نہ اللہ کے نزدیک اور نہ لوگون کے نزدیک پھر اللہ نے فرمایا إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ اب اہل علم کا اس استثنا مین اختلاف ہے آیا یہ استثنا فقط جملہ اخیرہ ہی کی طرف لوٹتا ہے اور توبہ فقط فسق ہی کو اٹھاتی ہے اور قاذف مردود الشہادت ہی رہتا ہے ہمیشہ کے لیے اگرچہ توبہ کرے یا استثنا دو جملون کی طرف عود کرتا ہے ثانیہ اور ثالثہ کی طرف تو امام مالک اور احمد اور شافعی کا تو یہ مذہب ہے (کہ استثنا جملتین کیطرف عائد ہے) اور جب قاذف توبہ کرے تو اسکی شہادت مقبول ہے اور وہ فاسق نہین رہتا اور نص کی ہے اس مسئلہ پر سعید بن مسیب نے جو تابعین کا سردار ہے اور سلف کی ایک جماعت نے بھی اس مسئلہ پر نص کی ہے اور امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا یہ مذہب ہے کہ استثنا فقط جملہ اخیرہ کی طرف عائد ہے اور قاذف جب توبہ کرے تو توبہ صرف اسکا فسق اٹھاتی ہے اور رہی اسکی شہادت تو وہ کبھی مقبول نہین ہے اور سلف مین سے جو اس مسلک کی طرف گئے ہین قاضی شریح ہے اور ابراہیم نخعی اور سعید بن جبیر اور مکحول اور عبدالرحمن بن زید بن جابر اور شعبی اور ضحاک کا یہ قول ہے کہ قاذف اگرچہ توبہ کرے اسکی شہادت مقبول نہین ہے مگر اسوقت جب وہ کہے کہ مینے بہتان لگایا تھا اسوقت اسکی شہادت مقبول ہوگی واللہ اعلم فتح کا لفظ یہ رمی استعارہ ہے زنا کے ساتھ عیب لگانے سے اور زنا کے ساتھ عیب لگانے کو قذف بھی کہتے ہین اور محصنات سے وہ عورتین مراد ہین جو عفیف ہین اور اسیطرح محصنین سے وہ مرد مراد ہین جو عفیف ہین اور اس حکم مین عورتون کو خاص کیا اس لیے کہ انکو عیب لگانا نہایت برا ہے اور ان مین عار بہت سخت ہوتی ہے اور مرد بھی اس حکم مین عورتون کے ساتھ ملائے گئے ہین اور اس الحاق مین امت کے علماء کے درمیان خلاف نہین ہے اور امام شوکانی

نے اس مسئلہ مین ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس مین اونہون نے تردید کی ہے گیارہوین صدی کے علما رستاخیر کی جنہون نے اپنے زمانہ مین اس مسئلہ مین نزاع مشروع کی بعض نے کہا آیت شامل ہے رجال اور نسا سب کو بلا خصوصیت اور اصل عبارت یون ہے وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْاَنْفُسَ الْمُحْصَنٰتِ اور اس تقدیر کی تائید کرتا ہے امر عزوجل کا قول دوسری آیت مین وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ کیونکہ اسہ تعالی نے جو محصنات کا نسا رکے ساتھہ بیان فرمایا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محصنات کا لفظ غیر نسا کو بھی شامل ہے ورنہ بیان کے کچھ زیادہ معنے نہین ہین بعض نے کہا محصنات سے فروج مراد ہین کما قال تعالی وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا اسصورت مین بھی آیت رجال و نسا دونو کو شامل ہوگی بعض نے کہا محصنات کا لفظ اگرچہ مؤنث ہے لیکن یہان ہر دو نوع کو شامل ہے تغلیبًا اور اس مین نظر ہے کیونکہ عورتون کی تغلیب رجال پر یہ کچھ عرب کی لغت مین معروف نہین ہے اور سورہ نسا مین ہم احصان کے لفظ اور اسکے معانی پر گفتگو کر چکے اور علما کی ان شرطون مین جو مقذوف اور قاذف مین معتبر ہین طول طویل بحثین ہین جو فقہ کی کتابون مین پوری طور پر مذکور ہین جنمین سے بعض شروط تو دلیل سے ماخوذ ہین اور بعض شرطین مجرد رای ہین جمہور علما کا تو یہ مذہب ہے کہ اگر قاذف کافر یا کافرہ ہو تو اسپر حد نہین ہے اور زہری اور سعید بن مسیب اور ابن ابی لیلے کا یہ قول ہے کہ قاذف پر حد واجب ہے اگرچہ کافر کافرہ ہی ہو اور جمہور تو اس طرف بھی گئے ہین کہ قاذف اگر غلام ہو تو اسکو چالیس ہی تازیانے لگائی جاوین اور عمر بن عبد العزیز اور عبد اللہ بن مسعود اور قبیصہ کا یہ مذہب ہے کہ عبد قاذف کو بھی اسّی قمچیان لگائی جاوین قرطبی نے کہا اور علما کا اتفاق ہے کہ اگر آزاد مرد غلام کو زنا کا عیب لگاوی تو اسپر حد نہ پڑیگی اسلیے کہ ان دونو کے مرتبون مین تباین اور تفاوت ہے اور بخاری مین ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی لونڈی کو زنا کی تہمت لگاوی اسپر قیامت کے دن حد لگائی جاوینگی مگر یہ کہ اس نے سچ عیب لگایا ہو اور احصان کی پانچ شرطین ہین اسلام - عقل - بلوغ - حریت - زنا سے بچنا - اور قذف کی حد کے واجب ہونے مین محصن کا بھی وہی حکم ہے جو محصنہ کا حکم ہے اور اس مسئلہ پر پوری گفتگو کتب فروع مین ہے پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے اقامت حد کی شرط کو بیان کیا اس شخص پر جو محصنات پر عیب لگاوی اور فرمایا ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ یعنے پھر نہ لاوی چار گواہ جو زنا کے وقوع کی انسے اپنی رویت کے ساتھہ گواہی دیوین اور ثم کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ قذف کی مجلس مین کچھ گواہون کا گواہی دینا شرط نہین ہے بلکہ جائز ہے کہ شاہد قذف

قذف کی مجلس کے سوا دوسری مجلس مین شہادت دیوین اور جمہور کا یہی قول ہے اور امام مالک نے جمہور کا اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے اور آیت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ گواہون کی اکٹھا گواہی لینا ہی جائز ہے اور جدا جدا بھی اور اس مین خلاف کیا ہے حسن اور مالک نے اور جب چار گواہ پورے نہ ہون تو جنہون نے گواہی دی ہے وہ سب کے سب قاذف ہونگے اور ان سب کو قذف کی حد لگیگی اور حسن اور شعبی کا یہ قول ہے اس صورت مین نہ گواہون پر حد ہے اور نہ مشہود علیہ پر اور یہی قول ہے امام احمد اور ابو حنیفہ اور محمد بن حسن کا اور اس مذہب کو رد کرتا ہے وہ جو واقع ہوا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت مین کہ آپنے ان تین مردون کو حد لگائی جنہون نے مغیرہ پر زنا کی تہمت رکھی اور صحابہ مین کسینے حضرت عمرؓ کی اس باری مین مخالفت نکی پھر اللہ نے اس حد کو بیان فرمایا جو قاذف پر واجب ہے فرمایا فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً جلد کہتے ہین ضرب کو اور مجالدت ضاربت کو جلد مین یا مجالدت کہتے ہین ضاربت بالجلد کو اور لاٹھی اور تلوار کے ساتھ مارنیکو بھی جلد کہنے لگے وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا اور جب تک وہ جیتے رہین انکی گواہی بھی منظور نہین ہے کیونکہ وہ قذف کے ساتھ عادل نہ رہے بلکہ فاسق بنگئے جیسے اللہ نے انکو فاسق ہونیکا اس آیت کے آخر مین حکم لگایا اور فرمایا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اور اس مین دلیل ہے کہ قذف کبائر مین سے ہے کیونکہ فسق کا اسم واقع نہین ہوتا مگر صاحب کبیرہ پر پھر اللہ نے بیان فرمایا کہ یہ انکی گواہی کا ہمیشہ مقبول نہ ہونا ان کی عدم توبہ کے ساتھ ہے اور اگر وہ توبہ کرین تو پھر وہ فاسق رہتے ہین اور نہ انکی گواہی مردود ہوتی ہے اور فرمایا اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ مگر توبہ کرنیوالون کے گناہون کو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے اور انپر مہربانی کرتا ہے اب اہل علم کا اس استثنا مین خلاف ہے کہ آیا پہلے دونون جملون سے ہے یا جملہ اخیرہ سے اور پھر سب کا اتفاق ہے کہ جس جملہ مین جلد مذکور ہے اسکی طرف یہ استثنا راجع نہین ہے بلکہ قاذف خواہ تائب ہو خواہ مُصِر ضرور مجلود ہوگا اور اسپر بھی سب کا اتفاق ہے کہ استثنا اس جملہ کیطرف تو ضرور عائد ہے جس مین قاذف کا فاسق ہونا مذکور ہے اب محل اختلاف صرف اتنا ہی رہا کہ آیا استثنا اس جملہ کیطرف عائد ہوتا ہے یا نہین جس مین مذکور ہے کہ قاذف کی شہادت ہمیشہ کیواسطے منظور نہین ہے تو جمہور کا تو یہ قول ہے کہ یہ استثنا دونون جملون سے ہے اور قاذف اگر توبہ کرے تو اسکی شہادت بھی مقبول ہے اور فسق بھی اس سے دور ہوجاتا ہے کیونکہ شہادت کا مردود ہونا تو اس سبب سے تھا کہ قاذف بسبب قذف کے فسق کے ساتھ موصوف تھا تو جب فسق توبہ کے ساتھ بالاتفاق

دور ہوجاتا ہے تو شہادت کی مقبول ہونے مین کیا تامل ہے اور قاضی شریح اور ابراہیم نخعی اور حسن بصری اور سعید بن جبیر اور مکحول اور ابن زید اور سفیان ثوری اور ابو حنیفہ کا یہ قول ہے کہ یہ استثنا اسی جملہ سے ہے جس مین قاذف کو فسق کا حکم لگایا گیا ہے اس جملہ کیطرف عائد نہین ہے جس مین قاذف کی شہادت کے مردود ہونیکا مذکور ہے تو توبہ کے ساتھ قاذف بوصف فسق کی دور ہوگی اور اسکی شہادت اصلاً مقبول ہوگی اور ضحاک اور شافعی تفصیل کیطرف گئے ہین اور کہتے ہین کہ قاذف اگرچہ توبہ کرے اسکی شہادت منظور نہین ہے مگر جب اقرار کرے کہ مینے بہتان لگایا تھا اب اسکی شہادت مقبول ہوگی اور جمہور کا قول وہ حق اور صواب ہے کیونکہ قید کو جملہ اخیرہ کے ساتھ مخصوص کرنا پہلی کلام کے سوا باوجود کلام کے شرعی واقعہ مین ایک ہونیکی ایک ہی متکلم سے لغت عرب کے مقتضا کے خلاف ہے اور یہ بات کہ قید کو جملہ ثالثہ کی قید بنانا اسلیے کہ جملہ ثالثہ قید کے متصل ہے اولی ہے تو اس اولیت سے یہ نہین نکلتا کہ قید جملہ ثانیہ کی قید نہین ہے غایت مافی الباب یہ ہوگا کہ جملہ ثالثہ کو قید کے ساتھ مقید کرنا جملہ ثانیہ کی قید کے ساتھ مقید کرنے سے اظہر ہوگا و لہذا اسپر سب کا اتفاق ہے اور اسکے اظہر ہونے سے ماقبل کے ساتھ مقید ہونے کی ظہور کی نفی نہین نکلتی اور اصول والون نے اس قید مین ایک طویل گفتگو کی ہے جو بہت جملون کے پیچھے واقع ہو اور گفتگو ان لوگون کو معلوم ہے جو اصول کے فن سے واقف ہین اور حق تو وہ جمہور ہی کا مذہب ہے اور یہ مسئلہ کہ قید کبھی ان تمام جملون کیطرف لوٹتی ہین جو اس قید سے پہلے ہوتی ہین اور کبھی بعض جملون کیطرف تو اس سے حجت قائم نہین ہوسکتی اور نہ یہ قول دلیل لینے کے لائق ہے کیونکہ بعض جملون کیطرف قید کا لوٹنا بغیر کے سوا کبھی کسی دلیل کے ساتھ ہوتا ہے جیسے اس مقام مین بھی سب کا اتفاق ہے اور ائمہ اربعہ کا اجماع ہے کہ یہ استثنا اس جملہ کی طرف عائد نہین ہے جس مین جلد مذکور ہے تو قاذف کو جمیع کے نزدیک قبحیان لگائی جاوین گی وہ توبہ کرے یا نہ کرے اور ہماری تقریر کی یہ بات مؤید ہے کہ قبول شہادت سے مانع تو وہ فسق تھا جو قذف کی وجہ سے حاصل ہوا تھا اب جب توبہ کے ساتھ فسق نہ رہا تو اب ایسی کوئی چیز نہ رہی جو شہادت کے رد کی موجب و باعث ہو اب قاذف کی توبہ کی صورت و کیفیت مین اختلاف ہے تو عمر بن خطاب اور شعبی اور ضحاک اور اہل مدینہ کا یہ قول ہے کہ قاذف کی توبہ منظور نہین ہوتی اگرچہ اسوقت جب اپنے نفس کی اس قذف مین تکذیب کرے جسکیوجہ سے اسپر حد قائم ہوئی ہے اور اہل علم کی ایک جماعت کا یہ قول ہے جن مین سے ہے مالک وغیرہ کہ قاذف کی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنے حال کو سنوارے اور اپنے اعمال کی اصلاح کرے اور جو اس سے

قصور ہوا ہے اسپر شرمسار ہووے اور اس گناہ کی بابت اسسے معافی مانگے اور وہ جب کرے اپنی پر کہ مین پھر ایسا کام نکرون گا اگرچہ اپنے نفس کی تکذیب نکرے اور اپنے قول سے رجوع نکرے اور امت کا اتفاق ہے اسپر کہ توبہ گمناہون کو دھو ڈالتی ہے اگرچہ گناہ کفر ہو تو جب توبہ ماحی کفر ہے تو پھر کیا ان گناہون کی مٹانیوالی نہوگی جو کفر سے کم درجہ مین ہین اس اجماع کو قرطبی نے حکایت کیا ابوعبید کہتے ہین استثنا رجوع کرتا ہے جملہ سابقہ کیطرف اور جس نے دوسرے کو زنا کی تہمت لگائی توبہ کچھ گناہ مین زانی سے بڑھکر نہین ہے اور زانی جب توبہ کرتا ہے تو اسکی شہادت مقبول ہوتی ہے کیونکہ گناہ سے پھرنیوالے کی ایسی مثال ہے جیسے اسنے گناہ کیا ہی نہین اور جب اللہ تعالی نے بندے کی توبہ کو منظور کر لیا تو بندون کو اسکی توبہ کا منظور کرنا بہت لائق ہے اور اس حکم کے استثنا قرآن مین موجود ہین جیسے اللہ نے فرمایا اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنے یہی سزا ہے انکی جو لڑائی کرتے ہین اللہ سے اور اسکے رسول سے اور دوڑتے ہین ملک مین فساد کرنیکو کہ انکو قتل کریے یا سولی چڑھایے یا کاٹیے انکے ہاتھ اور پاؤن مقابل کا یا دور کریے انکو اس ملک سے یہ انکو رسوائی ہے دنیا مین اور انکو آخرت مین بڑی مار ہے مگر جنہون نے توبہ کی تمہارے ہاتھ پڑنے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے ابوعبید کہتے ہین اس مین شک نہین ہے کہ اس آیت مین استثنا جمیع جمل کی طرف عائد ہے کہا زجاج نے اور قاذف کا گناہ کچھ کافر کے گناہ سے بڑھکر نہین ہے تو لائق ہے کہ جب قاذف توبہ کرے اور سنوار پکڑے اسکی شہادت کو قبول کیا جاوے اور اَبَدًا کے یہ معنے ہین مَادَامَ قَاذِفًا جیسے کہتے ہین لَا تُقْبَلُ شَهَادَةُ الْكَافِرِ اَبَدًا یعنے جبتک کافر کافر ہے اسکی شہادت منظور نہین ہے یہ تو نہین کہ اگر کافر توبہ کر کر مسلمان ہوجاوے تو بھی اسکی شہادت منظور نہین ہے انتہے اور ابن عباسؓ سے آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ اللہ توبہ کے ساتھ انکے فسق کو دور کر دیتا ہے اور رہی شہادت تو وہ جائز نہین ہے اور عمرؓ بن خطاب نے ابوبکرہؓ سے فرمایا اگر تو توبہ کرے تو تیری گواہی منظور ہوگی اور عمرؓ بن خطاب سے بھی مروی ہے کہ انکی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنی جانون کو جھٹلادین پھر اگر کہین کہ ہمنے جھوٹ بولا تو انکی شہادت مقبول ہے اور ابن عباسؓ سے دوسری روایت مین یہ ہے کہ جو شخص توبہ کرے اور سنوار پکڑے تو اسکی شہادت مقبول ہے اسکی کتاب مین

اور اس مسئلہ مین تابعین سے بہت روایتین مین اور مغیرہ کے قذف کا قصہ جو حضرت عمر کی خلافت مین واقع ہوا ہے وہ طرق معروفہ سے مروی ہی اور بخاری اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے نکالا کہ ہلال بن امیہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر اپنی بی بی کو شریک بن سحما کے ساتھ تہمت لگائی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گواہ لا ورنہ تیری پیٹھ پر حد پڑیگی وہ بولا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہم مین سے کوئی اپنی بی بی پر کسی شخص کو دیکھے تو وہ گواہ ڈھونڈھنے جایا کرے (وہ کام نکالکر جلدے گا) تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی فرماتے رہے آپ گواہ لایئے ورنہ حد کھایئے تو ہلال بولا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا دیکر بھیجا مین اس معاملہ مین سچا ہون اور ضرور اللہ تعالی وہ حکم اتاریگا جس مین میری حد سے بچ رہون گا اور جبریل اترے اور یہ آیتین لائے (لعان کی) وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ یہانتک کہ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ تک پہونچے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھرے اور ہلال اور ہلال کی بی بی کیطرف کہلا بھیجا پھر ہلال آیا اور اس نے (چار بار) گواہی دی (کہ میری بی بی نے شریک بن سحما سے زنا کرایا ہے) اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے اور اللہ جانتا ہے کہ تم دونو مین سے ایک جھوٹا ہے پھر تم دونون مین سے کوئی توبہ کرتا ہے پھر ہلال کی عورت اٹھی اور اس نے (چار بار) گواہی دی (کہ مین سچی ہون اور میرا خاوند جھوٹا ہے) جب وہ پانچوین گواہی پر پہونچی تو آپنے فرمایا اسکو ٹھیراؤ اور کہو یہ بار وجب کرنیوالی ہی (دوزخ کو) تو وہ رکی اور پیچھے ہٹی یہانتک کہ ہمنے خیال کیا شاید اپنی بات سے رجوع کریگی پھر بولی مین اپنے لوگون کو ہمیشہ کیواسطے خوار نہین کرتی اور پانچوین بار بھی گواہی دیدی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھتے رہو اگر یہ سرمیلی آنکھون والا موٹے چوتڑون والا چھوٹی پنڈلیون والا بچہ لاویگی تو وہ شریک بن سحما کا ہے تو وہ اسی قسم کا بچہ لائی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر اسمین لعان کا حکم نہ اتارتا تو مین اسکے ساتھ کرتا جو کرتا اور اس قصے کو ابوداؤد طیالسی اور عبدالرزاق اور احمد اور عبد بن حمید اور ابوداؤد اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے مطولاً نکالا اور اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اور ان دونون نے مرد اور عورت کا نام نہین لیا اور قصہ کے آخر مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جا (ای ہلال) اب تیرے لیے اسپر کوئی سبیل نہین ہلال بولا یا رسول اللہ میرا مال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے لیے مال نہین اگر تو سچا ہے (اپنی بی بی کے بہتان لگانے مین) تو وہ مال اسکے بدلے ہے جو تونے اسکے فرج کو (اپنے پر) حلال کیا اور اگر تو نے جھوٹ بولا تو بھر مال کا ملنا تیرے لیے اور بھی زیادہ بعید ہے اور بخاری اور مسلم نے سہل بن

سمدسی نکالا کہ عویمر عاصم بن عدی کے پاس آیا اور بولا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ کیا اگر کوئی شخص اپنی بی بی کے پاس کسی پرائے آدمی کو پاوے اور اسکو مار ڈالے تو اسکے بدلہ مارا جاویگا یا کیا صورت ہوگی تو عاصم نے یہ مسئلہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مسائل کے پوچھنے کو برا جانا عویمر بولا بخدا میں حاضر ہوکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھونگا یہ عویمر آپکے پاس آیا اور آپ پر (اسی بارہ میں) وحی اتر چکی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عویمر اور عویمر کی بی بی کو بلا کر انکے درمیان لعان کرایا عویمر نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں اب بھی اسکو لیجاؤں تو میں جھوٹا ہوں تو اس نے بی بی کو جدا کر دیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسکو جدا کرنے سے پہلے پہر ہی طلاق ہوگیا مثلاً عنین کے درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھتے رہو اسعورت کی طرف اگر اس عورت کا بچہ سیاہ رنگ ہو کالی آنکھوں والا سوٹی رانوں والا تو میں سمجھتا ہوں کہ عویمر سچا ہے اور اگر سرخ رنگ بچہ جنے جیسے کہ تہمتی تو میں سمجھتا ہوں کہ عویمر جھوٹا ہے تو اسعورت نے نعت مکروہ پر بچہ کو جنا اور اس باب میں بہت حدیثیں ہیں اور جس قدر ہمنے بیان کیں اتنے میں کفایت ہے اور عبدالرزاق نے عمر و بن خطاب اور حضرت علی اور ابن مسعود سے نکالا کہ متلاعنین پھر کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے پھر اسنے قذف کو عام طور پر بیان کرنے کے بعد قذف کی ایک قسم کا بیان فرمایا اور وہ تہمت دینا مرد کا ہے بی بی کو اور فرمایا وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝ اور جو عیب لگاویں اپنی جورؤں کو اور شاہد نہ ہوں انکے پاس سوا اپنی جان کے تو ایسے کی گواہی یہ کہ چار گواہی دیوے اللہ کے نام کی تقریر یہ شخص سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اسکی لعنت ہو اس شخص پر اگر وہ جھوٹا اور عورت سے ٹلتی ہے مار یوں کہ گواہی دے چار گواہی اللہ کے نام کی تقریر وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں یہ کہ اسپر غضب آوے اسعورت پر اگر وہ شخص سچا ہے اور کبھی نہ ہوتا اللہ کا فضل تمہارے اوپر اور اسکی مہر اور یہ کہ اللہ معاف کرنیوالا ہے حکمتیں جانتا تو کیا کچھ ہوتا ف موضح القرآن میں کہا ہے اسکے بعد ذکر ہے طوفان کا جو حضرت کیوقت اٹھا حضرت عائشہ رض پر پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جہاد سے پھر آتے

تھے رات کو کوچ ہوا لشکر بے خبر تھا ام المومنین جنگل گئی تھین حاجت کو پیچھے رہگئین ایک مسلمان لشکر سے پیچھے چلتا تھا حضرت کے حکم سے گرا پڑا اٹھا نیکو ان کو دیکھا تو نہار رہگئین اونٹ پر سوار کیا آپ مہار پکڑ کر لشکر مین لا پہونچا یہ بدبخت منافق لگے اپنا روسیاہ کرنے ایک مہینہ تک یہ چرچا رہا ہمیشہ سنتے اور بغیر تحقیق کچھ نہ کہتے لیکن دلمین خفا رہتے مہینہ کے بعد جب ام المومنین نے سنا انکو نہایت غم ہوا تین دن روتے روتے دم نہ لیا تب اللہ تعالی نے یہ اگلی آیتین بھیجین دور کو عرش تک انتہی مافی موضح القران

ف حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اس آیت کریمہ مین اللہ نے ازواج کی تکلیف کو اٹھایا ہے اور ان سے مار کو ٹلایا ہے اسطرح کہ جب کوئی مرد اپنی بی بی کو زنا کی تہمت لگاوے اور گواہون کا قائم کرنا اس شخص پر دشوار ہو جاوے تو وہ اپنی بی بی سے لعان کرے جیسے اللہ عزوجل نے اس آیت مین حکم کیا اور وہ اسطرح کہ مرد اپنی بی بی کو حاکم پاس لاوے اور وہ دعوی ظاہر کرے جسکے ساتھ اسنے بی بی کو عیب لگایا ہے پھر اس مرد سے حاکم چار گواہون کے قائم مقام چار گواہیان لیوے کہ وہ مرد اس تہمت لگانے مین سچا ہے اور پانچوین بار یہ کہلاوے کہ اللہ کی پھٹکار اس شخص پر اگر وہ جھوٹا ہے جب مرد پانچ گواہیان دے چکے تو وہ عورت صرف اس لعان کے ساتھ اس مرد سے جدا ہو جاتی ہے امام شافعی اور اہل علم کی ایک بڑی جماعت کے نزدیک اور ہمیشہ کے لیے اسپر حرام ہو جاتی ہے اور وہ مرد اسعورت کو مہر دیدیوے اور اس عورت پر زنا کی حد لگائی جاوے مگر اسوقت جب عورت بھی لعان کرے اور چار بار کہے کہ یہ مرد جھوٹا ہے مجھ کو زنا کی تہمت لگانے مین اور پانچوین بار کہے اللہ کا غضب آوے اسعورت پر اگر وہ مرد سچا ہے ولہذا فرمایا وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ تو اللہ نے خاص کیا عورت کو غضب کے ساتھ اسلیے کہ مرد غالبا اپنی بی بی کی فضیحت کو نہین اٹھا سکتا اور اپنی بی بی کو زنا کی تہمت نہین لگاتا مگر اسیوقت جب سچا ہو اور معذور ہو اور وہ عورت جانتی ہو کہ میرا خاوند مجھ کو تہمت لگانے مین سچا ہے اسی لیے پانچوین بار اس سے غضب کی بددعا کرائے اور مغضوب علیہ وہی ہوتا ہے جو حق کو جانکر اس سے نفرت کرے پھر اللہ نے اپنی مہربانی کا مخلوقات پر اور اپنا لطف انکو سانہ بیان کیا اس چیز مین جو اس نے انکے لیے تنگی نے نکلنے کے لیے ایک راہ نکالدی ہے اور فرمایا وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ اگر اللہ کا فضل اور اسکی مہربانی تمہارے اوپر نہ ہوا تو تم تکلیف مین پڑتے اور دنیا کے بہت کامون مین تم پر حرج واقع ہوتا ہے وَاَنَّ اللّٰهَ

توّاب ہے اور اسکو معاف کردیتا ہے بندون کو جب وہ توبہ کرین رحیم حکیم ہے اس چیز مین جسکو مقرر فرماتا ہے اور جسکا حکم کرتا ہے اور جس سے روکتا ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور ایسی حدیثین ثابت ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے موافق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین عمل ہوا اور ان حدیثون مین اس آیت کے نزول کا سبب بھی مذکور ہے اور صحابہ مین سے وہ لوگ بھی مذکور ہین جنکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی ہے ابن عباسؓ کہتے ہین جب یہ آیت اُتری وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا توسعد بن عبادہؓ بولے یارسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ آیت اسیطرح نازل ہوئی ہے اور سعدؓ انصار کے لوگون مین رئیس آدمی تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَا تَسْمَعُوْنَ مَا يَقُوْلُ سَيِّدُكُمْ یعنے اے انصار کے لوگو تم نہین سنتے تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے لوگون نے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اسکو ملامت نہ کیجیے یہ نہایت غیرتمند آدمی ہے اللہ کی قسم اس نے کبھی کسی عورت سے نکاح کا ارادہ نہین کیا جسکے ساتھ نکاح کرنے کے لیے کسینے ہم مین سے دلیری کی ہو اسکی زیادہ غیرت کے واسطے سعد بولے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جانتا ہون یہ آیت بے شک حق ہے اور یہ آیت اللہ کی جانب سے آئی ہے لیکن مینے تو تعجب اسلیے کیا ہے کہ کیا اگر مین کسی بچے کو اپنی عورت کی رانون پر بیٹھا پاؤن تو مین نہ چھیڑون اور نہ ہلاؤن یہانتک کہ مین چار گواہ لیکر آؤن اللہ کی قسم (اگر ایسا معاملہ ہو) تو وہ تو میرے گواہون کے لانے تک حاجت پوری کرکر چلدے گا ابن عباسؓ کہتے ہین پھر تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ ہلال بن امیہ آیا اور ہلال ان تین مین کا ایک ہے جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہگئے تھے اور پچاس دن کے بعد انکی توبہ منظور ہوئی تھی تو اپنی کھیتی سے عشا کے وقت آیا اس نے اپنی بی بی کے پاس ایک مرد کو پایا جس کو اسنے اپنی دونون آنکھون سے دیکھا اور اپنے کانون سے اسکی باتین سنی اور اسکو چھیڑا یہانتک کہ صبح کی پھر سویرے ہی حضرتؐ کے پاس آیا اور بولا یارسول اللہ مین رات اپنے گھر آیا تو مینے اپنی بی بی کے پاس ایک مرد کو پایا جسکو مینے اپنی آنکھون سے دیکھا اور اپنے کانون سے اسکی باتین سنی تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکی بات کو برا جانا اور آپ پر ہلال کی یہ بات ناگوار گذری اور انصار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اکٹھے ہوگئے اور بولے ہم تو آزمائے گئے اسی امر مین جو سعد بن عبادہؓ نے حضرتؐ سے کہا شاید حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہلال کو (قذف کی حد) ماریں گے اور اسکی شہادت کو باطل کردین گے لوگون مین ہلال بولا اللہ کی قسم مین امید کرتا ہون کہ اللہ میری خلاصی کی صورت نکالیگا اس سے اور ہلال

بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین دیکھہ رہا ہون جو تکلیف آپکو پہونچی ہے اس بات کے بیان کرنے سے اور آپ تو جانتے ہے کہ مین سچا ہون ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا اللہ کی قسم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ ہوا ہی تہا ہلال کو حد قذف لگانے کا کہ اتنے مین جبریل علیہ السلام اُترے اور جب آپ پر وحی آئی تو صحابہ اس حالت کو آپکے چہرے مبارک کے رنگ بدلنے سے پہچان لیتے پہر لوگ باتین کرنے سے بند ہو گئے یہانتک کہ وحی سے فراغت ہوی اور یہ آیتین اتریں وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ آخر آیت تک جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وحی کی حالت کہل گئی تو آپنے فرمایا خوش ہو جاؤ اے ہلال اللہ تعالے نے تیرے لیے خوشی اور مخلصی کی صورت نکالدی ہے ہلال بولا مجھے اپنے رب کیجانب سے یہی امید تہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہلال کی بی بی کیطرف کسیکو بہیجو پہر اونہون نے اسکو بلا بہیجا تو وہ آئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیتین ہلال اور اسکی بی بی پر پڑہین پہر انکو نصیحت کی اور خبر دی کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے بہت سخت ہے ہلال بولا مارسولَ اللہ اللہ کی قسم مین تو سچا ہون اسکو تہمت لگانیمین وہ بولی یہ جہوٹ بولتا ہے آپنے فرمایا ان دونون کو دسیتا لعان کرو ہلال کو کہا گیا تو گواہی دے تو اس نے گواہی دی چار بار کہ ہلال سچا ہے جب پانچوین گواہی کی نوبت آئی تو کہا گیا اے ہلال اللہ سے ڈر دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت ہلکا اور بہت آسان ہے اور یہ پانچوین گواہی موجبہ ہے جو تجہپر عذاب کو واجب کریگی (اگر تو جہوٹا ہوگا) تو ہلال بولا اللہ کی قسم مجہکو اللہ اس گواہی پر عذاب نہ کریگا جیسے اس نے مجہکو اس تہمت پر تجہیون ہے جبڑوا یا پہر پانچوین بار اس نے یہ گواہی دی کہ ہلال پر اللہ کی لعنت اگر وہ تہمت لگانے مین جہوٹ بولتا ہے پہر عورت کو کہا گیا اب تو گواہی دے چار بار کہ ہلال جہوٹا ہے (مجہکو تہمت لگانے مین) اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو پانچوین بار فرمایا اور ٹہہرا کر دیا اللہ سے ڈر دنیا کا عذاب اور دکہہ آخرت کا کہ عذاب کے مقابل ہیچ ہے اور یہ گواہی موجبہ ہے جو تجہپر عذاب کو واجب کریگی پہر ایک گہڑی تک ٹہیری تہی اور اس نے ارادہ کیا کہ اقرار کر ڈالے پہر بولی اللہ کی قسم مین اپنی قوم کو (زنا کا اقرار کرکے) رسوا نہین کرتی ہون تو اس نے پانچوین بار مین کہا اسعورت پر خدا کا غضب اگر ہلال سچا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے درمیان جدائی کرادی اور فیصلہ کیا کہ اس عورت کو بیٹے کو باپ کی طرف نہ منسوب کیا جاوے اور نہ اسکے بیٹے کو حرامزادہ کہا جاوے (اور نہ اس عورت کو کوئی طعن کرے) پہر جس نے اس عورت پر عیب لگایا یا اسکے بیٹے کو عیب کے نام سے بلایا تو اسکو حد پڑیگی اور فیصلہ

کیا کہ ہلال اُسکو عدت مین روٹی نہ دے اسلیے کہ یہ دونون جدا نہین ہوئے طلاق سے اور نہ خاوند کے مرنے سے
اور فرمایا اگر یہہ عورت سرخ رنگ کا بچہ جنے پلا ہوا خرا شیدہ پنڈلیون والا تو وہ ہلال کا بچہ ہے اور اگر
خاکستر گون ہو کہونگریلے بالون والا موٹا تازہ موٹی پنڈلیون والا فراخ رانون والا تو اس شخص کا بچہ
ہے جسکے ساتھہ ہلال نے اپنی بی بی کو تہمت لگائی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر یہ تین نہ کہاتی
تو میری لیے اور اسکے لیے ایک شان ہوتا (یعنے مین اسکو حد لگاتا) عکرمہ کہتے ہین پھر وہ لڑکا مصر کا امیر ہوا
اور مان کیطرف منسوب ہوتا تہا اور کوئی اسکو باپ کیطرف منسوب نہ کرتا (رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَرَوَاہُ
اَبُوْدَاوٗدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ هَارُوْنَ بِهٖ نَحْوَهٗ مُخْتَصَرًا) اور صحیح مین اسحدیث
کے شواہد موجود ہین ابن عباس کہتے ہین ہلال بن امیہ نے اپنی عورت کو حضرت کے پاس حاضر ہو کر شریک بن سحما کے ساتھہ متہم کیا حضرت نے
فرمایا (اے ہلال) گواہ لاؤ یا حد کہاؤ (اپنی پیٹہ پر تو ہلال نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا دیکر بہیجا
ہین (اپنی بی بی کو تہمت لگانے مین) سچا ہون اور اللہ تعالی ضرور وہ چیز اتاریگا جو میری پیٹہ کو حد سے بچالیگی
پھر جبرئیل آئے اور یہ آیتین لائے وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ سے لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ تک
پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی سے فراغت پاکر ہلال اور اُسکی بی بی کو بُلا بہیجا پھر ہلال آیا اور اس نے
(چار) گواہیان دین اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمانے لگے بیشک تم دونون مین سے ایک تو جہوٹا
ہے پھر تم دونون مین سے کوئی توبہ بھی کرتا ہے پھر عورت نے اُٹہکر (چار)
گواہیان دین جب پانچوین گواہی دینے لگے تو لوگون نے اسکو (حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہنے سے)
ٹہراکر لیا (اور پانچوین گواہی دینے سے روک لیا) اور بولے یہ گواہی تو (اللہ کے عذاب کو) واجب کر دیگی
ابن عباس کہتے ہین پھر رک گئے اور پیچھے ہٹی یہانتک کہ ہم نے خیال کیا اب اپنے قول سے رجوع کرلیگی
پھر بولی مین تمام عمر کیلیے اپنی قوم کو رسوا نہین کرونگی (زنا کا اقرار کرکے) فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
سلم نے اس عورت کو دیکہتے رہو اگر یہ بچہ ایسا جنے جسکی آنکہین سرمیلی ہون اور رانین موٹی اور
پنڈلیان چہوٹی تو یہ حمل شریک بن سحما کا ہے تو اس نے (اسی مکروہ نعت پر) ایسا بچہ جنا حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا اگر وہ نہ ہوتا جو اللہ نے اتارا (یعنے لعان کا حکم تو میرے لیے اور اسکے لیے ایک بات
ہوتی (یعنے مین اسکو جرم کرتا) (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَالْفَرْجُ بِهٖ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَاہُ مِنْ غَیْرِ
وجہ عن ابن عباس [illegible] عن ابن عباس کہتے ہین کہ ایک شخص نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس

حاضر ہوکر اپنی بی بی کو (زنا کا) عیب لگایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مرد کے اس عیب لگانے کو بُرا جانا پھر وہ بار بار عیب لگاتا رہا یہانتک کہ یہ (آیتین) اُتریں وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَھُمْ آخر آیات تک پھر آپ نے یہ دونوں آیتیں پڑھیں اور اس شخص کو جس نے بی بی کو عیب لگایا تھا اور اس کی بی بی کو بلا بھیجا (جب وہ آئی) تو ان دونو کو بلا کر فرمایا اللہ نے تمہارے حق میں حکم اُتارا پھر مرد کو بلا کر اسپر لعان کا حکم پڑھا تو اس نے چار بار گواہی دی کہ میں سچا ہوں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے منہ پر (ہاتھ) دیا اور اسکو نصیحت کی اور فرمایا ہر چند کا اٹھا لینا وہ تازیانے ہی کیوں نہ ہوں) اللہ کی لعنت سے بہت آسان ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو چھوڑ دیا تو وہ بولا اس شخص پر اللہ کی لعنت اگر یہ جھوٹا ہے پھر عورت کو بلایا اور اُسپر لعان کی آیتیں پڑھیں تو اس نے چار بار گواہی دی کہ کہ پھر اخاوند مجھکو زنا کا عیب لگانے میں جھوٹا ہے پھر آپنے حکم فرمایا تو لوگوں نے اسکی منہ کو بند کیا پھر اسکو وعظ فرمایا اور فرمایا البتہ ہر چیز اللہ کے غضب سے سہل اور آسان ہے پھر اسکو چھوڑ دیا تو وہ بولی اسعورت پر اللہ کا غضب اگر یہ مرد سچا ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا خبردار میں تمہارے درمیان ایک حکم کرون گا جو (حق اور باطل کے درمیان) فاصل ہوگا ابن عباسؓ کہتے ہیں پھر وہ عورت جنی اور مینے ویسا بڑا لڑکا مدینہ میں جنا ہوا کوئی نہیں دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر یہ حمل فلان کا ہے تو اسکے بچے کی صورت ہوگی اور اگر فلان کا ہے تو یہ صورت ہوگی پھر اس عورت نے اس شخص کا سا بچہ جنا جسکے ساتھ اسکو تہمت لگی تھی (رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ سعید بن جبیر کہتے ہیں ابن عمر کی ماتمیں پھر ہم ملاعنین کی بابت پوچھا گیا کیا ان دونوں کے درمیان جدائی کی جاوے ..... پھر مینے نہ جانا کہ میں کیا جواب دون پھر میں اپنے مقام سے اُٹھکر ابن عمرؓ کے گھر گیا اور مینے کہا اے ابا عبدالرحمان (عبداللہ بن عمرؓ کی کنیت ہے) کیا ملاعنین کے درمیان جدائی کیجاتی ہے تو ابن عمرؓ بولے سبحان اللہ پہلے جس نے مسئلہ پوچھا وہ فلان تھا فلان کا بیٹا اور بولا یا رسول اللہ فرمایئے اگر کوئی مرد اپنی بی بی کو بدکاری کرتا دیکھے اگر وہ بولیگا تو بڑی بات کہ ساتھ بولیگا اور اگر چپ رہے تو بڑی بات پر چپ رہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چپ رہے اور آپنے اسکو کچھ جواب نہ دیا اسکے بعد پھر وہ شخص آیا اور بولا جو مسئلہ مینے آپسے دریافت کیا میں اسکے ساتھ آزمایا گیا تو اللہ نے یہ آیتیں سورہ نور میں اُتاریں وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ سے اِنْ کَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ تک (جب وہ دونو لعان کرنے لگے) تو آپنے مرد سے ابتدا کیا اور اسکو نصیحت کی اور (اللہ) یاد دلایا (اسکو اور اسکو خبر دی کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت آسان ہے وہ مرد بولا اس ذات کی قسم جس نے آپکو سچے

دیکر بھیجا میںنے تو جھوٹ نہین بولا پھر دوسری بار عورت کو وعظ کیا اور اسکو نصیحت کی اور اسکو خبر دی کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت آسان ہی تو عورت بولی اس ذات کی قسم جس نے آپکو سچ دیکر بھیجا میرا خاوند جھوٹا ہے (مجھکو تہمت لگانے مین) ابن عمرؓ نے کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرد سے گواہیان لینے لگے اور اس نے چار بار تو یہ گواہی دی کہ یہ شخص (تہمت لگانے مین) سچا ہے اور پانچوین بار بولا اسکی لعنت اس شخص پر اگر یہ شخص جھوٹا ہے پھر عورت سے گواہیان لین تو اس نے چار بار یہ گواہی دی کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور پانچوین بار یہ کہا سعورت پر اللہ کا غضب اگر یہ شخص سچا ہے پھر انکے درمیان جدائی کردی (رواہ الامام احمد ورواہ النسائی فی التفسیر من حدیث عبد الملک بن ابی سلیمان بہ واخرجاہ فی الصحیحین من حدیث سعید بن جبیر عن ابن عباس) عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہین ہم جمعہ کے دن پہلے پہر مسجد مین بیٹھے تھے تو ایک مرد انصار مین سے بولا ہم مین سے کوئی جب اپنی بی بی کے ساتھ کسی (پرائے) آدمی کو پاوے (تو کیا کرے) اگر وہ (بیچارا) اس مرد کو مار ڈالے تو تم اسکو مار ڈالوگے اور اگر اس بات کو ظاہر کرے تو تم اسکو قصاص لگاؤگے اور اگر چپ رہے تو ایک غصہ کی بات پر وہ چپ کریگا بخدا اگر مین تندرست رہکر صبح کرون گا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھون گا عبد اللہؓ کہتے ہین پھر اس مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا اور بولا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم مین سے کوئی جب اپنی بی بی کے پاس (بیگانہ) مرد پاوے (تو وہ کیا کرے) اگر وہ (بیچارا) اسکو مار ڈالے تو تم اسکو مار ڈالوگے (قصاص) مین اور اگر بولے تو تم اسکو تازیانے لگاؤگے اور اگر چپ رہے تو غصہ کی بات پر چپ رہے آگہی تو فیصلہ کر عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہین پھر لعان کی آیت نازل ہوئی عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا پھر وہی شخص سب سے پہلے اس آفت مین پھنسا (انفرد باسنادہ مسلم فرواہ من طرق عن سلیمان بن مہران الاعمش بہ) سہل بن سعدؓ کہتے ہین عویمر عاصم بن عدی کے پاس آیا اور بولا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ کیا اگر کوئی شخص کسی شخص کو اپنی بی بی کے پاس پاوے اسکو مار ڈالے تو اسکے بدلے مارا جاویگا یا اسکے ساتھ کیا معاملہ کیا جاویگا عاصم نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مسئلہ پوچھنے بُرے جانے سہل بن سعدؓ نے کہا پھر عویمر ملا اور بولا تو نے کیا کیا عاصم بولا مین نے تو کچھ نہین کیا تو نے کوئی اچھی بات نہین پوچھی مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے ایسے مسائل پوچھنا برا جانا عویمر بولا بخدا مین خود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤنگا اور آپ سے یہ مسئلہ ضرور پوچھون گا پھر عویمر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا

اور آپ پر لعان کا حکم اتر چکا تھا سہل بن سعدؓ کہتے ہین پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عویمر اور عویمر کی بی بی کو بلایا اور ان دونون کے درمیان لعان کیا عویمر بولا اب اگر مین اسعورت کو لیجاؤن یا رسول اللہ تو مینے جھوٹ بولا اسپر سہل بن سعدؓ کہتے ہین پھر عویمر نے اپنی بی بی کو جدا کر دیا اس سے پہلے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے لیے حکم کرتے تو یہہ فراق متلاعنین کے درمیان سنت ہوگیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس عورت کو دیکھتے رہو اگر یہ بچہ جنے جسے سیاہ گون ہو اور کالی آنکھون والا اور موٹی رانون والا تو مین یہی خیال کرتا ہون کہ عویمر سچا ہے اور اگر سرخ رنگ کا بچہ جنے جیسے نَبَیشی تو مین خیال کرتا ہون کہ عویمر نے جھوٹ بولا پھر اس عورت نے مکروہ کیفیت پر بچہ جنا رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَاَخْرَجَاہُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ وَبَقِیَّۃُ الْجَمَاعَۃِ اِلَّا التِّرْمِذِیَّ وَرَوَاہُ الْبُخَارِیُّ اَیْضًا مِنْ طُرُقٍ عَنِ الزُّھْرِیِّ بِہٖ بخاری کے لفظ زہری کے طریق سے یہ ہین کہ سہل بن سعدؓ نے کہا ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور بولا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایئے اگر ایک مرد اپنی بی بی کے ساتھ کسیکو پالیوے کیا اسکو مار دیوے پھر تم اسکو مار دوگے (اسکے قصاص مین) یا کیا صورت کرے تو اللہ نے اس میان بی بی کے حق مین لعان کا حکم اُتارا جو قرآن مجید مین مذکور ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے فیصلہ کیا تیرے اور تیری بی بی کے حق مین سہل بن سعدؓ کہتے ہین پھر انہون نے آپس مین لعان کیا اور مین اسوقت موجود تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پھر اس شخص نے بی بی کو جدا کر دیا اور یہ طریق ٹھہر گیا کہ دو لعان کرنیوالون کو درمیان جدائی کی جاوے اور وہ عورت حامل تھی تو اس مرد نے اسکے حمل کا انکار کیا پھر اسکا بیٹا ماں ہی کیطرف منسوب ہوتا تھا پھر میراث مین یہ سنت جاری ہوگئی کہ ملاعنہ کا بیٹا ملاعنہ کا وارث ہو اور ملاعنہ اپنے بیٹے کی وارث ہو جو اللہ تعالے نے اسکی واسطے مقرر فرمایا حذیفہؓ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ اگر تو امر رومان (جو تیری بی بی ہے) کے پاس کسی مرد (اجنبی) کو پاوے تو کیا کرے ابوبکرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ مین برائی کرون اس مرد کے ساتھ فرمایا پھر تو اے عمرؓ اگر اپنی بی بی کے پاس کسی اجنبی آدمی کو دیکھے) عمرؓ نے کہا بخدا مین (بھی) اس مرد کے ساتھ برائی کرون اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہون کہ اللہ لعنت کرے اس شخص پر جو اسکے ساتھ برائی نکرے اسلیے کہ وہ خبیث (دیوث) ہے حذیفہ نے کہا پھر اُتری یہ آیت وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَھُمْ وَلَمْ یَکُنْ لَّھُمْ شُھَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُھُمْ رَوَاہُ الْحَافِظُ اَبُوْبَکْرِ الْبَزَّارُ پھر کہا ہم کیونکر جانتے جس نے اس حدیث کو مسند بیان کیا نفر بن شمیل کے سوا یونس بن اسحاق سے پھر حافظ ابوبکر نے اس حدیث کو روایت کیا فوری سے اس نے ابو اسحاق سے

اس نے زید بن تبیع سے سنا وہ اعلم انس بن مالک کہتے ہین اسلام مین بلا شبہ پہلا لعان یہ تھا کہ شریک سحما کے بیٹے کو ہلال بن امیہ نے زنا کا عیب لگایا اپنی بی بی کے ساتھ اور اس مقدمہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس لے گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار گواہ لاؤ ورنہ اپنی پیٹھ پر حد کھاؤ ہلال بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ جانتا ہے کہ مین سچا ہون اور بلا شبہ آپ پر وہ آیتین اتاریگا جو میری پیٹھ کو حد سے چھڑائین گی تو اللہ نے لعان کی آیت اتاری وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَھُمْ آخر تک انس بن مالک کہتے ہین پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہلال کو بلایا اور فرمایا تو گواہی دے اے ہلال کہ تو سچا ہے اس عیب لگانے مین جو تو نے اپنی بی بی کو لگایا ہے تو ہلال نے چار گواہی دین (کہ مین اپنی بی بی کو عیب لگانے مین) سچا ہون پھر پانچوین بار فرمایا اور اللہ کی لعنت تجھ پر اگر تو اپنی بی بی کو زنا کے عیب لگانے مین جھوٹا ہے تو ہلال نے کہا ہلال پر اللہ کی لعنت اگر ہلال نے اپنی بی بی کو زنا کی تہمت جھوٹی لگائی ہے پھر ہلال کی بی بی کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلایا اور فرمایا اٹھ اور گواہی دے کہ ہلال بلا شبہ جھوٹا ہے محمد کو زنا کی تہمت لگانے مین پھر عورت نے بھی قول کے ساتھ چار گواہیان دین پھر پانچوین بار فرمایا اور خدا کا غصہ تجھ پر اگر ہلال تجھ کو زنا کا عیب لگانے مین سچا ہے انس نے کہا چوتھی گواہی مین یا پانچوین گواہی مین عورت ذرا ٹھیر گئی یہانتک کہ لوگون نے خیال کیا کہ اب اقرار کرتی ہے پھر بولی مین اپنے لوگون کو عمر بھر خواری مین نہین ڈالتی اور بات کو پورا کر دیا پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے درمیان جدائی کر دی اور فرمایا دیکھتے رہو اگر یہ عورت ایسا بچہ جنے جسکی گھنگریلے بال ہون (اور) پنڈلیان چھوٹی تو شریک بن سحما کا ہوگا اور اگر یہ عورت ایسا بچہ جنے جو سفید رنگ ہو اور سیدھے بال والا اور اسکی چھوٹی آنکھین ہون تو ہلال بن امیہ کا لڑکا ہوگا تو اسی کے ہان ایسا بچہ پیدا ہوا جسکے بال گھنگریلے تھے اور پنڈلیان چھوٹی تھین تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر ان دونون کی حق مین اللہ تعالی لعان کا حکم نہ اتارتا تو میرے اور اسکے درمیان ایک حال ہوتا (یعنے مین اس عورت کو سنگسار کرتا) انتہے انی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہ ازواج جمع ہے زوج کے معنے مین زوجہ کی کیونکہ تا کا حذف کرنا زوجہ سے افصح ہے اسکے اثبات سے مگر فرائض مین اور ازواج کو مقید نہین کیا محصنات کے ساتھ اسلیے کہ لعان تو محصنہ اور غیر محصنہ سب کے قذف مین مشروع ہے البتہ اتنا فرق ہے کہ اگر محصنہ کو عیب لگایا جادی تو لعان زوج سے حد کو ساقط کر دیتا ہے اور اگر غیر محصنہ کو عیب لگایا جادی تو تعزیر کو گرا دیتا ہے اور غیر محصنہ وہ عورت ہے جو ذمیہ ہو یا لونڈی ہو یا بہت چھوٹی ہو لیکن وطی کی

برداشت کرسکتی ہو بخلاف اس صغیرہ کے قذف کہ جو دلی کی برداشت نہ کر اسکے اور بخلاف اس بڑی عورت کے قذف کہ جسکا زنا گواہون کر ساتھ ثابت ہوا ہو یا اسکے اقرار کر ساتھ کیونکہ واجب اندونون کے قذف میز تعزیر ہے اور صحابہ کی ایک جماعت نے اپنی بی بیون کو زنا کا عیب لگایا جیسے ہلال بن امیہ اور عویمر عجلانی اور عاصم بن عدی اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ جو لوگ لائے ہین یہ طوفان تمہین مین ایک جماعت ہین تم اسکو نہ سمجھو برا اپنے حق مین بلکہ یہ بہتر ہے تمہاری حق مین ہر آدمی کو ان مین سے پونچتا ہے جتنا کیا یا گناہ اور جس نے اٹھایا ہے اسکا بڑا بوجھ اسکو بڑی مار ہے ف یہ جو فرمایا بلکہ بہتر ہے تمہاری حق مین یہ اسواسطے کہ امہ کے فرمانے سے اور تم کو بزرگی ملی اور یہ جو فرمایا ہر آدمی کو پونچتا ہے جتنا کیا یا گناہ تو اس سے یہ مطلب کہ بعضے خوشیان کر کے کہتے بعضے افسوس کر کے بعضے چھیڑ کر مجلسون مین جہ چا اٹھا دیتے آپ چپکے سنا کرتے بعض سنکر نامل مین چپ رہجاتے اور بعضے صاف جھٹلا دیتے ان پچھلون کو پسند کیا اور سب کے تھوڑا بہت الزام دیا اور بڑا بوجھ اٹھانے والا عبد اللہ بن ابی تھا منافقون کا سردار انتہے ملے موضح القران ف حافظ ابن کثیر فرماتے ہین یہ اٹھارہ آیتین ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے حق مین اترین جب اہل افک و البہتان نے منافقون مین سر آپکے حق مین ایک محض جھوٹ طوفان کھڑا کیا جس مین اللہ نے ام المومنین اور اپنے پیغمبر صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے لیہ غیرت کی اور ام المومنینؓ کی برات کو اُتارا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کی صیانت اور بچاؤ کے لیے اور فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ عصبہ سے جماعت مراد ہے اور غرض یہ ہے کہ طوفان کھڑا کرنے والے ایک یا دو نہین ہین بلکہ ایک جماعت ہے تو ان مین سرمقدم اور پیشرو اور بڑھکر بات کرنیوالا اور بڑا بوجھ اٹھانے والا عبد اللہ بن ابی بن سلول تہا منافقون کا سردار کیونکہ اسی نے اس بات کو بنایا اور پہیلایا یہانتک کہ بعض مسلمانون کے ذہنون مین اسبات نے ٹھکانا پکڑا اور مسلمان بہی یہ بات آپس مین کرنے لگے اور دوسرون نے اس بات کا آپس مین کرنا جائز کہا اور یہ چرچا ایک ماہ کے قریب تک رہا یہانتک کہ قرآن اُترا زہری کہتے ہین مجہ کو سعید بن مسیب نے خبر دی اور عروہ بن زبیر نے اور علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے جب انکے حق مین طوفان والون نے طومار اٹھایا جو اٹھایا اور ام المومنینؓ کو

اللہ تعالیٰ نے پاک کیا انکے بہتان سے زہری کہتے ہین اور ان مین سے ہر ایک نے مجھ کو حدیث افک کا ایک ایک ٹکڑا سنایا لیکن بعضکو بعض سے حدیث زیادہ یاد تھی اور بعض نے دوسرے بعض سے حدیث کو زیادہ ثابت کیا ہوا تھا اور مینے ہر ایک سے وہ حدیث کا ٹکڑا یاد کر لیا جو اس نے میرے سامنے بیان کیا اور بعض کی حدیث بعض کی حدیث کو سچا کرتی ہے ان سب نے بیان کیا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی نے فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سفر کے لیے جانیکا ارادہ کرتے تو اپنی عورتون کے درمیان قرعہ ڈالتے پھر آپکے ازواج مین سے جسکے نام کا قرعہ نکلتا اسکو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھہ لیجاتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا ایک جہاد مین لیجانے کے لیے پھر اس مین میرے نام کا قرعہ نکلا اور مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ نکلی اور سو وقت حجاب کا حکم اتر چکا تھا تو مجھ کو ہودج ہی مین اٹھا کر اونٹ پر سوار کر لیتے اور ہودج سمیت مجھ کو اونٹ سے اتار لیتے پھر ہمنے سیر کیا یہانتک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جہاد سے فارغ ہوئے پھر لوٹے اور ہم مدینہ کے قریب آئے ایک رات آپنے رات کو کوچ کے لیے اجازت دی پھر مین چلی (پائخانہ کے لیے) یہانتک کہ لشکر سے پار ہو گئی جب مینے اپنی حاجت کو پورا کر لیا اور مین اپنے سواری کے پاس آئی اور مینے چھاتی پر ہاتھہ لگایا تو ناگہان میرا ہار جو جزع ظفار کا تھا وہ ٹوٹ کر گر گیا تھا پھر مین لوٹی اور مینے اسکو ڈھونڈھا وہان مجھکو ڈھونڈھنے مین دیر ہو گئی اور وہ لوگ جو میرے ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر رکھا کرتے تھے وہ آئے اور انھون نے ہودج کو میرے اونٹ پر رکھہ لیا جسپر مین سوار ہوا کرتی تھی اور انھون نے خیال کیا کہ عائشہ ہودج ہی مین ہو گی عائشہ رضہ کہتی ہین اور عورتون کا بوجہ سو وقت بہت ہلکا تھا گرانبار نہین ہوئی تھین اور نہ انکو گوشت نے ڈھانکا تھوڑا سا کھانا کھاتین اور ہودج کے اٹھانیوالون نے ہودج کے ہلکا پن کو معلوم نہ کیا یہانتک کہ انھون نے اگر ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر لاد لیا اور مین نوخیز لڑکی تھی اور انھون نے اونٹ کو اٹھا لیا اور چلے گئے اور مینے پایا ہار لشکر کے چلے جانے کے بعد اور مین آئی اپنی منزل مین اور وہان کوئی آدمی باقی نہ تھا نہ کوئی بلانیوالا اور نہ کوئی جواب دینے والا تو مینے قصد کیا اس جگہہ کا جہان میرا مقام تھا اور مین نے خیال کیا کہ لوگ عنقریب مجھہ کو مفقود پاکر میرے پاس لوٹینگے مجھے بیٹھے بیٹھے جو نیند نے غلبہ کیا تو مین سو گئی اور صفوان بن معطل سلمی ذکوانی وہ لشکر کے

چلے جانے کے بعد وہان رہا اس نے سویرے جو دیکھا تو اسکو انسان کا وجود نظر آیا پھر وہ میرے پاس آیا اور مجھ اس نے پہچان لیا جب اوس نے مجھ کو دیکھا اور انا للہ پڑہا اور مین اسکے انا للہ پڑہنے کے ساتھ جاگ اٹھے اور مین نے اپنا سونہہ ڈہانک لیا اپنے چادر کے ساتھ اللہ کی قسم اس نے بجاری اسنے میرے ساتھ کوئی بات نہین کی اور نہ مین نے اس سے اسکے انا للہ کہنے کے سوا کوئی اور بات سنی جب اس نے اونٹ کو بٹھایا پہلے اس نے سواری کے ہاتھہ پہ پاؤن رکھا (تاکہ اٹھے نہین) اور مین اسپر سوار ہوگئی پھر وہ سواری پر مجھہ کو سوار کرکے لشکر مین لے آیا دوپہر کیوقت پھر وہ سیاہ کیا جس نے رو سیاہ کیا میری شان مین اور ان مین سے جس نے بڑا بوجھ اٹھایا وہ عبداللہ بن ابی ابن سلول تہا اور مین مدینہ مین آکر بیمار ہوگئی ایک ماہ تک اور لوگ بہی چرچا کرتے تہے جو اہل افک نے اڑایا اور مجھکو کچھ معلوم نہ تہا اور مجھے شک مین ڈالتی تہی یہ بات کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ مہربانی نہ دیکہتی جو مین اس سے آگے بیماری کی حالت مین دیکہا کرتی تہی اور تو کچھ نہ تہا صرف یہی بات تہی کہ حضرت آتے گہر مین اور السلام علیکم فرماتے اور کہتے اسکا کیا حال ہے پھر یہی بات مجھکو شک مین ڈالتی تہی لیکن مجھکو یہ شرارت معلوم نہ تہی یہانتک کہ مین نقاہت کے بعد حاجت کے واسطے رات کو نکلی اور میرے ساتھہ مسطح کی مان بہی نکلی مٹیون کیطرف اور وہان جاکر ہم حاجت پوری کرتین اور ہم رات رات ہی ضرورت کے لیے باہر جاتین اور یہ اسوقت کی بات ہے جب گہرون کے قریب پائخانے نہین بنے تہے اور ہماری عادت ویسی ہی تہی جیسے عرب کے پہلے لوگون کی عورتون کے پائخانہ کے واسطے باہر جانے مین عادت تہی اور گہرون مین پائخانہ بنانے سے ہمکو تکلیف معلوم ہوتی تہی پھر مین اور مسطح کی مان جو اور ہم بنی مطلب بن عبد المطلب بن عبد مناف کی بیٹی تہی باہر نکلین اور مسطح کی مان صخر بن عامر کی لڑکی تہی جو ابوبکر (میرے والد ماجد) کی خالہ تہین اور ام مسطح کی بیٹی کا نام مسطح تہا جو اثاثہ بن عباد بن عبد المطلب کا بیٹا تہا جب ہم پائخانہ سے فارغ ہوچکین تو مین اور ام مسطح ہم گہرون کیطرف لوٹین اور مسطح کی والدہ گر پڑی اپنی چادر مین اڑکر اور بولی مسطح ہلاک ہووے مینے کہا تو نے بڑا کلمہ بولا کیا تو اس مرد کو برا کہتی ہے جو بدر مین حاضر ہوا وہ بولی ری بہولی تو نے نہین سنا مسطح نے کیا کہا ہی مینے کہا پہر اوسنے کیا کہا ہے تو ام مسطح نے مجھکو طوفان والون کی بات سنائی پھر مین اور زیادہ بیمار پڑگئی جب گہر مین پہونچی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور سلام کہکر فرمایا کیسا ہے تو مینے عرض کی کیا آپ اجازت دیتے ہین کہ مین ماں باپ کے پاس چلی جاؤن عائشہ کہتی ہین اور میرا اسوقت ارادہ یہ تہا کہ مین ماں باپ سے اس بات کا پختہ ہونا پوچہون گی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

مجھکو اجازت فرمائی پھر مین اپنی ماں باپکے پاس آئی اور مین نے اپنی ماں سے کہا اماں جان لوگ کیا باتین کرتے ہین تو وہ بولین بیٹا تو غم کیون کہاتی ہے بخدا یہ بات تو اکثر ہوتی ہے کہ اگر کسی مرد کی پاس خوبصورت عورت ہو اور اس کی سوکنین بھی ہون تو وہ خاوند کو اسعورت سے جدا کرنے کے لیے باتین بنایا کرتین ہین مینے کہا سبحان اللہ اور لوگون نے یہ بات بنائی ہے عائشہؓ کہتی ہین پھر مین اس رات روتی رہی صبح تک میرا آنسو خشک نہ ہوتا تھا اور نہ مینے دم بھر نیند لی پھر مینے روتی ہوئے صبح کی عائشہؓ کہتی ہین پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؓ بن ابیطالب اور اسامہ بن زیدؓ کو بلایا جب وحی نے دیر کی انسے دریافت کرنے تھے اور سیرہ جدا کرنے مین انسے مشورہ لیتے تھے عائشہؓ کہتی ہین پھر بیچارے اسامہؓ نے تو میری برارت بیان کی جو اسکو میری بابت معلوم تھی اور اسکو ہمارے گھرانے سے محبت بھی تھی اسامہؓ بولا یارسول اللہ عائشہ صدیقہؓ آپکی بی بی ہے اور ہم تو جہانتک سمجھتے ہین وہ نیکوکار ہے اور ہمارے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام تو انہون نے فرمایا یارسول اللہ آپ پر کچھ تنگی نہین ہے اور اسکے سوا بہت عورتین ہین اور اگر آپ بریرہؓ سے دریافت کرین گے تو وہ سچ سچ کہدیگی عائشہ صدیقہ نے کہا پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ کو طلب کیا اور فرمایا اے بریرہ کیا تو نے کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جس سے تو عائشہؓ کی بابت کچھ شک کرے تو بریرہؓ بولی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچ دیکر بھیجا اگر مین اسپر کوئی عیب دیکھتی تو کبھی اسکو چھپا نہ رکھتی صرف اتنی بات ہے کہ وہ نوخیز لڑکی ہے اپنا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہے اور بکری آکر اسکو کھا جاتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسدن اٹھے اور عبداللہ بن ابی بن سلول کی بابت عذر خواہی کی اور فرمایا منبر پر کھڑے ہوکر اے مسلمانون کون معذور رکھتا ہے مجھکو اس شخص کی بابت جو مجھکو میری بی بی کے حق مین ایذا دیرہا ہے اور وہ ایسے مرد کا نام لیتے ہین جس سے مینے بھلائی کے سوا اور کچھ نہین جانا اور کبھی میرے گھر مین نہین آیا مگر میرے ساتھ تو اٹھے سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ اور بولے مین آپ کو معذور رکھتا ہون اس پلید سے اگر وہ قبیلہ اوس سے ہی تو ہم اسکی گردن اتار دینگے اور اگر ہمارے بھائیون کے قبیلہ خزرج سے ہوگا تو آپ ہمکو ارشاد فرمایئے ہم آپکے ارشاد پر عمل کرین گے پھر سعد بن عبادہ اٹھے اور وہ خزرج کے سردار تھے اور نیک بخت آدمی تھے لیکن اسوقت انکو اپنی قوم کی حمایت نے پکڑ مین ڈالدیا اور بولے تو نے جھوٹ بولا اے سعد بن معاذ اللہ کی قسم تو خزرجی کو قتل نہ کرے گا اور نہ تو اسکو مار سکتا ہے اور اگر وہ تیرے قبیلے سے ہوگا تو تو اسکا مارنا نہ چاہے گا پھر اسید بن حضیر اٹھے اور وہ سعد بن معاذ کے چچا زاد تھے اور سعد بن عبادہ کو مخاطب کرکے فرمایا اللہ کی قسم تو نے جھوٹ بولا ہم ضرور اسکو مار ڈالینگے تو تو دغا باز ہے دغا بازون کی طرف سے ہو کر

جھگڑا ہے پہر اوس نے خرچ اٹھنے اور لڑائی کے لیے طیار ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تہے آپ منبر پر سے اتر کر) انکو چپ کراتے رہے یہانتک کہ انہوں نے سکوت کی اور سکوت کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اور مین اسدن بہی روتی رہی میرا آنسو خشک نہ ہوتا تہا اور نہ مین سوتی تہی اور میرے ماننا پ خیال کرتے تہے کہ رونا میرے جگر کو کاٹ دیگا پہر وہ دونون میرے پاس بیٹہے تہے اور مین رو رہی تہی اتنے مین انصار کی ایک عورت نے میرے پاس آنیکی اجازت مانگی تو مینے اسکو اجازت دی پہر وہ بہی بیٹہ کر میرے ساتہہ روتی رہی ہم اسی حال مین تہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اوپر داخل ہوئے اور جب سے لوگون نے یہ چرچا کیا تہا آپ میرے پاس نہین بیٹہے تہے اور ایک مہینہ گذر گیا تہا کہ آپ کی طرف میری بابت کچہ حکم نہ اترا تہا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے ایک ہونے کی گواہی دی اور گواہی دی اپنی رسالت کی پہر فرمایا اما بعد اے عائشہ مجھکو تجھسے یہ یہ بات پہنچی ہے اگر تو اس سے بری ہے تو تجھکو عنقریب اللہ بچا لیگا اور اگر تو گناہ کے ساتھہ آلودہ ہوگئی ہے تو اللہ سے معافی مانگ اور اسکیطرف توبہ کر کیونکہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اسکی توبہ کو منظور کر لیتا ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بات کو پورا کر لیا تو میری آنسو بند ہوگئی یہانتک کہ مین ایک قطرہ گرتا ہی محسوس نہ کرتی تو مینے کہا اپنے باپ سے آپ میری طرف سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دین تو ابوبکر نے کہا اللہ کی قسم مین نہین جانتا مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا جواب دون پہر مینے اپنی ماں سے کہا تو جواب دے میرے طرف سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو انہون نے بہی یہی فرمایا بخدا مین نہین جانتی مین کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دون تو مین نے کہا اور مین نوخیز لڑکی تہی مینے بہت سا قرآن نہین پڑہا تہا بخدا مینے جان لیا کہ تم نے یہ بات سنی یہان تک کہ یہہ بات تمہاری جیون مین جم گئی اور تمنے اسکو سچا جانا پہر اگر مین برات بیان کرون اور اللہ تو جانتا ہی ہے کہ مین بری ہون تو تم میری تصدیق نہ کروگے اور اگر مین اس امر کا اقرار کرون حالانکہ اس امر سے میرا بری ہونا اللہ کو معلوم ہے تو تم میرے اقرار کی تصدیق کر لوگے پہر بخدا مین نہین پاتی کوئی مثال اپنے لیے اور تمہارے لیے مگر جیسے یوسف علیہ السلام کے باپ (یعقوب) علیہ السلام نے فرمایا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ یعنے پہر صبر اچہی چیز ہے اور اللہ مدد گار ہے اسپر جو تم بیان کرتے ہو پہر وہان سے ہٹ کر اپنے بستر پر لیٹ رہی اللہ مین بخدا اسوقت جانتی تہی کہ مین اس تہمت سے پاک ہون اور اللہ تعالی مجھکو پاک کرے گا بسبب میرے بری ہونے کے لیکن مجھ کو یہ خیال نہ تہا کہ میرے حق مین قرآن اترے گا اور اسکو لوگ پڑہا کرین گے اور مین

اپنی حالت کو اس سے بہت حقیر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میری بابت کوئی حکم اتاریگا اور اسکو لوگ پڑہا کرین اور محمد کو تو یہ خیال تہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین میری برات معلوم ہوجاویگی پر بخدا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو اپنی مجلس سے اور نہ گہر والون مین سے کوئی باہر گیا یہانتک کہ اللہ نے اپنے پیغمبر پر وحی اتاری پر آپ کو وہ گرمی ہونے لگی جو وحی کے نازل ہونے کے وقت ہوا کرتی تہی یہانتک کہ آپکے مبارک چہرہ سے موتیون کیطرح قطرے گرنے لگے پسینے کے اور وہ سردی کا دن تہا استقبال کی سختی سے جو آپ پر اترا پہر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی سے فارغ ہوے اور آپ ہنس رہے تہے پہر پہلا کلمہ جو آپ نے مونہہ سے نکالا یہ تہا کہ فرمایا خوش ہولے عائشہ اللہ عزوجل نے تجھے پاک کردیا میری ماں بولی اوٹہ اے بیٹا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تو بیٹے کہا مین تو بخدا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نہ اٹہون گی اور مین اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کی تعریف نکرونگی اللہ ہی نے میری پاکی اور برات نازل فرمائی ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے اور وہ خرچ کیا کرتے تہے مسطح بن اثاثہ پر بسبب اسکی رشتہ داری کے اور اسکے محتاج ہونے کے بخدا مین اسپر اب خرچ نکرون گا اسی پیچے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق مین برا بولا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ سے غَفُورٌ رَحِيمٌ تک یعنے اور نہ قسم کہادین بڑائی والے تم مین اور کشایش والے اس سے کہ دیوین جاتے والون کو اور محتاجون کو اور وطن چہوڑنے والون کو اللہ کی راہ مین اور چاہیے معاف کرین اور درگذر کرین کیا تم نہین چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے تو ابوبکر بولے کیون نہین بخدا مین تو چاہتا ہون کہ اللہ مجہ کو معاف کرے پہر مسطح کو وہی خرچ دینے لگے جو اسکو دیا کرتے تہے اور فرمایا بخدا مین کبہی اس خرچہ کو ان سے نبند کرونگا عائشہ صدیقہ فرماتی ہین اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بہی میری بابت پوچہتے اور فرماتے اے زینب تو عائشہ کو کیسی جانتی ہے یا تو نے کبہی کچہ دیکہا ہے تو وہ کہتی یارسول اللہ مین بچاتی ہون اپنی کان اور اپنی آنکہین (کہ مین سم کے لیے وہ چیز ثابت کرون جو انہون نے نہین سنی اور آنکہون کے لیے وہ چیز جو انہون نے نہین دیکہی) بخدا مین تو نہین جانتی عائشہ کے حق مین مگر بہلائی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بیون مین یہی زینب میرا مقابلہ کیا کرتی تہی (اسلیے کہ اسکا نکاح حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ آسمانون مین اللہ عزوجل نے کردیا جسکا مذکور سورہ احزاب مین ہے) اللہ کے قول وَرَوَّجْنَاكَهَا مین تو اسکو اللہ تعالیٰ نے اسکے تقوی کی وجہ سے بچا لیا (ورنہ اسکے محبکو متہم کرنے کا یہ

خوب موقعہ تہا) اور حمنہ بنت جحش اسکی بہن زینبؓ کے لیے لڑائی کرتی رہی (وہ طوفان والون مین شریک ہوگئی اپنی بہن زینب کیخاطر کہ عائشہؓ میری بہن کی سوکن ہے کسیطرح عائشہؓ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح مین نہ رہی) اور وہ بہی ہلاک ہوگئی ان مین جنہون نے اپنا روسیاہ کیا کہا ابن شہاب نے پہر یہ وہ خبر ہے جو ہم کو پہنچی طوفان والون کی اس سے رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَاَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ مِنْ حَدِیْثِ الزُّہْرِیِّ وَہٰکَذَا رَوَاہُ ابْنُ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّہْرِیِّ کَذٰلِکَ قَالَ وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی بْنُ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ الْاَنْصَارِیُّ عَنْ عَمْرَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ بِنَحْوِ مَا تَقَدَّمَ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ پہر بخاری نے کہا اور کہا ابو اسامہ نے ہشام بن عروہ سے روایت کرکے اس نے کہا مجہکو میرے باپ عروہ نے خبر دی حضرت عائشہؓ سے کہا ام المومنین نے جب چرچا ہوا میری بابت جو چرچا ہوا اور مجہے معلوم نہ تہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے حق مین خطبہ سنایا پہلے اللہ کے ایک ہونیکی شہادت اور اپنی رسالت کی شہادت بیان کی پہر اللہ کی تعریف کی اور پہر شاکی جیسے اسکے لائق ہے پہر فرمایا اما بعد مشورہ دو مجہہ کو ان لوگون کی بابت جنہون میرے گہر والون کو عیب لگایا زنا کا اللہ کی قسم مین انہین معلوم کی اُنسے کوی برائی اور انہون نے عیب لگایا میرے گہر والون کو اس شخص (صفوان بن معطل سلمی ذکوانی) کے ساتہہ جس مین مجہہ کو کوئی برائی معلوم نہین ہے اور وہ کبہی میرے گہر مین نہین آیا مگر اسوقت جب مین گہر مین موجود ہوتا ہون اور جب مین سفر مین جاتا ہون تو وہ کبہی میرے پیچہے نہین رہا) میرے ساتہہ ہی جاتا ہے تو سعد بن معاذ انصاری اٹہے اور بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجہے اجازت دیجیو مین طوفان والون کی گردن مارون تو ایک مرد خزرج کے قبیلے سے اٹہا اور حسان بن ثابت کی ماں خزرج مین سے تہی وہ بولا تو نے جہوٹ بولا خبردار اگر وہ لوگ اوس مین سے ہونگے تو تیری طبیعت کبہی انکے مارنیکو نہ چاہے گی یہانتک کہ اوس اور خزرج تو مسجد مین لڑائی کو طیار ہوگئے عائشہؓ کہتی ہین اور مجہے کوئی خبر نہ تہی جب اسدن کی شام ہوی تو مین اپنی بعض ضرورت (پاخانہ) کے لیے باہر نکلی اور میرے ساتہہ مسطح کی والدہ بہی تہی تو وہ گر پڑی اور بولی مسطح ہلاک ہو مینے کہا اماں جان تم اپنے بیٹے کو کیون بُرا کہتی ہو تو وہ چپ رہی پہر دوسری بار گر پڑی اور بولی مسطح ہلاک ہووے مینے کہا اماجان تو بیٹے کو بُرا کہتی ہے تیسری بار پہر گر پڑی اور بولی مسطح ہلاک ہووے تو مینے اسکو ڈانٹا تو وہ بولی اسکو بُرا نہین کہتی مگر تیرے ہی لیے تو مین نے کہا میرے کس حال مین تو اس نے میرے آگے اہل افک کی

حدیث سنائی مینے کہا اور لوگ یہ باتین کرتے ہین اور مجھ کو ہوا ہان اللہ کی قسم پہر مین گھر کو لوٹی گویا مین جس کام کے لیے نکلی تہی وہ مجھے حاجت ہی نرہی نہ تہوڑی اور نہ بہت اور مجھہ کو بخار ہوگیا اور مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی آپ مجھے میرے باپ کے گھر بہیجدیجیے تو آپنے میرے ساتہ لڑکا بہیجا اور مین اگلی باپ کے گھر مین پہر مینے پایا ام رومان کو نیچے اور ابوبکرؓ اوپر بالاخانے مین تہے قرآن مجید کی تلاوت کرتے تے تو ام رومان بولی تو کیون آئی اے بیٹی اور مینے اسکو خبر دی اور وہ بات بیان کی اور اسکو بہی ابہی تک پوری طرح بات معلوم نہ تہی تو ام رومان بولی اے بیٹی تو اس بات کو اپنے اوپر بلکا کر اللہ کی قسم ایسا بہت ہوتا ہے کہ جس مرد کے نکاح مین خوبصورت عورت ہوتی ہے اور وہ اسکے ساتہ محبت کرتا ہے تو اسکی دوسری بیبیان (جو اس عورت کی سوکنین ہوتی ہین) اسکے ساتہ حسد کیا کرتی ہین اور بہتان بہی لگا دیتی ہین اور ابوبکرؓ کو بہی اسقدر خبر نہ ہوئی تہی جسقدر محمد کو ہوی مینے کہا میرے باپ کو بہی یہ بات معلوم ہے اس نے کہا ہان مینے کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہی اس نے کہا ہان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہی معلوم ہے پہر مین تو آنسو بہانے لگی اور رونے لگی اور ابوبکرؓ نے میرا آواز سن لیا اور آپ گہر کے اوپر قرآن مجید پڑہ رہے تہے پہر اتر آئے اور فرمایا میری ماں کو یہ کیون رولی ہے میری ماں بولی اسکو وہ بات پہنچی ہے جو لوگون نے اسکی بابت چرچا کیا تو میرے باپ کی آنسو بہنے لگے اللہ اسنے راضی ہووے اور فرمایا مین تجہہ پر قسم ڈالتا ہون اے بیٹی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گہر مین چلی جا پہر مین لوٹ آئی اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گہر مین آئے ہوئی تہے پہر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری خادم (بریرہؓ) سے پوچہا تو وہ بولی نہ اللہ کی قسم مینے تو اس مین کوئی برای نہین دیکہی ہان اتنی بات ہے کہ یہ سوجاتی ہے اور بکری آکر آٹا کہا جاتی ہے اور بعض اصحاب (حضرت امیرالمومنین علیؓ) نے اسکو جڑکا کہ تو سچ بول اور غلطی کرانے لگے اس سے بابت مین تو وہ بولی سبحان اللہ اللہ کی قسم مجہے تو اسکا حال ایسا معلوم ہے جیسے سنار سرخ سونے کی ڈلیا کو پہچان لیتا ہے (اس مین تو کوئی عیب نہین ہے) اور یہ بات اس شخص کو بہی پہونچی جسکے ساتہ لوگون نے مجہ کو عیب لگایا تو وہ بولا سبحان اللہ اللہ کی قسم مینے تو کسی برائی) عورت کا کروٹ نہین کہولا حضرت عائشہ رضے اللہ عنہا نے فرمایا تو وہ شہید ہوا اللہ کی راہ مین پہر صبح کیوقت میری ماں باپ میرے پاس آئے اور میرے پاس ہی رہے یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے عصر کی نماز پڑہکر اور میرے داہنے اور باین میری ماں باپ بیٹہے تہے پہر آپنے اللہ کی تعریف کی اور

اسپر ثنا کہی یہ فرمایا اما بعد اے عائشہ اگر تو نے کی ہے برائی یا تو نے بے اضافی کی ہے تو تو بہ کر اللہ کیطرف کیونکہ اللہ اپنے بندون کی توبہ منظور فرماتا ہے عائشہ نے کہا اور انصار کی ایک عورت آکر دروازہ مین بیٹھی تھی تو مینے کہا آپ اس عورت سے شرم نہین فرماتے یہ جاکر بیان کریگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعظ فرمایا اور میرے باپ کی طرف التفات فرمایا اور مینے کہا اپنے باپ سے آپ جواب دیجیے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ بولے پھر مین کیا کہون پھر مینے اپنی ماں کی طرف دیکھا تو مینے کہا تمان تو ہی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دے وہ بولی مین کیا کہون جب سے یہ کہ ماں باپ نے کچھ جواب یا مینے اللہ کی وحدانیت اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی شہادت دی اور تعریف کی اللہ کی اور ثنا کی اسکی جسکے وہ لائق ہے پھر مینے کہا اما بعد پھر اللہ کی قسم اگر مین تم کو کہون کہ مین نے یہ کام نہین کیا اور اللہ گواہ ہے کہ مین سچی ہون تو یہ میرا کہنا کچھ تمہاری نزدیک کارآمد نہین ہے مینے اس بات کا حرچا کیا اور تمہارے دلون مین یہ بات رچ گئی اور اگر مین کہون کہ مینے یہ کام کیا ہے اور حالانکہ اللہ جانتا ہے مینے یہ کام نہین کیا تو تم کہوگے اس نے اقرار کرلیا اور مین قسم اللہ کی نہین پاتی اپنی اور تمہاری مثال مگر ابو یوسف کیطرح جب اس نے کہا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ اور یعقوب علیہ السلام کے نام کو مینے سوچا تو سہی لیکن مجھ کو اسوقت یاد نہ آیا تب مینے کہا مگر یوسف کی طرح اور اللہ تعالیٰ نے اسیوقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل فرمائی پھر ہم چپ ہوگئے پھر جب آپ استحالت سے پھرے اور مجھے خوشی آپکے سبار کے چہرے مین معلوم ہورہی تھی اور آپ پونچھ رہے تھے اپنی پیشانی اور فرماتے تھے خوش ہوجا اے عائشہ اللہ نے تیری برارت کو اتارا اور مین بہت غصہ مین بیٹھی تھی اور میرے ماں باپ نے مجھ کو فرمایا اٹھکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کر مینے کہا اللہ کی قسم مین تو کبھی حضرتؐ کی طرف نہ اٹھون گی اور نہ آپکی تعریف کرونگی اور نہ تمہاری تعریف کرون گی ولیکن مین تو اس اللہ کی تعریف کرونگی جس نے میری برارت اُتاری تمنے سنا پھر اسکا انکار نہ کیا اور نہ اسکو بدلایا اور رہی زینب بنت جحش تو اسکو اللہ نے بچالیا اسکی دینداری کی وجہ سے اس نے تو کچھ نہ کہا (یہ حمنہ) بھلائی کے سوا اور اسکی بہن حمنہ تو وہ ہلاک ہوگئی ان لوگون مین جنہون نے طوفان اٹھایا اور جو لوگ یہ بات کرتے تھے ان مین تھا مسطح اور حسانؓ ثابت کا بیٹا اور عبداللہ بن ابی بن ابی بن سلول اور اسی نے اسکا بڑا بوجھ اٹھایا اور حمنہ جحش کی بیٹی اور ابوبکرؓ نے قسم کی کہ مین مسطح پر خرچ نہ کرون گا تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ سے آخر آیت تک اور اس آیت مین اولوا الفضل والسعۃ سے ابوبکرؓ مراد ہے

اور اہل القربیٰ والمساکین والمہاجرین کو مطلقاً نہ دے تو ابوبکرؓ بولے کیوں نہیں ہم چاہتے ہیں اے ہمارے مالک
یہ تو ہم کو معاف کرے اور پہلا سا خرچ کرنا شروع کر دیا ھٰذَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ مِنْ ھٰذَا الْوَجْہِ مُعَلَّقًا بِصِیْغَۃِ
الْجَزْمِ عَنْ اَبِیْ اُسَامَۃَ حَمَّادِ بْنِ اُسَامَۃَ اَحَدِ الْاَئِمَّۃِ الثِّقَاتِ وَقَدْ رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ عَنْ
سُفْیَانَ بْنِ وَکِیْعٍ عَنْ اَبِیْ اُسَامَۃَ مَوْقُوْفًا عَلَیْہِ مِثْلَہٗ اَوْ نَحْوَہٗ وَرَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ
الْاَشَجِّ عَنْ اَبِیْ اُسَامَۃَ بِبَعْضِہٖ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں جب میرا عذر آسمان سے نازل ہوا تو میرے
پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور خبر دی اس امر کی تو میں نے کہا میں اس کی تعریف کرتی ہوں آپ کی تعریف
نہیں کرتی رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا جب میرا عذر قرآن مجید میں اللہ نے اُتارا تو حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھے اور اس امر کا بیان کیا اور قرآن مجید پڑھا جب منبر پر سے اُترے تو آپ نے حکم کیا دو
مردوں اور ایک عورت کو حد لگانیکا تو انکو حد لگائی گئی رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَرَوَاہُ اَھْلُ السُّنَنِ
الْاَرْبَعَۃِ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ اور ابوداؤد نے انکے نام لیے جنکو حد لگائی گئی حسانؓ
بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کی بہن حافظ ابن کثیر کہتے ہیں فَھٰذِہٖ طُرُقٌ مُتَعَدِّدَۃٌ عَنْ
اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ عَائِشَۃَ فِی الْمَسَانِیْدِ وَالصِّحَاحِ وَالسُّنَنِ وَغَیْرِھَا یعنے یہ متعدد طریق ہیں جو مسانید
اور صحاح اور سنن میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہیں اور ام رومانؓ حضرت عائشہؓ کی والدہ کی
بھی یہ حدیث مروی ہے مسروق نے ام رومان سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا میں عائشہؓ کے پاس تھی کہ اتنے
میں اسکے پاس انصار کی ایک عورت آئی اور بولی میرے بیٹے کو خدا سمجھا اور اسکے ساتھ یہ معاملہ کرے تو
عائشہؓ نے کہا اور یہ کیوں تو وہ بولی وہ بھی ان لوگوں میں شریک ہے جنہوں نے ایک بات کا چرچا کیا ہے عائشہؓ
عائشہ نے کہا اور کس بات کا چرچا وہ بولی فلاں فلاں بات کا جرچہ عائشہؓ نے کہا اور یہ چرچا حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے گوش ہائے مبارک تک بھی پہنچ گیا ہے وہ بولی ہاں پہنچ گیا ہے عائشہؓ نے کہا اور ابوبکرؓ بھی یہ
بات پوچھی وہ بولی ہاں ابوبکر کو بھی پہنچ گئی پھر عائشہؓ بیہوش ہو کر گر پڑی پھر ہوش میں نہ آئی یہانتک کہ اسکو تپ لرزہ ہو گیا ام رومانؓ نے کہا پھر میں
اٹھی اور میں نے اس پر کپڑا ڈالدیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور فرمایا اسکا کیا حال ہے میں نے کہا
یارسول اللہ اسکو تپ لرزہ ہو گیا فرمایا شاید وہ بات سنکر جسکا لوگوں میں چرچا ہو رہا ہے پھر عائشہؓ
اٹھکر بیٹھ گئی اور بولی بخدا اگر میں تمہارے لیے قسم کروں تو تم میری تصدیق نہ کرو گے اور اگر تمہارے پاس
کچھ عذر خواہی کروں تو تم مجھے معذور نہ کہو گے تو میری مثال اور تمہاری مثال یعقوب علیہ السلام اور اسکی

بیٹیون کی مثال کیطرح ہے جب اس نے کہا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے اور اسنے عائشہ کا عذر اُتار دیا پھر حضرتؐ نے لوگوں اور آپکے ابوبکر بھی تھے پھر حضرتؐ اندر آئی اور فرمایا ای عائشہؓ اللہ نے اُتار دیا تو عائشہؓ بولی میں اسکی تعریف کرتی ہون نہ آپ کی تو ابوبکرؓ بولے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے یہ کہتی ہے وہ بولی ہان ام رومانؓ نے کہا اور چونکہ یہ والون میں ایک مرد (مسطح نام) تھا جس کو ابوبکرؓ خرچ دیا کرتے تھے تو ابوبکرؓ نے قسم کھائی کہ اب میں اسپر خرچ نہ کرون گا پھر اللہ نے یہ آیت اُتاری وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ آخر آیت تک تو ابوبکرؓ بولے کیون نہین میں تو چاہتا ہون کہ مجھ کو اللہ معاف کرے پھر اسپر خرچ کرنے لگے رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَتَفَرَّدَ بِهِ الْبُخَارِيُّ دُوْنَ مُسْلِمٍ مِنْ طَرِيْقِ حُصَيْنٍ حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور اسکو روایت کیا بخاری نے موسی بن اسمعیل سے اس نے ابوعوانہ سے اس نے محمد بن سلام اور محمد بن فضیل سے ان دونون نے حصین سے اس حدیث کو اور ابوعوانہ کے لفظ یہ ہین حَدَّثَتْنِي أُمُّ رُوْمَانَ اور اس مین تصریح ہے مسروق کے سننے کی ام رومانؓ سے اور حافظون کی ایک جماعت نے مسروق کے سماع کا ام رومانؓ سے انکار کیا ہے ان مین سے ہے خطیب بغدادی اور یہ سبب ہے کہ اہل تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ ام رومانؓ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد سعادت مہد مین مرگئی کہا خطیب نے اور مسروق اس حدیث کو مرسلاً بیان کرتا تھا پھر کہتا مین پوچھا گیا ام رومانؓ سے یہ حدیث کو بیان کرتا تو شاید بعض راویون نے سُئِلَتْ کو سَأَلَتْ سمجھ لیا الف کے ساتھ اور اس نے خیال کیا کہ سَأَلَتْ بصیغہ متکلم ہے پھر روایت کو مقصل خیال کیا خطیب نے کہا اور بخاری نے بھی اس حدیث کو اسیطرح روایت کیا ہے اور اسکو یہ علت معلوم نہین ہوئی كَذَا قَالَ الْخَطِيْبُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ اور افک کہتے ہین جھوٹ اور بہتان اور افترا کو عصبہ سے جماعت مراد ہے اور لاتحسبوہ مین اَل ابوبکرؓ مخاطب ہین اور سنئے یہ ہین کہ اے ابوبکرؓ کی آل یعنے اے عائشہؓ تم اس چرچے کو اپنے لیے بُرا مت خیال کرو یہ چرچا تو تمہاری عزت کا موجب ہے دنیا اور آخرت مین دنیا مین تو تمہارا سچا بول رہیگا اور آخرت مین مراتب بلند ہونگے اور اس مین عائشہؓ کی شرافت کا اظہار ہے جو اسنے اسکی برأت کو قرآن عظیم مین نازل فرمایا جسپر جھوٹ کا دخل نہین آگے سے اور نہ پیچھے سے جو اتاری ہے حکمتون والے سب خوبیون سراہے کی ولہذا جب اسکے پاس ابن عباسؓ آئے اور وہ موت کے سیاق مین تھین تو بولے اَبْشِرِيْ فَإِنَّكِ زَوْجَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يُحِبُّكِ وَلَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَكِ وَنَزَلَ بَرَاءَتُكِ مِنَ السَّمَاءِ یعنے تو خوش ہو جا اسلیے کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے ساتھ پیار کرتے تھے اور تیرے سوا کسی کنوارے سے نکاح نہین

کیا اور اتری بیری برات آسمان سے محمد بن عبداللہ بن جحش کہتے ہین عائشہؓ اور زینبؓ نے آپس مین ایک دوسرے پر فخر کیا
زینب بولی اَنَا الَّتِی نَزَلَ تَزْوِیْجِی مِنَ السَّمَاءِ وَقَالَتْ عَائِشَۃُ اَنَا الَّتِی نَزَلَ عُذْرِیْ مِنَ السَّمَاءِ حِیْنَ
حَمَلَتْنِیْ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ عَلَی الرَّاحِلَۃِ یعنے مین وہ ہون جسکی تزویج آسمان سے نازل ہوی اور عائشہؓ بولی
مین وہ ہون جسکا عذر آسمان سے اترا جب عیب لگایا مجھ کو اہل افک نے صفوان بن معطل کے ساتھ جب وہ
مجھکو اونٹ پر سوار کرلایا تو زینبؓ بولی اے عائشہؓ تو نے کیا کہا جب تو سوار ہوی عائشہؓ بولی مینے کہا حسبی
اللہ ونعم الوکیل یعنے بس ہے مجھ کو اللہ اور کیا اچھا کارساز ہے زینبؓ بولی تو نے مومنین کا کلمہ کہا رَوَاہُ ابْنُ
جَرِیْرٍ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ اور یہ جو فرمایا لِکُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْھُمْ مَّا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ یعنے ہر ایک کو واسطے جنہون
نے یہ چرچا کیا ہے اور ام المومنینؓ کو عیب لگایا ہے فحشؓ کا عذاب کا نصیب عظیم ہے اور قول کبر سے جرم
کا اٹھانا اور شروع کرنا مراد ہے یا اسکا اکٹھا کرنا اور پھیلانا پھر اکثر مفسرین کا تو یہ قول ہے کہ بڑا بوجھ اٹھانیوالا
عبداللہ بن ابی تھا قَبَّحَہُ اللّٰہُ وَلَعَنَہُ اللّٰہُ اور اسی شخص کے متولی کبر ہونے پر حدیث مین نص گندی اور
مجاہد اور بہت لوگون کا یہی قول ہے بعض نے کہا متولی کبر حسان بن ثابت تھا اور یہ غریب قول ہے اور اگر
صحیح بخاری کی ایک روایت اس غریب قول کے صحیح ہونے پر موجود نہ ہوتی تو ہم اس قول کو اپنی کتاب مین
بیان ہے نہ کرتے کیونکہ حسان بن ثابتؓ ان صحابہ مین سے ہے جنکے فضائل اور مناقب اور مآثر مین اور
اسکے عمدہ محاسن اور مکارم مین سے یہ ہے کہ وہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف سے کفار کے طعن کو اپنی
اشعار مین دفع کرتا اور اسکے حق مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ھَاجِھِمْ وَجِبْرِیْلُ مَعَکَ یعنے
اے حسان تو کفار کی ہجو اور مذمت کر اور جبریل تیرا مددگار ہے مسروق کہتے ہین مین عائشہؓ کے پاس تھا
تو حسانؓ بن ثابت آئے تو حکم کیا عائشہؓ نے اسکے لیے تکیہ ڈالنے کا پھر اسکے لیے تکیہ ڈالا گیا جب چلا گیا
تو مینے کہا کیا آپ اجازت دیتی ہین ایسے شخص کے لیے جسکی بابت اللہ نے فرمایا ہے وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْھُمْ لَہٗ
عَذَابٌ عَظِیْمٌ تو ام المومنینؓ نے فرمایا اور کونسا دکھ بڑا ہے اندھا ہونے سے (اور حضرت حسانؓ کی
بینائی کھوئی گئی تھی تو شاید انکے لیے اللہ نے اسی کو عذاب عظیم گردانا) پھر ام المومنینؓ نے فرمایا یہی حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کفار کے ساتھ سوال وجواب کرتا اور ایک روایت مین ہے کہ حسانؓ نے یہ شعر پڑھے
جب ام المومنینؓ کے پاس آئے مدح کی حسان نے ان شعرون مین ام المومنینؓ کی

حَصَانٌ رَزَانٌ مَّا تُزَنُّ بِرِیْبَۃٍ وَتُصْبِحُ غَرْثٰی مِنْ لُّحُوْمِ الْغَوَافِلِ

یعنے آپ پارسا ہین اور اپنی مجلس کی عزت اور کسی تہمت کے ساتھہ آپ متہم نہین ہین اور آپ صبح کرتی ہین ایسی حالت مین کہ آپ سے کسی عورت کی غیبت نہین کی ہوتی ام المومنین نے فرمایا ولکن آپ تو ایسے نہین ہین رواہ الاعمش عن ابی الضحیٰ عائشہ کہتی ہین مینے کسی شخص کے شعر حسان کے شعرون سے عمدہ نہین سنی اور مینے کبھی حسان کے شعر نہین پڑہے مگر مجھے خیال آتا ہے کہ حسان جنتی ہے ابوسفیان بن حرث بن عبدالمطلب کے جواب مین اسنے یہ شعر کہے

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَاَجَبْتُ عَنْهُ ۔ وَعِنْدَ اللّٰهِ فِی ذَاكَ الْجَزَآءُ

فَاِنَّ اَبِیْ وَوَالِدَهٗ وَعِرْضِیْ ۔ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَآءُ

اَتَشْتِمُهٗ وَلَسْتَ لَهٗ بِكُفْءٍ ۔ فَشَرُّكُمَا لِخَیْرِكُمَا الْفِدَآءُ

لِسَانِیْ صَارِمٌ لَا عَیْبَ فِیْهِ ۔ وَبَحْرِیْ لَا تُكَدِّرُهُ الدِّلَآءُ

تو کسینے پوچہا یا ام المومنین کیا یہ شعر لغو نہین ہین تو ام المومنین نے فرمایا یہ اشعار لغو نہین ہین لغو تو وہ اشعار ہوتی ہین جو عورتون کے پاس انکے محاسن کی مدح اور توصیف مین کہے جاوین (پھر) کسینے پوچہا کیا اللہ نے نہین فرمایا وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ تو ام المومنین نے فرمایا کیا حسان کو بڑا دکہہ نہین پونچا کیا اسکی بینائی نہین کہوئی گئی اور چوک لگی اسکو تلوار کی اور عائشہ کی اس چوک سے وہ چوک مراد ہتی جو اسکو صفوان بن معطل سلمی نے لگائے جب اسکو یہ بات پونچی کہ حسان نے مجھکو زنا کا عیب لگایا ہے تو وہ تلوار لیکر حسان پر چڑہ آیا اور قریب تہا کہ حسان کو مار ڈالے انتہے مانی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے یہان سے وہ آیتین شروع ہوئی ہین جن مین افک کا بیان ہے اور وہ اٹہارہ آیتین ہین جو ختم ہوتی ہین اللہ کے قول اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ الآیۃ پر اور افک کہتے ہین اسوکو کذب اور فحش کذب اور افجع کذب کو اور یہ محاورہ ماخوذ ہے اَفَكَ الشَّیْءَ سے جب اسچیز کو الٹ پلٹ ڈالے اور افک وہ بات ہے جو الٹ پلٹ کی ہوئی ہو اور بعضے نے کہا افک سے بہتان مراد ہے اور مسلمانون کا اتفاق ہے کہ آیت باب مین وہ افک مراد ہے جو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی بابت لگایا گیا اور امہ نے اسکو افک فرمایا اسلیے کہ ام المومنین کی حالت تو اسکی برخلاف معروف ہے واحدی نے کہا اور قلب کے معنے اس بات مین جسکا اہل افک نے چرچا کیا یہ ہین کہ عائشہ رضی سبب اپنی حصانت اور شرافت اور عقل اور دیانت اور علو نسب اور سبب اور عفت کے زنا کا استحقاق کہتی تہین نہ قذف کا استحقاق یہ جنہون نے آپ کیطرف فحش کو منسوب کیا تو انہون نے حقیقت حال کو الٹ دیا تو یہ افک قبیح اور کذب ظاہر تہا اور عصبۃ کا اطلاق دس سے چالیس نفر پر

آتا ہے اور اس سے مراد اس آیت مین عبداللہ بن ابی ابن سلول ہے جو منافقون کا سردار تھا اور زید بن رفاعہ اور حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش اور اور لوگ بھی جو انکے ساتھ موافق تھے بعض نے کہا عصبتہ کا اطلاق تین سے دس تک ہوتا ہے بعض نے کہا دس سے پندرہ تک اور لغت مین عصبتہ اس جماعت کا نام ہے جو بعض بعض سے مدد لین اور بخاری اور مسلم اور اہل سنن وغیرہم نے حضرت عائشہ کی طویل حدیث کو ان آیات کے نزول کے سبب مین نکالا الفاظ متعددہ اور طرق مختلفہ کے ساتھ جسکا حاصل یہ ہے کہ ان آیات کے نزول کا سبب وہ بہتان ہے جسکا جماعت مذکورین نے چرچا کیا عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق مین اور وہ اسطرح کہ عائشہ اپنے ہودج (بارگیر کجاوے) سے نکلین ہار ڈھونڈھنے کو اسطے جو انکے گلے سے ٹوٹکر گر گیا پھر لوگون نے کوچ کیا اور خیال کیا کہ عائشہ اپنے کجاوے مین ہونگی پھر عائشہ لوٹین اور لشکر کوچ کر چکا تھا پھر آپ اس مکان مین ٹھیر گئین اور صفوان بن معطل آپکے پاس سے گذرا اور وہ لشکر کا گرا پڑا اٹھانے کیواسطے پیچھے رہگیا تھا تو اس نے اپنا اونٹ بٹھایا اور حضرت عائشہ کو اسپر سوار کر لیا جب اہل افک نے اس امر کو دیکھا تو انھون نے عیب لگایا اسکو جو عیب لگایا یہ بے عیب ہے کہا یا اسکو اللہ تعالی نے یہ طویل قصے کا سمیت اختلاف طرق کے حاصل ہے تو ہم طویل قصے کے ذکر کے ساتھ طول نہین دیتے اور جملہ لا تحسبوہ شرا لکم اگر ان الذین کی خبر ہے تو ظاہر ہے اور اگر ان کی خبر عصبتہ منکم ہے تو یہ جملہ مستانفہ ہوگا اور اسکے مخاطب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو بکر اور صفوان بن معطل جسکو حضرت ام المومنین کے ساتھ متہم کیا گیا اور اس آیت مین تسلی ہے ان سب کے واسطے اور خیر منصوب لا تحسبوہ مین افک کی طرف راجع ہے اور شر وہ چیز ہوتی ہے جسکا نقصان اسکے نفع سے زیادہ ہو اور خیر وہ چیز ہے جسکا نفع اسکے نقصان سے زیادہ ہو اور رہی بھلائی ہی بھلائی جس مین نقصان اور شرارت نہ ہو تو وہ بہشت ہے اور رہی شرارت جس مین بھلائی نہین ہے تو وہ دوزخ ہے اور اس افک کی مذکورین کے واسطے خیر ہونے کی یہ وجہ ہے کہ مذکورین کو اسکے باعث ثواب عظیم حاصل ہوگا باوجود اسکے کہ اس مذکورین ام المومنین عائشہ صدیقہ کی برات اور عفت کا بیان ہے اور ام المومنین کے اس قصے کا واقعہ ایک شرع عام ہے اور اس مین انکی غایت شرافت اور فضیلت کا بیان ہے اور ان لوگون کے لیے ہولناک وعید ہے جنھون نے یہ چرچا کیا اور انکی تعریف ہے جنھون نے مذکورین کے حق مین حسن ظنی سے کام لیا اور تولی کبرہ قیل ہے یعنے اس مین خوض کرنا اور اسکو مشہور کرنا شروع کیا اور یہ تولی عبداللہ بن ابی ابن سلول منافقون کا سردار تھا ایک جماعت نے کبر کو بضم کاف پڑھا ہے

فرانے کہا اور کبر کا مضموم الکاف ہونا نہایت عمدہ وجہ ہی کیونکہ عرب کے محاورے کے مطابق ہے اور مکسور الکاف بھی پڑھا گیا ہے بعض نے کہا ان دونون لغتون کے معنے واحد ہین اور بعض نے کہا مضموم الکاف سے معظم افک مراد ہی اور مکسور الکاف سے اس جرچے کا شروع کرنا مراد ہے بعض نے کہا مکسور الکاف اثم ہے اور معنے یہ ہین کہ جو شخص معظم افک کا عصبہ سے متعلق بنا اور جس نے یہ بوجھ اٹھایا اسکے لیے بڑا دکھ ہے دنیا یا آخرت مین یا دونون مین اب اس متعلق کبر مین اختلاف ہی کہ آیا متعلق کبر عبداللہ بن ابی ابن سلول رئیس المنافقین ہے یا حسان بن ثابت پہلا قول صحیح ہے اور محمد بن اسحاق وغیرہ نے روایت کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افک مین دو مردون اور ایک عورت کو قتجیان لگائین اور وہ دو مرد مسطح بن اثاثہ تھا اور حسان بن ثابت اور ایک عورت حمنہ بنت جحش تھی بعض نے کہا آپ نے احد لگائی عبداللہ بن ابی اور حسان بن ثابت اور حمنہ جحش کی بیٹی کو اور مسطح کو حد نہ لگائی اسلیے کہ اسنے قذف کی تصریح نہین کی لیکن وہ اس چرچے کو سنکر پھیلاتا تھا تصریح کے سوا بعض نے کہا ایک کو ان مین سے حد نہین لگائی کہا قرطبی نے جو اخبار سے شہور اور علما کے نزدیک معروف ہی وہ یہ ہے کہ آپ نے حسان بن ثابت اور مسطح اور حمنہ کو تازیانے لگائی اور یہ نہین سنا گیا کہ عبداللہ بن ابی کو بھی حد لگی اور قرطبی کے قول کی تائید کرتی ہے وہ حدیث جو ابوداؤد مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب میرا عذر (قرآن مجید مین) اترا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہوکر اسکا بیان کیا اور قرآن پڑھا جب منبر سے اترے تو دو مردون اور ایک عورت کو حد لگانیکا حکم دیا انکو حد لگائی گئی اور ابوداؤد نے ان کا نام لیا حسان اور مسطح اور حمنہ اب اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن ابی ابن سلول کو حد کیون نہین لگائی تو بعض نے کہا اسکو اسلیے حد نہین لگائی تاکہ آخرت مین اسکو سخت عذاب ہو دوسرون کو حد لگائی تو کہ یہ حد لگانا انکے گناہون کا کفارہ ہوجاوے جیسے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدود مین ثابت ہوا ہی کہ آپنے فرمایا حدود انکے لیے کفارہ ہین جنکو لگین بعض نے کہا عبداللہ کو حد نہین لگائی اسکی قوم کا دل رکھنے کے لیے اور اسکے بیٹے کی عزت کے لیے کیونکہ وہ نیک بخت ایماندار دین سے تھا اور فتنے کی آگ بجھانے کے لیے اور یہ فتنہ بلاشبہ ظاہر ہونے لگا تھا سعد بن عبادہ اور ان لوگون کی طرف سے جو سعد بن عبادہ کے ساتھ تھے (جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار اور مہاجرین سے چرچا کرنیوالون کی بابت عذر خواہی کی اور انکی بابت مشورہ لیا ان سے) جیسے یہ قصہ صحیح مسلم مین موجود ہے اور بخاری اور ابن مندر اور طبرانی اور ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل نبوت مین زہری سے

نکالا کہ انہون نے کہا مین ولید بن عبدالملک کے پاس تہا تو ولید عبدالملک کا بیٹا بولا جس نے اس چرچے کا بڑا بوجہ اٹھایا وہ امیرالمؤمنین علی تہے تو مین نے کہا نہین امیرالمؤمنین حضرت علی متولی کبر تہے مجہکو سعید بن مسیب اور عروہ زبیر کے بیٹے اور علقمہ بن وقاص اور عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ان سب نے خبر دی کہ انہون نے سنا ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے جو کہتی تہین جس نے بڑا بوجہ اٹھایا اس افک وبہتان وافترا کا اہل افک سے وہ عبداللہ بن ابی ہو ولید بولا پہر اسکا کیا گناہ تہا جسکی وجہ سے متولی کبر بنا جسنے کہا مجہکو دو استاذون نے تیری قوم سے حدیث بیان کی ابوسلمہ بن عبدالرحمان بن عوف اور ابوبکر بن عبدالرحمان بن حارث بن ہشام نے کہ انہون نے سنا عائشہ سے کہتی تہین عبداللہ بن ابی ابن سلول سرکرد امرمین برائی کرنے والا تہا اور سلیمان بن یسار ہشام بن عبدالملک کے پاس آئے تو ہشام نے کہا اسے سلیمان متولی کبر کون تہا جسکا آیت سورۂ نور مین مذکور ہے تو سلیمان بولا وہ ابن ابی تہا ہشام بولا تو نے جہوٹ بولا وہ تو علی تہا سلیمان نے کہا امیرالمؤمنین علی علیہ السلام اگر متولی کبر تہے تو وہ خوب جانتے تہے اسپر کہ جو انہون نے فرمایا پہر زہری داخل ہوئے تو ہشام بولا اے ابن شہاب وہ کون تہا جس نے عائشہ پر افک مین بڑا بوجہ اٹھایا تو زہری نے بہی یہی جواب دیا کہ متولی کبر وہ عبداللہ بن ابی تہا ہشام بولا تو نے جہوٹ بولا وہ تو علی تہا زہری نے کہا مین جہوٹ بولتا ہون تیرا باپ نہ ہو بخدا اگر آسمان سے کوئی پکارنے والا یہ پکارے جو اللہ نے جہوٹ کو مباح کر دیا ہے تو بہی مین جہوٹ بولون مجہے عروہ اور سعید اور عبداللہ اور علقمہ نے خبر دی حضرت عائشہ صدیقہ سے کہ انہون نے فرمایا جس نے میرے امر کا بڑا بوجہ اٹھایا وہ عبداللہ بن ابی ابن سلول تہا رَوَاہُ یَعْقُوبُ بْنُ اَبِی شَیْبَۃَ فِی مُسْنَدِہٖ پہر اللہ تعالے نے خطاب کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ان لوگون سے جنکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مناسبت کیا پہیر لیا اور مخاطب کیا مومنون کو اور فرمایا لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِہِمْ خَیْرًا وَّقَالُوْا ہٰذَآ اِفْکٌ مُّبِیْنٌ ○ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَیْہِ بِاَرْبَعَۃِ شُہَدَآءَ فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّہَدَآءِ فَاُولٰٓئِکَ عِنْدَ اللّٰہِ ہُمُ الْکٰذِبُوْنَ ○ کیون نہ جب تم نے اسکو سنا تہا خیال کیا ہوتا ایمان والے مردون نے اور عورتون نے اپنے لوگون پر بہلا خیال اور کہا ہوتا یہ صریح طوفان ہے کیون نہ لائے وہ اسپر چار شاہد پہر جب وہ نہ لائے شاہد تو وہ لوگ اللہ کے ہان وہی ہین جہوٹے ف موضح القرآن مین کہا ہے چاہیے مسلمان جب سنے کہ لوگ ایک نیک بخت شخص پر بری تہمتین لگاتے ہین انکو جہٹلا دے پیغمبر نے فرمایا جو کوئی پیٹہ پیچہے بہائی مسلمان کی مدد کرے اللہ پیٹہ پیچہے اسکی مدد کرے اور بے تحقیق کی تہمتین کرنی

ایمان سے بعید ہین انتہے مانی موضح القرآن ف تفسیر ابن کثیر مین کہا ہے اللہ تعالی نے ان آیات مین ایمان والون کو ادب سکھایا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے قصے مین جبان مین سے بعض نے بری باتون مین چرچا کرنا شروع کیا اور فرمایا کیون نہ جب تم نے اس بہتان کو سنا جسکا ساتھ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو متہم کیا گیا خیال کیا ہوتا ایمان دار مردون اور ایماندار عورتون نے اپنے نفسون پر بہلا خیال یعنے قیاس کرتے کہ آیا یہ بہتان اور افترا ہم اپنے نفسوس کی بابت مان سکتے ہین تو جب انکو نزدیک اپنے نفسوس کے لیے اس بہتان کا ماننا لائق نہین ہے تو ام المومنین رضی اللہ عنہا بطریق اولے و احری اس سے برتر ہین اور کہا گیا ہے کہ یہ آیتین ابو ایوب خالد بن زید انصاری اور اسکے بی بی رضی اللہ عنہما کے حق مین اُترین جیسے امام محمد بن اسحاق بن یسار نے اپنے باپ سے روایت کیا اس نے بنو النجار کے بعض آدمیون سے کہ ابو ایوب خالد بن زید انصاری کو انکی بی بی اُم ایوب نے کہا اے ابو خالد تو نے سنا جو لوگون نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق مین چرچا کیا ہے ابو ایوب بولے ہان مینے سنا ہے اور یہ چرچا جھوٹ ہے بہلا بتلا تو ایسا کام کریگی ام ایوب بولی مین تو ہرگز ایسا کام نہین کرونگی ابو ایوب نے کہا تو عائشہ رضی اللہ عنہا اسکی قسم تجھ سے (بدرجہا) بہتر ہین ابو ایوب نے کہا جب قرآن مجید مین عائشہ رضی اللہ عنہا کی برات نازل ہوئی تو اللہ نے بیان کیا اہل افک مین سے ان لوگون کا جنہون نے یہ چرچا کیا اور فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ اور جماعت حسان رضی اللہ عنہ تھے اور انکے ساتھی جنہون نے کہا جو کہا پھر اللہ نے فرمایا لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ آخر آیت تک یعنے مومن مردون اور مومن عورتون نے کیون نہ کہا جب یہ چرچا سنا جیسے کہا ابو ایوب اور اسکی بی بی نے افلح ابو ایوب کے مولی سے مروی ہے کہ ام ایوب نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو کہا تو نے نہین سنا وہ چرچا جو لوگون نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے باری مین کیا ہے ابو ایوب بولے ہان مینے سنا ہے اور وہ جھوٹ ہے اے ام ایوب رضی اللہ عنہا بہلا تو جیسی کرتی ہے تو بھولی نہین اللہ کی قسم فرمایا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ کی قسم تجھ سے (بدرجہا) بہتر ہے تو جب اللہ نے قرآن مجید مین اہل افک کا بیان کیا تو فرمایا کیون نہ جب ایماندار مردون اور ایماندار عورتون نے یہ چرچا سنا تو اپنے لوگون پر بہلا خیال کیا اور کیون نہ کہا یہ صریح بہتان ہے جیسے ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے ام ایوب رضی اللہ عنہا کو کہا (رَوَاہُ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْوَاقِدِیُّ) اور بعض نے کہا یہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا اپنی بی بی کو اور افک سے کذب ظاہر مراد ہے کیونکہ جو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بن معطل سلمی ذکوانی کے درمیان واقعہ گذرا یہ کچھ شک اور قلق مین ڈالنے والا واقعہ نہ تھا اسلیے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا ظاہر ہا ہر صفوان بن معطل کے اونٹ پر سوار ہوکر آئین عین دوپہر کے وقت مین اور لشکر کمال اسکا نظارہ

کر رہے تھے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے درمیان موجود تھے اور اگر یہ امر موجب قلق اور ریب ہوتا تو سطح اوجاگر نہ ہوتا اور حضرت ام المومنین اور حضرت صفوان علی رؤس الاشہاد نہ آتے بلکہ یہ کام اگر فرض کیا جاوے تو مخفی اور مستور ہوتا تو متعین ہوا کہ اہل افک کا یہ چرچا اور تہمت جو انہوں نے عفیفین مذکورین کے حق مین اوڑائی وہ کذب بحت اور قول زور اور رعونت فاحشہ فاجرہ اور صفقہ خاسرہ ہے لولا جاؤ اعلیہ سے لولا جاؤا علے ما قالوہ مراد ہے یعنی اہل افک اور زور کیون اپنے قول اور اپنے دعوی کے صحیح ہونے پر چار گواہ نہین لائے جب انہون نے اپنے قول کی صحت پر گواہ پیش نہین کیے تو یہ لوگ اللہ کے نزدیک اسکے حکم مین کاذب ہین اور فاجر فتح مین کہا ہے لولا تخصیص کا حرف ہے معنے مین ہلا کے اور اس مین تاکید ہے انکی تقریع اور توبیخ کی اور مبالغہ ہے انکی معاتبت مین اور تہدید ہے انکی توبیخ اور تعییر مین اور انکو ڈانٹا ہے نوزجرون کے ساتھ پہلی زجر ہے لولا اذ سمعتموہ سے افک مبین تک دوسری لولا جاؤ اعلیہ سے کاذبون تک تیسری ولولا فضل اللہ سے عذاب عظیم تک اور چوتھی اذ تلقونہ سے عظیم تک پانچوین لولا اذ سمعتموہ سے بہتان عظیم تک چھٹے یعظکم اللہ سے حکیم تک ساتوین ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشہ سے وانتم لا تعلمون تک آٹھوین ولولا فضل اللہ علیکم رؤف رحیم تک نوین یا ایہا الذین آمنوا لا تتبعوا خطوات الشیطان سے سمیع علیم تک اور آیت باب کے یہ معنے ہین کہ مؤمنون کو لائق تہا کہ جب انہون نے اہل افک کا مقالہ سنا تہا یہ کہ اس مقالہ کو اپنی جانون پر قیاس کرتے اگر اس مقالہ کو اپنے لیے بعید سمجھتے ہین تو اس امر کا ام المؤمنین سے واقع ہونا زیادہ بعید ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین کہ تم کو اے ایماندار مردو اور ایماندار عورتو اس مقالہ کے مجرد سننے کے ساتھ ام المومنین کے حق مین نیک گمان کرنا لائق تہا نہ یہ کہ تم اس مقالہ کو تفتیش سے سنتے نہ یہ کہ تم اسکے سماع کے بعد اسپر اصرار کرتے اور حسن نے کہا کہ بانفسہم سے باہل دینہم مراد ہین یعنے اپنے لوگون پر بہلا گمان کرنا تہا کیونکہ سب مسلمان ایک جان کیطرح ہین بشرکت ایمانی کی وجہ سے تو نہین دیکہتا اللہ کے قول ولا تقتلوا انفسکم کیطرف زجاج نے کہا اور جو لوگ آپس مین ایکدوسرے کو قتل کرین انکے حق مین کہتے ہین انہم یقتلون انفسہم ابو عبیدہ نے کہا اور اسی کی مثل ہے اللہ کا قول فاقتلوا انفسکم (بنی اسرائیل کے قصے مین) مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے اور اسی کی مثل ہے اللہ کا قول ولا تخرجون انفسکم من دیارکم (بنی اسرائیل کے قصے مین) نحاس نے کہا بانفسہم سے باخوانہم مراد ہے بعض نے کہا انفسکم سے ابناء جنس مراد ہین اللہ سبحانہ وتعالی نے اس آیت مین مسلمانون پر وجب کیا ہے کہ جب کسی شخص کو

دیکھیں کہ وہ کسکو تہمت لگاتا ہے اور بُری بات کے ساتھہ اسکو یاد کرتا ہے جس بُری بات کو مسلمان اس شخص
مین نہین پہچانتے تو مسلمان تہمت لگانیوالے پر انکار کرین اور اسکی بات کی تکذیب کرین اور یہ عمدہ ادب ہے
جسپر عمل کرنیوالے بہت کم لوگ ہین اور جسکی حفاظت کرنیوالے بہت قلیل ہین اور ایسے لوگ نادر الوجود ہین
جو سنکر چپ رہین اور اپنے سمع کو نہ پھیلاوین اور آدمی کو یہی گناہ بس ہے کہ جو کچھ سنے اسکو بیان کردی کہا
علمانے اس آیت مین دلیل ہے کہ ایمان اور عفاف کو درجہ کو محتمل خبر زائل نہین کرتی اگرچہ وہ خبر پھیل جاوے
انتہی مافی الفتح وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ
فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ
وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝ اور کبھی نہ ہوتا اسہ کا فضل تمپر اور اسکی مہر دنیا اور آخرت
مین البتہ تمپر پڑتی اس چرچا کرنے مین کوئی آفت بڑی **ف** یعنے اسہ نے اس امت کو پیغمبر کے طفیل دنیا
کے عذابون سے بچایا ہے نہین تو یہ بات قابل تھی عذاب کے **ف** جب لینے لگے تم اسکو اپنی زبانون پر اور
بولنے لگے اپنے مونہہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہین اور تم سمجھتے ہو اسکو ہلکی بات اور یہ اسہ کے ہان بہت
بڑی ہے **ف** اسہ تعالی فرماتا ہے اور اگر اسہ کا فضل نہ ہوتا تمپر اور اسکی رحمت دنیا اور آخرت مین تو
عائشہ صدیقہ کی شان مین خوض کرنے والو اس طرح کہ اُس نے تمہاری توبہ کو منظور کیا اور تمہاری امانت
کو اپنی طرف دنیا مین قبول فرمایا اور بسبب تمہارے ایمان کے تمہارے گناہ معاف کردیے تو البتہ پڑتی تم
پر اس چرچا کرنے مین کوئی آفت بڑی اور اس آیت مین وہ لوگ مراد ہین جو ایماندار تھے جنکے ایمان کیوجہ
سے اسہ نے انکی توبہ کو دنیا مین منظور و مقبول فرمایا جیسے مسطح اور حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش
زینب بنت جحش کی بہن اور رہے وہ لوگ جنھون نے اس چرچے مین پہلے قدم ڈالے اور اسکو پھیلایا منافقون
مین سے جیسے عبداسہ بن ابی ابن سلول اور اسکے اصحاب و اشباہ و انظار و امثال تو وہ اس آیت مین مراد
نہین ہین کیونکہ ان دغابازون کے پاس اسقدر ایمان اور عمل صالح نہین ہے جو انکے اس گناہ کا فدیہ ہو سکے
یا معارضہ کرسکے اور یہی حال ہے اس وعید کا جو معین فضل پر وارد ہوتا ہے اور اسیطرح جو وعید کسی فعل معین
پر وارد ہوتا ہے وہ بھی عدم توبہ کے ساتھہ مشروط ہوتا ہے یا یہ کہ اسکے مقابلہ مین کوئی عمل صالح نہو جو اسکے مساوی ہو یا اسے راجح
مجاہد اور سعید بن جبیر نے اسکے قول اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ کے معنے مین کہا اے یرویہ بعضکم عن بعض
یقول ہذا سمعتہ من فلان وقال فلان کذا وذکر بعضہم کذا یعنے جب نقل کرتا کوئی تمہارا کسی سے کہتا

تہا یہ تو مینے فلان مرد سے سنا ہی اور فلان مرد یہ کہہ رہا تہا اور فلان یہ مذکور کر رہا تہا اور دوسرون نے اس لفظ کو تلقونہ پڑہا ہے مثال واوی سے یعنی ولق یلق سے بخاری علیہ الرحمۃ نے عائشہ صدیقہ سے روایت کیا کہ وہ اس لفظ کو اسیطرح پڑہا کرتین اور کہتین یہ محاورہ ماخوذ ہے ولق لسان سے اور ولق اس جھوٹ کو کہتے ہین جسپر اسکا صاحب ادست رکہے جو شخص ہمیشہ مسافر ہی عرب کہتے ہین ولق فلان نے اسیر یعنے فلان ہمیشہ سفر کرتا ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور پہلی قرءت بہت مشہور ہے اور سبیر جمہور ہین ولکن دوسری قرءت ام المومنین عائشہ صدیقہ سے مروی ہی ابن ابی ملیکہ کہتے ہین ھو اعلم بہ من غیرھا یعنے ام المومنین اس قرءت کو اپنے غیر سے زیادہ جانتی ہین رواہ ابن ابی حاتم اور یہہ جو فرمایا وتقولون بافواھکم ما لیس لکم بہ علم تو اس سے یہ مراد ہے کہ تم کہتے تہے جو نہین جانتے تہے اور یہ جو فرمایا اور تم سمجہتے تہی اسکو ہلکی بات اور یہ اللہ کے ہان بہت بڑی ہے تو اس سے یہ مراد ہے کہ تم جو چرچا کرتے ام المومنین کی شان مین جو چرچا کرتے تہے اور خیال کرتے تہے اسکو ذرہ بیمقدار اور اگر عائشہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی نہ ہوتی تو بہی یہ بات اسکی حق مین ہلکی نہ تہی پہر کیونکر یہ بات ہلکی ہوگی عائشہ کے حق مین حالانکہ وہ نبی امی خاتم الانبیا سید المرسلین کی بی بی ہے پہر بڑے غضب کی بات ہے اللہ کے ہان کہ اسکے پیغمبر اور اسکے رسول کی بی بی کے حق مین ایسا چرچا کیا جاوے اللہ سبحانہ کو اس سے غیرت آتی ہے اللہ تعالی نے انبیا مین سے کسی نبی کی زوجہ کی تقدیر مین ایسا فحش نہین لکہا حاشا وکلا اور جب ایسا فحش کسی نبی کے زوجہ کے لیے اللہ نے مقدر نہین کیا تو یہہ فحش پیغمبرون کی بیبیون کی سردار اور اس صفات ستودہ صفات کی زوجہ کے حق مین کیونکر مقدر ہوگا جو علی الاطلاق دنیا اور آخرت مین آدم کی اولاد کے سردار ہین ولہذا اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا وتحسبونہ ہینا وھو عند اللہ عظیم حدیث مین آیا ہے ان الرجل لیتکلم بالکلمۃ من سخط اللہ لا یدری ما یبلغ یہوی بہا فی النار ابعد مما بین السماء والارض یعنے آدمی اللہ کی غصہ کی بات کر بیٹہتا ہے نہین جانتا کہ اس بات کا گناہ کسقدر ہے گر جاتا ہے اسکی وجہ سے دوزخ مین اسقدر دور جسقدر آسمان اور زمین کے درمیان دوری ہے رواہ الشیخان فتح کا بیان یہ ہے کہ اس آیت مین سامعین کو خطاب ہے اور اس مین زجر عظیم ہے اور یہ لولا تحضیضیہ نہین ہے بلکہ استفاعیہ ہے یعنے اس جملہ مین ایک چیز کا عدم ہے دوسری چیز کے وجود کے واسطے اور معنے یہ ہین اگر یہ بات نہ ہوتی کہ یعنے مقدر کردی ہین اپنے فضل سے دنیا مین تمہارے واسطے نعمتین جن مین سے ہے تمکو مہلت دینا توبہ

کے واسطہ اور یہ بات بھی نہوتی کہ جسنے مقدر کردی ہو تمہارے واسطے معافی آخرت مین تو تم پر اس جرم کی وجہ سے مضرت آفت پڑتی بعض نے کہا یہ معنے ہین اگر اللہ کا تم پر فضل نہ ہوتا تو تم پر دنیا اور آخرت مین آفت پڑتی ولکن یہ اس کی مہربانی ہے کہ اس نے تم پر دنیا مین پردہ ڈالدیا اور آخرت مین مہربانی فرماویگا اسکے حال پر جس نے توبہ کی تلقونہ مشتق ہے تلقی سے اور تلقونہ اصل مین تتلقونہ ہے بدو ثنا مجاہد اور مقاتل کا اسکے معنے مین یہ قول ہے یرویہ بعضکم عن بعض یعنے بعض تمہارا بعض سے روایت کرتا تھا کہا کلبی نے اور یہ اسطرح کہ انمین ایک مرد دوسرے مرد کو ملتا تو کہتا مجھے فلان فلان بات پہنچی ہے اور القاء اسی سے ہی پڑا گیا ہے زجاج کا اسکے معنے مین یہ قول ہے یلقیہ بعضکم الی بعض یعنے بعض تمہارا اس چرچے کو ڈالتا تھا بعض کیطرف علامہ نے کہا اور یہ معنے واضح ہین اور تلقونہ فتح تا اور کسر لام اور ضم قاف کی ساتھ بھی پڑہا گیا اور یہ ماخوذ ہے عرب کے قول الق الرجل بلق ولقاء سے جب آدمی جھوٹ بولے اور دو تین قرءتین نقل کین بعد کہا کہ تلقی اور تلقف اور تلقن ان لفظون کے قریب قریب معنے ہین اتنی بات سے کہ تلقی مین استقبال کے معنے موجود ہین یعنے دوسرے آدمی سے خود بخود بات کو اخذ کرنا اور تلقف مین اچک لینے کے معنے ہین اور تلقن مین حذق اور مہارت کے معنے ہین کہا راغب نے تلقف کے معنے لینے مین مہارت کے ہین تلقف کے معنے لینے مین وعا اور حیلہ کرنا اور یہ جو فرمایا یَقُولُونَ بِاَفْوَاهِهِمْ تو اسکے یہ معنی ہین کہ تمہارا یہ قول افواہ کو ساتھ ہی خاص ہے اسکے سوا کہ خارج مین واقع ہو اور تمہارے دلون کو اسکا اعتقاد ہو بعض نے کہا افواہ کو ذکر کیا تاکید کے لیے جیسے اللہ کے قول یطیر بجناحیہ مین جناح کا لفظ تاکید کے لیے واقع ہوا ہے بعض نے کہا ان مین سے بعض لوگ مرتد وقت گھبراے تو انکو کہا گیا کیون گھبراتے ہو تو فرمایا مین اس گناہ سے ڈرتا ہون جسکے ارتکاب کے وقت مینے کچھ پرواہ نہ کی اور اسکو ہلکا جانا اور وہ اللہ کے ہان بہت بڑا ہے وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اور کیون نہ جب تم نے اسکو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو نہین لائق کہ منہ پر لاوین یہ بات اللہ تو پاک ہے یہ بہتان بڑا ہے اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ پھر نہ کرو ایسا کام کبھی اگر تم یقین کہتے ہو اور کھولتا ہے اللہ تمہارے واسطے پتے اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ف یعنے پتا اسکا کہ یہ طوفان اٹھایا کس نے معلوم ہوا کہ منافقون نے جو ہمیشہ جیسے دشمن تھے اگلی آیت مین پتا بتا دیا انتہے مافی موضح القرآن ف حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین یہ اللہ کیطرف سے دوسری تادیب ہے پہلی تادیب کے پیچھے جس مین ظن خیر کا امر ہے یعنے جب نیک لوگون

کے حق مین ایسا قول کہا جاوے جو انکی شان کے شایان اور انکے حال کے سزاوار نہین ہے تو اول اور انسبت بات ہے کہ انکی حق مین بہتر خیال کیا جاوے اور اپنے نفس مین انکی خیریت کے سوا اور دوسرا خیال نہ لاوے پھر اگر اسکے جی مین کچھ اسکی بابت وسوسہ یا خیال آوے تو اسکو منہ سے نہ نکالے کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا حَدَّثَتْ بِہٖ اَنْفُسَھَا مَا لَمْ تَقُلْ اَوْ تَعْمَلْ یعنے اللہ نے معاف کردیے ہین میری امت کو وہ خیال اور وسوسے جو میری امت کے لوگون کے جیون مین آوین جبتک میری امت کے لوگ اسکو منہ سے نہ نکالین یا اسپر عمل نہ کرین اخرجاہ فی الصحیحین اور اللہ تعالی نے فرمایا اور کیون نہ کہا جب تمنے اس طوفان کو سُنا ہمکو سزاوار نہین اور ہم کو زیبا اور لائق نہین کہ ہم یہ بات کرین اور اسکو منہ پر لاوین اور کسی کے آگے اُسکو بیان کرین یا اللہ تو پاک ہے یہ تو بہت بڑا بہتان ہے یعنے اللہ پاک ہے اس سے کہ اسکے رسول کی زوجہ اور اسکے خلیل کی حلیلہ کی نسبت یہ کلمہ کہا جاوے پھر فرمایا اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ پھر نہ کرو ایسا کام یعنے تم کو منع کرتا ہے اور تمکو ڈراتا ہے کہ پھر تمسے کوئی ایسا کام وقوع مین نہ آوے زمانہ آیندہ مین ولہذا فرمایا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ یعنے اگر اللہ اور اسکے شرع کے ساتھہ ایمان لاتے ہو اور اسکے رسول کی عظمت کرتے ہو تو تم کو اس سے روکا گیا ہے کہ تمنے پھر ایسی بات منہ پر نہ لانا اور ایسا کام نہ کرنا اور رہا وہ شخص جو متصف بالکفر ہو یعنے کافر ہو تو اس کا دوسرا حکم ہے پھر فرمایا اور کھولتا ہے تمہارے واسطے احکام شرعیہ اور حکم قدریہ وہ جانتا ہے اپنے بندون کے مصلحتون کو حکیم ہے اپنی شرع اور قدر مین فتح مین کہا ہے کہ اس آیت مین عتاب ہے جمیع مومنین کے لیے یعنے جب تمنے اس چرچے کو سُنا تمنے کیون نہ اس مین قدم ڈالنے والون اور اس افترا کو باندھنے والون کی تکذیب کی اور کیون نہ مجرد سماع کے وقت کہا ہم کو لائق نہین ہے اور نہ ہم سکتے ہین کہ ہم اس چرچے کو منہ پر لاوین یہ تو ہمسے بوجہ من الوجوہ صادر نہ ہوگا اللہ پاک ہے یہ تو بہتان عظیم ہے اور بہتان کے معنے ہین کہ بیان کیجاوے کسی کی بابت وہ بات جو اس مین نہین ہے یعنے یہ بڑا جھوٹ ہے کیونکہ ام المومنین کے بارے مین کہا گیا اور ایسی عورت سے ایسی بات کا صدور شرعاً مستحیل و ناممکن ہے پھر اللہ نے چرچے مین قدم ڈالنے والون کو وعظ کیا اور فرمایا یَعِظُکُمُ اللّٰہُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِہٖٓ اَبَدًا یعنے اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے یا تم پر حرام کرتا ہے قالہ ابن عباسؓ یا تم کو منع کرتا ہے مبادا پھر وہی کام کرو اگر تمکو یقین ہے کیونکہ ایمان ایسی باتون کے کرنے سے مانع ہوجاتا ہے اور اس مین تو بیخ عظیم اور تقریع بلیغ ہے اور کھولتا ہے تمہارے واسطے آیات امر مین اور نہی مین ترکہ ان پر عمل کرو اور اللہ کے آداب کے ساتھہ متادب ہو اور اسکے محارم مین واقع ہونے سے رک جاؤ وہ جانتا ہے جس

کو تم ظاہر کرتے ہو اور خبردار رہے اس سے جسکو تم چھپاتے ہو بیشک وہ علیم ہے صفوان رضی اور عائشہ رضی کے امر سے یا حکیم ہے اپنی تدبیرون مین اپنی مخلوق کے لیے یا حکیم ہے اس مین کہ اس نے صفوان رضی اور عائشہ رضی کی برات کا حکم اتارا ابن ابی اور اسنے ڈانٹا بہتان لگانیوالون اور ان لوگون کو جو مسلمانون کے عیبون پر لوگون کو مطلع کرتے ہین اور فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ جو لوگ چاہتے ہین کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والون مین انکو دکھہ کی مار ہے دنیا اور آخرت مین اور اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے ف ابن کثیر نے کہا ہے یہ تیسری تادیب ہے اس شخص کی واسطے جو بری بات سنے اور اس بری بات کا کچھ حصہ اسکے ذہن مین ٹھیر جاوے اور اسکو منہ سے نکال بیٹھے تو اب اسکو بہت مونہ پر نہ لاوے اور اسکو ذلیل اور شائع نہ کرے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے جو لوگ چاہتے ہین کہ ایمان والون مین بدکاری کا چرچا ہو اور وہ مسلمانون سے قبیح بات کا ظاہر ہونا پسند کرتے ہین انکے لیے دنیا مین حد طیار ہے اور آخرت مین دردناک عذاب مہیا اور اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے پھر اسی امر کو اسکے طرف لوٹا دو ہدایت پاؤ گے تو بان سے مرفوعا مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا تُؤْذُوْا عِبَادَ اللّٰهِ وَلَا تُعَیِّرُوْهُمْ وَلَا تَطْلُبُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهٗ مَنْ طَلَبَ عَوْرَةَ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ طَلَبَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ حَتّٰی یَفْضَحَهٗ فِیْ بَیْتِهٖ یعنے اللہ کے بندون کو تکلیف مت دو اور انکو عیب مت لگاؤ اور انکے عیب مت ڈھونڈو کیونکہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب ڈھونڈھتا ہے اللہ اسکے عیب ڈھونڈھتا ہے یہانتک کہ اسکو گھر بیٹھے ذلیل کر دیتا ہے رواہ الامام احمد فتح مین کہا ہے فاحشہ سے زنا اور بری بات مراد ہے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کہتے ہین فاحشہ کا قائل اور وہ جو اسکو پھیلاوے گناہ مین برابر ہین اور الذین اٰمنوا سے محصنین عفیفین مراد ہین یا ہر وہ شخص جو متصف بالایمان ہو دنیا مین عذاب الیم سے ابنے حد کا قائم کرنا مراد ہے اور آخرت مین عذاب الیم سے دوزخ کا عذاب مراد ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ۚ وَمَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰی مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اور کبھی نہ ہوتا اللہ کا فضل تمپر اور اسکی مہر اور یہ کہ اللہ نرمی کرنیوالا مہربان ہے تو کیا کچھ ہوتا اے ایمان والو چلو قدمون پر شیطان کے اور جو کوئی چلیگا قدمون شیطان کے سو وہ بھی بتا دیگا بیحیائی اور بری بات اور کبھی نہ ہوتا فضل اللہ کا تمپر اور اسکی مہر تو تم مین ایک شخص کبھی نکلتا

اللہ سزاوار ہے جسکو چاہے اور اللہ تعالیٰ سب سنتا ہے جانتا انتہی ملخصاً **ف** ابن کثیر نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اگر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ بھی نہ ہوتا کہ اللہ رؤف رحیم ہے تو اور کام ہوتا (یعنے تم پر دنیا مین عذاب آتا اور آفت آتی) ولکن وہ تعالیٰ شانہ اپنے بندون کے ساتھ نرمی کرنیوالا ہے اور مہربان ہے انپر پردہ پر آتا ہے مہربانی کے ساتھ اسکیطرف جو اسکی طرف پشیمان ہو کر اپنے گناہون سے پھر آوے اور اُس نے توبہ منظور کرلی اسکی جس نے اس طوفان سے توبہ کی اور پاک کردیا اُسکو جس نے پاک ہونا چاہا چاہکر نیوالون سے حد کے ساتھ پھر فرمایا اے ایمان والو شیطان کے راہون اور سلکون مین نہ چلو اور اسکے حکمون کی اتباع نکرو اور جو شخص چلے گا شیطان کے طرائق اور مسالک اور امر مین تو وہ تو یہی بتاتا ہے بیحیایان اور بُری باتین اس آیت مین اللہ نے بندون کو شیطان کے راہون مین چلنے اور اسکے اتباع سے نفرت دلائی ہے اور اس سے ڈرایا ہے افصح اور ابلغ اور اوجز اور حسن عبارت کے ساتھ ابن عباسؓ نے کہا خطوات شیطان سے اسکی عمل مراد ہین قَالَهُ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَلْحَةَ رَاوِيًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اور عکرمہ نے کہا خطوات شیطان سے نزغات شیطان مراد ہین یعنے شیطان کی چھیڑ چھاڑ اور قتادہؓ نے کہا تمام گناہ شیطان کے خطوات سے ہین ابو مجاز نے کہا گناہون مین دوڑنا خطوات شیطان سے ہے سدی کہتے ہین ایک مرد نے ابن مسعودؓ سے سوال کیا کہ مینے فلان کھانا کھانا اپنے پر حرام کردیا ہے (اب مین کیا علاج کرون) اور اس مرد نے اس کھانے کا نام لیا ابن مسعودؓ نے کہا یہ تیرا فعل نزغات شیطان سے ہے تو اپنی قسم کا کفارہ دے اور وہ کھانا کھا اور کہا شعبی نے اس شخص کو جس نے نذر مانی اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی کہ یہ نذر نزغات شیطان سے ہے اور اسکو فتوی دیا کہ وہ مینڈھا ذبح کرے ابو رافع کہتے ہین مین اپنی عورت پر غصہ ہوا تو وہ کہنے لگی مین ایک دن یہودیہ ہون اور ایک دن نصرانیہ ہون اور میرے سب غلام آزاد ہین اگر تو اے ابو رافع مجھکو طلاق نہ دے پھر مین عبداللہ بن عمر عباس آیا (اور مینے یہ مسئلہ اُنسے پوچھا) تو اُنہون نے فرمایا یہ تو نزغات (چھیڑ چھاڑ) شیطان کی ہے اور ایسا ہی کہا زینب ام سلمہ کی بیٹی نے اور وہ اسوقت مدینے مین بڑی سمجھ والی عورت تھی اور عاصم بن عمر کی بیٹی نے بھی یہی کہا کہ یہ نزغات شیطان سے ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا تم پر اور اسکی مہربانی تو تم مین سے کوئی شخص پاک نہ ہوتا یعنے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے توبہ اور اپنی طرف رجوع اور انابت بخشدیتا ہے اور نفوس کو انکے شرک اور فجور اور دنس سے پاک کردیتا ہے اور ان اخلاق رذیلہ کو جو نفوس مین موجود ہوتے ہین نکالدیتا ہے تو کوئی

شخص اپنے نفس کے لیے پاکی حاصل نہ کرتا اور کوئی جی اپنے لیے خیر نہ جمع کرتا ولکن اللہ تعالیٰ سنوارتا ہے جسکو چاہتا ہے اپنی مخلوق مین سے اور گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور ڈالدیتا ہے اسکو مہالک ضلالت اور غی مین وہ اپنے بندون کے اقوال سنتا ہے جانتا ہے ان مین سے انکو جو ہدایت کے اہل ہین اور انکو جو ان مین سے گمراہی کے مستحق ہین فتح مین کہا ہے اگر اللہ کا فضل اور رحمت تم پر نہ ہوتا اور یہ کہ اللہ رؤف رحیم ہے تو تم کو جلد عذاب کرتا اور یہ اسکی اپنے بندون پر رافت ہے کہ انکو جلد معذب نہین کرتا اور اسکی مہربانی ہے انکی واسطے کہ انکو توبہ کی جانچ سکھاتا ہے اور یہ جملہ مکرر ہے اسکو دوبارہ بیان فرمایا اپنے احسان کی یاددہانی کے واسطے جو اس نے اپنے بندون پر کیا ہے جلد عذاب نہ کرنے کے ساتھ خطوات جمع ہے خطوۃ مفتوح الفا کی اور خطوت کہتے ہین اس فاصلے کو جو دو پاؤن کے درمیان ہوتا ہے اور معنی یہ ہین کہ شیطان کے مسالک اور مذاہب اور آثار پر نہ چلو اور نہ چلو اسکی راہون مین جن مین چلنے کی طرف تمکو بلاتا ہے اور خطوات کو فتح خا اور طا کے ساتھ بھی پڑہا گیا ہے اور ضم خا اور طا کے ساتھ بھی اور یہ دونو قراتین سبعیہ ہین اور جملہ من یتبع خطوت الشیطان کا جواب محذوف ہے اور وہ یہ ہے کہ فقد غوی یعنے جو چلا شیطان کی راہون مین تو وہ مقرر اوسے بہکا یا جملہ فانہ یامر بالفحشا والمنکر بھی شرط کا جواب ہے اور معنے یہ ہین کہ جو شخص اسکے راہون مین چلے تو اسکی خاصیت بھی شیطان کی خاصیت ہوجاتی ہے اور وہ خاصیت یہی فحشا اور منکر کے ساتھ حکم کرنا ہے اور فحشا وہ چیز ہے جو زیادہ قبیح ہو اور منکر وہ ہے جسکا شرع انکار کرے اور ضمیر انہ مین شیطان کی طرف عود کرتی ہے یا ضمیر شان کی ہے اور بہتر یہ ہے کہ ضمیر عاید ہو من کیطرف کیونکہ جو شخص شیطان کے پیچھے چلتا ہے وہ امر بالفحشا والمنکر مین اسکا مقتدی بنجاتا ہے اور آیت شامل ہے ہر ایک کو عام ہے ہر ایک کے حق مین کیونکہ جو شخص مکلف ہے اسکو اس سے روکا گیا ہے اور اللہ کا قول ما زکی منکم من احد ولولا کا جواب ہے یعنے اگر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتو کوئی شخص اپنے نفس کو اسکی برائی اور میل تحیل سے نکال سکے جبتک چاہتا رہے اور یہ لفظ مخفف اور مشدد دونون طرح پڑہا گیا ہے اور تشدید کی صورت مین یہ معنے ہونگے کہ اگر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتم پر تو وہ تم مین سے کسی کو پاک نہ کرے مقاتل نے کہا ما زکی سے ما صلح مراد ہے یعنے کوئی شخص نیک نہ ہوتا اور بہتر یہ ہے کہ زکوۃ کی تفسیر تطہر اور تزکیہ کی تطہیر کے ساتھ کیجاوے اور ابن قتیبہ کا یہی ہے قول ہے اور ابن عباس رض نے کہا اس لفظ کی تفسیر مین ما اھتدای احد من الخلائق بشئ من الخیر یعنے مخلوق مین سے کوئی شخص کسی بھلائی

کیطرف راہ نہ پاتا اور یہ آیت عام ہے شامل ہے ہر ایک کو بعض نے کہا ان لوگون کی ساتھ خاص ہے جنہون نے افک مین قدم ڈالا اسپر پاک ہوے اس آلودگی سے اور توبہ کی اونہون نے عبداللہ بن ابی ابن سلول کے سوا کیونکہ وہ تو اڑا رہا اپنی بدبختی اور کم بختی پر یہان تک کہ مر گیا اور آیت کو عام ٹہیرانا ہر ایک کے حق مین اول ہے اور اس سے اگلا جملہ مین اللہ نے ترغیب دی ہے اخلاص مین مبالغہ کرنیکی اور اپنے توبہ کرنیوالے بندون کو برانگیختہ کیا ہے اسپر اور سخت ڈرایا ہے اسکو جو شیطان کے پیچھے چلے اور چاہے پہیلنا بدکاری کا اللہ کے مؤمن بندون مین اور اللہ سبحانہ کو زواجر کے ساتھ اپنے نفس کو منزجر نہ کرے وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ اور قسم نہ کہا دین بڑای والے تم مین اور کشایش والے اس سے کہ دیوین ناتے والون کو اور محتاجون کو اور وطن چہوڑنیوالون کو اللہ کی راہ مین اور چاہیے معاف کرین اور درگذر کرین کیا تم نہین چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے اور اللہ بخشنیوالا ہے مہربان ف جب طوفان بولنے والے جہوٹے پڑے اور انکو حماری گئی اسی کوڑے جو ان مین دو تین مسلمان تہے ایک شخص تہا سطح ابوبکر صدیق کا بہانجا مفلس تہا اسکی خبر لیتے تہے اب سے قسم کہائی کہ اسکو مین کچہ نہ دونگا اللہ نے اسکی سفارش کردی وہ تہا مہاجرین سے اہل بدر سے بڑائی والے کہا صدیق اکبر کو جو انکی بڑای نہ مانی وہ اللہ سے جہگڑے پہر انہون نے قسم کہائی کہ جو دیتا تہا وہ کبہی بند نہ کرونگا ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین لایاتل مشتق ہے الیت سے اور الیت کہتے ہین حلف کو جسکے معنے مین سوگند و قسم کے ہے یعنے مالدار اور خیرات کرنے والے اور احسان والے اور کشائش والے ناتے والون اور محتاجون اور اپنا وطن چہوڑنے والون کو دینے سے قسم نہ کہاوین یعنے اے مسلمانون نہ قسمین کہاؤ کہ نہ جوڑو اپنے محتاج ناتے دار کو اور اللہ کی راہ مین اپنا وطن چہوڑنے والون کو اور اس مین ترغیب ہے ناتے داروں کی ساتھ مرافقت اور معاطفت کرنے کی ولہذا فرمایا وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا یعنے جو برای انسے وقوع مین آئی اور جو ایذا ان سے صادر ہوئی اس سے درگذر کرین اور اسکو معاف کرین اور یہ اللہ سبحانہ و تعالی کا حلم ہے اور اسکا کرم اور لطف اپنی مخلوق کے ساتھ باوجود انکی بے انصافی کے اپنی جانون پر اور یہ آیت صدیق اکبر کے حق مین نازل ہوئی جب انہون نے قسم کہائی کہ مسطح بن اثاثہ پر کبہی کچہ خرچ نہ کرین گے اسکے بعد کہ مسطح نے عائشہ صدیقہ کے باری مین عیب لگانے کے ساتھ لب کہولی جیسے یہ مضمون حدیث طویل مین گذرا

تو جب اللہ نے ام المومنین کی برات کو نازل کیا اور ایما ندار نفس خوش ہوئے اور انہون نے قرار پکڑا اور اللہ تعالے نے ان لوگون کی توبہ منظور فرمائی جنہون نے ام المومنین کے بارے مین حرچا کیا اور حد لگی انکو جنکو حد لگی تو اللہ تبارک وتعالی صاحب فضل والمنت نے ابوبکر صدیق کی مہربانی کا بیان فرمایا جو وہ اپنے ناتے دار ذوی نسب مسطح بن اثاثہ پر فرمایا کرتے تھے اور مسطح صدیق کی خالہ کا بیٹا تھا اور محتاج تھا اور اسکے پاس کچھ نہ ہوتا مگر وہی جو ابوبکر صدیق خرچ کرنیکے لیئے دیتے اور تہا یہ ان لوگون مین سے جنہون نے اللہ کی راہ مین اپنے گہر بار کو چہوڑ دیا اور عائشہ صدیقہ کے معاملہ مین پہیل گیا پہر اللہ نے انکو اس گناہ کو معاف کر دیا اور اس تہمت پر انکو حد لگائی گئی اور صدیق اکبر معروف بالمعروف تہے اقارب اور اجانب کو داد دیتے اور انکی پرورش کرتے جب اللہ تعالی نے اس آیت کو اتارا واللہ غفور رحیم تک یعنے بڑای والے اور کشایش والے قسم نہ کہاوین قرابت والون کو دینے سے اور محتاجون اور مہاجرون کو اللہ کی راہ مین تم نہین چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ معاف کرنیوالا مہربان ہے یعنے جزا عمل کی جنس سے ہوتی ہے پہر جیسے تو معاف کریگا اس شخص کا قصور جو تجہ کو ستاوے اللہ تجہ کو معاف کریگا اور جیسے تو درگذر کرے گا اللہ درگذر کریگا تجہ سے تب ابوبکر صدیق نے فرمایا کیون نہین اللہ کی قسم ہم چاہتے ہین کہ تو ہمکو معاف کرے ای ہمارے مالک پہر مسطح پر وہی خرچ کرنے لگے جو آگے اسپر خرچ کیا کرتے تھے اور بولے اللہ کی قسم جو مین دیتا تہا اسکو کبہی بند نہ کرونگا اور یہ قسم اس قسم کے مقابلہ مین کہائی جو فرمایا اللہ نے قسم مین کبہی اسکو کوئی فائدہ نہ پہنچاؤن گا اہی لیے صدیق صدیق تہے فقہ مین کہا ہے کہ لا نفی کا نہین ہے بلکہ نہی ہے اور فعل مجزوم ہے حذف یا کر ساتھ کیونکہ ناقص ہے جیسے ایتلی یا تلی انتہے نہی کے وزن پر اور یہ مشتق ہے الیۃ سے جو ہدیہ کے وزن پر ہے اور الیہ کہتے ہین قسم کو اور اسی محاورے سے ہے اللہ کا قول لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَائِهِمْ اور ایک جماعت نے کہا یہ مشتق ہے آلی یالُوا سے اور سوقت معنے یہ ہونگے اور قصور نکرین بڑای والے اور کشایش والے اور اسی محاورے سے ہے اللہ کا قول لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا اور عرب کا محاورہ آلوت فی کذا ولا آل جہدا لیکن پہلا قول اولے ہے اور سبب نزول کا پہلے قول پر دلیل ہے کہا ابن عباس نے قسم نہ کہاکسی کو فائدہ پہنچانے سے عائشہ کہتی ہین مسطح بن اثاثہ بہی ان لوگون مین سے تہے جنہون نے انکی کا بڑا بوجہ اٹہایا اور ابوبکر کے رشتہ دار تہے اور انکی پرورش مین تو ابوبکر نے قسم کہائی کہ مین اسکے ساتہ کبہی سلوک نہ کرون گا تب اللہ نے یہ آیت اتاری عائشہ صدیقہ نے کہا پہر ابوبکر نے اسکو اپنے عیال مین ملالیا اور اسپر خرچ کرنے لگے اور فرمایا مین کسی امر پر قسم نکہاؤن گا جسکے غیر مین مین بہلائی دیکہون اس سے مگر

قسم کا کفارہ دیدون گا اور وہ کام کرون گا جو اس سے بہتر ہے اَخْرَجَهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ طُرُقٍ
عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ التَّابِعِيْنَ ابن عباسؓ سے آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ صحابہ مین سے کچھ لوگون نے حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عیب لگایا تھا اور اسکا چرچا کیا تھا اور اس مین قدم ڈالا تھا اسپر حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے یارون نے قسمین کہائین کہ جنہون نے یہ چرچا کیا اور اسکو پھیلایا اور اس مین قدم ڈالا
ہم ان پر خرچ نہ کرینگے اور نہ انکے ناتے جوڑین گے ان قسم کہانیوالون مین ابوبکر صدیق بھی تھے تو اللہ نے
فرمایا قسمین نہ کہاوین بڑائی والے نرمی سے اور کشایش والے یہ کہ اپنی ناتے نہ جوڑینگے اور ان کو اپنے مالون
مین سے نہ دینگے جیسے اس سے پہلے دیا کرتے تھے تو اللہ نے حکم کیا کہ تم ان کو معاف کرو اور انسے درگذر کرو ہم
تمکو معاف کرینگے اور تمہارے گناہون سے درگذر کرینگے کہا زجاج نے اَنْ يُّؤْتُوْٓا مین لا محذوف ہے اور معنی
یہ ہین نہ قسمین کہاوین اسپر کہ نہ دیوین اور ابوعبیدہ نے کہا لا کا اضمار کی کچھ ضرورت نہین ہے اور تا خطاب
کے ساتھ بھی اسکو لوگون نے پڑہا ہے التفات کے طریق پر اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ
الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ
وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ
اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝ جو لوگ عیب لگاتے ہین فیدوالی بے خبر ایمان والیون کو انکو پھٹکار ہے
دنیا مین اور آخرت مین اور انکو بڑی مار حبسن بتاوینگی انکی زبانین اور ہاتھ پاؤن جو کچھ کرتے تھے اسدن پوری
دیگا اللہ انکی سزا جو چاہیے اور جانینگے کہ اللہ وہی ہے سچا کھولنے والا ف اس مین اللہ نے ڈرایا ہے
ان لوگون کو جو بے خبر پاکدامن عورتون کو عیب لگاتے ہین اور سومنات کی قسم مخرج غالب کے طور پر واقع ہوئی
ہے تو امہات المومنین مومنون کی مائین (حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بیان) بطریق اولی اس مین
داخل ہین اور ان کا اس حکم مین داخل ہونا ہر ایک محصنہ سے بڑہکر ہے خاصکر وہ عورت جو ان آیات کے نزول کا
باعث و موجب و سبب ہے اور وہ ام المومنین عائشہ صدیقہ ہین رضے اللہ عنہا وارضاہا عنا حافظ ابن کثیر فرماتے
ہین سب عالمون کا اتفاق ہے اسپر کہ جو شخص عائشہ صدیقہ کو اسکے بعد گالی نکالے اور اسکو عیب لگاوے جو عیب
لگاوے اسکے بعد جو اس آیت مین مذکور ہے تو وہ (مردود) کافر ہے کیونکہ اس نے قرآن مجید کو رد کیا اور اگر کوئی
حضرت عائشہؓ کے سوا دوسری حضرت کی بی بیون کو گالی نکالے یا عیب لگاوے تو اس مین علما کے دو قول
ہین ان مین سے صحیح یہ قول ہے کہ دوسری بی بیون کو عیب لگانا اور گالی نکالنا بھی ویسا ہی کفر ہے جیسے

عائشہ صدیقہ کو اور اسکا قول لعنوا فی الدنیا والآخرۃ الآیۃ ویسا ہی ہے جیسے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا یعنے جو لوگ ستاتے ہین اسکو اور اسکے رسول کو انکو بیشکار اللہ نے دنیا مین اور آخرت مین اور رکھی انکے واسطے ذلت کی مار اور بعض نے کہا یہ لعنت خاص ہے حضرت عائشہ صدیقہ کے قاذفین کے ساتھ اگر کوئی کسی اور بی بی کو عیب لگا دے تو وہ ملعون نہین ہوتا سعید بن جبیر نے ابن عباس سے آیت باب کی تفسیر مین روایت کیا کہ یہ آیت خاص عائشہ صدیقہ کے حق مین نازل ہوئی ہے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اور سعید بن جبیر اور مقاتل بن حیان کا یہی قول ہے اور اس قول کو حافظ ابن جریر نے باسناد حضرت عائشہ سے یون روایت کیا ہے کہ مجھ کو عیب لگا جو عیب لگا اور مین بے خبر تھی اور مجھکو پیچھے معلوم ہوا پھر ایک وقت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تھے میرے پاس جو آپ پر وحی نازل ہوئی اور جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو آپ کو نیند سی آنی لگتی اور آپ پر وحی اتری اسوقت جب آپ میرے پاس بیٹھے تھے پھر آپ بیٹھ گئے برابر ہو کر پوچھتے تھے اپنا سبارک ماتھا اور فرمایا اے عائشہ خوش ہو جا بیشک اللہ نے تیری تعریف کر دی ہوں آپ کی تعریف نہین کرتی پھر آپ نے پڑھی یہ آیتین اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ یہانتک کہ آپ پونچے اور اونکے سبرون مماثیقون لہم مغفرۃ و رزق کریم تک ھٰکَذَا اَوْرَدَہُ ابْنُ جَرِیْرٍ یعنے ابن جریر نے اسکو اسیطرح بیان کیا اور اس سیاق مین کوئی ایسا لفظ نہین ہے جس سے نکلے کہ یہ حکم عائشہ ہی کے ساتھ خاص ہے اس مین صرف اتنا مذکور ہے کہ عائشہ ہی ان آیات کے نزول کا سبب ہوئی نہ انکے سوا کوئی اور عورت اگرچہ حکم عام ہے شامل ہے عائشہ کو اور غیر عائشہ کو اور شاید ابن عباس اور انکے موافقین کے قول مذکور سے بھی مراد ہوگی کہ آیات کا سبب نزول عائشہ ہے نہ اسکا سوا دوسری عورت وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ضحاک اور ابو الجوزا اور سلمہ بن نشیط کا یہ قول ہے کہ محصنت غفلت مومنات سے آیت مین خاص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیان مراد ہین نہ انکے سوا اور عورتین عوفی نے ابن عباس سے آیت کی تفسیر مین روایت کیا کہ اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیان مراد ہین عیب لگایا انکو اہل نفاق نے پھر انکے واسطے اللہ نے غضب اور لعنت کو واجب کر دیا اور لے آئے وہ اللہ کا غصہ پھر اسکے بعد یہ آیت اتری وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَآءَ سے لیکر غفور رحیم تک تو اس مین اللہ نے تازیانے لگانی اور توبہ کرنا نازل فرمایا پھر توبہ منظور ہو جاتی ہے اور شہادت منظور نہین ہوتی ابن عباس نے سورۂ نور کی تفسیر بیان کی جب پونچی اس آیت پر

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ الآیۃ تو فرمایا یہ آیت عائشہؓ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور ازواج کے حق مین اتری ہی اور یہ آیت مبہمہ ہی اور جنہون نے عیب لگایا امہات مومنین کو انکی توبہ منظور نہین ہے پر بڑی ہی یہ آیت وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَآءَ فَاجْلِدُوْھُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَۃً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَھُمْ شَھَادَۃً اَبَدًا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ کہا تو اللہ نے عام عورتون کو عیب لگانیوالون کی توبہ کو منظور فرمایا اور جو محصنت غافلات مومنت کو عیب لگاوین انکی توبہ بیان نہین فرمای پھر بعض لوگون نے ارادہ کیا کہ اٹھکا ابن عباسؓ کے سر کو بوسہ دین اسلیے کہ انہون نے سورہ نور کی تفسیر عمدہ طور پر بیان کی رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہین یہ جو ابن عباسؓ نے کہا یہ آیت مبہمہ ہے تو اس سے یہ مراد ہے کہ یہ آیت عام ہے ہر ایک محصنہ کو قذف کی تحریم مین اور قاذف کو دنیا اور آخرت مین ملعون ہونے مین اور یہی قول ہے عبدالرحمن بن زید بن اسلم کا کہ یہ وعید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قاذفین کے حق مین ہی اور ان لوگون کے حق مین بھی جو اس زمانہ مین مسلمان عورتون کو عیب لگاوین ولکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو اس مسئلہ مین پیشوا تھین اور حافظ ابن جریر نے بھی اس آیت کو عموم کو پسند کیا ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور یہی مذہب صحیح ہے اور مؤید ہے اس آیت کی عموم کو ابو ہریرہؓ کی حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قِیْلَ وَمَا ھُنَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَکْلُ الرِّبٰوا وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ یعنے بچو اور بطرف رہو اور علاحدہ رہو سات ہلاک کرنیوالی باتون سے لوگون نے عرض کیا اور سات ہلاک کرنیوالی باتین کیا کیا ہین یا رسول اللہ فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا اور خون کرنا جان کا جس سے منع کیا اللہ نے مگر جہان چاہیے اور سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا اور لڑائی کے دن پیٹھ دینا اور قید والی بیخبر ایمان والیون کو زنا کا عیب لگانا (یہ سات باتین ہلاک کردیتی ہین) رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَاَخْرَجَاہُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ مِنْ حَدِیْثِ سُلَیْمَانَ بْنِ بِلَالٍ بِہٖ حذیفہؓ مرفوعاً کہتے ہین محصنہ کو زنا کا عیب لگانا سو سال کے عمل بد کو برباد کرتا ہے رَوَاہُ الْحَافِظُ اَبُو الْقَاسِمِ الطَّبَرَانِیُّ اور اللہ تعالی کے قول یَوْمَ تَشْھَدُ عَلَیْھِمْ اَلْسِنَتُھُمْ وَاَیْدِیْھِمْ وَاَرْجُلُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ کی تفسیر مین سعید بن جبیر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ مشرک جب یکہینگے کہ نہین داخل ہوتا بہشت مین مگر نمازی کہینگے آؤ

ہم (بھی) بھلا کیسے شرک سے انکار کرسکتے ہی منکر ہوجاوینگی پھر مہر کردیگا اللہ انکے موہون پر اور بتاوین گے انکے ہاتھ اور پاؤن اور نہ چھپا سکین گے اللہ سے ایک بات رواہ ابن ابی حاتم ابو سعید کہتے ہین فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذا کان یوم القیمۃ عرف الکافر بعملہ فیجحد ویخاصم فیقال لہ ھؤلاء جیرانک یشھدون علیک فیقول کذبوا فیقال اھلک وعشیرتک فیقول کذبوا فیقال احلفوا فیحلفون ثم یصمھم اللہ فتشھد علیھم ایدیھم والسنتھم ثم یدخلھم النار۔ یعنے جب قیامت کا دن ہوگا (اور) کافر اپنے عمل پہچانے گا تو منکر ہوجاویگا اور جھگڑے گا پھر کہا جاویگا یہ تیرے ہمسائے تجھ پر گواہی دیتے ہین کافر کہے گا جھوٹ بولتے ہین پھر اسکو کہا جاویگا یہ تیرے گھر والے ہین اور (نزدیک) ناتیوالے کافر کہیگا جھوٹ بولتے ہین کہا جاویگا (اے کافر) قسم کہا (کر) کہ یہ جھوٹ بولتے ہین کافر قسمین کہاوین گے (کہ یہ جھوٹے ہین) تب اللہ تعالی کافرون کو گونگے کردیگا پھر گواہی دینگے ان پر انکے ہاتھ اور زبانین پھر انکو دوزخ مین داخل کردے گا رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر انس بن مالک کہتے ہین کہ ہم حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھے تو آپ ہنسے یہانتک کہ آپ کی ڈاڑھین کھل گئین پھر فرمایا اتدرون مما اضحک یعنے تم جانتے ہو مین کیون ہنستا ہون ہمنے عرض کیا اللہ اور اسکا پیغمبر بہتر جانتا ہے فرمایا مین مجادلۃ العبد ربہ یوم القیامۃ یقول یارب الم تجرنی من الظلم یقول بلی فیقول لا اجیز علی الا شاھدا منی من نفسی فیقول کفی بنفسک الیوم علیک شھیدا وبالکرام علیک شھودا فیختم علی فیہ ویقال لارکانہ انطقی فتنطق بعملہ ثم یخلی بینہ وبین الکلام فیقول بعدا لکن وسحقا عنکن کنت اناضل یعنے مین ہنستا ہون بندے کے جھگڑے کیطرف خیال کرکے جو اپنے رب سے قیامت کے دن جھگڑا کرے گا کہے گا اے میرے مالک کیا تو نے مجھ کو ظلم سے نہین بچایا پھر اللہ فرماویگا کیون نہین تو کافر کہے گا مین نہین جائز رکھتا ہون کوئی مجھ پر گواہی دیوے اپنے وجود کے سوا تو اللہ فرماوے گا بس ہے آجکے دن تجھ پر تیرا نفس گواہ اور بس ہین تجھ پر (آجکے دن) کرام کاتبین گواہی دینے والے پھر مہر کیجاویگی اسکے مونہہ پر اور کہا جاویگا اسکے جوڑون کو بولو بتاؤ پھر وہ بتاوین گے اسکا کیا پھر رہا کیا جاویگا اسکے درمیان اور کلام کے درمیان (اسکے مونہہ سے مہر کو ہٹایا جاوے گا) پھر کہے گا (جوڑون کو) دوری ہو دوری تمہاری واسطے اور دفع ہوجاؤ پھر تمہاری ہی واسطے تو مین جھگڑتا تھا رواہ ابن ابی حاتم ایضا اور اسکو مسلم اور

نسائی دونوں نے روایت کیا ابو بکر بن ابو النضر سے اور انہوں نے عبد اللہ اشجعی سے انہوں نے سفیان ثوری سے اسحدیث کو پھر نسائی نے کہا ہم نہیں جانتے کہ اسحدیث کو کسینے روایت کیا ہو سفیان ثوری سے اشجعی کے سوا واللہ اعلم ھکذا قال اور قتادہ کہتے ہین ابن آدم واللہ ان علیک لشھودا غیر متھمۃ من بدنک فراقبھم واتق اللہ فی سرک وعلانیتک فانہ لا یخفی علیہ خافیۃ الظلمۃ عندہ ضوء والسر عندہ علانیۃ فمن استطاع ان یموت وھو باللہ حسن الظن فلیفعل ولا قوۃ الا باللہ یعنے اے آدم کے بیٹے بخدا تیرے عملون کے بیان کرنیکے لیے تیرے بدن سے ایسے گواہ ہین جنکو تو تہمت نہین لگا سکیگا پھر تو انکا مراقبہ کر اور ڈر اللہ سے اپنے باطن مین اور ظاہر مین کیونکہ اللہ پر کوئی خافیہ مخفی نہین ہے اندھیرا اسکے نزدیک روشنی ہے اور باطن اسکے پاس ظاہر ہے پھر جو سکتا ہے کہ مرے اور وہ نیک گمان ہو اللہ کے ساتھ تو ایسا کرے اور ساتھ کی طاقت نہین مگر اللہ کی توفیق کے ساتھ اور یہ جو اللہ نے فرمایا یومئذ یوفیھم اللہ دینھم الحق اور ابن عباسؓ نے دینھم کی حسابھم کے ساتھ تفسیر کی اور کہا قرآن مجید مین جہان کہین دینھم کا لفظ ہے وہ معنے مین حسابھم کے ہے اور یہی غیر واحد کا قول ہے جمہور کے نزدیک حق کا لفظ منصوب ہی اسصورت مین حق دین کی صفت ہوگا اور مجاہد نے حق کو مرفوع پڑہا ہے اسصورت مین لفظ جلالہ (یعنے اللہ) کی صفت ہوگا اور بعض سلف سے مروی ہے کہ یہ آیت ابی بن کعب کے مصحف مین اسطرح لکہی ہے یومئذ یوفیھم اللہ الحق دینھم اور یہ جو فرمایا اور جانینگے کہ اللہ وہی ہے سچا کہولنے والا یعنے جانینگے کہ اسکے وعدے اور وعید اور حساب وہ سب ٹہیک ہین اور عدل جس مین کچھ ظلم نہین ہے فتح مین کہا ہے رمی سے رمی بالزنا مراد ہے اور محصنات سے عفائف مراد ہین اور اس لفظ کی تفسیر گذر چکی اور ہم بیان کر چکے کہ جو حکم حد قذف مین محصنہ عورتون کا ہے وہی حکم محصن مردون کا ہے اور اسپر لوگون کا اتفاق ہی اور غافلات سے وہ عورتین مراد ہین جو زنا سے بیخبر ہون اسطرح کہ انکو کبھی زنا کا خیال بہی نہ آیا ہو اور نہ وہ زنا کو جانین اور غافلات کے لفظ مین انکی کمال نزاہت اور انکے گریبان کی طہارت پر دلیل ہے بعض نے کہا غافلات سے سلیمات الصدور اور نقیات القلوب مراد ہین اور سلیمات الصدور ونقیات القلوب وہ عورتین ہین جو دغا باز اور تجربہ کار نہ ہون اور لوگون کے احوال کی گرانی سبکی سے خبردار نہ ہون پھر انکو وہ احوال معلوم نہین ہوتے جنکو تجربہ کار عرافات عورتین جانتی ہین اور ایسے ہی ہین نادان آدمی جنپر سینے کی صفائی اور لوگونپر حسن ظنی غالب ہو کیونکہ وہ اپنی دنیا کے امور سے غافل ہوتے ہین پھر وہ دنیا کی جالاکیون سے جاہل ہوتے ہین اور اپنی آخرت کی

طرف متوجہ اور انہون نے اپنے نفسون کو اخرت ہی کے ساتھ مشغول کیا ہوتا ہے اور مومنات سے مومنات بالسر رسولہ مراد ہین اب اس آیت مین خلاف ہر کہ آیا یہ آیت خاص ہے یا عام ہے تو سعید بن جبیر کا تو یہ قول ہے کہ یہ وعید انہین لوگون کے ساتھ خاص ہے جنہون نے عائشہ کو عیب لگایا اور مقاتل نے کہا یہ وعید خاص ہے عبد اللہ بن ابی ابن سلول منافقون کے سردار متولی کبر افک کے ساتھ اور ضحاک اور کلبی کا یہ قول ہے کہ اس آیت مین محصنات غافلات مومنات سے عائشہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور بی بیان مراد ہین نہ اور مومن مرد اور عورتین یہ جو شخص امہات المومنین مین کسی کو عیب لگاوے تو وہ اس وعید کا مستحق ہے جو وعید اس آیت مین مذکور ہے ضحاک نے کہا اور اس آیت کے حکمون مین سے ایک یہ حکم بھی ہے کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیون مین سے کسی بی بی کو عیب لگاوے اسکے لیے توبہ نہین ہے بخلاف اس شخص کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات کے سوا اور کسی عورت یا مرد کو عیب لگاوے کیونکہ اسکے لیے اللہ نے توبہ رکھی ہے صیبی اللہ نے آیت والذین یرمون المحصنت کو آخر فرمایا اور الذین تابو البعض نے کہا یہ آیت اسی شخص کے حق مین خاص ہے جو عیب لگاوے پھر اس سے توبہ نکرے بعض نے کہا یہ آیت مشرکین مکہ کے حق مین خاص ہے کیونکہ جب کوئی عورت اللہ کی راہ مین اپنا گھر بار چھوڑ کر نکلتی تو وہ کہتے یہ تو اسلیئے نکلی ہے کہ زنا کیا کرے اور بعض نے کہا یہ آیت عام ہے شامل ہے ہر قاذف اور ہر متقذوف کو محصنات اور محصنین سے اور اسی کو نحاس نے اختیار کیا کہا علامہ ابو الطیب نے اور یہی قول اہل اصول کی تقریر کے مطابق و موافق ہے کہ اعتبار الفاظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ سبب کے خاص ہونیکا کہا اہل علم نے کہ اگر اس آیت مین وہ قاذف مراد ہین جو ایماندار ہین تو لعنت سے مراد اللہ تعالی کے قول لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مین ثنا حسن سے ابعاد ہے اہل ایمان کی زبانون پر اور حد کا انکو لگنا اور تمام مسلمانون کا انکو چھوڑ دینا اور انکا رتبہ عدالت سے گر جانا اور اہل ایمان کا انسے نفرت کرنا اور اگر اس آیت سے خاص عائشہ صدیقہ کو قاذفین مراد ہین تو یہ لعنت عبد اللہ بن ابی ابن سلول کے حق مین خاص ہوگی اور اگر اس آیت سے مشرکین مکہ مراد ہین تو وہ تو دنیا اور آخرت مین ملعون ہین يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ الآية کی تفسیر مین ابو سعید سے مرفوعا روایت کرتے ہین کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو کافر کو اسکے عمل جتائے جاوینگے پھر وہ انکار کریگا اور جھگڑے گا پھر حکم ہوگا قسم کھاؤ کہ یہ گناہ تم نے نہین کیے) وہ قسم کھالینگے پھر اللہ انکو گونگا کر دیگا (یعنے انکے مونہون پر مہر لگا دیگا) اور انپر انکی زبانین اور ہاتھ گواہی دینگے پھر اللہ انکو دوزخ مین ڈالدے گا اَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ کہا علامہ نے اور مروی

ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کی طریق سے وہ حدیثین جنسے عصاۃ کی جوارح وارکان عصاۃ پر شہادت دینا ثابت ہوتا ہے اور حق سے خبر اثابت مراد ہے جسکی ثبوت مین شک نہین ہو اور یوفیہم کو باب افعال سے بھی پڑہا گیا ہے اور باب تفعیل سے بھی اور حق کو مرفوع پڑہا گیا اس تقدیر پر کہ وہ اللہ کی نعت ہو اور منصوب بھی اس تقدیر پر کہ وہ دینہم کی نعت ہو کہا ابو عبیدہ نے اور اگر لوگون کے خلاف کے مکروہ ہونیکا ڈر نہ ہوتا تو حق کا مرفوع پڑہنا ٹھیک بتاتا تو کہ وہ اللہ کی نعت ہو جاوی اور تو کہ موافق ہووے ابی بن کعبؓ کی قرءت کی اور مروی ہے یہ قرءت ابن مسعودؓ سے کہا نحاس نے اور یہ ابو عبیدہ کی کلام پسندیدہ نہین ہے کیونکہ اس نے دلیل لی اس قرءت سے جو سواد اعظم کے مخالف ہو اور اس مین کوئی دلیل نہین ہے کیونکہ اگر ثابت ہو جاوی کہ ابی بن کعب کے مصحف مین الحق کا لفظ دینہم سے پہلے ہے تو جائز ہے کہ وہ حق سے بدل ہو اور ابن عباسؓ نے دین کی حساب کے ساتھ تفسیر کی اور کہا دین کا لفظ جہان کہین قرآن مین ہے حساب کے معنے مین ہے نہز بن حکیم عن جدہ سے مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑہی یہ آیت (اسطرح) یَوْمَئِذٍ یُّوَفِّیْهِمُ اللّٰهُ الْحَقَّ دِیْنَهُمْ اَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِیُّ وَغَیْرُهٗ اور یہ جو فرمایا وَیَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ یعنے جب اس امر کا معاینہ کرینگے اور یہ امر ویسا ہی واقع ہوگا جیسے کتاب عزیز نے بتلایا تو جان لین گے کہ اللہ وہی ثابت ہے اپنی ذات اور صفات اور افعال مین ظاہر کرنے والا ہے اشیا کو ہو بہو اور اللہ سبحانہ حق کی ساتھ سے ہوا کیونکہ اسی کی عبادت وہی حق ہے اسکے غیر کی عبادت کی سوا دوسرا یہ کہ حق کہتے ہین موجود کو اور اللہ موجود ہے اور اسکا نقیض یعنے باطل وہ معدوم ہے اور اللہ نے قرآن مجید مین کسی گناہ پر گناہون مین سے اسقدر تغلیظ نہین کی جس قدر عائشہؓ کے قذف وافک مین تغلیظ فرمائی تو ایجاز سے کام لیا اللہ نے ہمقام مین اور اشباع کیا اور تفصیل کی اور اجمال کیا اور تاکید کے ساتھ بیان فرمایا اور مکرر بیان فرمایا اور نہین ہے یہ مگر وہی جو مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ جو شخص گناہ کرے پہر توبہ کرے تو اسکی توبہ مقبول ہے مگر افک کی توبہ منظور نہین ہے جنہون نے عائشہؓ کے امر مین قدم ڈالا اور یہ اللہ تبارک وتعالی کیطرف سے تعظیم ہے اور مبالغہ ہے افک کے امر مین اور اللہ تعالی نے چار شخصون کو بری کیا اور بے عیب کر دکہایا چار چیزون کے ساتھ بے عیب کیا یوسف علیہ السلام کو ایک گواہ کے ساتھ زلیخا کے لوگون مین سے اور موسی علیہ السلام کو اس پتہر کے ساتھ جو آپ کے کپڑے لیکر بہاگ گیا اور مریم علیہا السلام کو اسکا بیٹا بلوا کر اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ان آیات عظیم کے ساتھ جنکو اللہ نے اپنی معجز کتاب مین اتارا جو تا قیام ساعت وجہ دہر پر تلاوت ہوتی رہینگی ان مبالغات کی ساتھ جنکو تو نے دیکہ لیا اب تو غور کر اور سوچ

کہ عائشہؓ کی برارت اور ان لوگون کی برارت کے درمیان کسقدر تفاوت ہی اسطرح کہ نہین راضی ہوا اللہ سبحانہ عائشہؓ کے لیے کسی ترکے کی برارت کے ساتھہ اور نہ نبی کی برارت کے ساتھہ یہانتک کہ بری کیا اسکو اپنی کلام کے ساتھہ قذف اور بہتان سے اور یہ کلام نہین کیا مگر اپنے رسول کی منزلت و مرتبت کی بلندی کے اظہار کے لیے اور اسلیے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے کی عائشہ کے لائق ہین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ پھر اللہ سبحانہ نو ان آیات کو جو اہل افک کے حق مین وارد ہین ایک جامع کلام پر ختم کیا اور فرمایا اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝ گندیان ہین گندون کے واسطے اور گندے ہین واسطے گندیون کے اور ستھریان ہین واسطے ستھرون کے اور ستھرے ہین واسطے ستھریون کے وہ لوگ بے لگاؤ ہین ان باتون سے جو کہتے ہین انکو بخشنا ہی اور روزی ہی عزت کی ف ابن عباسؓ نے کہا کسی پیغمبر کی عورت بدکار نہین ہوئی یعنے اللہ انکے ناموس نہین رکھتا ہے انتہے مافی موضح القرآن ف ابن کثیر کہا ہے کہ خبیثات سے ہر دو مقام مین اقوال خبیثہ مراد ہین اور خبیثین سے ہر دو مقام مین رجال خبیثین مراد ہین اور طیبات سے دونو جگہہ مین اقوال طیبہ مراد ہین اور طیبین سے دونو جگہہ مین رجال طیبین قَالَہُ ابْنُ عَبَّاسٍ یہ کہا ابن عباسؓ نے اور اسی یہ آیت عائشہؓ اور اہل افک کے حق مین اور ایسا ہی مروی ہے مجاہد اور عطاء اور سعید بن جبیر اور شعبی اور حسن بن ابی الحسن بصری اور حبیب بن ابی ثابت اور ضحاک سے اور اسیکو ابن جریر نے پسند کیا اور کہا کہ بری بات بری لوگون کے ساتھہ اولی ہے اور ستھری بات ستھرے لوگون کے ساتھہ لائق ہے اور غرض یہ ہے کہ جس بات کو اہل نفاق نے عائشہؓ کی طرف منسوب کیا وہ کلام انہین منافقون کے ہی لائق ہے اور عائشہ اولی ہے برارت اور بزرگی کے ساتھہ منافقون کے قول سے وانہد افرمایا اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ عبد الرحمان بن زید بن اسلم کہتے ہین کہ خبیثات سے دونو مقام مین نساء خبیثہ مراد ہین اور خبیثین سے دونو جگہہ مین رجال خبیث مراد ہین اور طیبات سے ہر دو مقام مین نساء طیبہ مراد ہین اور طیبون سے ہر دو جگہہ مین رجال طیب اور افضل کا حاصل یہی وہی ہے جو پہلے لوگون کے قول کا مآل و انجام ہے التزام کے طور پر اور سنے یہ ہین اللہ ایسا نہین تہا کہ عائشہؓ کو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی بناتا مگر اسوقت جب یہ طیبہ تہین کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر طیب بشر سے اطیب ہین اور اگر عائشہؓ خبیثہ ہوتی تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائق نہ تہی نہ شرعًا اور نہ قدرًا ولہذا فرمایا اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ یعنے یہ لوگ اہل افک

وعدہ ان ہی بہشت دورہین لَهُمْ مَغْفِرَةٌ انکی بخشش ہوگی بسبب اس کذب کے جو انکی حق مین انہون نے مشہور کیا وَرِزْقٌ كَرِيمٌ اور انکمواسکے ہان عزت کی روزی ملیگی جنات نعیم مین اور اس مین وعدہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیان جنت مین جاوینگی اسیر بن جابر عبداللہ کے پاس آئے اور بولے میںنے ولید بن عقبہ سے آج ایک بات سنی ہی جو مجھکو پسند آئی تو عبداللہ نے کہا ایماندار کو دلمین ایک ستھرا قول ہوتا ہے اور وہ ملتا ہے اسکے سینے مین (اور) نہین ٹہیرتا یہانتک کہ اسکو مونہ پر لے آتا ہے پہر اسقول کو وہ آدمی سنکر لیتا ہے جو اسکے پاس ہوتا ہے اور اسکو اپنی (باتون مین) ملا لیتا ہے اور بد آدمی کے دل مین ایک اچہی بات ہوتی ہے اور وہ حرکت کرتی ہے اسکے سینے مین قرار نہین پکڑتی یہانتک کہ اسکو مونہ پر لاتا ہے پہر اس اچہی بات کو وہ آدمی سن لیتا ہے جسکے پاس اچہی باتین ہوتی ہین تو وہ سنکر اسکو اپنی اچہی باتون مین ملا لیتا ہے پہر پڑہی عبداللہ نے یہ آیت اَلْخَبِيثٰتُ لِلْخَبِيثِيْنَ وَالْخَبِيثُوْنَ لِلْخَبِيثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ آخر آیت تک اور یہی کی مثل ہے وہ حدیث جسکو امام احمد نے اپنی سند مین مرفوعًا روایت کیا کہ اس شخص کی مثال جو سمجہ کی بات سنتا ہے پہر نہین بیان کرتا مگر یہی وہ بات جو اس نے سنی اس شخص کیطرح ہے جو ایک چرواہے کے پاس آیا اور بولا مجھکو ایک عمدہ بکری چن دی تو وہ بولا جا اور جس بکری کو تو لیا چاہے اسکا کان پکڑلے پہر وہ گیا اور اس نے بکریون کے کتے کا کان پکڑ لیا اور دوسری حدیث مین ہے اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ وَجَدَهَا اَخَذَهَا یعنے سمجہ کی بات مومن کا ضالہ ہے جہان اسکو پاوے لے شیخ سعدی نے کیا اچہا کہا ہے ؎

باطل ست آنچہ مدعے گوید خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

مرد باید کہ گیرد اندر گوش ورنہ خفتہ ست بند بر دیوار

فتح کا لفظ یہ ہے کہ خبیثات سے نساء خبیثہ مراد ہین اور خبیثین سے رجال خبیث یعنی گندی عورتین گندے مردون کے ساتہ خاص ہین نہین قریب ہین کہ تجاوز کرین انکے غیر کیطرف کہا علامہ ابوالطیب مرحوم نے یہ کلام مضاف ہے مبنی ہے سنت الٰہی کے قاعدہ پر جو مخلوق مین جاری ہے اسکے مطابق کہ اللہ نے ایک ملک مقرر کیا ہے جو جلاتا ہے اہل کو اسکے اہل کیطرف اور ایسے ہی خبیث مرد خاص ہین گندی عورتون کے ساتہ نہین تجاوز کرتے گندی عورتون سے کیونکہ مجانست بالضمام کیطرف ملانیوالی چیزون مین سے ہی اور ایسی ہی ستھری عورتین خاص ہین ستھرے مردون کے ساتہ اور ستھرے مرد ستھری عورتون کے ساتہ

مجاہد اور سعید بن جبیر اور عطا اور اکثر مفسرین کا تو یہ قول ہے کہ خبیثات سے کلمات خبیثہ مراد ہین اور خبیثین سے رجال خبیث اور طیبات سے کلمات طیبہ اور طیبون سے رجال طیب اور ابن عباسؓ سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور زیادہ کیا ابن عباسؓ نے کہ یہ آیت نازل ہوئی اور لوگون کے حق مین جنھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کو بہتان لگایا اور قتادہؓ سے بھی ایسی مثل مروی ہے اور ایسا ہی مروی ہے تابعین کی ایک جماعت سے زمخشری نے کہا اور قول احسن الاقوال ہے زجاج نے کہا اس آیت کے یہ معنے ہین کہ بری باتین نہین کرتے مگر بری آدمی اور بری عورتین اور ستھری باتین نہین کرتے مگر ستھری آدمی اور ستھری عورتین اور ہمیں مذمت اور برائی ہے ان لوگون کی جنھون نے عائشہؓ کو زنا کا عیب لگایا اور اس مین مدح ہے ان لوگون کی جنھون نے بریؓ کیا حضرت عائشہؓ کو بعض نے کہا یہ آیت مبنی ہے اسکے قول الزانی لاینکح الا زانیۃ پر تو خبیثات سے تو زناکار عورتین اور طیبات سے بارسا عورتین مراد ہین اسیطرح خبیثون سے زناکار مرد اور طیبون سے پارسا مرد مراد ہین ابن زید کہتے ہین یہ آیت عائشہ صدیقہؓ کے حق مین نازل ہوئی ہے جب بنا فقون نے انکو بہتان لگایا تو اللہ تعالی نے اسکو بعیب کر دیا یا اس عیب سے اور عبداللہ بن ابی ابن سلول وہ خبیث تھا اور وہ لائق تھا کہ اسکے واسطے گندی عورت ہو اور وہ گندا اسکے واسطے ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستھرے تھے تو لائق تھا کہ آپکے واسطے ستھری بی بی ہو تو عائشہؓ طیبہ تھین اور لائق تھا کہ عائشہؓ ستھرے مرد کے گھر مین ہون آدلنک مین اشارہ ہے طیبین اور طیبات کیطرف بعض نے کہا اشارہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات کی طرف بعض نے کہا اشارہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عائشہ صدیقہؓ اور صفوانؓ بن معطل کیطرف بعض نے کہا فقط عائشہؓ اور صفوانؓ بن معطل کیطرف کہا فراء نے اور یہ جمع ویسی ہی ہے جیسے ابرہ کے قول فاکان لہ اخوہ مین جمع کیا حالانکہ اخوہ سے دو بھای مراد ہین کہا ابن زید نے یہان سے عائشہ صدیقہؓ کی برات ثابت ہوئی اور یہ جو فرمایا لہم مغفرۃ تو یا اسلیے کہ کوئی بشر زلات و خطیات سے خالی نہین ہے اور رزق کریم سے جنت کا رزق مراد ہے مردی ہے کہ عائشہؓ فخر کرتی تھین اپنے کہ اللہ نے میرا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پاس اور فرمایا یہ تیری بی بی ہے دنیا اور آخرت مین اور دوسرے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے سوا اور کسی کنواری سے نکاح نہین کیا اور آپنے وفات پائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود مین اور ان کی باری مین اور دفن ہوئے انہین کے گھر مین اور آپ پر وحی اتری اور یہ آپکے ساتھ ہوتی ایک کپڑے مین اور

اتری انکی برات آسمان سے اور یہ صدیق اکبر اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ہین اور پیدا ہوئین یہ ستھری اور انکو وعدہ ملا بخشش اور عزت کی روزی کا اور مسروق جب حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حدیث بیان کرتے تو فرماتے محبہ سچ حدیث بیان کی صدیقہ صدیق کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حبیبہ نے جسکی برات آسمان سے نازل ہوئی اور حسان نے عذر کرکر انکے حق مین یہ شعر کہے ؎

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ ... وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

حَلِيلَةُ خَيْرِ النَّاسِ دِينًا وَمَنْصِبًا ... نَبِيِّ الْهُدَى وَالْمَكْرُمَاتِ الْفَوَاضِلِ

عَقِيلَةُ حَيٍّ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ ... كِرَامِ الْمَسَاعِي مَجْدُهَا غَيْرُ زَائِلِ

مُهَذَّبَةٌ قَدْ طَيَّبَ اللهُ خِيمَهَا ... وَطَهَّرَهَا مِنْ كُلِّ شَيْنٍ وَبَاطِلِ

یعنے عائشہؓ پارسا ہین اور اپنی مجلس مین عزت والی اور کسی تہمت کے ساتھ متہم نہین ہین اور صبح کرتے ہین بھوکے رہکر بے خبر عورتون کی گوشت سے یعنے کسی کی غیبت نہین کرتی بی بی ہین اس شخص کی جو سب لوگون سے دین اور منصب کے رو سے بہتر ہے اور وہ نبی ہے جو ہدایت اور جوانمردی اور فضائل کیطرف راہ بتاتا ہے اور عائشہؓ عقل والی ہے لوی بن غالب کے قبیلہ سے جو جواد اور کرم مین سرگرم ہین اسکی بزرگی زوال پذیر نہین ہے اسکے خلق پاکیزہ ہین اللہ نے پاک کیا اسکی خو اور طبیعت کو اور ستھرا کیا اسکو ہر عیب اور زشتی اور جھوٹ سے آور جب اللہ فارغ ہوا زنا پر ڈانٹنے سے اور قذف کی بیان کرنے سے تو گھرون مین بلا اجازت داخل ہونے پر زجر کرنا شروع کیا کیونکہ بلا اجازت چلے جانے مین مردون کے عورتون کی ساتھ ملجانے کا اندیشہ ہے اور بسا اوقات مرد عورتون کے اختلاط سے ان دونون امرون مین جو مذکور ہوئے کوئی امر ظاہر ہوجاتا ہے دوسرا یہ کہ انسان اپنے گھر مین اور اپنی تنہائی کے مکان مین کبھی ایسی حالت پر ہوتا ہے کہ اسکی طرف غیر کو نظر کرنا حرام ہوجاتا ہے تو اللہ تعالی نے دوسرے لوگون کے گھرون مین بلا اجازت چلے جانے کو منع فرمایا اور فرمایا یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْ وَاِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۝ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝ اے ایمان والو مت جایا کرو کسی گھر مین اپنے گھر کے سوا جبتک نہ بول چال کرو اور سلام دو لوان گھر والون پر یہ بہتر ہے تمہارے حق مین شاید تم یاد رکھو۔

ف یعنے بغیر کسیکے گھر مین نہ گھس جاؤ کیا جانے وہ کس حالمین ہین اول آواز دیوی سب سے بہتر آواز سلام کی ق پھر اگر نہ پاؤ اس مین کوئی تو اس مین نہ جاؤ جب تک پروانگی نہ ہو تمکو اور اگر تم کو کہیے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ یہ تمھارے خوب ستھرائی ہے تمھاری اور اللہ جو کرتے ہو جانتا ہے ف کوئی گھر مین نہ ہو اور پروانگی دی رکھی ہو تو جانے گھر مین چلے جاؤ اور نہ دی ہو تو نہ جاؤ اور پھر جاؤ کہے سے برا نہ مانو اس مین آپس مین ملاقات صاف رہتی ہے ایک کا دوسرے پر بوجھ نہین پڑتا ق نہین گناہ تمپر اس مین کہ جاؤ ان گھرون مین جہان کوئی نہین بستا اس مین کچھ چیز ہو تمھاری اور اللہ کو معلوم ہے جو کھولتے ہو اور جو چھپاتے ہو ف شاید سننے والون کے دل مین آیا ہوگا کہ جس گھر مین کوئی نہین رہتا تو کس سے پروانگی لیوے یہ ہر وقت پوچھکر جانا جدے گھر والون کو ہے اور جو ایک گھر کے لوگ ہین جیسے لونڈی غلام یا اولاد انکو ہر وقت پوچھنا ضرور نہین مگر تین وقت خلوت کے وہ اس سورت کے آخر مین مذکور ہین انتہے مافی موضح القرآن ف ابن کثیر کہتے ہین یہ خبر عی ادب ہین جنکے ساتھ اللہ تعالی نے اپنے ایماندار بندون کو ادب دیا اور یہ گھر مین جانے کیواسطے اجازت لینے کے آداب ہین اللہ تعالی نے ایمان والون کو ارشاد فرمایا ہے کہ دوسرے لوگون کے گھرون مین چلے نہ جایا کرین یہانتک کہ بول چال کر لین اور اندر جانے سے پہلی اجازت لے لیا کرین اور اجازت کے بعد السلام علیکم کہہ لیا کرین اور تین بار اجازت لینا چاہیے اگر اجازت ملجاوے تو بہتر ورنہ پھر آنا چاہیے جیسے صحیح بخاری مین ہے کہ ابو موسیٰ نے حضرت عمر کے گھر جانے کے لیے تین بار اجازت مانگی تو ان کو اجازت نہ ملگئی وہ واپس ہو گئے وجب ابو موسیٰ واپس ہو گئے تو حضرت عمر نے فرمایا کیا مین نے عبداللہ بن قیس (یعنے ابو موسیٰ) کا آواز نہین سنا تھا وہ تو اجازت مانگ رہے تھے انکو اندر جانے کی اجازت دو لوگون نے انکو جاکر دیکھا تو وہ چلے گئے تھے جب ابو موسیٰ پھر آئے تو عمر نے کہا آپ کیون چلے گئے ابو موسیٰ نے کہا مینے تو تین بار اجازت مانگی تھی جب مجھو اجازت نہ ملی تو مین چلا گیا اور مینے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ فرمایا کرتے تھے جب ایک تمہارا تین بار اجازت طلب کرے اور اسکو اجازت نہ ملی تو وہ لوٹ جاوے تو عمر نے کہا حدیث پر گواہ لاؤ ورنہ مین آپ کو سخت پیٹون گا تو ابو موسیٰ انصار کی ایک جماعت کے پاس گئے اور انکے آگے بیان کیا جو کہا عمر نے تو وہ بولے نہ گواہی دیگا تیرے لیے اس امر پر مگر ہم مین سے چھوٹا سا لڑکا (یعنے اس امر کو چھوٹے چھوٹے لڑکے جانتے ہین) پھر اٹھا ابو موسیٰ کے ساتھ ابو سعید خدری اور عمر کو جاکر اس حدیث سے خبر دی تو عمر نے کہا مجھ کو اس حدیث کے سننے سے بازارون مین تجارت کرنے نے روک لیا انس سے یا کسی اور سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن عبادہ کے گھر جانے کے لیے اجازت طلب

کی تو فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ سعدؓ بولا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعدؓ کا جواب نہ سنا یہانتک کہ تین بار سلام کہا اور سعد نے تین بار جواب دیا لیکن آپ کے گوش باہوش تک سعدؓ کی جواب کی آواز نہ پونچی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوٹ گئے اور سعدؓ آپکے پیچھے گئے اور عرض کی یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپنے جتنی بار سلام کہے اسکو میرے کان سنتے رہے اور میں انکا جواب دیتا رہا اور بلند آواز سے جواب دیکر میںنے آپکو نہیں سُنایا اور میںنے ارادہ کیا کہ آپ پر بواسطے سلامتی کی دعا بہت بار کریں اور میرے واسطے بہت برکتیں مانگیں پھر سعد آپ کو گھر میں لایا اور منقی آپکے آگے رکھا پھر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منقی کھایا جب آپ کھاکر فارغ ہوئے تو فرمایا اَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَاَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّآئِمُوْنَ یعنے کھایا تمہارا کھانا نیکون نے اور رحمت طلب کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں تمہارے واسطے فرشتے اور روزہ کھولا تمہارے پاس روزہ داروں نے رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ قیس بن سعدؓ کہتے ہیں آئے ہمارے گھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو سعدؓ نے آہستہ آواز کے ساتھ جواب دیا قیسؓ کہتے ہیں میںنے کہا اپنے باپ کو تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجازت کیوں نہیں دیتا تو وہ بولا تو چھوڑ دے اسکو بہت بار سلام کریں ہم پر پھر حضرتؐ نے فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو سعدؓ نے پھر آہستہ جواب دیا پھر حضرتؐ نے فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو سعدؓ نے پھر آہستہ جواب دیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوٹکر چلے گئے اور سعد بھی پیچھے پیچھے گیا اور بولا یارسول اللہ میں سنتا رہا آپکا سلام اور جواب دیتا رہا آپکے سلام کا آہستہ تو کہ آپ بہت بار ہم پر سلام کریں قیسؓ نے کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سعد کے ساتھ آئے اور سعد نے ارشاد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہلانیکا پھر آپنے غسل کیا پھر سعدؓ نے آپکو ایک اوڑھنی جو زعفران سے یا ہار سنگار کی بوٹی سے رنگی ہوئی تھی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونو ہاتھ اٹھائے اور آپ فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَکَ وَرَحْمَتَکَ عَلٰٓی اٰلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ یعنے الٰہی کر مہربانی اور رحمت اپنی سعد بن عبادہ کے گھر والوں پر پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا کھایا پھر جب آپنے واپس ہونیکا ارادہ کیا تو سعد نے گدھا آپکے نزدیک کیا جسکی پیٹھ پر چادر بچھائی تھی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسپر سوار ہوئے سعدؓ کہا ای قیس تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ جا قیس کہتے ہیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سوار ہو جا تو میں نے انکار کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار ہو یا واپس ہو تو میں واپس ہو گیا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَمِنْ

حَدِیْثِ اَبِیْ عَمْرٍو الْاَوْزَاعِیِّ حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور یہ حدیث اور طرق سے بھی مروی ہی اور یہ حدیث جید ہے قوی ہی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور یہی اجازت کے آداب مین سے ہے کہ اجازت لینوالا جب کسیکی گھر مین جانیکے لیے اجازت طلب کری تو اسکے دروازی کے سامنے ہوکر کھڑا نہ ہووی لکن دروازی کی داہنی طرف ہوکر کھڑا ہووے یا بائین طرف عبداللہ بن بسر کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی شخصکے دروازی پر جاتے تو دروازے کے سامنے کھڑے نہ ہوتے بلکہ دروازی کی داہنی طرف کھڑے ہوتے یا بائین طرف اور فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اور یہ اسلیے کہ دروازون پر اس زمانہ مین پردی نہین تھے رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاَلْفَرْدُ لَہٗ ہزیل کہتے ہین سعد نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مین جانے کے لیے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت چاہی اور دروازی پر کھڑا ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہٹ طرف ہو جا یا ہٹ طرف یعنے دروازی سے داہنی طرف یا بائین طرف کیونکہ اجازت جو طلب کیجاتی ہے تو اسی نظر کی خاطر طلب کیجاتی ہے (جو کہین کسی عورت پر نہ پڑجاوی) رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَدْ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالطَّیَالِسِیُّ عَنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَمِنْ طَرِیْقِہٖ اور صحیحین مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَوْاَنَّ امْرَءًا اطَّلَعَ عَلَیْکَ بِغَیْرِ اِذْنٍ فَحَذَفْتَہٗ بِحَصَاۃٍ فَفَقَأْتَ عَیْنَہٗ مَا کَانَ عَلَیْکَ مِنْ جُنَاحٍ یعنے اگر ایک مرد تجہ پر تیری اجازت کے سوا جھانکے اور تو کنکرے مار کر اسکی آنکھ نکالدیوے تو تجہ پر کوئی گناہ نہین ہے جابر کہتے ہین مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اس قرض کے لیے جو میرے باپ پر تھا اور مینے اکر آپکا دروازہ ٹھوکا تو آپنے فرمایا کون ہی مینے کہا مین ہون آپنے فرمایا مین تو مین ہی ہون جابر کہتے ہین گویا آپنے میرے اس جواب کو بُرا جانا اَخْرَجَہُ الْجَمَاعَۃُ مِنْ حَدِیْثِ شُعْبَۃَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرٍ حافظ ابن کثیر کہتے ہین آپنے مکروہ جانا اس جواب کو اسلیے کہ اس لفظ کے ساتھ جواب دینے سے اس لفظ کا بولنے والا معلوم نہین ہوتا جب تک کہ ولکر اپنا نام نہ لے یا اپنی کنیت بیان نہ کرے جسکو ساتھ وہ مشہور ہے ورنہ ہر ایک اَنَا کے لفظ سے اپنے آپکو تعبیر کرسکتا ہے پھر استیذان سے جو امر مقصود ہے وہ حاصل نہین ہوتا عوفی نے ابن عباس سے روایت کیا کہ استیناس سے استیذان مراد ہے اور یہی غیر واحد کا قول ہے اور سعید بن جبیر نے ابن عباس سے روایت کیا اس آیت کی تفسیر مین کَانَ خُلُوْا بُیُوْتًا حَتّٰی تَسْتَأْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا کہ یہ لکھنے والون کی غلطی ہے اور اصل مین ہے حَتّٰی تَسْتَاْذِنُوْا وَ

وَسَلِّمُوا رَوَاهُ بْنُ جَرِيرٍ وَهٰكَذَا رَوَاهُ هُشَيْمٌ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ وَهُوَ جَعْفَرُ بْنُ اِيَاسٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمِثْلِهٖ اور اتنا زیادہ کیا کہ ابن عباسؓ اس آیت کو پڑھتے تھے اسطرح حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا اور پڑھتے تھے ابن عباسؓ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرارت پر اور یہ ابن عباسؓ کی نہایت غریب روایت ہے ابو اسحٰق شیبانی کہتے ہیں ابن مسعودؓ کی مصحف میں یہ آیت اسطرح ہے حَتّٰى تُسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهَا وَتَسْتَاْذِنُوْا اور یہی ابن عباسؓ سے ایک روایت ہے اور اسکو ابن جریر نے اختیار کیا صفوان بن کلدہ بن حنبل کو پیسی اور ہرن اور ککڑیاں دیکر حضرتؐ کے پاس بھیجا فتح مکہ میں اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلے وادی میں تھے کلدہ کہتے ہیں میں داخل ہوا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو میں نے سلام نہ کیا اور نہ اجازت نہ مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوٹ جا اے کلدہ اور کہہ السلام علیکم کیا میں آجاؤں اور یہ اسوقت کی بات ہے جب صفوان مسلمان ہو چکا رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِهٖ یعنی کہتے ہیں ایک مرد نے بنی عامر کے قبیلے میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اجازت طلب کی اور آپ گھر میں تھے تو وہ بولا کیا میں داخل ہو جاؤں تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے خادم کو جا اسکے پاس اور اسکو اجازت مانگنا سکھا اور اسکو جا کر کہہ یوں اجازت مانگے السلام علیکم کیا آجاؤں تو اس مرد نے سنکر کہا السلام علیکم کیا میں آجاؤں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو اجازت دی پھر وہ اندر آیا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ عمر بن سعید ثقفی کہتے ہیں ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت مانگی اور بولا اَاَلِجُ اَوْ اَاَتَلَجُ یعنے کیا میں آجاؤں یا یوں بولا کیا ہم آجاویں تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لونڈی کو فرمایا جبکا نام روضہ تھا جا اسکو اجازت مانگنا سکھا دی اسکو اجازت مانگنا نہیں آتا اور اسکو کہہ یوں اجازت طلب کرے السلام علیکم اَاَدْخُلُ یعنے السلام علیکم کیا میں آجاؤں اسنے سنکر کہا السلام علیکم اَاَدْخُلُ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آجا رَوَاهُ هُشَيْمٌ جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ یعنے کلام کرنے سے پہلے السلام علیکم کہنا چاہیے رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ پھر کہا ترمذی نے عنبسہ جو اسحدیث کا راوی ہے وہ ضعیف الحدیث اور ذاہب الحدیث ہے اور محمد بن ذاذان جو اسحدیث کا راوی ہے اس میں بھی نکارت اور ضعف ہے مجاہد کہتے ہیں ابن عمرؓ اپنی حاجت پوری کر کے آئے اور گرمی نے آپ کو تنگ کر دیا تھا پھر آئی قریش کی ایک عورت کے خیمہ کے پاس اور فرمایا السلام علیکم اَاَدْخُلُ وہ بولی اُدْخُلُ بِسَلَامٍ یعنے آجا سلامتی کے ساتھ پھر دوبارہ فرمایا عبد اللہ

ابن عمرؓ نے السلام علیکم اَاَدْخُلُ اس عورت نے یہی کیا اَدْخُلُ بسلام یعنے سلامتی کے ساتھہ آجاؤں اور آپ آرام سے رہے تہے دونوں پاؤں کے درمیان (یعنے کبھی ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے اور کبھی دوسرے پر) فرمایا یوں کہہ اَدْخُلُ وہ بولی اُدْخُلُ پہر آپ اندر آئے رَدَّاہُ هُشَيْمٌ ام ایاس کہتی ہیں میں ان چار عورتوں میں سے ایک عورت تہی جنہوں نے حضرت عائشہؓ کے پاس جانیکی اجازت طلب کی اور بولیں ہم آجاویں تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا نہ اَوْ کہو اپنی صاحبہ کو اجازت طلب کرے وہ بولی السلام علیکم اَنَدْخُلُ یعنے السلام علیکم کیا ہم آجاویں فرمایا آجاؤ اور استدلالاً یہ آیت پڑہی یٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا آخر آیت تک رَدَّاہُ بْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ ابن مسعودؓ کہتے ہیں تیسری واجب ہے اجازت لینا اپنی ماؤں اور بہنوں پر رَدَّاہُ ابْنُ هُشَيْمٍ عدی بن ثابت کہتے ہیں انصار کی ایک عورت بولی یارسول اللہ میں اپنے گہر میں ایسی حالت پر ہوتی ہوں جس میں میں چاہتی ہوں کہ مجہ کو کوئی شخص نہ دیکہے نہ میرا باپ اور نہ میری اولاد اور ہمیشہ میرے پاس گہر کے آدمی آتے جاتے ہیں اور میں اسی حال میں ہوتی ہوں تب یہ آیت اُتری یٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا الآیۃ قَالَهٗ اَشْعَثُ رَاَیْتُ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عطا ابن ابی رباح ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا تین آیتوں کا لوگوں نے انکار کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ یعنے تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ بزرگتر ہے جو تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرے اور لوگ کہتے ہیں اِنَّ اَكْرَمَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَعْظَمُهُمْ بَيْتًا یعنے لوگوں میں اللہ کے نزدیک وہ شخص عزت والا ہے جسکا گہر سب لوگوں کے گہر سے بزرگتر ہو فرمایا اور ادب کا تو بالکل لوگوں نے انکار کردیا ہے عطاء کہتے ہیں میں نے کہا کیا میں اجازت مانگا کروں اپنی بہنوں پر جو میری پرورش میں یتیم ہیں میرے ساتہا ایک ہی گہر میں فرمایا ہاں اجازت لیا کر لے جب تو انکے پاس جایا کرے پہر میں نے بار بار یہ سوال کیا تو کہہ کر رخصت دیدیویں بہنوں پر ملا اجازت جانیکی تو ابن عباسؓ نے رخصت نہ دی اور فرمایا تو چاہتا ہے کہ انکو برہنہ تن دیکہے لیویں میں نے کہا نہیں فرمایا پہر اجازت لیکر جایا کر میں نے پہر سوال کو لوٹایا تو فرمایا تو اللہ کی فرمانبرداری چاہتا ہے میں نے کہا ہاں فرمایا پہر اجازت لیکر جایا کر قَالَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ رَاَیْتُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ طاؤس کہتے ہیں میں کسی عورت کے ستر گاہ کی طرف دیکہنا اسقدر برا نہیں جانتا جسقدر محرم کی ستر گاہ کیطرف دیکہنا جانتا ہوں ابن طاؤس کہتے ہیں طاؤس سہین سنجی کرتے تہے ہری کتی ہیں میں نے سنا ہزیل بن شرحبیل ابو وائل کو کہتے تہے میں نے سنا عبداللہ بن مسعودؓ سے فرماتے تہے تیسرا واجب ہے کہ اجازت لیکر اپنی ماؤں کے پاس جایا کرو

ابن جریج کہتے ہین مینے عطا سے پوچھا کیا مرد اپنی بی بی کے پاس جاتے وقت بھی اجازت کی عطا نے کہا نہین حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور یہ عطا کا قول محمول ہے عدم وجوب پر ورنہ بہتر تو یہ ہے تو بی بی کے پاس جاتے ہوئے اس کو خبردار کردے اور اچانک اسکے پاس نہ چلا جاوی اسلیے کہ احتمال ہے کہ اسکو ایسی حالت پر دیکھے جس حالت پر دیکھنا تجھ کو برا معلوم ہووے زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ میرا خاوند عبداللہ بن مسعود جب کسی ضرورت کے لیے جاتا) تو اس ضرورت سے واپس ہوکر گھر آتا تو دروازے پر کھڑے ہوکر کھنکارتا اور تھوک ڈالتا اس ڈر سے کہ کہین ہم کو ایسی حالت پر نہ دیکھے جس کو وہ برا جانے (رواہ الحافظ ابو جعفر ابن جریر حافظ ابن کثیر نے کہا اسحدیث کا اسناد صحیح ہے ابوہریرہ کہتے ہین کہ عبداللہ جب اپنے گھر مین آتا تو بول چال کر اور آواز بلند کر کر آتا (رواہ ابن ابی حاتم اور مجاہد نے استیناس کی تفسیر کی تنحنح اور تھوک ڈالنے کے ساتھ اور فرمایا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے جب مرد اپنے گھر مین آوے تو اسکے لیے تنحنح کرنا یا پاؤن کا زمین پر مارنا مستحب ہے والحمد اصحیح مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپنے منع کیا اس بات سے کہ کوئی آدمی رات کو گھر مین آوے (سفر سے) اور ایک روایت مین ہے لیلا یتخونھم یعنے تو کہ غم نہ کھاوی انکی طرف سے اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آئی مدینہ مین (کو تو اپنی سواری کو مدینہ کے میدان مین بٹھا دیا اور فرمایا راہ دیکھو اور ٹھیرجاؤ یہانتک کہ ہم جاوین (مدینہ کے اندر) پچھلی پہر اتنے مین جن عورتون کے بال پراگندہ مین وہ بالون کی پراگندگی دور کرلینگے اور جن عورتون کو موئے زہار لیے زمانہ گذر گیا ہے وہ اپنا زیر ناف صاف کرلینگی

ابو ایوب کہتے ہین مینے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سلام ہے (جو ہماری درمیان مروج ہے) پھر استیناس کیا ہے (جسکا سورہ نور مین ذکر ہے) فرمایا بات کرے آدمی سبحان اللہ کہنے کے ساتھ یا اللہ اکبر کہکر یا الحمد للہ کہکر اور حلق صاف کرے (کھنکارے) تو کہ اجازت دین گھر والے (رواہ ابن ابی حاتم) کہا حافظ ابن کثیر نے یہ حدیث غریب ہے قتادہ نے کہا استیناس سے تین بار اجازت لینا مراد ہے پھر جسکو اجازت نہ ملے وہ لوٹ جاوی لیکن پہلی بار اجازت لینا تو وہ گھر والون کو سنانے کے واسطے ہے اور دوسری بار کی اجازت لینا اسلیے کہ گھر والے اپنا بچاؤ لے لین اور تیسری بار مین وہ چاہین تو اجازت دیدیوین چاہین نہ دیوین اور جنہون نے مجھکو اجازت نہین دی انکے دروازے پر مت کھڑا رہ کیونکہ لوگون کو ضرورتین ہوتی ہین اور اللہ عذر قبول فرماتا ہے (تو تم کیون عذر نہین مانتے) اور کہا مقاتل بن حیان نے اللہ تعالی کے قول یاایھا الذین امنوا لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا کی تفسیر مین

کہ کفر کے زمانہ مین جب کوئی اپنے دوست کو ملتا تو اسکو سلام نہ کرتا اور کہتا حَیِّیتَ صَبَاحًا وَحَیِّیتَ مَسَاءً یعنے تو صبح شام کرے زندگی ہو اور لوگون کی اپنے درمیان بلنی کی یہی دعا تھی اور جب ان مین سے کوئی کسی کے گھر جاتا تو بلا اجازت اندر چلا جاتا اور کہتا مین آگیا یا اسی معنے مین کچھ اور لفظ کہتا تو یہ بات اس شخص پر ناگوار گذرتی اور بعض وقت وہ شخص جسکے گھر دوسرا آدمی جاتا وہ اپنی بی بی کے ساتھ مشغول ہوتا تو اللہ نے ان سب باتون کو ستر اور عفت کے ساتھ بدلدیا اور مقرر کیا ایسا طریق جو پاک صاف ہو میل کچیل سب طرح کی آلودگیون سے اور فرمایا یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا الآیۃ کہا حافظ ابن کثیر نے اور مقاتل بن حیان کا یہ قول بہت عمدہ ہے ولہذا اللہ تعالی نے فرمایا ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ یعنے اجازت لینے مین طرفین کی بہتر ائی ہے اجازت لینے والے کی اور اہل بیت کی اور یہ ستھرائی اور صفائی تمکو سوچ کرنے اور غور کرنے کے بعد معلوم ہوسکتی ہے اور یہ جو فرمایا پھر اگر نہ پاؤ اس مین کوئی تو نہ جاؤ جب تک تم کو اجازت نہ ملے تو یا سلیے کہ اس مین بلا اجازت غیر غیر کے ملک مین تصرف ہو وہ چاہے اجازت دیوے چاہے نہ دیوے اور یہ جو فرمایا اگر تم کو کہا جاوے چلے جاؤ تو چلے جاؤ اس مین ستھرائی ہے تمہارے واسطے یعنے تمہارا چلے جانا اور پھر جانے مین تمہارے واسطے صفائی اور بہتر ائی ہے اور اللہ تعالی تمہاری اعمال سے واقف ہو فتادہ کہتے ہین کہا بعض مہاجرین نے البتہ مین خوہشمند رہا ساری عمر اس آیت پر عمل کرنے کا تو نہ پایا یعنے وہ زمانہ جس مین اجازت مانگتے اپنے بعض بھائیون سے اور وہ مجھکو فرماتے تو لوٹ جا اور مین لوٹ جاتا اور مین آرزو کرتا ہون کہ مجھپر ایسا زمانہ آوے جس مین اللہ کے قول وَاِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ پر مین عمل کرون اور کہا سعید بن جبیر نے آیت باب کی تفسیر مین لَا تَقِفُوْا عَلٰۤى اَبْوَابِ النَّاسِ یعنے لوگون کے دروازون پر مت کھڑے ہو دو اور یہ جو اللہ نے فرمایا تم کو اس گھر مین جانا گناہ نہین ہے جس مین آبادی نہین ہے اور اس مین تمہارا اسباب پڑا ہے تو یہ کرمیہ پہلی آیت سے خاص ہے کیونکہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر آباد گھرون مین جن مین اپنا اسباب پڑا ہو بلا اجازت جانا جائز ہے اس گھر کی طرح جو مہمانون کے واسطے طیار کیا جاتا ہے اور اس مین جانے کے واسطے صرف ایک بار کی اجازت ہی کافی ہوتی ہے کہا ابن جریج نے اللہ کے قول لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ مین استثناء ہے آیت لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم سے اور ایسا ہی مروی ہے عکرمہ اور حسن بصری سے اور دوسرون نے

کہا ہیوتاغیر مسکونہ سے بیوت تجار مراد ہین جیسے سرائین اور منازل اسفار اور مکہ معظمہ کے گھر اور اسکو حافظ
ابن جریر نے پسند کیا اور حکایت کیا اسقول کو ایک جماعت سے لیکن پہلا قول بہت ظاہر ہے واللہ اعلم اور
مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا کہ بیوت غیر مسکونہ سے بالون کے گھر مراد ہین فتح کا بیان ہے کہ بیوتا غیر بیوتکم
سے وہ گھر مراد ہین جو تمہارے ملک مین نہین ہین اور نہ تم ان مین بستے ہو اور نہ تمہارا انپر کوئی شرعی قبضہ
ہے رہے وہ گھر جنکو تمنے کرایہ پر لیا ہے یا مانگ کر لیا ہے تو انکا حکم وہی ہے جو اپنے گھرون کا ہے اور
استیناس سے استعلام اور استخبار مراد ہے اور معنے یہ ہین یہانتک کہ تم جان لو کہ گھر والے نے تمکو جانے
لیا ہو اور یہی جان لو کہ صاحبیت نے تمکو اندر جانے کی اجازت دیدی ہے جب تمکو یہ بات معلوم ہو جائے
تو پھر اندر چلے جاؤ اور اسی محاورے سے ہے اللہ تعالے کا قول فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا - ای علمتم
مِّنْهُمْ رُشْدًا یعنے پھر اگر جانو تم یتیمون مین ہوشیاری کہا خلیل نے استیناس سے سنکشاف مراد ہے
اور یہ ماخوذ ہے انس الشی سے جب کسی چیز کو دیکھے جیسے اللہ سبحانہ وتعالے نے فرمایا ہے اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا
یعنے مینے دیکھی ہے آگ کہا ابن جریر نے تستانسوا معنے مین تؤمنوا انفسکم کے ہے یعنے یہانتک
کہ تم اپنی جانون کو آرام دو کہا ابن عطیہ نے فعل کا استفعال سے ہونا افعال کے معنے مین ہونے کو انکار کرتا
ہے کہا علامہ ابو الطیب نے اور ابن جریر کی اسکلام کے یہ معنے ہین کہ یہان استیناس سے وہ استیناس
مراد ہے جو استیحاش کے خلاف ہے کیونکہ جو شخص دوسرے کے دروازے پر جاتا ہے اسکو معلوم نہین ہوتا جانے
ملیگی یا نہین تو وہ مستوحش کیطرح رہے یہانتک کہ اسکو اجازت دیجاوے پھر جب اسکو اجازت مل گئی تو اب
اُس نے آرام پالیا پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے اور لوگون کے گھرون مین جانے سے منع فرمایا یہانتک کہ
جانیوالے کو اجازت دیجاوے بعضونے کہا استیناس اس آیت مین اُنس سے ماخوذ ہے اور انس ہے کہ
پہچانے آیا یہان انسان ہے یا نہین ہے واحدی نے کہا مفسرین کی ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ
استیناس سے استیذان مراد ہے اور اسکی مؤید ہے وہ چیز جسکو حکایت کیا قرطبی نے ابن عباس اور ابی
اور سعید بن جبیر سے کہ اونہون نے تستانسوا کی جگہہ تستاذنوا پڑہا ابن وہب نے امام مالک سے حکایت
کیا کہ استیناس ہماری رای مین استیذان ہے آگی اللہ جانے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ کاتب کی
غلطی ہے جو اس نے تستاذنوا کے بدل تستانسوا لکھدیا طبرانی نے ابو ایوب سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نے فرمایا اَلْاِسْتِیْنَاسُ اَنْ تَدْعُوَ الْخَادِمَ حَتّٰی یَسْتَاْنِسَ اَهْلُ الْبَیْتِ الَّذِیْنَ تُسَلِّمُ

علیکم یعنے استیناس یہ ہی کہ تو خادم کو بلاوے اسلیے کہ مجھکو گھر والے جان لین اور تبرا آنا معلوم کرلین جنپر تو نے سلام کیا سہل بن سعد کہتے ہین ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرے مین ایک سوراخ سے جہانکا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ تیر کا پہل تھا جسکے ساتھہ آپ سر کو کھرک رہے تھے فرمایا اگر مین جانتا کہ تو دیکھہ رہا ہے تو مین یہی پہل تیری آنکھہ مین ٹھونکتا اجی اجازت لینا تو اسی لیئے بنا ہی اخرجہ الشیخان وغیرھما صفوان بن امیہ نے کلدہ بن حنبل کو فتح مکہ مین کہیس اور لکڑیان دیکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلے وادی مین تھے کلدہ کہتے ہین مین اندر چلا گیا نہ دیئے سلام کیا اور نہ مینے اجازت مانگی تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوٹ جا اور کہہ السلام علیکم کیا مین داخل ہون اخرجہ احمد والبخاری فی الادب والترمذی والنسائی وابن ابی شیبۃ والبیہقی ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسکو نہین پہچانتے مگر کلدہ کی حدیث سے کہا علامہ ابو الطیب نے اس اختلاف ہوا ہے کہ استیذان کو سلام پر مقدم کرنا چاہیے یا پہلے سلام کرے پہر اجازت لے کہا بعض نے پہلے اجازت لینا چاہیے پہر سلام کرنا چاہیے اسلیے کہ قرآن مجید مین پہلے اجازت لینیکا ذکر ہے پہر سلام کرنیکا اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ پہلے سلام کرے پہر اجازت لے کہا علامہ نے اور یہی قول حق تحقیق ہے کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت کی تفسیر اسطرح کی بعض نے کہا اگر اجازت لینے والے کی نظر کسی انسان پر پڑجاوے تو پہلے سلام کرے ورنہ پہلے اجازت لے ذلکم مین استیذان اور سلام کے ساتھہ داخل ہونے کی طرف اشارہ ہی اور تذکرے نصیحت لینا اور ان باتون کے سمانہ عمل کرنا مراد ہے جسکا ارشاد ہوا ہے کہا علماء نے اور مستثنی ہے اس حکم سے وہ گھر جہان آگ لگ رہی ہو یا اس گھر کے لوگ ڈوب رہے ہون یا اس مین چور لوٹ رہے ہون یا اسکے سوا اس گھر مین کوئی اور منکرات ہون تو ایسے موقع مین بلا اجازت اندر جانا درست ہے اور مجاہد نے کہا آیت فان لم تجدوا فیھا احدا مین احد سے متاع مراد ہے علامہ نے کہا بعضون کو ابن جریر نے ضعیف کہا اور یہ قول ضعیف ہونیکو لائق ہی ہے کیونکہ احد سے مراد جو آیت مین مذکور ہے اہل بیت ہین جو غیر کو اندر آنے کی اجازت دیوین نہ متاع کہ جس گھر مین ہو اس مین اجازت لینے کی ضرورت ہی نہین ہے اور یہ جو فرمایا اگر تم کو کہا جاوے پہر جاؤ تو پہر جاؤ تو اس سے یہ مراد ہے کہ اگر اہل بیت تمکو کہے اسوقت پہر جاؤ تو تم کو پہر جانا لازم ہے اور دوبارہ اجازت لینا جائز نہین ہے اور نہ انکے اس قول کے کہنے کہ پیچھے اجازت کی انتظاری کرنا جائز ہے اور نہ انکے دروازے پر جم کر

۲۷ کہا ابن عباس نے یہ آیت منسوخ ہی اس آیت سے جو دوسرے گھرون مین جانے کی اجازت دیتی ہے اور کہا ابن عباس نے یہ آیت منسوخ ہی اس آیت سے جو دوسرے گھرون مین جانے کی اجازت دیتی ہے اور کہا ابن عباس نے یہ آیت منسوخ ہی اس آیت سے جو دوسرے گھرون مین جانے کی اجازت دیتی ہے

کھڑے رہنا پھر اللہ سبحانہ نے بیان کیا کہ الحاح اور بار بار اجازت لینے اور دروازے پر بیٹھنے اور انتظار کے لیے جمے رہنے سے یہ جانا کہ میں بہتر اور اچھا ہے ابن عباسؓ انصار کے گھروں میں حدیث سیکھنے کے واسطے جاتے اور دروازے پر بیٹھے رہتے اور اجازت نہ لیتے یہانتک کہ گھر والا نکلتا اور آپکو دیکھتا اور کہتا یا ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ارسلت الینا مکانک یعنے اے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد آپنے خبر دی ہوتی ہمکو اپنے آنے کی تو ابن عباسؓ فرماتے ھکذا امرنا ان نطلب العلم یعنے علم کے طلب کرنے کے لیے ہمکو اسیطرح ارشاد ہوا ہے اور بیوت غیر مسکونہ سے وہ گھر مراد ہین جو کسی مخصوص جماعت کی رہائش کے واسطے نہین بنائے گئے بلکہ وہ اسلیے بنے ہین کہ اس مین ہر محتاج آجایا کرے اور لوگون کا ان گھرون کی مراد مین اختلاف ہی تو محمد بن حنفیہ اور قتادہ اور مجاہد کا یہ قول ہے کہ بیوت غیر مسکونہ سے کاروانسرائین مراد ہین جو شارع عام مین مسافرون کے واسطے بنی ہوتی ہین راہگذران مین آکر رہتے ہین اور ابن زید اور شعبی کا یہ قول ہے کہ بیوت غیر مسکونہ سے تاجرون کے گھر اور انکے بازارون مین دکانین اور مسافرخانے مراد ہین کہا شعبی نے کیونکہ تاجر اپنی تجارت کے اسباب لاکر مسافرخانون مین رکھدیتے ہین اور لوگون کو کہتے ہین آؤ اسباب خریدو اور عطا کا یہ قول ہے کہ ان سے مراد ویرانی ہین جن مین بول اور غائط کے واسطے چلے جاتے ہین تو لوگون کا وہان بول و غائط کیواسطے جانا یہی انکا ایک متاع ہے اور بعض نے کہا ان سے بیوت مکہ مراد ہین یہ محمد بن حنفیہ سے بھی مروی ہے اور یہ قول ان لوگون کے قول کے مطابق ہے جو کہتے ہین لوگ مکے کے گھرون مین سب سواوی ہین علامہ نے کہا لیکن اللہ سبحانہ نے ان گھرون کو جو آیت مین مذکور ہین غیر مسکونہ کے ساتھ مقید کیا ہے متاع منفعت ہے لغت والون کے نزدیک تو آیت کے یہ معنی ہونگے ان گھرون مین تمہارے واسطے فائدہ ہے جیسے گرمی اور سردی سے بچنا اور اسباب کا وہان محفوظ رہنا اور خرید و فروخت کرنا اور شعبی نے اپنی گذشتہ کلام مین متاع کی ان اعیان (اشیا) کے ساتھ تفسیر کی ہے جنکی خرید و فروخت ہوتی ہے کہا جابر بن زید نے متاع سے اسباب مراد نہین ہین لیکن متاع سے اسباب کی سوا اور ضرورت اور حاجت کی چیزین مراد ہین نحاس نے کہا اور تفسیر عمدہ ہے اور لغت کے موافق ہے اور یہ جو فرمایا اور اللہ جانتا ہے جو ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو تو اس مین ڈرایا ہے اس شخص کو جو اللہ کے آداب کی ساتھ متادب نہ ہو غیر کے گھرون مین داخل ہونے مین اور ان بدکارون کو ڈرایا ہے جو ویرانون اور خالی گھرون مین فسق و فجور کے لیے چلے جاتے ہین اور جب اللہ سبحانہ نے استیذان کا حکم بیان فرمایا اسکو

بعد نظر کا حکم ہی عام طور پر بیان فرمایا اور فرمایا قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ کہدو ایمان والوں کو پھیرے رکھیں ٹک اپنی آنکھیں اور تھامتے رہیں اپنے ستراس میں خوب ستھرائی ہے انکی اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہیں ف تھامتے ہیں ستر یعنے نہ کسی کا ستر دیکھیں اور نہ اپنا دکھاویں اور خبر ہے جو کرتے ہیں کفر کی رسم میں اسباب کی قید نہ تھی ف حافظ ابن کثیر نے کہا یہ اللہ نے مومنوں کو ارشاد فرمایا ہے کہ جن عورتوں کو اپر حرام کیا ہے اور جن چیزوں سے انکو روکا ہے ان سے نگاہ نیچے رکھیں بہرہ نہ دیکھیں مگر ان چیزوں کیطرف جنکی طرف دیکھنا انکو لیے جائز ہے اور محارم سے اپنی نگاہیں نیچے رکھیں اور اگر اتفاقاً کسی محرم پر نظر پڑ جاوے قصد کے سوا تو اس سے جلد نظر کو پھیر لیوے جریر بن عبد اللہ البجلی کہتے ہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا اچانک نظر پڑ جانے کی بابت تو آپ نے فرمایا کہ نظر کو پھیر لیا کر رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ صَحِيْحِهٖ مِنْ حَدِيْثِ يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو وَكَذَا رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ بِهٖ اور اسکو ابو داود اور ترمذی نے بھی روایت کیا اسی حدیث سے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ان میں سے بعض کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِطْرِقْ بَصَرَكَ یعنے زمین کیطرف دیکھ اور نظر کا پھیرنا عام ہے شامل ہے زمین کیطرف دیکھنے اور اور طرف دیکھنے کو وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَكَ الْاُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْاٰخِرَةُ یعنے اے علی (اگر یک بارگی) نظر پڑ جاوے تو دوسری بار نہ دیکھ کیونکہ تجھ کو پہلی نظر (جو اتفاق پڑ گئی) معاف ہے اور دوسری بار دیکھنا (جو تو قصداً دیکھے) معاف نہیں ہے رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ شَرِيْكٍ وَقَالَ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِهٖ ابو سعید کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدًّا نَقْعُدُ فِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ اَبَيْتُمْ فَاَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهٗ قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْاَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ یعنے بچو راہوں میں بیٹھنے سے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو تو ناچار راہوں میں بیٹھنا ہی پڑتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم نہیں مانتے (مگر راہوں میں بیٹھنا) تو راہ کی حق ادا کرو لوگوں نے عرض کیا اور راہ کا حق کیا ہے یا رسول اللہ تو فرمایا نگاہ کا ٹک

نیچے رکھنا اور جس فحاشی کا راہ سے اٹھانا اور سلام کا جواب دینا اور بھلی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے روکنا اخرجہ
البخاری فی صحیحہ ابوامامہؓ کہتے ہیں میںنے سنا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُکْفُلُوْا لِیْ سِتًّا اَکْفُلْ لَکُمْ
بِالْجَنَّۃِ اِذَا حَدَّثَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَکْذِبْ وَاِذَا اؤْتُمِنَ فَلَا یَخُنْ وَاِذَا وَعَدَ فَلَا یُخْلِفْ وَغُضُّوْا
اَبْصَارَکُمْ وَکُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ وَحَفِظُوْا فُرُوْجَکُمْ یعنے مجھ کو چھ چیزوں کی ضمانت دیدو میں تمکو بہشت کی
ضمانت دیدیتا ہوں جب تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے اور جب اسکے پاس کوئی امانت رکھی تو وہ امانت
میں چوری نکرے اور جب قرار کرے تو قرار کو پورا کرے اور (تم لے لوگو) نیچے رکھو اپنی نگاہیں اور زکو اپنی
ہاتھوں کو (لوگوں کو ستانے مارنے سے) اور بچاؤ اپنے سترون کو (زنا لواطت ومساحقت وغیرہ سے) رواہ
ابوالقاسم البغوی اور صحیح بخاری میں ہے کہ آپ نے فرمایا مَنْ یَکْفُلُ لِیْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْہِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ
اَکْفُلُ لَہُ الْجَنَّۃَ یعنے جو شخص مجھ کو زبان اور اپنی شرمگاہ کی ضمانت دیدوے میں اسکو بہشت کی ضمانت
دیدیتا ہوں ابن سیرین نے عبیدہ سے روایت کیا کہ جس امر میں اللہ کی نافرمانی ہو وہ کبیرہ گناہ ہے رواہ
عبدالرزاق اور جب کہ نظر دل کو ایک بگاڑنے والی چیز ہے جیسے بعض سلف نے کہا نظر ایک زہر آلود
نیزہ ہے جو دل کو لگتا ہے اور اسی لیے اللہ نے فروج کی حفاظت کا حکم کیا جیسے ابصار کی حفاظت کا حکم کیا
جو دل کے فساد کے باعث ہیں تو فرمایا۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِہِمْ
وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَہُمْ اور ستر کا بچانا اور محفوظ رکھنا کبھی تو اس طرح ہوتا ہے کہ اسکو زنا اور بدکاری سے روکا
جاوے کما قال تعالیٰ وَالَّذِیْنَ ہُمْ لِفُرُوْجِہِمْ حٰفِظُوْنَ یعنے اور جو اپنے شہوت کی جگہ تھامتے ہیں اور کبھی
نظر کا بچانا اس طرح ہوتا ہے کہ اسکو زنا اور بدکاری کے موجبات اور بواعث کی طرف دیکھنے سے بچایا جاوے
جیسے مسند احمد اور سنن اربعہ کی حدیث میں آیا ہے اِحْفَظْ عَوْرَتَکَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِکَ وَمَا مَلَکَتْ
یَمِیْنُکَ یعنے بچا اپنا ستر مگر اپنی بی بی سے اور لونڈی سے اور جو فرمایا اس میں ستھرائی ہے انکے دلوں کی واسطے
تو اس کے یہ معنے ہیں کہ اس میں ستھرائی ہے انکے دلوں کی واسطے اور اس میں صفائی ہے انکے دین کی
جیسے کہا گیا ہے مَنْ حَفِظَ بَصَرَہٗ اَوْرَثَہُ اللّٰہُ نُوْرًا فِیْ بَصِیْرَتِہٖ یعنے جو شخص اپنی نگاہ کو بچاوے
(محارم کی طرف نظر کرنے سے) اللہ اسکی بصیرت کو روشن کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے اسکے دل کو روشن کرتا ہے
ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَنْظُرُ اِلٰی مَحَاسِنِ امْرَاَۃٍ
ثُمَّ یَغُضُّ بَصَرَہٗ اِلَّا اَخْلَفَ اللّٰہُ لَہٗ عِبَادَۃً یَجِدُ حَلَاوَتَہَا یعنے جو مسلمان کسی عورت کی خوبصورت

جگہون کو دیکھکر اپنی نگاہ کو نیچے کرلیتا ہے تو اللہ تعالے اسکے نصیب مین عبادت کرتا ہے جس کی وہ لذت پاتا ہے رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ اور یہ حدیث مرفوعًا ابن عمر اور حذیفہ اور عایشہ رضی اللہ تعالے عنہم سے بھی مروی ہے لیکن ان لوگون کی حدیثون کے اسناد مین ضعف ہے اور یہ حدیثین ترغیب مین مروی ہین اور منذری یہ مقصد مین مسامحت کیا کرتا ہے ابوامامہ مرفوعًا کہتے ہین لَتَغُضُّنَّ اَبْصَارَکُمْ وَلَتَحْفَظُنَّ فُرُوْجَکُمْ وَلَتُقِیْمُنَّ وُجُوْھَکُمْ اَوْ لَتُکَسَفُنَّ وُجُوْھَکُمْ یعنے تم ضرور اپنی نگاہون کو نیچے رکھو اور اپنی ستررون کو بچاؤ اور ضرور سیدھے رکھو اپنے مونہون کو یا اللہ تمہاری صورتون کو بدلدیگا رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ مِنْ طَرِیْقِ عُبَیْدِ اللّٰہِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ النَّظْرَۃَ سَہْمٌ مِنْ سِہَامِ اِبْلِیْسَ مَسْمُوْمٌ مَنْ تَرَکَہٗ مَخَافَتِیْ اَبْدَلْتُہٗ اِیْمَانًا یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ یعنے نظر ایک زہر آلودہ تیر ہے شیطان کے تیرون مین سے جس شخص نے نظر کرنا مجھ سے ڈر کر چھوڑ دیا مین اسکے بدلے مین اسکو ایمان دونگا جسکی لذت پاتا ہے اپنے دل مین رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ اور یہ جو فرمایا ان اللہ خبیر بما یصنعون تو یہ ایسا ہی ہے جیسا اللہ نے فرمایا یَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ یعنے وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ اور جو چھپا ہے سینون مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کُتِبَ عَلٰی ابْنِ اٰدَمَ حَظُّہٗ مِنَ الزِّنَا اَدْرَکَ ذٰلِکَ لَا مَحَالَۃَ فَزِنَا الْعَیْنَیْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ النُّطْقُ وَزِنَا الْاُذُنَیْنِ الْاِسْتِمَاعُ وَزِنَا الْیَدَیْنِ الْبَطْشُ وَزِنَا الرِّجْلَیْنِ الْخُطٰی النَّفْسُ تَمَنّٰی وَتَشْتَہِیْ وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُ ذٰلِکَ اَوْ یُکَذِّبُ یعنے ابن آدم پر لکھا گیا ہے اسکا حصہ زنا سے جس حصہ کو وہ ضرور پانیوالا ہے تو دونو آنکھون کا زنا (بیگانی عورت کی طرف) دیکھنا ہے اور زبان کا زنا (بدکاری کی) باتین کرنا ہے اور کانون کا زنا (بدکاری کی باتین) سننا ہے اور دونو ہاتھون کا زنا پکڑ لینا ہے اور دونو پاؤن کا زنا انکے ساتھ چلکر جانا ہے اور جی زنا کے آرزو کرتا ہے اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ آرزو کی تصدیق کرتا ہے یا تکذیب کرتا ہے رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ تَعْلِیْقًا وَمُسْلِمٌ مُسْنَدًا مِنْ وَجْہٍ اٰخَرَ اور بہت سلف منع کرتے تھے ابریشم کیطرف تیز نظر کرنے سے اور صوفیون کے بہت امامون نے اس مین تشدید کی ہے اور اہل علم کی ایک جماعت نے بے ریش لڑکون کیطرف دیکھنے کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ اس مین فتنہ مین پڑجانے کا اندیشہ ہے اور اور لوگون نے بھی اس مین سخت تشدید کی ہے ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کُلُّ عَیْنٍ بَاکِیَۃٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا عَیْنٌ غُضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰہِ وَعَیْنٌ سَہِرَتْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَیْنٌ

يَخْرُجُ مِنْهَا مِثْلُ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ یعنے قیامت کے دن ہر ایک آنکھ روتی ہوگی مگر وہ آنکھ جس نے اللہ کے محارم طرف نہ دیکھا اور وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ مین پہرہ دیا اور وہ آنکھ جس مین سے مکھی کے سر کے برابر آنسو نکلا اللہ عزوجل کے خوف سے رواہ ابن ابی الدنیا انتہے قال ابن کثیر فی تفسیرہ فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ اس آیت کی تحت مین مستاذن (اجازت لینے والے) کی نظر کا نیچے کہنا بھی داخل ہے جیسے فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِنَّمَا جُعِلَ الْاِذْنُ لِاَجْلِ الْبَصَرِ یعنے اجازت لینا تو اسی نظر کے واسطے مقرر ہوا ہے اور خاص کیا اس حکم کو مؤمنون کے ساتھ باوجود نظر کے حرام ہونے کے کفار پر بھی ذرائع زنا کو قطع کرنے کے لیے جن مین سے نظر بھی ہے اسلیے کہ ایمان والے بہت لائق ہین اس حکم کے ساتھ اپنے غیر سے اللہ بہت اول ہین اس امر کے ساتھ اپنے سوا سے بعض نے کہا آیت مین دلیل ہے کفار کے شرعیات کے ساتھ مخاطب ہونے پر جیسے بعض اہل علم کا قول ہے اور غض بصر سے بلکون کا آنکھون پر بلا دینا مراد ہے اس طرح کہ آنکھون کو دیکھنے سے روک ہو جاوے اور من ابصارہم مین حرف من بعضیہ ہے اور گئے ہین اکثر لوگ سیطرف اور سیبویہ اقتصار کیا قاضی عیاض نے کشاف کی طرح اور بیان کیا اونہون نے کہ معنے یہ ہین غَضُّ الْبَصَرِ عَمَّا يَحْرُمُ یعنے نیچے رکھنا نگاہ کا محارم سے اور نگاہ کا روکدینا ان چیزون کے دیکھنے پر جنکا دیکھنا حلال ہے بعض نے کہا تبعیض کی وجہ یہ ہے کہ ناظر کو پہلی بار کی نظر معاف ہے جو بلا قصد ہو جاوے اور اخفش نے کہا یہ زائدہ ہے اور سیبویہ نے اس حرف کے زائدہ ہونیکا انکار کیا بعض نے کہا یہان حرف من بیان جنس کے واسطے ہے قَالَهُ اَبُو الْبَقَاءِ اور ابو البقا کے قول پر اعتراض ہوا ہے اس طرح کہ اس سے پہلے کوئی مبہم نہین گذرا تو کہ اسکی حرف من کے ساتھ تفسیر کیجاوے بعض نے کہا یہان حرف من ابتدا غایت کیواسطے ہے قَالَهُ ابْنُ عَطِيَّةَ اور سیبویہ اقتصار کیا ابوحیان نے اپنی کتاب مین جس کا نہر نام ہے بعض نے کہا غض سے نقصان مراد ہے کہتے ہین غض فلان من فلان یعنے فلان مرد نے فلان کو کچھ معاف کردیا تو انکہین جب اپنے عمل پر قادر نہ ہون تو گویا انکے عمل مین نقصان ہے مصدریت مین حرف من غض کا صلہ ہوگا اور معانی اربعہ مین سے جو مذکور ہوئے کسی معنے کے لیے ہوگا اور اس آیت مین دلیل ہے اس چیز کیطرف دیکھنے کے حرام ہونے پر جسکی طرف دیکھنا حلال نہین ہے کہا ابن عباس رضی نے یعضضن ابصارہم یعنے من شہوۃ اتہم مما کرہ اللہ یعنے نیچے رکھین اپنی نگاہین اپنی ان خوشیون سے جنکو اللہ برا جانتا ہے ترجمہ کہتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر ایک بار بلا قصد

نظر پڑجاوے (تو اسکے بعد) دوسری بار (قصداً) نہ دیکھہ کیونکہ تجھکو اتفاقیہ نظر معاف ہے اور دوسری بار کا دیکھنا معاف نہین ہے اَخْرَجَهٗ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ سُنَنِهٖ جریر بجلی کہتے ہین مینے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نظر فجاءت (اچانک نظر پڑجانے) کی بابت پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھہ کو حکم کیا کہ مین اپنی آنکھین پھیر لیا کرون اَخْرَجَهٗ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ ابوسعید کہتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا راہون مین نہ بیٹھا کرو لوگون نے عرض کی یارسول اللہ راہون مین بیٹھنے کے سوا کوئی چارہ نہین ہے باتین کیا کرتے ہین ہم راہون مین بیٹھکر فرمایا اگر تمھین ماننے تو راہ کی حق دو لوگون نے عرض کی راہ کا کیا حق ہے یارسول اللہ فرمایا نگاہ کا نیچے رکھنا اور ایذا کی چیزون کا راہ سے ہٹا دینا اور سلام کا جواب دینا اور امر بالمعروف کرنا اور بری بات سے روکنا۔ اَخْرَجَاهُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ وَغَیْرُهُمَا فِیْ کُتُبِهِمْ حفظ فروج سے انکا ان جگہون مین استعمال کرنے سے بچانا مراد ہے جہان انکا استعمال کرنا حرام ہے اور حلال نہین ہے بعض نے کہا حفظ فروج سے فروج کا ان لوگون سے ڈھانکنا مراد ہے جنکو انکے فروج کا دیکھنا درست نہین ہے علامہ ابوالطیب علیہ الرحمۃ نے کہا اور دونو معنون کے مراد لینے سے کوئی مانع نہین ہے تو ان مین سے ہر ایک حفظ فرج مین داخل ہے بعض نے کہا حرف مِن کے ابصار مین لانا کیوجہ فروج کے سوا یہ ہے کہ نظر مین فی الجملہ فراخی اور وسعت ہے کیونکہ دیکھنا حرام نہین ہے مگر انمین چیزون کی طرف جو مستثنیٰ ہین تو نہین دیکھتا کہ محارم کے بالون اور سینون کی طرف دیکھتے مین کچھ مضائقہ وحرج نہین ہے اور ایسا ہی ان لونڈیون کے بالون اور محاسن کیطرف جو خرید وفروخت کے واسطے پیش کیجاتی ہین بخلاف حفظ فروج کہ اس مین تنگی ہے اور اسکا استعمال کرنا حلال نہین ہے مگر بی بیون یا لونڈیون مین بعض نے کہا وجہ یہ ہے کہ غض بصر مثل معتذر کے ہے بخلاف حفظ فرج کے کہ وہ علی الاطلاق ممکن ہے کہا ابوالعالیہ نے قرآن مجید مین جہان فرج کی حفاظت کا مذکور ہے وہان زنا سے اسکا بچانا مراد ہے مگر اس جگہہ مین اللہ نے ستار مراد لی ہے اسطرح کہ غیر کی نگاہ

اسپر نہ پڑجاوے وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ

غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اور کہدے ایمان والیون کی نیچے رکھین تک اپنی آنکھین اور تھامتی رہین اپنے ستر اور نہ دکھاوین اپنا سنگار مگر جو کھلی چیز ہے اس مین سے اور ڈال لین اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر اور نہ کھولین اپنا سنگار مگر اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے بھتیجون کے یا اپنے بھانجون کے یا اپنی عورتون کے یا اپنے ہاتھ کے مال کے یا کمیرون کے جو مرد کچھ غرض نہین رکھتے یا لڑکون کے جنھون نے نہین پہچانے عورتون کے بھید اور نہ دھمکاوین اپنے پاؤن کو جانا پڑے جو چھپاتی ہین اپنا سنگار اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب ملکر اے ایمان والو شاید بھلا پاؤ **ف** موضح القرآن مین کہا ہے کہ سنگار مین سے کھلی چیز یا ایسی چیز کو کہا جیسے چٹے کپڑے اور نئی پاپوش یا یہ کہا عورت کو سونہ تھوڑا سا اور ہاتھ کی انگلیان اور پاؤن کا پنجہ کھولنا درست ہے زنا جاری کو پہر ہاتھ کی مہندی کھلے گی یا آنکھہ کا کاجل یا انگلی کا چھلا اور باقی بدن اور گہنا ڈھانکنا ضرور ہے غیر سے مگر اپنے محرمون سے چھاتی سے زانو تک اور اپنی عورتین جو نیک چال کی ہون انسے بھی اتنا ضرور ہے اور بدراہ عورتون سے کنارہ پکڑنا اور جنکو غرض نہین وہ جو کہانے اور سونے مین غرق ہین شوخی نہین سے کہتے اور لڑکا دس برس تک اور اپنا غلام بھی محرم ہے بہت علما کے نزدیک اور پاؤن کی دھمک سے معلوم ہوتا ہین کہ نوپا گوجری اور باریک کپڑا جس سے بدن نظر آوے ننگی برابر ہے اور آپنا بھی نہ کہلے تو بہتر ہے انتہے مافی موضح القرآن **ف** حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ یہ اللہ تعالیٰ ایمانوالی عورتون کو ارشاد فرمایا ہے اور اس مین اللہ سبحانہ نے غیرت فرمائی ہے اپنے ایمان والے بندون کے واسطے جو ایمان والی عورتون کے ازواج ہین اور ایمان والی عورتون کو جاہلیت کے زمانہ کی عورتون کے اوصاف سے روکا ہے اور منع کر عورتون کے افعال سے ایمانوالی عورتون کے افعال کو ممتاز و ممیز فرمایا ہے اور اس آیت کی تفسیر کا سبب ہے جو جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ اسماء مرثد کی بیٹی اپنے گھر مین تھی بنی حارثہ کے قبیلے مین تو عورتین بلا ازار انکے پاس آتی تھین اور گوجریان جو انکے پاؤن مین تھین وہ ننگی ہوتی تھین اور انکی چھاتیان اور سینڈ ہیان بھی کھل رہی تھین تو کہا اسماء نے مَا اَقْبَحَ هٰذَا یعنے ان عورتون کا طریق کیا برا اور بدطریق ہے تو اللہ نے اس آیت کو اتارا قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ آخر آیت تک ذکرہ مقاتل بن حیان قال بلغنا واللہ اعلم ان جابر

بن عبد الله الانصاری حدث ان اسماء بنت مرثد کانت فی محل لها فی بنی حارثة فجعل النساء یدخلن علیها غیر متأزرات فیبدو ما فی ارجلهن من الخلاخل وتبدو صدورهن وذوائبهن فقالت اسماء ما اقبح هذا فانزل الله تعالی وقل للمومنات یغضضن من ابصارهن الآیه اور اس آیت کے معنے یہ ہین کہ ایمان والی عورتین غیر ازواج کیطرف نظر نہ کرین ولہذا بہت اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ عورت کو برائے مردون کیطرف دیکھنا جائز نہین ہے شہوت کے ساتہ دیکہے یا شہوت کے سوا دیکہے کسی طرح دیکھنا جائز نہین ہے اور ان مین سے بہت سے دلیل لی ام سلمہ کی حدیث سے کہ وہ اور میمونہ دونون حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تہین اتنے مین عبد اللہ ام مکتوم کے بیٹے جو اندہے آدمی تہے آئے اور آپ پر داخل ہوئے اور یہ واقعہ ستر کا ہے جب حجاب کا حکم اتر چکا تہا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا احتجبا منه فقلت یا رسول الله الیس هو اعمی لا یبصرنا ولا یعرفنا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم افعمیاوان انتما الستما تبصرانه یعنے عبد اللہ بن ام مکتوم سے تم دونون پردہ کرو تو مینے کہا یا رسول اللہ کیا عبد اللہ نابینا نہین ہے نہ وہ دیکہتا ہے ہم کو اور نہ وہ پہچانتا ہے ہمکو تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا اندہی ہو تم دونو کیا تم دونو عبد اللہ کو نہین دیکہتین رواہ ابوداود والترمذی من حدیث الزهری عن بهان مولی ام سلمة کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اور اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ برائے مردون کیطرف بلا شہوت نظر کرنا عورتون کو جائز ہے جیسے صحیح بخاری مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپ دیکہتے ہے حبشیون کیطرف اور وہ کہیلتے تہے اپنی برچہیون سے عیدگاہون مسجدین اور عائشہ ام المومنین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر کہڑے ہوکر حبشیون کیطرف دیکہتی ہی تہین اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈہانکا ہوا تہا عائشہ کو حبشیون سے یہانتک کہ عائشہ تہک گئی اور لوٹ گئی سعید بن جبیر نے اللہ کے قول ویحفظن فروجهن کی تفسیر مین روایت کیا کہ وہ بچاوین اپنے ستر فواحش سے اور قتادہ اور سفیان نے کہا بچاوین اپنے ستر زنا سے ابو العالیہ کہتے ہین قرآن کی جس آیت مین فروج کی حفاظت کا بیان ہے وہان فروج کی زنا سے حفاظت مراد ہے مگر آیت ویحفظن فروجهن یہان یہ مراد ہے کہ اسکے فرج کو کوئی نہ دیکہے اور یہ جو فرمایا اور نہ ظاہر کرین اپنا سنگار جو کہلا ہوا سے تو اس سے یہ مراد ہے کہ اپنی زینت اور سنگار مین سے کسی چیز کو بیگانہ مردون کے واسطے ظاہر نہ کرین اور نہ کہولین مگر اسکے کہولنے مین مضائقہ نہین ہے جسکا چہپانا ممکن نہین ہے کہا عبد اللہ

بن مسعودؓ سے جسکا چھپانا ممکن نہین ہے وہ جیسے چادر اور کپڑے جو عورتون کی باریک اوڑھنیون پر ڈھانکے ہوتے ہین اور نیچے کیطرف سے عورتون کے کپڑے نظر آجاتے ہین تو اس مین عورتون پر حرج نہین ہے کیونکہ اسکے چھپانے پر عورتین قادر نہین ہوتین اور عورتون کے لباس کو دیکھنا بھی اسی قبیل سے ہے جسکا اخفا امکان سے باہر ہے اور یہی قول ہے حسن اور ابن سیرین اور ابوالجوزی اور ابراہیم نخعی وغیرہم کا ابن عباسؓ کہتے ہین سنگار مین کہلی چیز کہ عورتین اسکے منہ کو اور دونون ہاتھون کو اور اسکے چہلے کو روَاہُ الْاَعْمَشُ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اور ابن عمرؓ اور عطا اور عکرمہ اور سعید بن جبیر اور ابوالشعثاء اور ضحاک اور ابراہیم نخعی وغیرہم سے ایسا ہی مروی ہے عبدالرحمن بن مسعودؓ نے ولا یبدین زینتھن الا ما ظہر منہا کی تفسیر مین روایت کیا کہ زینت اور سنگار سے بالیان اور بازوبند اور گوجریان اور ہار مراد ہے روَاہُ اَبُوْ اِسْحَاقَ الشَّیْبَانِیُّ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اور اسی اسناد کی ساتھ عبداللہ بن مسعودؓ سے یہی مروی ہے کہ سنگار دو قسم کے سنگار مین ایک وہ سنگار ہے جسکا دکھانا زوج کے سوا اور کسیکو جائز نہین ہے وہ چہلے ہین اور کنگن اور ایک وہ سنگار جسکو برائے دیکھنے سکتے ہین وہ اوپر کے کپڑے ہین کہا زہری نے نہ ظاہر کرین عورتین اپنے سنگار کو ان لوگون کے لیے جنکا اللہ نے نام لیا ہے اور یہ عورتین انپر حرام ہین مگر کنگنون اور اوڑھنیون اور بالیون کو جانکر کہولنے کے سوا اور رہے عام لوگ تو نہ ظاہر کرین انکے واسطے مگر چہلے اور مالک نے زہری سے روایت کیا کہ سنگار مین جو چیز کہلی ہے اس سے چہلے اور پاؤن کی گوجریان مراد ہین اور احتمال ہے کہ ابن عباسؓ اور جو ابن عباسؓ کے تابع ہین انہون نے ما ظہر منہا کی تفسیر کی ہے منہ اور ہاتھون کے ساتھ اور یہی تفسیر جمہور کے نزدیک مشہور ہے اور اسقول کی مؤید ہے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ روایت کہ اسماءؓ ابوبکر کی بیٹی (میری سوتیلی بہن) حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاس آئی اور وہ باریک کپڑے پہنے ہوئی تو آپنے اس سے مونہہ مبارک پھیر لیا اور فرمایا یَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَۃَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَمْ یَصْلُحْ اَنْ یُّرٰی مِنْہَا اِلَّا ھٰذَا وَھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی وَجْھِہٖ وَکَفَّیْہِ یعنے اے اسماء عورت جب بالغہ ہوجاوے تو اسکو بدن مین کسی حصہ کا دیکھنا جائز نہین ہے مگر اسکا (اور اسکا) اور آپنے اشارہ کیا اپنے مونہہ اور دونو ہاتھون کیطرف رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ فِیْ سُنَنِہٖ لیکن کہا ابوداؤد اور ابوحاتم رازی نے یہ حدیث مرسل ہے خالد بن دریک نے عائشہؓ سے نہین سنا واللہ اعلم اور خمر سے مراد وہ باریک چادر ہے جنکے ساتھ عورتین اپنے سینے اور چھاتیان ڈھانکتی ہین بڑی چادرون کے نیچے اہل جاہلیت کی عورتون کی رسم کی مخالفت کی واسطے کیونکہ جہالت کے زمانے مین عورتین اپنے سینے اور چھاتیان اوڑھنیون کی ساتھ

نہ ڈھانکتین بلکہ کھلا عورتون کے درمیان سے گذر جاتین اور بسا اوقات اپنی گردن اور سینہ یعنی اور کانون کی بالیان بھی نہ ڈھانکتین تو اللہ نے ایماندار عورتون کو اپنی ہیئتون اور حالتون مین پردہ کرنے کا حکم دیا صیغہ فرمایا یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا یعنے اے نبی کہدے اپنی عورتون کو اور اپنی بیٹیون کو اور مسلمانون کی عورتون کو نیچے لٹکا لین اپنے اوپر اپنی چادرین اس مین لگتا ہے کہ پہچانی جاوین تو کوئی نہ ستاوی اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان اور بیان فرمایا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ یعنے اوڑھ لیوین اپنی خمارین (اوڑھنیان) اپنے گریبانون پر اور خمر جمع ہے خمار کی اور خمار وہ کپڑا جسکے ساتھ عورتین اپنے سر ڈھانکتی ہین اور لوگ اسکو مقانع (اوڑھنیان) کہتے ہین کہا سعید بن جبیر نے جیوب کے سخر اور صدر مراد ہے یعنی اپنے گریبان اور چھاتیان ڈھانک لیوین پہران مین سے کوئی چیز نظر نہ آوے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین اللہ رحم کرے مہاجرات اول (پہلی بار اپنا گھر بار چھوڑ نیوالیون) پر جب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ تو انہون نے اپنی چادرون کو پھاڑ کر اوڑھنیان بنا لیا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ صفیہ بنت شیبہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہین کہ جب اللہ نے اس آیت کو اتارا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ تو عورتون نے اپنے تہبند نکو پھاڑ ڈالا حاشی کیطرف سے اور انکی اوڑھنیان بنالین رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ اَیْضًا صفیہ بنت شیبہ کہتی ہین ہم عائشہؓ کے پاس تھین تو ہمنے قریش کی عورتون کا بیان کیا اور بیان کیا انکی فضیلت کا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بیشک قریش کی عورتین افضل ہین لیکن مین نے انصار کی عورتون سے بڑھکر فضیلت والی کوئی عورت نہین دیکھی وہ اللہ کی کتاب کی زیادہ تصدیق کرنیوالیان ہین اور جو اللہ کیطرف سے اترا اسکو زیادہ مانتی ہین البتہ تحقیق اتری آیت سورہ نور کی وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ الآیۃ اور انکے مردون نے اس آیت کو عورتون کے پاس جاکر پڑھا جو انپر اترا اور پڑھتا تھا مرد اپنی بی بی کے پاس اور بیٹے کے پاس اور بہن کے پاس پہران مین کوئی ایسی عورت نہ تھی جو اپنے نقشدار چادر کیطرف نہ اٹھی ہو اور اس نے اسکو پھاڑ کر خمار نہ بنایا ہو اللہ کی کتاب کی تصدیق اور اسپر ایمان لانیکے لیے پھر صبح کی انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے (نماز مین) اوڑھنیان لیکر گویا انکے سر پر کوے تھے رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنْ صَفِیَّةَ بِنْتِ شَیْبَةَ یہ اور احمد حدیث کو ابن جریر نے دوسرے طریق کے ساتھ عائشہؓ سے نکالا اور ابن جریر کے الفاظ کا ترجمہ گذرا اور ابوداؤد نے بھی اس حدیث

کو ابن وہب سے روایت کیا اور یہ جو فرمایا اور نہ کہولین عورتین اپنے سنگار مگر اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے بھتیجون کے یا اپنے بھانجون کے تو یہ سب لوگ عورت کے محرم ہین عورت کو جائز ہے انپر اپنی زینت کا ظاہر کرنا لیکن تبرج کے سوا شعبی اور عکرمہ سے اس آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ اللہ تعالی نے چچا اور ماموں کا ذکر نہین کیا کیونکہ انکے بیٹون کے ساتھ اس عورت کا نکاح ہوسکتا ہے اور وہ بیان کرسکتے ہین اس عورت کی محاسن اپنے بیٹون کیواسطے کہا اُن دونون نے اور نہ رکھے عورت اپنی اوڑھنی چچا اور ماموں کے پاس آور رہا زوج تو عورت جو کچھ سنگار لگاتی ہے زوج ہی کیواسطے لگاتی ہے تو اسکے سامنے وہ باتین کرسکتی ہے جو اسکے سوا دوسرے کے سامنے نہین کرسکتی اور نسائہن سے مسلمانون کی عورتین مراد ہین ذمیون کی عورتون کے سوا اور اہل ذمہ کی عورتون کے سامنے زینت کے کھولنے سے منع کیا اسلیے کہ وہ اپنے مردون کے پاس جاکر بیان کرینگی اور یہ کھولنا اگرچہ ساری عورتون کے سامنے شبہ ڈالتا ہے کہ وہ اپنے ازواج کے پاس بیان کرینگی لیکن اس کھولنے کے کراہت اہل ذمہ کی عورتون کے سامنے سخت ہے کیونکہ انکو تو ازواج کے پاس بیان کرنے سے کوئی چیز مانع نہین ہے بہ خلاف مسلمان عورتون کے کہ وہ بیان کرنے کو حرام جانتی ہین پھر بیان کرنے سے رُک جاتی ہین اور فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ تَنْعَتُهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا یعنے ایک عورت ننگی ہوکر دوسری عورت کے ساتھ (ایک کپڑے مین) نہ لیٹے پھر وہ عورت اسعورت کی تعریف کریگی اپنے خاوند کے لیے گویا اسکا خاوند اسعورت کی طرف دیکھتا ہے اَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عمر بن خطاب ابوعبیدہ بن جراح کی طرف لکھا اللہ کی تعریف اور حضرت کی رسالت کی شہادت کے بعد واضح ہو مجھے پہونچا ہے کہ مسلمانون کی عورتین مشرکون کی عورتون کے ساتھ ملکر حماموں مین جاتے ہین تو یہ تیری سستی ہے پھر حلال نہین ہے کسی عورت کو جو ہاتی ہے اللہ کو اور پچھلے دن کو کہ اسکے ستر کو کوئی عورت دیکھے مگر اسکے ملت کی عورت رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ فِي سُنَنِهِ مجاہد نے کہا نسائہن سے مسلمان عورتین مراد ہین مشرکہ عورتین مسلمانون کی عورتون مین سے نہین ہین اور نہین جائز ہے مسلمان عورت کو یہ کہ ننگی ہووے مشرکہ عورت کے سامنے ابن عباس نے کہا نسائہن کی تفسیر مین وہ مسلمان عورتین ہین نہ کہو اسنگار کو یہودیہ کے لیے اور نہ عیسائیہ کی اور حریر کا کھولنا جائز نہین ہے وہ نخر (سینہ) ہے اور بالیان اور گلوبند (ہار) [illegible]

اور نہیں دیکھ سکتا (رواہ عبد اللہ فی تفسیرہ عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس مجاہد کہتے ہیں نہ کہے مسلمان عورت اپنی اوڑھنی (زنار) اپنے سر کی) مشرکہ عورت کے پاس کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا اَوْ نِسَآئِهِنَّ اور مشرک عورت مسلمانوں کی عورتوں میں سے نہیں ہے (رواہ سعید بن منصور فی سننہ اور مکحول اور عبادہ بن نسی نے براجانا کہ عیسائیہ عورت یا یہودن یا مجوسن مسلمان عورت کی قابلہ (دائی) بنے (بچہ جنانے والی) عورت کو) اور رہی عطا کی یہ روایت کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب بیت المقدس میں آئے تو صحابہ کی عورتوں کی دایاں (بچہ جنانے والیاں) یہودیہ نہیں یا عیسائیہ (رواہ ابن ابی حاتم) تو یہ روایت اگر ثابت ہو جاوے تو محمول ہوگی ضرورت پر یا یہ امتحان کے قبیل سے ہے پہراس میں بلا ضرورت عورت کو نہیں کہو لاجاتا ابن جریج نے کہا مالک ایما نہیں سے مشرکون کی عورتیں مراد ہیں جائز ہے عورت کو اپنی زینت کا ظاہر کرنا لونڈی کے لیے اگرچہ وہ لونڈی مشرکہ ہو کیونکہ وہ اسکی مملوکہ ہے اور یہی مذہب ہے سعید بن مسیب کا اور اکثر کا یہ قول ہے جائز ہے عورت کو ظاہر ہونا اپنے غلاموں پر وہ غلام مرد ہوں یا عورتیں اور اسکی دلیل الشرع کی حدیث ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ کے پاس ایک غلام لائے جو فاطمہ کو بخشدیا تھا الشرع نے کہا اور فاطمہ علیہا السلام پر ایک چھوٹا سا کپڑا تھا جب اسکو سر پر لیتیں تو پاؤں کھل جاتے اور جب اسکو پاؤں کو ڈھانکتیں تو سر کھلا رہتا جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ فاطمہ تکلیف اٹھا رہی ہے تو فرمایا اِنَّهٗ لَيْسَ عَلَيْكِ بَاْسٌ اِنَّمَا هُوَ اَبُوْكِ اَوْ غُلَامُكِ یعنے تو کیوں تکلیف اٹھاتی ہے یہاں تو تیرا باپ ہے اور تیرا غلام (رواہ ابو داؤد اور حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں خدیج حمصی معاویہ کے مولی کے ترجمہ میں بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعدہ فزاری سخت کالا آدمی تھا اور اسکو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ علیہا السلام کو بخشدیا تھا پھر فاطمہ نے اسکی پرورش کی پھر اسکو آزاد کر دیا پھر اسکے بعد اسنے معاویہ کے ساتھ مکر (حیلے) کا مقابلہ کیا امام صفین میں اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کا غلام آزاد حضرت علی علیہ السلام کا سخت مخالف تھا امام سلمہ کہتی ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِذَا كَانَ لِاِحْدٰاكُنَّ مُكَاتَبٌ وَكَانَ لَهٗ مَا يُؤَدِّيْ فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ یعنے جب کسی عورت کے پاس مکاتب غلام ہو اور اس غلام کے پاس اسقدر مال موجود ہو جو اسکے بدل کتابت کو کافی ہو سکے تو وہ عورت اس سے پردہ کیا کرے (رواہ الامام احمد اور تابعین غیر اولی الاربہ سے اُجرا اور اتباع مراد ہیں عورتوں کی نفسوں سے نہیں ہیں اور باوجود اسکے انکی عقلوں میں پرگشتگی ہے اور عورتوں کا انکو بالکل خیال نہیں ہے اور

نہ وہ عورتون کو چاہتے ہین ابن عباسؓ نے کہا غیر اولی الاربۃ سے وہ بے خبر مراد ہے جس مین شہوت نہ ہو اور مجاہد نے کہا اس سے ابلہ (احمق) مراد ہے اور عکرمہ نے کہا غیر اولی الاربہ وہ ہیجڑا مراد ہے جسکی آلت کھڑی نہ ہو اور یہی اکثر سلف کا قول ہے حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک مخنث (ہیجڑا) حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مین آیا جایا کرتا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والیان اسکو غیر اولی الاربۃ مین سے سمجھتین پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (خواب ایک دن آئے تو وہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا کہتا تھا اِذَا اَقْبَلَتْ اَقْبَلَتْ بِاَرْبَعٍ وَاِذَا اَدْبَرَتْ اَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ یعنے جب وہ سامنے ہوکر آتی ہے تو چار شکن لیکر آتی ہے اور جب جاتی ہے تو اسکی پیٹھ پر آٹھ شکن ہوتی ہین تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کَا اَرَی ھٰذَا یَعْلَمُ مَا ھٰھُنَا لَا یَدْخُلَنَّ عَلَیْکُمْ فَاَخْرَجَہٗ فَکَانَ بِالْبَیْدَاءِ یَدْخُلُ یَوْمَ کُلِّ جُمُعَۃٍ لِیَسْتَطْعِمَ یعنے مین نہین جانتا تھا کہ یہ شخص عورتون کے حال سے واقف ہے اب تم پر داخل نہ ہوا کرے پھر اسکو نکالدیا پھر وہ بیدا مین رہا کرتا اور جمعہ کے دن آتا اور بھیک مانگ کر لیجاتا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ مِنْ حَدِیْثِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ ام سلمہؓ کہتی ہین کہ میرے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور میری پاس عبداللہ ابو امیہ کا بیٹا تھا (میرا بھائی) اور ہیجڑا (اسکو) کہہ رہا تھا اگر کل کے دن اللہ تمہارے واسطے طائف کو فتح کردے گا تو مین تجھ کو غیلان (طائف کے سردار) کی بیٹی دکھاؤن گا کہ جب وہ آتی ہے تو اسکے پیٹ پر چار شکن نمودار ہوتے ہین اور جاتی ہے تو آٹھ (چار بسطرف اور چار بسطرف) اسکی یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش باہوش تک پہونچی آپنے فرمایا اے ام سلمہؓ یہ ہیجڑا تیرے پاس نہ آیا کرے رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَاَخْرَجَاہُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ بِہٖ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لفظ یہ ہین کہ ایک مخنث حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج کے پاس آیا جایا کرتا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو کمیر (خیال کرتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور وہ مخنث آپکی ایک بی بی کے پاس تھا اور وہ تعریف کر رہا تھا ایک عورت کی کہتا تھا جب وہ آتی ہے تو چار شکن لیکر آتی ہے اور جاتی ہے تو آٹھ لیکر جاتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ عورتون کے احوال سے واقف ہے یہ تمہارے پاس آیا کرے پھر اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج پردہ کرنے لگین رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَرَوَاہُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاؤُدَ مِنْ طَرِیْقِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ بِہٖ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اور جو فرمایا اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْھَرُوْا عَلٰی عَوْرَاتِ النِّسَاءِ یعنے یا وہ لڑکے جنہون نے نہین

پہچانے عورتون کے بھید تو اسے مراد ہے کہ وہ بسبب لڑکپن کے عورتون کے احوال نہین سمجھتے اور انکے بھید نہین پہچانتے اور نہین واقف ہوتے انکی نرم کلامی اور آہستہ چال اور انکی حرکات اور سکنات کی جب بچہ چھوٹا ہو اور ایسی باتون کی خبر نہ رکھی تو اسکے عورتون کے پاس آنے جانے مین قباحت نہین ہے اور اگر لڑکا مراہق (قریب البلوغ) ہو اور عورتون کے احوال پہچانتا ہو اور جانتا ہو اور بدصورت اور خوبصورت کی درمیان فرق کر سکتا ہو تو وہ عورتون کے پاس جایا کرے صحیحین مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپنے فرمایا اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَاءِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَرَءَیْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ یعنی دیکھا تم عورتون کے پاس نہ جایا کرو کسی نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرمایے دیور جیٹھ (جو عورتون کے خاوند کی وجہ سے عورت کے سا اور لوگون سے زیادہ علاقہ رکھتا ہے) یہی اسکے پاس جاوے فرمایا دیور جیٹھ کا تو عورت کے پاس جانا مرگ ہے اور یہ جو فرمایا وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ یعنے اور نہ ماریں اپنے پاؤن زمین پر) تو کہ جانا جاوے جو چھپاتی ہین اپنی زینت تو یہ اسلیے کہ کفر کے زمانہ مین عورتین جب اہون مین چلتین اور انکی پاؤن مین گوجریان ہوتین جنکا معتاد چال سے آواز نہ نکلتا تو اپنے پاؤن کو زور کے سا زمین پر مارتین تو کہ لوگ اسکا آواز سنین تو اللہ نے ایمان والی عورتون کو اس سے منع فرمایا اور اسی طرح اس مین داخل ہے وہ صورت بھی جس مین عورت کے پاس کوئی زینت پوشیدہ ہو اور حرکت کر کر اسکو جتانا چاہے کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ اور اسی باب سے ہے عورتون کا منع کیا جانا عطر اور تطیب سے جب وہ اپنے گھرون سے نکلین پھر پوبادین گے لوگ اسکی خوشبو سے ابوموسی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپنے فرمایا کُلُّ عَیْنٍ زَانِیَةٌ وَالْمَرْاَةُ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِیَ کَذَا وَکَذَا یعنے زَانِیَةٌ بعنے ہر ایک آنکھ سے زنا ہوتا ہے جب وہ محارم کیطرف نگاہ کرتی ہے) اور عورت جب عطر لگا کر کسی مجلس سے گذرے تو وہ بھی زنا کار ہے رَوَاہُ اَبُوْعِیْسَی التِّرْمِذِیُّ کہا ابوعیسے ترمذی نے اور اس باب مین روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے وَرَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ مِنْ حَدِیْثِ ثَابِتِ بْنِ عُمَارَةَ عَنْ اَبِیْ ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اسکو ایک عورت ملی جس سے خوشبو آئی اور اسکے دامن گرد اٹھائے جاتے تھے تو ابوہریرہ نے کہا اے جبار کی لونڈی تو مسجد سے آئی ہے بولی ہان فرمایا مینے سنا اپنی جانی یارا ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ صَلَاةَ اِمْرَاَةٍ تَطَیَّبَتْ لِهٰذَا الْمَسْجِدِ حَتّٰی تَرْجِعَ

تَغْتَسِلُ غَسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ یعنے نہین قبول کرتا اللہ عورت کی نماز جو اس سجدہ مین آنے کے لیے عطر لگاوی یہانتک لوٹ کر نہاوی جیسے جنابت سے غسل کیا جاتا ہے رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنْ سُفْیَانَ ھُوَ ابْنُ عُیَیْنَۃَ بِہٖ سیمونہ بنت سعد کہتی ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلْمَرْاَۃُ الْمُتَعَطِّرَۃُ فِی الزِّیْنَۃِ فِیْ غَیْرِ اَھْلِھَا کَمَثَلِ ظُلْمَۃِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَا نُوْرَ لَھَا یعنے ٹک کر چلنے والی اور دامن کھینچنے والی زینت کر کر اپنے گھر کے باہر اندھیری کیطرح ہوگی قیامت کے دن جس مین روشنی نہ ہوگی رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ اَیْضًا اور اسیواسطے عورتون کو راہ کے بیچ مین چلنے سے روکا گیا ہے کیونکہ اس مین زینت کا دکھانا ہے ابو اسید انصاری کہتے ہین مینے سنا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور آپ مسجد سے نکلتے تھے اور لوگ عورتون کے ساتھ ملکر راہ مین چل رہے تھے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتون کو فرمایا پیچھے ہٹ جاؤ کیونکہ تم کو لائق نہین ہے کہ راہون کے بیچ مین ہو کر چلو راہ کے کنارے چلو پھر تو عورت دیوار کے ساتھ چپٹ کر گذرتی یہانتک کہ اسکا کپڑا دیوار کے ساتھ اڑجاتا بالکل دیوار کے ساتھ ہو کر چلنے سے اور یہ جو فرمایا اور توبہ کرو اللہ کی طرف اے ایمان والو تو کہ مراد پاؤ تو اس سے یہ مراد ہے کہ جن صفات جمیلہ اور اخلاق جلیلہ کا تمکو حکم ہوا ہے اوپر چلو اور جاہلون کی رسمین اور انکی رذیلہ صفتین چھوڑ دو کیونکہ فلاح ساری فلاح اللہ اور رسول کے حکم بجالانے مین ہے اور اس چیز کے ترک مین جس سے اللہ و رسول نے روکدیا ہے اور اللہ تعالی مددگار ہے انتہی ما قال ابن کثیر فی تفسیرہ فتح البیان کا لفظ یہ ہے باوجود اسکے کہ عورتین مؤمنین کے خطاب مین تغلیبًا داخل ہین جیسے قرآن مجید کے سارے خطابون مین مردون کی ساتھ عورتین بھی شریک ہین لیکن اللہ تعالی نے بیان عورتون کو خاصکر مخاطب کیا زیادہ تاکید کے واسطے اور اللہ سبحانہ نے دونو مقام مین غض بصر کو مقدم فرمایا حفظ فرج پر اسلیے کہ نظر فرج کے نہ بچنے کا وسیلہ ہے اور وسیلہ متوسل الیہ سے مقدم ہوتا ہے پھر جابر بن عبد اللہ انصاری کی وہی حدیث بیان کی جسکو ہمنے ابن کثیر سے نقل کیا مقاتل کے طریق سے بالجملہ اللہ سبحانہ نے ایمان والے مردون اور ایماندار عورتون کو نظر کے نیچے رکھنے کا حکم کیا ہے یہ نہین جائز ہے کہ مرد کسی اجنبی عورت کی طرف دیکھے اور نہ عورت کو پرائے مرد کی طرف دیکھنا جائز ہے کیونکہ عورت کا مرد کے ساتھ وہی تعلق اور علاقہ ہوتا ہے جو مرد کو عورت کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور عورت کو مرد سے وہی مقصود ہوتا ہے جو مرد کا عورت سے مقصود ہوتا ہے مجاہد نے کہا جب عورت آتی ہے تو شیطان اسکے سر پر بیٹھ جاتا ہے اور اسکو مزین کرتا ہے دیکھنے والون کے لیے اور جب وہ پھرتی ہے تو اسکی دبر پر شیطان بیٹھتا ہے پھر اسکو مزین کرتا ہے اس

کے دیکھنے جو اسکو دیکھتا ہے اور یہ آیت شامل ہے چھیس مونث ضمیرون پر جن مین سے کوئی مرفوع ضمیر ہے اور کوئی مجرور اور اس شان مین اسکی کوئی نظیر قرآن مین موجود نہیں ہے پھر فرمایا وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ یعنے جیسے نظر کا نیچے رکھنا عورتون پر واجب ہے اسی طرح فروج کی حفاظت بھی واجب ہے بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے کہ اُس نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ قَالَ احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ یعنے یہ ہماری شرمگاہین ہین ہم انکو کس کے سامنے چھپاوین اور کس کے روبرو نہ چھپاوین فرمایا بچا اپنا ستر (ہر ایک سے) مگر اپنی بی بی سے یا لونڈی سے مینے عرض کی اے اللہ کے نبی جب لوگ آپس مین ملے بیٹھے ہون فرمایا اگر تو سکے کہ نہ دیکھے تیرے ستر کو کوئی تو ہرگز کوئی نہ دیکھے اسکو مینے عرض کی جب ہم مین کوئی تنہا ہو فرمایا فَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ یعنے لوگون سے بڑھکر اللہ سے شرم کرنی چاہیے أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَأَهْلُ السُّنَنِ وَغَيْرُهُمْ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے ابن آدم پر اسکا حصہ زنا سے لکھدیا ہے جسکو وہ لامحالہ پانے والا ہے تو آنکھون کا زنا (بدکاری) انکا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے (بیگانی عورت کیساتھ) اور کانون کا زنا (بدکاری) سننا ہے (بیگانی عورت کی باتمیز شہوت کے ساتھ) اور ہاتھون کا زنا پکڑ لینا ہے (بیگانی عورت کو) اور پاؤن کا زنا چلکر جانا ہے (بیگانی عورت کیطرف) اور جی للچاتا ہے اور فرج یا اسکو سچ کر دکھاتا ہے یا جھوٹ کر دکھاتا ہے أَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَغَيْرُهُمَا فِي كُتُبِهِمْ حذیفہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نظر کرنا (اجنبیہ عورتون اور بے ریش لڑکون کیطرف) ایک زہر آلودہ تیر ہے ابلیس کے سہام سے جس نے نظر کرنا چھوڑ دیا اللہ کے ڈر سے اُسکو اللہ اسکے بدلا ایمان نصیب کرتا ہے جسکی لذت وہ دل مین پاتا ہے أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ کہا علامہ ابو الطیب مرحوم نے اور اس باب مین بہت حدیثین ہین زینت سے وہ چیز مراد ہین زیور وغیرہ سے جنکے ساتھ زینت لگائی جاتی ہے جیسے گوجریان اور مہندی لگانا پاؤن مین اور کنگن ہاتھون مین اور بالیان کانون مین اور ہار گردن مین تو عورت کو جائز نہین ہے ان چیزون کا ظاہر کرنا پرائے مردون کے سامنے اور جائز نہین ہے پرائی مردون کو عورت کی ان چیزون کیطرف دیکھنا پھر اللہ سبحانہ نے اس نہی سے استثنا کیا اور فرمایا إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا مگر وہ زینت جسکا عادۃً کھلا رہنا جائز ہے اب لوگون کا اختلاف ہی ظاہر زینت مین کہ وہ کیا ہے تو ابن مسعودؓ اور سعید بن جبیر نے کہا

ظاہر زینت سے کپڑے مراد ہین اور سعید ابن مسیب نے منہ کو زیادہ کیا اور کہا عطا اور اوزاعی نے ظاہر زینت سے منہ اور دونو ہاتھ مراد ہین اور کہا ابن عباسؓ اور قتادہ اور مسور بن مخرمہ نے ظاہر زینت سے سرمہ اور چھلے اور کنگن اور ہاتھون کی مہندی مراد ہین وہ کہتے ہین جائز ہے عورت کو ان کا ظاہر کرنا محارم کے سوا اجانب کے سامنے اور کہا ابن عطیہ نے عورت اپنی زینت مین سے ظاہر کرے کسی چیز کو اور اپنی ساری زینت کو چھپا دے اور ظاہر زینت کا استثنا ضرورۃً واقع ہوا ہے کہا علماء نے ابو الطیب علیہ الرحمۃ نے اور تجربہ پر مخفی نہین ہے کہ قرآن مجید کی ظاہر نظم سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو زینت کا ظاہر کرنا حرام ہے مگر جو ظاہر ہو اس سے جیسے چادرین اور اوڑھنیان اور ایسا ہی وہ زیور جو ہاتھون اور دونو پاؤن مین ہو اور زینت سے مواضع زینت مراد لیے جاوین تو استثنا ان اعضا کی طرف راجع ہوگا جنکا ڈھانکنا عورت پر مشکل ہے جیسے دونو ہاتھ اور دونو پاؤن و مخوذ نک اور اسیطرح جب اظہار زینت کی نہی کو سواضع زینت کے اظہار کی نہی لازم ہے موافق خطاب کے تو استثنا دونون صورتون کو شامل ہوگا جیسے ہمنے بیان کر دیا اور رہی یہ صورت کہ زینت کا لفظ مواضع زینت کو بھی شامل ہے اور اُن چیزون کو بھی شامل ہے جنکے ساتھ عورتین زینت لگاتی ہین تو اس صورت مین امر واضح ہی اور استثنا جمیع سے ہوگا قرطبی نے اپنی تفسیر مین کہا زینت دو طرح ہے قدرتی اور مصنوعی تو قدرتی زینت تو اسکا منہ ہے اور مصنوعی زینت وہ ہے جسکا عورت قصد کرتی ہے اپنی خلقت کے حسین بنانے مین جیسے کپڑے اور زیور اور سرمہ لگانا اور مہندی لگانا اور ابو داؤد کے قول خذوا زینتکم مین یہی مصنوعی زینت مراد ہے ابن مسعودؓ سے مروی ہی کہ زینت وہ کنگن ہین اور بازو بند اور گوجریان اور بالیان اور ہار اور ان سے ظاہر زینت عورت کی کپڑے اور اسکی چادر ہے اور کہا عبد اللہ بن مسعودؓ نے سنگار دو طرح کے ہین ایک کھلا سنگار اور ایک چھپا سنگار ہے جسکو خاوند کے سوا اور کوئی نہین دیکھتا کھلا سنگار کپڑے ہین اور چھپا سنگا سرمہ ہے اور کنگن اور چھلے اور ایک روایت مین یون ہے پھر ظاہر زینت تو یہ کپڑے ہین اور چھپی زینت وہ گوجریان ہین اور بالیان اور کنگن اور ابن عباسؓ سے ظاہر زینت کی تفسیر مین مروی ہے کہ اونہون نے فرمایا ظاہر زینت سرمہ ہی اور چھلے اور بالیان اور ہار اور اسی سے مروی ہی کہ ظاہر زینت ہاتھون کی مہندی ہی اور چھلے اور ابن عمرؓ سے مروی ہی کہ اونہون نے فرمایا زینت ظاہرہ مونہ اور دونو ہاتھ ہین اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ زینت ظاہرہ عورت کا مونہ ہی اور اسکے دونو ہاتھ اور چھلے اور اسی سے مروی ہے کہ ظاہر زینت مونہ کا سنگار ہے اور ہاتھون کی

ہتھیلیاں اور عائشہؓ سے زینت ظاہر کا سوال ہوا تو انہون نے فرمایا زینت ظاہرہ کنگن ہین اور چھلے اور رو ک لیا اس نے اپنی آستین کا کنارہ ابوداؤد اور بیہقی اور ابن مردویہ نے عائشہؓ سے نکالا کہ اسماءؓ ابوبکر کی بیٹی پتلے کپڑے پہنکر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئی تو آپنے اسکی طرف سے مونہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسما عورت جب بالغہ ہوجاوے تو نہین جائز ہے کہ دیکھا جاوے اسکے وجود سے مگر یہ اور اشارہ کیا آپنے مونہ اور ہاتھون کی طرف اور یہ روایت مرسل ہے کیونکہ خالد بن دریک کے طریق سے ہے اور اس نے عائشہؓ سے نہین سنا اور عورت کو اسقدر ظاہر کرنے مین رخصت دی گئی ہے اسلیے کہ عورت جب کسی چیز کو پکڑے گی تو ضرور دونون ہاتھون سے پکڑنا ہوگا اور شہادت اور محاکمہ اور نکاح مین منہ بھی کھولنا پڑتا ہے اور چلنے سے بھی کوئی چارہ نہین ہے اور جب چلے گی دونو ہاتھ کھلینگے کہا جلال الدین محلے نے اجنبی مرد کو عورت کی زینت ظاہر کیطرف دیکھنا جائز ہے اگر فتنہ کا خوف نہ ہو ایک قول مین اور دوسرے قول مین اگرچہ فتنہ کا خوف نہ ہو حرام ہے کیونکہ فتنہ کا خیال ہے اور اسکے فتنہ کے انسداد اور قطع کے لیے ترجیح دی گئی ہے انتہی خمر جمع ہے خمار کی اور خمار وہ کپڑا ہے جسکے ساتھ عورت اپنا سر ڈھانکے اور جیوب جمع ہے جیب کی اور وہ کرتون کے گریبانون کی جگہ ہین بعض نے کہا جیب سے اس جگہ گردن مراد ہے ورنہ جیب اصل مین طوق قمیص کو کہتے ہین کہا مفسرون نے جاہلیت کی عورتین اپنی اوڑھنیان پیچھے کیطرف لٹکا چھوڑتین اور آگے کیطرف اسکے گریبان فراخ ہوتے تو انکے سینے اور ہار کھلے رہتے تو ان کو حکم ہوا کہ اپنی چادرون کو گریبان پر لیا کرین تو کہ جو چیز انکے بدن سے ننگی رہتی تھی وہ درپردہ ہوجاوے اور جمہور نے جیوب کی وہی تفسیر بیان کی جو ہمنے بیان کی اور یہی جیب کے حقیقی معنے ہین کہا مقاتل نے معنے علی جیوبہن کے علی صدورہن ہین تو مضاف محذوف ہے اے علی مواضع جیوبہن یعنی اوڑھنیان لین اپنے گریبانون کی جگہون پر بخاری نے اپنی صحیح مین اور ابوداؤد اور نسائی اور بیہقی وغیرہم نے اپنی اپنی سنن مین حضرت عائشہؓ سے نکالا کہ اونہون نے فرمایا اللہ رحم کرے مہاجرات اول پر جب اللہ نے اتارا آیت وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ کو تو انہون نے اپنی گاڑھی چادرین پھاڑ ڈالین اور انکی اوڑھنیان بنالین اور فرمایا وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ تو یہان زینت سے زینت باطنہ کی جگہین مراد ہین اور وہ حد ہے جو منہ اور ہاتھون (اور پاؤن) کے علاوہ ہے جیسے سینہ اور پنڈلی اور سر وغیرہا خطیب نے کہا یہان زینت سے زینت خفیہ مراد ہے جسکا کھولنا عورتون کو نماز مین جائز نہین ہے اور اسکا کھولنا اجانب کے لیے بھی جائز نہین ہے کہا ابوالسعود نے اس نہی مین بعض مواضع رخصت کا استثنا باعتبار ناظر کے ہے اور پہلی نہی مین بعض مواردِ ضرورت

کا استثنا باعتبار منظور کے تھا اور بعل سے زوج مراد ہی عرب کی کلام مین بعل کہتے ہین زوج کو یا سید کو اور ازواج کو مقدم کیا کہ یہی مقصود بالزنیہ ہین اور زوجہ اور سریہ کا سارا بدن ازواج کے واسطے حلال ہے اور اسی کی مثل ہے اللہ تعالی کا قول وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ یعنے اور جو اپنے شہوت کی جگہ تھامتے ہین مگر اپنی عورتون پر یا اپنے ہاتھ کا مال پر سو اوپر نہین اولا ہنا پر جب اللہ سبحانہ نے زوج کا نہی اظہار سے استثنا کیا تو اور ذوی المحارم کو بھی بیان کیا اور فرمایا اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ تو جائز کر دیا عورتون کو واسطے اپنی زینت کا اظہار ان لوگون کے واسطے کیونکہ مخالطت ضروریان لوگون اور عورتون کے درمیان کثرت سے واقع ہوتی ہے اور ان لوگون کی طرف سے غالبا فتنہ کا خیال نہین ہوتا کیونکہ طبیعتون مین قرابت کی مماست سے نفرت ہوتی ہے اور امام حسن اور امام حسین علیہما السلام سے مروی ہے کہ وہ دونون امہات المومنین کیطرف نظر نہ کرتے اس خیال سے کہ ابنا ربعولت کا اس آیت مین مذکور نہین ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات کے حق مین اتری ہے اور وہ اللہ تعالی کا یہ قول ہے لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ آخر آیت تک اور ابنا ربعولت سے ازواج کی نرا اولاد مراد ہے اور اللہ تعالے کے قول اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ مین اولاد کی اولاد بھی داخل ہے اگرچہ نیچے کے درجہ مین ہو اور عورتون کی بیٹیون کی اولاد اگرچہ نیچے کے درجہ مین ہو اور داخل ہین ابا ربعولت مین آبا کے آبا اور عورتون کے امہات آبا اگرچہ بہت اوپر ہون اور اسیطرح داخل ہین محارم مین وہ ابنا ربعولت جو بہت نیچے ہون اور اسیطرح ابنا راخوۃ اور ابنا راخوات اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ عم اور خال (چچا اور ماموں) اور محارم کی طرح ہین نظر کے جائز ہونے مین اسچیز کی طرف جسکی طرف اور محارم کو دیکھنا جائز ہے اور شعبی اور عکرمہ کا یہ قول ہے کہ چچا اور ماموں محارم مین سے نہین ہین کرخی نے کہا اللہ نے اعمام اور اخوال کا ذکر نہین کیا کیونکہ احتیاط اسی بات مین ہے کہ عورتین اپنے اعمام اور اخوال سے پردہ کرین مبادا انکے اعمام اور اخوال اپنے بیٹون کے سامنے انکی توصیف و تعریف اور ان کے محاسن کا بیان کر بیٹھین اور مضے یہ ہین کہ سائر قرابات باپ اور بیٹے کے ساتھ محرمیت مین شریک ہین مگر چچا کا بیٹا اور ماموں کا بیٹا اور یہ دلیل دلالت بلیغہ مین سے ہے احتیاط کے واجب ہونے مین عورتون پر نسب کے معاملہ مین اور آیت مین رضاع کا بھی ذکر نہین ہے اور رضاع کا وہی حکم ہے جو نسب کا حکم ہے اَوْ نِسَآئِهِنَّ مین وہ عورتین مراد ہین جو ایمان مین

انکر شریک ہین اور خدمت یا صحبت کے ساتہ انکے ہم رفیق ہین اور اہل ذمہ مین سے کفار کی عورتین اور انکے سوا اور مشرکون کی عورتین اسنے خارج ہین تو مسلمان عورتون کو جائز نہین ہے کہ وہ اپنا سنگار کافرون کی عورتون کے سامنے ظاہر کرین کیونکہ وہ بلا نکیر وحرج مسلمانون کی عورتون کے محاسن کی وصف اپنے مردون کے سامنے بیان کرین گے اور اس مسئلہ مین اہل علم کی درمیان اختلاف ہے کہا ابن عباسؓ نے نسائہن سے مسلمان عورتین مراد ہین مسلمان عورتون کو چاہیے کہ وہ اپنا سینہ اور بالیان اور ہار یہود کی عورتون اور عیسائیون کی عورتون کے سامنے ظاہر نہ کرین اور اسیطرح یہی انکے سامنے نہ کہولین جس چیز کا محرم کے سامنے کہولنا جائز ہے سعید بن منصور اور بیہقی اور ابن منذر نے عمرؓ بن خطاب سے نکالا کہ انہون نے لکہا ابو عبیدہ بن جراح کیطرف محجو یہ بات پہنچی ہے کہ مسلمانون کی عورتین حماموں مین مشرکون لوگون کی عورتون کے ساتہ ملکر جاتی ہین تو تو انکو اس سے روک اپنی طرف سے ایسلیے کہ نہین حلال ہے اسعورت کو جو مانتی ہے اللہ کو اور پچھلے دن کو یہ کہ اسکے ستر کو کوئی عورت دیکہے مگر اسکی ملت کی عورت اور لونڈی کو یہی اپنی مالکہ کی طرف دیکہنا جائز ہے مگر ناف سے گہٹنے تک کہ اس بدن کا ظاہر کرنا لونڈیون کے سامنے بہی حرام ہے ازواج کے سوا قالہ المحلی اور آیت کا ظاہر عبید اور آباء سب کو شامل ہے اور اس مین غلامون کو مسلمان اور کافر ہونے کے درمیان بہی کوئی فرق نہین ہے اور یہی اہل علم کی ایک جماعت کا قول ہے اور یہی مذہب ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور ام سلمہؓ اور ابن عباسؓ اور امام مالک کا اور کہا سعید بن مسیب نے تمکو یہ آیت دہوکے مین نہ ڈالے اللہ نے مالکت ایمانہن سے لونڈیان مراد لین ہین اس سے عبید مراد نہین ہین اور شعبی کہا جاتے تہے کہ مملوک اپنی مولاۃ کے بالون کیطرف دیکہے اور یہی قول ہے عطا اور مجاہد اور حسن اور ابن سیرین کا اور یہی مروی ہے ابن مسعودؓ سے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ابن جریج کا اور کہا ابن عباسؓ نے اس مین کچہ مضائقہ نہین ہے کہ غلام اپنے سیدہ کی بال دیکہے اور نکالا بیہقی اور ابو داؤد وغیرہما نے انسؓ بن مالک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہؓ کے پاس ایک غلام لائے جو اسکو بخشدیا تہا اور فاطمہؓ پر ایک کپڑا تہا کہ جب اسکو ساتہ سر ڈہانکتی پاؤن کہل جاتے اور جب پاؤن ڈہانکتی سر کہل جاتا جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکہا کہ فاطمہ تکلیف اٹہا رہی ہے تو فرمایا تو کہین تکلیف اٹہا رہی ہے یہ تو یا نیرا باپ ہے (یا) تیرا غلام کہا علامہ ابو الطیب علیہ الرحمۃ نے اور یہی قرآن مجید کا ظاہر ہے کہا سلیمان جمل نے اپنے استاد سے روایت کرکے کہ جائز ہے عورتون کو غلامون کے سامنے بدن کا کہولنا مگر ناف سے گہٹنے تک اور جائز ہے

غلامون کو عورتون کے بدن کا دیکھ لینا گمنا ف سے گنتے تھے لیکن عفت اور عدم شہوت کی شرط کے ساتھ طرفین سے اور ارباد اور ارب اور ماریان تینون لفظون کے معنے خاصیت ہین اور جمع مآرب ہے اور مارب بمعنی محتاج کے ہے اور یہی معنے ہین اللہ تعالی کے قول وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ مین بعض نے کہا مردون مین سے غیر اولی الاربہ وہ احمق ہین جنکو عورتون کی ضرورت نہین ہے بعض نے کہا اس سے البلہ مراد ہے بعض نے کہا عنین (نامرد) مراد ہے بعض نے کہا خصی مراد ہے بعض نے کہا مخنث (ہیجڑا) مراد ہے بعض نے کہا بہت بوڑہا مراد ہے بعض نے کہا مجبوب (جسکا ذکر کٹا) مراد ہے اور ان تخصیصون پر کوئی دلیل نہین ہے بلکہ مجبوب جسکے انثیین باقی ہون اور خصی جسکا ذکر باقی ہو اور نامرد اور مخنث (ہیجڑا) اور بہت بوڑہا ان کا حکم زکا حکم ہے اور کہا صاحب شامل نے خصی کو عورت کی طرف نظر کرنا جائز نہین ہے مگر یہ کہ بڑا ہو جاوے یا بہت بوڑہا ہو جاوے اور اسکی شہوت زبہ ہے اور یہی حکم ہے ہیجڑے کا اور یہی قول ہے صاحب شامل کے استاذ قاضی ابوالطیب کا اور ابو مخلد بصری نے خصی اور مخنث مین دو وجہین بیان کین اور آیت سے اسکا ظاہر مراد ہے اور غیر اولی الاربۃ وہ فقیر ہے جو کہانے پینے کیواسطے کسی اہل بیت کے ساتھ لگے ہوتے ہین اور اسکو عورتون کی بالکل حاجت نہین ہوتی اور نہ ان سے یہ بات کسیفیت مین اوقات مین سے ظاہر ہوتی ہے تو اس حکم مین وہ شخص داخل ہے جسکو عورتون کیطرف میلان اور جسکا داعیہ نہین ہے اور عورت سے بالکل بے حاجت ہے اور جسکو حاجت ہے یا انکی طبع عورتون کیطرف رغبت کرتی ہے اگرچہ وہ قادر نہین ہین تو وہ اس حکم سے خارج ہین اور ابن عباس نے کہا کبیر وہ شخص ہے جس سے عورتین شرم نکرین اور ایک روایت مین ہے ابن عباس سے کہ یہ وہ آدمی ہے جو لوگون کے ساتھ رہتا ہے لیکن اپنی عقل سے بے خبر ہے عورتون سے بے پرواہ ہے اور نہین چاہتا عورتون کو اور ایک روایت مین ہے کہ پہلے زمانہ مین ایک مرد دوسرے مرد کے پیچھے لگ جاتا اور وہ اس سے شرم نکرتا اور نہ عورت اسکے سامنے اوڑہنی اوڑہنے سے ڈرتی اور وہ ایسا بیوقوف ہوتا کہ اسکو عورتون کی ضرورت نہ ہوتی اور ایک روایت مین غیر اولی الاربہ وہ ہیجڑا ہے جسکی آلت کٹی نہ ہو طفل کا اطلاق مفرد مثنے مجموع سب پر آتا ہے اور یہان طفل سے مراد جنس طفل ہے جو جمع کے قائم مقام ہو جاتی ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ اسکی صفت جمع واقع ہوئی ہے اور ابی بن کعب کے مصحف مین اطفال ہے جمع کے لفظ کے ساتھ قَالَهُ ابْنُ قُتَيْبَةَ بعض نے کہا طفل وہ بچہ ہے جو شہوت کی حد کو نہ پہونچا ہو یہی قول ہے فراء اور زجاج کا اور معنی یہ ہین کہ نہین جانتے اونہون نے عورتون کے ستر ون کو اور نہین کہولی اونہون نے عورتون کی شرمگاہ صحبت کر اسکی یا یہ معنے کہ وہ جماع کی طاقت نہین رکہتے بعض نے کہا یہ مراد ہے کہ وہ بالغ نہین ہوئے اب اہل علم کا اختلاف ہے کہ سونا اور دونو

ہاتھوں کے سوا باقی بدن کا ڈھانکنا اُن کو واجب ہے یا نہیں تو بعض نے کہا واجب نہیں ہے کیونکہ اُنکا ابھی مکلف نہیں ہے اور یہی صحیح مذہب ہے اور بعض نے کہا اُنکے سونہ اور دونوں ہاتھوں کے سوا باقی بدن کا ڈھانکنا واجب ہے کیونکہ اُنکا بھی عورت کی خواہش کرتا ہے اور ایسا ہی اختلاف ہے بہت بوڑھے کہ ستر کی طرف دیکھنے میں جسکی شہوت ساقط ہوگئی ہو تو اولیٰ تو یہ ہے کہ حرمت کو باقی رکھا جاوے اور اسکی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھا جاوے اور اہل علم کا عورت کی حد میں اختلاف ہے کہا قرطبی نے مسلمانوں نے اتفاق کیا ہے اسپر کہ عورت اور مرد دونوں کی شرمگاہ عورت ہیں اور عورت کا سارا بدن عورت ہے مگر اسکا سونہ اور اسکے دونوں ہاتھ اور اس میں اختلاف ہے اور اکثر کا یہ قول ہے کہ مرد کو ناف سے گھٹنے تک ڈھانکنا واجب ہے گویا مرد کی عورت کی حد ناف سے گھٹنے تک ہے کہا ابن عباسؓ نے وہ زینت جس کو زوج کے سوا اور محارم کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے وہ عورت کی بالیاں ہیں اور اسکا ہار اور اسکے کنگن اور رہی گوجریاں اور بازو بند اور سینہ اور رمال تو انکو نہ ظاہر کرے مگر اپنے زوج کیواسطے پھر فرمایا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ الآیۃ یعنے عورت چلتے وقت اپنی پاؤں زمین پر نہ ماری تاکہ اسکی گوجریوں کی آواز لوگ سُنیں پھر جانیں کہ اسعورت کے پاؤں میں گوجریاں ہیں کیونکہ یہ امر ایسا ہے جس سے مردوں کو عورتوں کیطرف میلان پیدا ہوتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر عورت کو مردوں کیطرف جھکاؤ ہے اور اس میں محرمات کی دروازی کو بند کیا ہے اور احوط امر کی تعلیم کی ہے زینت عورتوں کا آواز بھی عورت نہیں ہے امام شافعی کے نزدیک ان کی گوجریاں کا آواز تو بجانے خود رہا کہا زجاج نے زینت کا سماع شہوت کو زیادہ اٹھاتا ہے اسکا ظاہر کرنے سے کہا ابن عباسؓ نے آیت کی تفسیر میں وہ یہ ہے کہ ایک گوجری کو دوسری گوجری کے ساتھ مارا جاوے لوگوں کے پاس یا یہ کہ عورت کی پاؤں میں گوجریاں ہوں اور وہ انکو ہلاوی مردوں کے پاس تو اللہ نے منع فرمایا اس سے کیونکہ یہ شیطان کا عمل ہے اور زینت کی آواز کا سنانا اسکے اظہار کی طرح ہے ولہذا زیور کے آواز کو وسواس کہتے ہیں قرطبی کی تفسیر میں ہے جو عورت یہ کام اپنی زیور کے ساتھ خوش ہوکر کرے تو یہ مکروہ ہے اور جہاں میں ہے وہ کہانے کیواسطے کرے تو حرام ہے اور مذموم ہے اور ایسا ہی جو اپنی جوتی زمین پر مارے اگر اس نے غرور سے جوتی کو زمین پر مارا ہے تو یہ حرام ہے کیونکہ غرور کبیرہ گناہ ہے اور اگر وہ کہانے کیواسطے ماری تو حرام نہیں ہے پھر اللہ سبحانہ اپنے عباد کو توبہ کیطرف ارشاد کیا اور فرمایا وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ یعنے اے ایمان والو توبہ کرو اس دیکھنے سے جو تم سے واقع ہوا اور حالانکہ وہ دیکھنا تم پر حرام تھا اور توبہ کرو جمیع معاصی سے کہا علماء نے اس آیت میں توبہ کا ارشاد ہے اور مسلمانوں نے اتفاق کیا ہے کہ توبہ کرنا معاصی سے واجب ہے اور توبہ ایک فرض ہے دین کے فرضوں میں سے اس میں کسی کا اختلاف

ہنین ہے بعض نے کہا کوئی بندہ سہو سے خالی نہین ہے اور وہ اگرچہ کوشش کرے پہر بہی اللہ کے اوامر اور نواہی مین قصور کر بیٹہتا ہو تو اسلیے اللہ نے سب کو توبہ کیطرف ارشاد فرمایا اور سورہ نسا مین توبہ پر گفتگو گذر چکی بعض نے کہا یہان ان اعمال سے توبہ کرنا مراد ہے جنکو وہ جاہلیت مین مرتکب ہوتے تہے اور اول اولی ہے کیونکہ حدیث سے ثابت ہوا ہے کہ اسلام ان گناہون کو گرا دیتا ہے جو اسلام لانے سے پہلے آدمی کے ہوتے ہین اور حدیثون مین توبہ کا اور توبہ کا استکنار وارد ہوا ہے بعض نے کہا توبہ کیطرف وہ شخص اور لوگون سے زیادہ محتاج ہے جو خیال کرتا ہے کہ مجھکو توبہ کی ضرورت نہین ہے اور ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عصیان ایمان کے منافی نہین ہے پہر وہ بات بیان فرمائی جو لوگون کو توبہ کیطرف عنیت دلادے اور فرمایا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ یعنے تو کہ تم دنیا اور آخرت کی سعادت پاؤ یا آخرت کے عذاب سے چھوٹ جاؤ اور آیت مین ذکور کی تغلیب ہے اناث پر اور جب اللہ سبحانہ نے غض ابصار اور حفظ فروج کا ارشاد فرمایا تو اسکے بعد نکاح کا بیان فرمایا جو بندون کیواسطے حلال ہے اور شہوت کے نکالنے کا ایک واسطہ اور وسیلہ ہے اور زنا اور بدکاری کی طرف ملانیوالی چیزون اسکے ساتھ ہٹہ جاتی ہین پہر آدمی بآسانی جمیع محرمات سے نظر کو بچا سکتا ہے اور فرج کو حرام سے محفوظ رکہہ سکتا ہے اور فرمایا وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ اور بیاہ دو رانڈون کو اپنے اندر اور جو نیک ہون تمہاری غلام اور لونڈیان اگر وہ ہونگے مفلس اللہ انکو غنی کرے گا اپنے فضل سے اور اللہ سمای والا ہے سب جانتا ہے رسول اللہ نے فرمایا اے علی تین کام مین دیر نہ کر نماز فرض کا جب وقت آوے جنازہ جب موجود ہو اور رانڈ عورت جب مرد ملے اسکی ذات کا جو کوئی دوسرا خاوند کرنے کو عیب ہے اسکا ایمان سلامت نہین اور جو نیک ہون لونڈی غلام بیاہ دینے سے مغرور نہ ہو جاوین کہ تمہارا کام چہوڑ دین ف اور آپ کو تہامتے رہین جنکو نہین ملتا بیاہ جبتک مقدور دے انکو اللہ اپنے فضل سے اور جو لوگ گہاتہ مین ہمارے ہاتہہ کے مال ہین تو انکو لکہا دیدو اگر سمجہو ان مین کچہ نیکی اور دو ان کو اللہ کے مال سے جو تم کو دیا ہے اور نہ زور کرو اپنی چہوکریون پر بدکاری

کیونکر اگر وہ چاہین قید سے رہنا کہ کما یاچاہو اسباب دنیا کی زندگی کا اور جو کوئی اُنپر زور کرے تو اسکی بے بسی پیچھے بخشنے والا ہے مہربان ف یہ جو فرمایا لکھا چاہین یعنے کسیکا غلام لونڈی کہے کہ مین اتنی مدت مین اتنا تجھ کو کما دون گا تو مجھکو آزاد کر یہ اقرار لکھوالین اسکو کتابت کہتے ہین الر یہ جو فرمایا اگر سمجھو ان مین نیکی تو اُنکو لکھا دو تو نیکی یہ کہ آزاد ہوکر قید سے چھوٹ کر چوری بدکاری نہ کریگا اور دولتمندون کو فرمایا کہ ایسے غلام لونڈی کو مال سے مدد کرو تاکہ آزاد ہوون خواہ مال زکوۃ سے خواہ اور خیرات سے اور لونڈیون سے بدکاری کروانی مال کمانے کو بڑا وبال ہے خواہ وہ خوش ہون خواہ وہ ناخوش ہون ناخوشی پر اور زیادہ وہ مال سب ناپاک ہے اور ناخوشی مین لونڈی بے گناہ ہے ف اور ہمنے اُمارین تمہارے واسطے آیتین کھلی اور ایک دستور اُنکا جو ہوچکے ہین تمسے آگے اور نصیحت ڈر والون کو ف یعنی پہلی امتون پر بھی ایسے ہی حکم تھے انتہے مانی موضح القرآن ف تفسیر ابن کثیر مین ہے کہ یہ آیت کریمہ بنیاد احکام محکمہ اور اوامر سربرہ پر شامل ہین تو امیر سبحانہ نے اپنے قول وانکحوا الایامی منکم الآیہ مین تزویج کا ارشاد فرمایا اور اہل علم کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ جو شخص نکاح کرنے پر قادر ہو اسکو نکاح کرنا واجب ہے اور انہون نے دلیل لی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر قول سے کہ آپنے فرمایا یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء یعنے اے جوانون کی جماعت تم مین سے جو بیاہ کرنے کی طاقت رکھے وہ ضرور نکاح کرے کیونکہ نکاح کرنے سے آنکھین نیچے رہتی ہین اور شرم بچا رہتا ہے اور جو شخص بیاہ کرنے کی طاقت نہ رکھے تو وہ روزے رکھے کیونکہ اسکو خصی کیطرح بنا دین گے اخرجاہ فی الصحیحین مین حدیث ابن مسعود اور سنن اربعہ مین بہت طریقون سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم یوم القیمۃ یعنے جننے والی عورتون سے نکاح کرو تمہاری نسل بڑہے گی ایسے کہ مین تمہارے ساتھ اور امتون پر فخر کرون گا قیامت کے دن اور ایک روایت مین ہے یہانتک کہ سقط کے ساتھ اسقط وہ ناتمام بچہ جو مادہ کے پیٹ سے گر جاتا ہے اور ایامی جمع ہے ایم کی اور ایم اسوریت کو کہتے ہین جسکا خاوند نہ ہو اور اس مرد کو جسکی عورت نہ ہو برابر ہے اندونون مین سے کسنے نکاح کیا ہو اور پہر اسکا زوج مرگیا ہو یا نکاح ہی نہ کیا ہو اسکو جوہری نے اہل لغت سے حکایت کیا کہتے ہین رجل ایم وامرۃ ایم اور یہ جو فرمایا ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ الآیہ توعل بن ابی طلحہ نے آیت کی تفسیر مین روایت کیا کہ اللہ نے لوگون کو نکاح کرنے کی ترغیب دی اس آیت مین اور نکاح کرنے کا حکم احرا

اور عبید دونون کو کیا ہے اور وعدہ فرمایا ہے کہ اگر تم نکاح کروگے تو تمکو غنی کردون گا اور فرمایا اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ سعید بن عبد العزیز کہتے ہین کہ مجھے پہونچا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اَطِیْعُوا اللّٰهَ فِیْمَا اَمَرَکُمْ بِهٖ مِنَ النِّکَاحِ یُغْنِکُمْ مَّا وَعَدَکُمْ مِّنَ الْغِنٰی قَالَ تَعَالٰی اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ یعنے اللہ نے جو تم کو نکاح کرنے کا ارشاد فرمایا ہے تم نکاح کرنے مین اللہ تعالی کی اطاعت کرو وہ تمکو غنی کردیگا اپنے وعدہ کے موافق فرمایا اللہ تعالی نے اگر وہ ہونگے مفلس غنی کردیگا انکو اللہ رواہ ابن ابی حاتم ابن مسعود کہتے ہین اِلْتَمِسُوا الْغِنٰی فِی النِّکَاحِ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ یعنے بڑی نیازی اور تونگری کو نکاح مین ڈھونڈو اللہ تعالی فرماتا ہے اگر نکاح کرنیوالے مفلس ہونگے تو انکو اللہ غنی کردیگا رَوَاهُ ابْنُ جَرِیْرٍ وَذَکَرَ الْبَغَوِیُّ نَحْوَهٗ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَی اللّٰهِ عَوْنُهُمُ النَّاکِحُ یُرِیْدُ الْعَفَافَ وَالْمُکَاتَبُ یُرِیْدُ الْاَدَآءَ وَالْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یعنے تین شخصون کی اللہ تعالی ضرور مدد کرتا ہے ایک تو اس شخص کی جو زنا سے بچنے کے لیے نکاح کرے اور اس مکاتب کی جو بدل کتابت کو ادا کرنیکا ارادہ رکھے اور اس شخص کی جو اللہ کی راہ مین جہاد کرے رَوَاهُ الْاَئِمَّةُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور نکاح کرو یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا جسکے پاس ایک چادر کے سوا اور کچھ نہ تھا اور اسکے پاس ایک تہبی کا جیلا بھی موجود نہ تھا معہذا اسکا نکاح کردیا اسعورت کے ساتھ جو آپکے پاس آئی تھی آپکے ازواج مین داخل ہونے کے واسطے اور اسعورت کا مہر یہ ٹھیرایا کہ وہ مرد اس عورت کو وہ سورت سکھا دیوے جسکو وہ جانتا ہے اور اللہ کے کرم اور اسکے لطف سے یہ بات معلوم ہی تھی کہ اللہ اسکو مالدار کردیگا جو اس شخص کو اور اسکی بی بی کو کفایت کرے اور رہی یہ حدیث کہ فقیرون کا کارکردہ تم کو اللہ غنی کردیگا تو اسحدیث کی کوئی اصل نہین اور نہ اسحدیث کا کوئی طریق نہین دیکھا نہ قوی ضعیف تو قرآن مجید کی یہ آیت اور وہ صحیح حدیثین جنکو ہمنے اس آیت کی تفسیر مین بیان کیا ہے مین کافی ہین کہ اگر نکاح کرنیوالے مفلس ہون تو انکو اللہ تعالی بے نیاز اور تونگر کردیتا ہے وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ اور جو فرمایا وَلْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِکَاحًا حَتّٰی یُغْنِیَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ تو اس آیت مین اللہ نے حرام رہنے کا حکم کیا ہے اس شخص کو جو بیاہ کرنے کی طاقت نہ رکھے جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جوانون کی جماعت جو شخص تم مین سے بیاہ کرنے کی طاقت رکھے وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح کرنے سے نگاہ نیچے رہتی ہے اور شرمگاہ بچا رہتا ہے اور جسکو نکاح کرنے کی طاقت نہ ہو تو وہ روزے رکھا کرے روزے اسکو خصی بنا دینگے اور یہ آیت

مطلق ہی اور وہ آیت جسسورہ نسا مین ہے وہ اس سے خاص ہے اور وہ یہ اسہ تعالی کا قول ہے وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنے اور جو کوئی بنا وے مقدور اسکا کہ نکاح مین لاوے بی بیان مسلمان توجو ہاتھہ کا مال مین آپکی تمہاری لونڈیان مسلمان اور امر کو بہتر معلوم ہے تمہاری مسلمانی تم آپس مین ایک ہو سو انکو نکاح کرو انکے لوگون کے اذن سے اور دو انکی مہر موافق دستور کے قید مین آتیان نہ مستی نکالنیان اور نہ یار کرتیان چھپکر پھر جب وہ قید مین آچکین تو اگر کرین بیحیائی کا کام تو اوپر ہے اوسی مار جو بیبیون پر مقرر ہے یا سکے واسطے جو کوئی تم مین ڈرے تکلیف مین پڑنے سے اور صبر کرو تو بہتر ہے تمہارے حقمین اور اسہ بخشنے والا مہربان ہے یعنے اگر لونڈیون کے ساتھہ نکاح نہ کرو تو بہتر ہے اسلیے کہ اولاد بھی رقیق ہوگی عکرمہ نے کہا اسہ کے قول ولیستعفف الذین لایجدون نکاحا کی تفسیر مین کہ یہ وہ آدمی ہے جو کسی عورت کو دیکھتا ہے اور اسس کی خواہش کرتا ہے اگر اسکے پاس بی بی ہے تو اسکے پاس جاکر اپنی حاجت اس سے پوری کرلیوے اور اگر اسکے پاس بی بی نہین ہے تو وہ آسمانون اور زمین کی سلطنت مین دیکھے یہانتک کہ اسہ کو غنی کرے اور یہ جو اسہ تعالی نے فرمایا وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا تو اس مین اسہ سبحانہ وتعالی نے حکم دیا ہے سادات کو جو بیان ہوا انکے غلام کتابت طلب کرین تو انکو لائق ہے کہ غلامون کو کتابت لکھدین بشرطیکہ غلام صاحب ہنر اور کسب جان جسکی وجہ سے مبدل کتابت ادا کرسکین اور بہت علما اسطرف گئے ہین کہ یہ امر ارشاد اور استحباب ہی وجوب کے لیے نہین ہی بلکہ سنید کو اختیار ہے کہ جب اسسے اسکا غلام کتابت طلب کرے چاہے اسکو مکاتب کرے چاہے مکاتب نکرے اور یہی مروی ہی عطا ابن ابی رباح سے کہ خواہ سنید اسکو مکاتب کرے خواہ نکرے اور ثوری نے جابر سے اسنے شعبی سے بھی ایسا ہی نقل کیا ان شاء اللہ کا تبردان شاء لم یکاتبہ اور یہی قول ہے مقاتل بن حیان اور حسن بصری کا اور دوسرے لوگ اسطرف گئے ہین کہ سنید سے جب اسکا غلام کتابت طلب کرے تو سنید کو اسکا مکاتب کرنا واجب ہے قران کے ظاہر امر پر عمل کرکے اور کہا بخاری نے کہ روح نے روایت کیا ابن جریج سے کہ انہون نے پوچھا عطا سے کہ جب مین جانون کہ میرے غلام کے پاس اسقدر مال ہے

جواسکے بدل کتابت کو کفایت کریگا تو کیا مجھکو اسکا مکاتب کرنا واجب ہے اور عطا جواب دیا مین تو ایسے غلام کا مکاتب کرنا واجب سمجھتا ہون پھر کہا عمرو بن دینار نے عطا کو کیا تو کسی سے اسقول کو نقل کرتا ہے وہ بولا نہین پھر عطا نے خبر دی مجھکو کہ موسی بن انس نے خبر دی عطا کو اور اسکو خبر دی سیرین نے کہ اس نے انس سے مکاتبت طلب کی اور سیرین مالدار آدمی تھا تو انس نے کتابت کو لکھدینے سے انکار کیا پھر سیرین حضرت عمر پاس آیا اور حضرت عمر نے انس کو فرمایا تو اسکو کتابت لکھدی انس نے نہ مانا تو عمر نے انس کو درہ کے ساتھ مارا اور پڑہی حضرت عمر نے یہ آیت فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا پھر انس نے اسکو مکاتب کردیا هٰكَذَا ذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ مُعَلَّقًا اور روایت کیا اسحدیث کو عبد الرزاق نے ابن جریج سے کہ اس نے پوچھا عطا سے کیا واجب ہے مجھپر جب مین معلوم کرون کہ میری غلام کے پاس مال ہے یہ کہ مین اسکو مکاتب کردون کہا عطا نے مین تو واجب ہی خیال کرتا ہون پھر ابن جریج نے اپنی اسناد کر ساتھ انس بن مالک سے روایت کیا کہ سیرین (انس کے غلام نے) ارادہ کیا کہ انس اسکو کتابت لکھدیوے تو دیر کی انس نے اسپر تو حضرت عمر نے فرمایا لَتُكَاتِبَنَّهُ یعنے تو ضرور سیرین کو مکاتب کردے حافظ ابن کثیر نے کہا یہ اسناد صحیح ہے اور ضحاک سے مروی ہے کہ اس نے کہا جب غلام کتابت لکھوانا چاہے تو اسکو مکاتب کرنا واجب ہے رواہ سعید بن منصور اور یہی شافعی کا قدیم قول ہے اسکے دو قولون مین سے اور اسکا جدید قول یہ ہے کہ اسکو کتابت لکھکر دینا واجب نہین ہے اسلیے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ یعنے کسی مسلمان کا مال حلال نہین ہے مگر جب وہ خوشی ہو اور ابن وہب نے امام مالک سے روایت کیا کہ کہا امام مالک نے ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ جب غلام سے کتابت طلب کرے تو سید کو اسکا مکاتب کرنا واجب نہین ہے اور نہ یعنے کسی امام سے سنا جو ہم نے کسیپر خبر کیا ہو اسپر کہ وہ ضرور غلام کو مکاتب کردیوے کہا امام مالک نے اور یہ امر کا امر استحباب کے طور پر ہے یہ امر وجوب کو واسطے نہین ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم وغیرہم کا اور ابن جریر نے وجوب کے قول کو اختیار کیا ہے ظاہر آیت پر عمل کرکے اور یہ جو فرمایا اِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا تو خیر سے بعض کے نزدیک امانت مراد ہے اور بعض نے کہا صدق مراد ہے اور بعض نے کہا خیر سے مال مراد ہے اور بعض نے کہا خیر سے ہنر اور کسب مراد ہے یحیے بن ابی کثیر کہتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آیت فَكَاتِبُوهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا کی تفسیر مین کہ خیر سے پیشہ مراد ہے فرمایا اور نہ جا پوڑو غلامون کو (کہ وہ) لوگون پر مار ہو جاوین رواہ ابو داود وَآتُوهُمْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِي آتَاكُمْ

اسکی تفسیر مین لوگون نے اختلاف کیا ہے تو بعض نے کہا اسکے سننے یہ ہین کہ انکے بدل کتابت سے انکو کچھ حصہ معاف کردو پھر مقدار وضع مین اختلاف ہے بعض نے کہا ثلث معاف کردو بعض نے کہا ربع معاف کردو بعض نے کہا نصف معاف کردو بعض نے کہا بدل کتابت کا ایک حصہ کسی معین بمقدار کے سوا اور دوسرون نے کہا اس آیت کے یہ معنے ہین کہ انکی زکوۃ مین سے مدد کرو اور اس سے وہ نصیب وحصہ مراد ہے جو انکے لیے اللہ نے مقرر فرمایا ہے یہی قول ہے حسن بصری اور عبدالرحمن بن اسلم اور اسکے باپ زید بن اسلم اور مقاتل بن حیان کا اور اسکو ابن جریر نے پسند کیا ہے اور ابراہیم نخعی نے اس آیت کی تفسیر مین کہا ہے کہ اللہ نے سید اور غیر سید کو مکاتب کی مدد کا حکم دیا اور اسکی مدد کرنے کی ترغیب دی ہے اور یہی قول ہے بریدہ بن خصیب سلمی اور قتادہ کا اور کہا ابن عباس نے اللہ نے حکم کیا ہے مومنون کو غلامون کے آزاد کرنے مین مدد کرنے کا اور گذر چکا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون کی اللہ پر مدد واجب ہے پہر ان تینون مین سے ایک اس مکاتب کا نام لیا جو بدل کتابت کو ادا کرنا چاہتا ہے اور پہلا قول زیادہ مشہور ہے ابن عباس کہتے ہین حضرت عمر نے اپنے ایک غلام کو مکاتب کیا اسکی کنیت ابو امیہ تھی جب اسکی قسط کا وقت گذر چکا تو وہ اپنی قسط لیکر آیا تو حضرت عمر نے فرمایا جا اور اس قسط کے ساتھ اپنے بدل کتابت مین مدد لے وہ بولا یا امیر المومنین کاش آپ مجھ کو چھوڑ دیتے (اور اسکو لے لیتے) تو کہ مین پہلی قسط ادا کرتا فرمایا مین ڈرتا ہون کہ مین اسوقت تک زندہ نہ رہون یہ آیت پڑہی فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا وَآتُوهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ عکرمہ کہتے ہین یہ اسلام مین پہلی قسط ادا ہوئی رواہ ابن ابی حاتم سعید بن جبیر کہتے ہین ابن عمر جب کسی غلام کو مکاتب کرتے تو اسکی پہلی قسطون مین سے کوئی قسط معاف نکرتے سیاہ اور عاجز ہو جاوے اور سید اسکا صدقہ لوٹ آوے لیکن جب غلام آخر بدل کتابت کی ادا کرنیکے قدر مین ہوتا تو اسکو جتانا چاہتے معاف کردیتے رواہ ابن جریر ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر مین کہا ضَعُوا عَنْهُمْ یعنی مِنْ مُكَاتَبَتِهِمْ یعنے انکے بدل کتابت سے کچھ معاف کردو رواہ علی بن ابی طلحۃ عنہ اور یہی قول ہے مجاہد اور عطا اور قاسم بن ابی مرہ اور عبدالکریم بن مالک جزری اور سدی کا اور محمد بن سیرین نے اس آیت کی تفسیر مین کہا كَانُوا يُعْجِبُهُمْ أَنْ يَدَعَ الرَّجُلُ لِمُكَاتَبِهِ طَائِفَةً مِنْ مُكَاتَبَتِهِ یعنے سلف کو یہ بات پسند آتی تہی کہ آدمی اپنی مکاتب غلام کو اسکے بدل کتابت کا ایک حصہ معاف کردیوے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام مرفوعاً کہتے ہین کہ اس سے بدل کتابت سے ربع کا معاف کردینا مراد ہے رواہ ابن ابی حاتم

حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور یہ حدیث غریب ہے اور اسحدیث کا مرفوع ہونا منکر ہے اور ٹھیک یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر جیسے اسکو عبدالرحمن رحمہ اللہ نے روایت کیا اور یہ جو اللہ تعالی نے فرمایا وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا الآیہ تو یہ اسطرح کہ اہل جاہلیت مین سے جب کسیکی لونڈی ہوتی تو وہ اسکو زنا کے لیے چھوڑ دیتے اور اسپر ایک معین رقم مقرر کر دیتے جو اس سے وقت پر لے لیتے جب اسلام کا زمانہ آیا تو اللہ تعالی نے مومنون کو اس فعل ناشائستہ سے روکدیا اور اس آیت کے نزول کا سبب اسکی موافق جو سلف اور خلف مین سے بہت مفسرین نے ذکر کیا ہے عبداللہ بن ابی ابن سلول منافقون کا سردار ہے اسکی پاس لونڈیان تھین وہ اپنے زور دیتا اور جبر کرتا کہ زنا کرکے مجھکو خراج (حاصل) دیا کرین اور انکی اولاد مین رغبت کرتا اور خیال کرتا کہ مین اسلام کی وجہ سے رئیس ہون وہ آثار جو اس آیت کے نزول کے سبب وشان مین مذکور ہین زہری کہتے ہین عبداللہ بن ابی ابن سلول کی ایک چھوکری تھی معاذہ نام وہ اسپر زور دیتا زنا کے واسطے جب اسلام آیا تو یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ الآیہ رَوَاهُ الْحَافِظُ أَبُوبَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الْخَالِقِ الْبَزَّارُ جابر اس آیت کی تفسیر مین روایت کرتی ہین کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی ابن سلول کی لونڈی کے بارے مین اتری جسکا نام مسیکہ تھا عبداللہ اسکو زور دیتا زنا پر اور وہ اچھی بھلی عورت تھی وہ انکار کرتی تو اللہ نے اس آیت کو اتارا وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ رَوَاهُ الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ وَرَوَى الثَّنَائِيُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ نَحْوَهُ جابر ہی کہتے ہین کہ عبداللہ بن ابی ابن سلول کی چھوکری تھی مسیکہ نام اور عبداللہ جبرا اس سے زنا کراتا تو اللہ نے اتاری یہ آیت وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ رَوَاهُ الْحَافِظُ أَبُوبَكْرٍ الْبَزَّارُ حافظ ابن کثیر کہتے ہین اس اثر کے اسناد مین اعمش نے ابوسفیان سے سماع کی تصریح کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کہتا ہے اعمش نے ابوسفیان طلحہ بن نافع سے نہین سنا اور وہ تو ایک صحیفہ تھا حسکو بزار نے حکایت کیا اسکا قول باطل ہے ابن عباس کہتے ہین عبداللہ بن ابی ابن سلول کی ایک چھوکری جاہلیت مین بدکاری کرتی تھی اور اسکی بدکاری سے اولاد ہوئی جب اسلام آیا تو اس نے بدکاری چھوڑ دی) عبداللہ بولا تو کیون زنا نہین کرتی وہ بولی بخدا (اب) تو مین بدکاری نہین کرون گی پھر اسکو مارا اسپر اتاری اللہ نے یہ آیت وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ آخر آیت تک رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین عبداللہ بن ابی کی ایک چھوکری تھی معاذہ نام عبداللہ اس سے جبرا وقہرا زنا کراتا

جب یہ الام آیا تو یہ آیت نازل ہوی وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِههُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ رواہ الکذاب زہری کہتے ہین کہ بدر کے دن ایک قرشی قید مین آیا اور عبداللہ بن ابی کے پاس رہتا اور عبداللہ بن ابی کی ایک چھوکری تھی معاذہ نام وہ قرشی اس چھوکری کے ساتھ زنا کرنا چاہتا اور وہ لونڈی مسلمان تھی وہ بہ سبب اپنے اسلام کے اسکا کہنا نہ مانتی اور عبداللہ بن ابی اس لونڈی پر زور دیتا کہ زنا کرے اور مارتا اسکو اس امید پر کہ اگر قرشی کا حمل ٹھیر جاویگا تو اس سے اسکو ولد کا فدیہ لون گا تو اللہ تعالی نے فرمایا وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا رواہ عبد الرزاق کہا سدی نے یہ آیت کریمہ اتری ہے عبداللہ بن ابی ابن سلول منافقون کے سردار کے باب مین اسکی ایک لونڈی تھی معاذہ نام جب عبداللہ کے ہان کوئی مہمان آتا تو وہ لونڈی کو مہمان کے پاس بھیجدیتا تاکہ وہ مہمان اسکی لونڈی کے ساتھ بدکاری کرے اور اس مین ثواب کی نیت کرتا اور اس مہمان کی عزت کرتا وہ بیچاری حضرت ابوبکر صدیق پاس شکایت لائی اور ابوبکر نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو حکم دیا کہ لونڈی کو روک رہے (اور عبداللہ کے پاس جانے دے) تو عبداللہ چلایا اور بولا کون ہمکو معذور رکھتا ہے محمد کی طرف سے جیتے مین ہم سے ہماری لونڈی پھر اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری مقاتل بن حیان کہتے ہین مجھہ کو یہ بات پہونچی ہے آگے اللہ بہتر جانے کہ یہ آیت دو مردون کے حق مین اتری ہے جو اپنی لونڈیون سے جبراً زنا کراتے ایک لونڈی کا نام مسیکہ تھا یہ انصار کی ایک مرد کی) لونڈی تھی اور دوسری کا نام امیمہ تھا اور یہ مسیکہ کی ماں تھی اور یہ عبداللہ بن ابی کی لونڈی تھی تو مسیکہ اور مسیکہ کی ماں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئین اور اس بات کا بیان کیا حضرت کے سامنے تو اتاری اللہ تعالے نے اس مین یہ آیت وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا بغاء سے زنا مراد ہے اور شرط مخرج غالب کی طریق پر واقع ہوی ہے تو اس شرط کا کوی مفہوم نہین ہے اور حیات دنیا کے عرض سے انکا خراج اور انکا مہر اور اولاد مراد ہے اور منع کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بچھنی لگانیوالے کے کسب سے اور زانیہ کی خرچی سے اور نجومی کی مٹھائی سے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيثٌ وَكَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ وَثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ یعنے زانیہ کی خرچی پلیدہی اور پچھنی لگانیوالی کی کمائی پلیدہے اور کتے کا مول پلیدہے اور روایت کیا ابن ابی طلحہ نے ابن عباس سے فان اللہ من بعد اکراہہن غفور رحیم کی تفسیر مین کہ اگر تم لونڈیون پر زور کروگی زنا کے واسطے تو اللہ انکو معاف کردیگا وہ مہربان ہے اور گناہ انکا اس شخص پر جس نے انپر جبر کیا اور یہی قول ہے مجاہد

اور عطا خراسانی اور اعمش اور قتادہ کا حسن بصری نے کہا اس آیت کی تفسیر میں فان اللہ من بعد اکراہھن غفور رحیم لہن والہ لمن بعدہ یعنے بعد اللہ ان لونڈیون کو معاف کرنیوالا ہے جنپر جبر ہو بعد اکمو معاف کرنیوالا ہے رواہ ابو عبید زہری کہتے ہین غفور رحیم کی تفسیر میں غفر لھن ما اکرھن علیہ یعنے اللہ اکمو معاف کردیتا ہے وہ بات جسپر انکو زور دیا جاتا ہے اور زید بن اسلم کہتے ہین غفور رحیم للمکرہات یعنی اللہ ان لونڈیون اور جبرکرین کو معاف کردیتا ہے جن پر زنا کے واسطے زور کیا جاتا ہے وہ مہربان ہے حکایت کیا ان آثار کو ابن منذر نے اپنی تفسیر میں انکے اسنادون کر ساتھ سعید بن جبیر کہتے ہین عبداللہ بن مسعود اس آیت کو اسطرح پڑہتے تھے فان اللہ من بعد اکراھھن غفور رحیم لھن واثمھن علی من اکرھھن یعنے بیشک اللہ انپر زور کرنیکے پیچھے اکمو معاف کرتا ہے اور اپنے مہربان اور انکا گناہ اس شخص پر ہے جس نے انپر زور کیا اور جبر کیا رواہ ابن ابی حاتم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رفع عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرھوا علیہ یعنے اللہ نے معاف کردی ہے میری امت کو چوک اور بھولجانا اور وہ گناہ جسپر انکو جبر کیا جاوے اور جب اللہ نے ان حکمون کو بیان کیا تفصیل کے ساتھہ اور کہولکے تو فرمایا ولقد انزلنا الیکم ایت مبینت اور آیات مبینت سے قرآن مجید مراد ہے اس مین آیات و صیخات مفسرات ہین اور مثلا من الذین خلوا من قبلکم سے امم گذشتہ کی خبرین ہین اور وہ عذاب مراد ہین جو انپر بسبب مخالفت اوامر الہی کے اترے کما قال تعالی فجعلنھم سلفا ومثلا للاخرین یعنے پہر کر ڈالا انکو گئے گذرے اور کہاوت پچھلون کیواسطے اور پچھلون کے واسطے کہاوت سے یہ مراد ہے کہ ان پر عذاب اتارنا اس شخص کو جو اللہ سے ڈرے ماثم اور محارم کے ارتکاب سے روکتا ہے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی صفت مین فرمایا ہے فیہ حکم ما بینکم وخبر ما قبلکم ونبا ما بعدکم وھو الفصل لیس بالھزل من ترکہ من جبار قصمہ اللہ ومن ابتغی الھدی فی غیرہ اضلہ اللہ یعنے اس قرآن مجید مین ان واقعات کے فیصلے ہین جو تمہاری درمیان واقع ہوتے ہین اور ہونگے اور اس مین خبرین ہین پہلون اور پچھلون کی اور یہ قرآن دوٹوک ہے اور نہین یہ بات ہنسی کی جس شخص نے اسکو سرکش ہوکر چھوڑ دیا اسکو اللہ توڑ دیتا ہے اور جس نے اسکے سوا کسی اور چیز مین ہدایت طلب کی اسکو خدا گمراہ کرتا ہے انتہی مالی تفسیر ابن کثیر فتح کا لفظ یہ ہے کہ ایم کا لفظ تشدید کے ساتھہ ہے اور ایم اس عورت کو کہتے ہین جسکا زوج نہ ہو اور ایسی ہی وہ مرد جسکے زوجہ نہ ہو تو لفظ ایم شامل ہے مرد اور عورت دونو کو جو متزوج نہ ہون اور ایامی اسکی جمع ہے ابو عمرو اور کسائی نے کہا لغت

اور نے اتفاق کیا ہے کہ ایم اصل مین اسعورت کو کہتے ہین جسکا خاوند نہ ہو وہ عورت بکر ہو یا ثیب ہو کہا ابو عبید نے یہ لفظ شامل ہے مرد اور عورت دونون کو کہتے ہین رجل ایم و امرءۃ ایم اور اکثر اسکا استعمال نسا مین ہی ہوتا ہے تو یہ لفظ گویا مستعار ہی رجال مین اور آیت مین خطاب اولیا اور سردارون کو ہے بعض نے کہا ازواج کو خطاب ہے اور پہلے معنے راجح ہین اور اس مین دلیل ہے کہ عورت اپنا آپ نکاح نہین کر سکتی حضرت عائشہ کہتی ہین اَیُّمَا اِمْرَءَۃٍ نَکَحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّھَا فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ ثَلٰثًا یعنے جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے سوا اپنا نکاح کر لیا تو اسکا نکاح باطل ہے یہ آپنے تین بار فرمایا اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ ابو موسی اشعری کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ یعنے ولی کے سوا اور اسکے اجازت کے بغیر نکاح نہین ہوتا اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ اَیْضًا اور مخالفت کی ہے اس مین ابو حنیفہ نے پہر اس نے جائز کر دیا عورت کا اپنی نکاح کرنا اپنے نفس کا اور اہل علم اس نکاح کے حکم مین اختلاف کیا ہے کیا یہ نکاح صحیح ہے یا مستحب ہے یا واجب ہے تو اول قول کے شافعی وغیرہ قائل ہین اور دوسرے قول کے مالک اور ابو حنیفہ اور تیسرے قول کے بعض اہل علم اس تفصیل کے مطابق جو اوپر مذکور ہوئی اس مین بیان کی ہے پہر کہا اونہون نے اگر اپنی جان پر معصیت مین وقوع ہونے سے ڈرے تو اسپر نکاح کرنا واجب ہے ورنہ واجب نہین ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو لوگ اما حت یا استحباب کے قائل ہین وہ بھی اس خشیت کو سابقہ وجوب کے قول کے قائلین کے مخالف نہین ہین بالجملہ نکاح باوجود عدم خشیت کو سنن مین سے سنت موکدہ ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح حدیث مین نکاح کی ترغیب دینے کے بعد فرمایا فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ یعنے جو شخص میری سنت سے روگردان ہو وہ مجھ سے نہین ہے لیکن یہ جب ہے نکاح کرنیکی طاقت رکھے پہر ابن مسعود کی حدیث کو بیان کیا پہر ابو بکر کا اثر پہر کہا اونہون نے مروی ہے کہ اس نے کہا ہمارے لیے مذکور ہوا ہے کہ عمر بن خطاب نے فرمایا مَا رَاَیْتُ لِرَجُلٍ لَمْ یَتَمَسَّ الْغِنٰی فِی الْبَاءَۃِ وَقَدْ وَعَدَ اللّٰہُ فِیْھَا مَا وَعَدَ فَقَالَ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِھِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ یعنے میں نے دیسا دیعقل آدمی کوئی نہین دیکھا جس نے غنا کو نکاح مین طلب کیا حالانکہ اللہ نے وعدہ کیا ہے اس مین جو وعدہ کیا ہے اور فرمایا ہے اگر نکاح کرنے والے محتاج ہونگے تو اللہ انکو غنی کر دیگا اور ابن مسعود سے بھی ایسا ہی مروی ہے حضرت عائشہ فرماتی ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنْکِحُوا النِّسَآءَ فَاِنَّھُنَّ یَاْتِیْکُمْ بِالْمَالِ یعنے عورتون کے ساتھ نکاح کرو وہ تمہارے پاس مال لاوینگی اَخْرَجَہُ الْبَزَّارُ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَاَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاؤُدَ فِی الْمَرَاسِیْلِ عَنْ عُرْوَۃَ مَرْفُوْعًا اور مطلق نکاح کی ترغیب مین بہت حدیثین وارد ہوی ہین جنکے بیان

کرنیکا محل نہین ہی اور اس آیت مین ایامی سے احرار (آزاد مرد) اور حرائر (آزاد عورتین) مراد ہین اور رہی مماليک تو انکو اللہ تعالی نے بیان کردیا ہے اپنے قول وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ مین اور عباد کم کو عبید کم ہی پڑہا گیا ہے اور صلاح سے صالحین مین ایمان مراد ہے بعض نے کہا صلاح سے حقوق نکاح کے ساتھ قائم ہونا مراد ہے یہانتک کہ عبد اپنے بچہ کے ساتھ قائم ہو جو بی بی کو لازم ہے اور لونڈی اپنے بچہ کے ساتھ قائم ہو جو زوج کو لازم ہے یا صلاح سے یہ مراد ہے کہ عبد اور امۃ ایسے چھوٹے ہون جنکو نکاح کی ضرورت نہو اور جائز کیا صالحین کو ذکر کرنے کے ساتھ تو انکا دین بچا رہے اور انکی صلاحیت محفوظ رہے اور اسلیے کہ غلامون اور لونڈیون مین سے جو نیک ہین انہین پر انکے مالک طمع کرتے ہین اور انکو اولاد کی جا بجا سمجھتے ہین اور جو نیک لوگ ہوتے ہین وہی اس لائق ہین کہ انکے لیے وصیت کی جاوے اور انکے واسطے اہتمام کیا جاوی اور جو شخص نیک نہو تو اسکا حال اسکے الٹ ہی اور بیان کیا اللہ نے صلاح کا مماليک مین احرار کے سوا اسلیے کہ غالبا احرار مین صلاحیت ہی ہوتی ہے بہ خلاف مماليک کے کہ ان مین غالبًا عدم صلاحیت ہوتی ہے اور اس مین دلیل ہے اسپر کہ مملوک اپنا آپ نکاح نہین کرسکتا اور اسکا نکاح کرتا ہے اسکا مالک اور متولی ہوتا ہے اسکی تزویج کا اسکا سید اور جمہور اسطرف گئے ہین کہ سید کو جائز ہے کہ اپنے غلام اور لونڈی کو نکاح پر جبر کرے اور اپنے زور کرے کہا امام مالک نے سید کو جبر کرنا غلام لونڈی پر نکاح کے لیے جائز نہین ہے پہر اللہ نے احرار مین کلام کرنے کیطرف رجوع فرمایا اور فرمایا اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ یعنے احرار کے نکاح کرنے سے نہ ڈرو اس خیال سے کہ مرد کے پاس عورت کے پاس دونو کے پاس مال نہین ہی کیونکہ نکاح کرنیوالے اگر محتاج مفلس ہونگے تو انکو اللہ غنی کردے گا اور فضل کریگا اللہ اپنے غنا کے ساتھ کیونکہ اللہ کے فضل مین مال سے بے نیازی ہے اور اللہ کا فضل صبح شام آنیوالا ہے کہا زجاج نے اللہ نے رغبت دی ہی نکاح کی اور جنوایا ہے کہ نکاح مفلسی کے دور کرنیکا سبب ہے اور یہ لازم نہین ہے کہ غنا ہر ایک مفلس کو حاصل ہوجاتی ہے جب وہ نکاح کرتا ہے کیونکہ غنی ہونا مشیئت کے ساتھ مقید ہی اور خارج مین ایسے مفلس بہت موجود ہین کہ انکے واسطے نکاح کرنے کی وجہ سے غنا حاصل نہین ہوئی بعض نے کہا اس غنا سے غنائی نفس مراد ہے یعنے نکاح کرنے والے کو قناعت حاصل ہوجاتی ہے بعض نے کہا یہ معنی ہین کہ جو لوگ نکاح کے محتاج ہین انکو اللہ اپنے فضل سے حلال کے ساتھ غنی کردیگا تو کہ وہ زنا سے بچین یا مراد پہلے معنے اولی ہین بعض نے کہا اس سے دو رزقون کا جمع ہونا مراد ہے زوج اور زوجہ کا رزق بعض نے کہا اللہ نے وعدہ کیا ہے غنی کرنیکا نکاح

اور تفرق کی ساتھہ (نکاح کے ساتھہ) غنی کرنیکا وعدہ تو آیت باب مین مذکور ہے) اور تفرق کی ساتھہ غنی کرنیکا اللہ کے قول وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰہُ کُلًّا مِّنْ سَعَتِہٖ مین یعنے اگر عورت مرد دونون جدا ہوجاوین (طلاق کی ساتھہ) تو اللہ ہر ایک کو محفوظ کرے گا اپنی کشائش سے پہر اللہ سبحانہ نے ان لوگون کا بیان کیا جو نکاح کی طاقت نہین رکھتے اور نکاح کرنے سے عاجز ہین انکی مناکحت کے جواز کے بیان کے بعد اور انکو اول کی طرف ارشاد کرنے کے بعد اور فرمایا وَلْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِکَاحًا استعفاف سے عفت کا طلب کرنا مراد ہے اور عفت کہتے ہین زنا اور حرام سے بچنے کو اور معنے یہ ہین کہ جو شخص نکاح کا سبب یا وہی اسکے پاس مال نہ ہو تو وہ زنا اور حرام سے بچتا رہے بعض نے کہا نکاح سے اسجگہ وہ چیز مراد ہے جسکے ساتھہ عورت کو نکاح کیا جاتا ہے اور وہ مہر اور نفقہ ہے جیسے لحاف اسچیز کا نام ہے جو اوپر لیا جاتا ہے اور لباس اسچیز کا نام ہے جو پہنی جاتی ہے کہا ابن عباس نے وہ شخص نکاح کرے جو نکاح کے لیے مال نہین پاتا کیونکہ اللہ اسکو عنقریب غنی کردیگا پہر اللہ نے استعفاف کی یہ غایت بیان فرمائی حَتّٰی یُغْنِیَھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ یعنے تو کہ روزی دی انکو اللہ جسکے ساتھہ وہ غنی ہوجاوین اور اسکی وجہ سے نکاح کرنے پر قادر ہون اور اس آیت مین دلیل ہے کہ جملہ اول یعنے اللہ کا قول اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِھِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ مشیت کے ساتھہ مقید ہے جیسے ہمنے بیان کیا کیونکہ اگر پہلے جملہ مین وعدہ وجوب ہوتا جسکے حصول مین کوئی شک نہین ہے تو غنا اور نکاح کے درمیان تلازم ہوتا پہر اسوقت مفلسی کے وقت استعفاف کے ارشاد مین چندان فائدہ نہ تہا کیونکہ مفلس نے تو نکاح کرتے ہی بالضرور غنی ہوجانا تہا مگر یہ کہہ سکتے ہین کہ استعفاف کا حکم اس شخص کو کیا ہے جو مبادی نکاح کی تحصیل سے عاجز ہے اور مبادی نکاح کے حاصل کرنے سے عاجز ہونا نکاح کے بعد اسکے غنی ہونیکے منافی نہین ہے اب اس شخصپر جو مبادی نکاح سے عاجز ہے یہ بات صادق ہے کہ اس نے نہین پایا بیاہ کو کیونکہ اسکے پاس وہ اسباب نہین ہین جنکے ساتھہ نکاح حاصل ہوتا ہے اور ان اسباب مین سے بڑا سبب مال ہے اور اللہ نے ان اوامر مین کہ جنکے ساتھہ (پہلے) تو اپنے کے ساتھہ حکم کیا جو فتنہ سے بچاوی اور معصیت مین گرنے سے دور رکہے اور وہ نگاہ کا نیچے رکہنا ہے پہر حکم کیا نکاح کا جو دین کو بچانیوالا ہے اور حرام سے باز رکہنیوالا پہر نفس کی عفت کیواسطے بالسوا ہی شہوت کی طرف خیال کرنے سے جب نکاح کرنے سے عاجز ہو یہانتک کہ قادر ہو سے اسباب نکاح پر پہر جب اسنے نیک غلامون اور لونڈیون کے نکاح مین رغبت دلائی تو مالکون کو ایسے طریق کیطرف راہ بتایا جسکے ساتھہ مملوک منجملہ احرار کے ہوجاوین اور فرمایا وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْکِتٰبَ مِمَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مالکت ایمانکم سے غلام لونڈیان مراد ہین اور کتاب مصدر ہے باب مفاعلہ کا جیسے کاتب کہتے ہین کاتَبَ

یکاتب کتابۃ ومکاتبۃ جیسے کہا جاتا ہے قاتل یقاتل مقاتلۃ وقتالا بعض نے کہا کتاب سے یہاں وہ کتاب مراد ہے جس مین کوئی چیز لکھی جاتی ہے اور یہ اسلیے کہ جب غلام کو مکاتب کرتے تو وہ اسکے بارے مین ایک کتابت نامہ لکھ لیتے تو اسصورت مین یہ معنی ہونگے اور وہ لوگ مکاتبت کی کتاب کو طلب کرتے ہین اور کتابت شرع مین اسکو کہتے ہین کہ مرد اپنے غلام کو یہ کہدیوے کہ تو اتنے مال ادا کردینے پر مثلون کی ساتھ آزاد ہی جب غلام اس کتابت کے موافق مال ادا کردیوے تو وہ آزاد ہوجاتا ہے عبداللہ بن صبیح کہتے ہین میرا باپ حویطب بن عبدالعزیٰ کا غلام تھا تو میرے باپ نے اس سے مکاتبت طلب کی حویطب نے نہ مانا پھر یہ آیت اتری اور اسکے قول فکاتبوہم کا ظاہر یہ ہے کہ جب غلام اپنے سید سے کتابت طلب کرے تو اسپر اس غلام کو مکاتب کرنا واجب ہوجاتا ہے اس شرط کے موافق جو اللہ کے قول اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْهِمْ خَیْرًا مین مذکور ہے خیر سے بدل کتابت کی ادا کرنے پر قادر ہونا مراد ہے اگرچہ غلام کے پاس کتابت کے وقت مال موجود نہ ہو بعض نے کہا خیر سے فقط مال مراد ہے اور یہی مذہب ہے مجاہد اور حسن بصری اور عطا اور ضحاک اور طاؤس اور مقاتل کا اور یہ مروی ہے علی اور

اور ابن عباس سے خیر اکا دفاء ادا امانۃ کے ساتھ مفسر ہونا بھی مروی ہے اور اسی سے مروی ہے اگر تو جانے کہ تیرا غلام ادا کردیگا اور اسی کی کہا خیر سے حسایہ مراد ہے اور تم مسلمانون پر غلامون کا بوجھ نہ ڈالو اور گیا ہے قول اول کی طرف ابن عمر اور ابن زید اور یہ پسند کیا ہے اسکو مالک اور شافعی اور فراء اور زجاج نے کہا فراء نے اسکا معنی اگر تم کو امید ہو کہ انکے پاس ادا کرنے کی طاقت ہے اور زجاج نے کہا فہیم کے لفظ سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ خیر سے کسب اور وفاء اور ادا امانت مراد ہے اور کہا نخعی نے خیر سے دین اور امانت مراد ہے اور اسی کی مثل مروی ہے حسن سے اور کہا عبیدہ سلمانی نے خیر سے نماز کا قائم کرنا مراد ہے طحاوی نے کہا اور اس شخص کا قول جو کہتا ہے خیر سے مال مراد ہے ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہے کیونکہ غلام تو خود مولی کا مال ہوتا ہے تو پھر کیسے غلام کا مال غلام کا مال ہوگا کہا طحاوی نے اور ہمارے نزدیک اسکے معنے یہ ہین اگر تم جانو ان مین دین اور سچائی ابو عمر بن عبدالبر نے کہا جو شخص کہتا ہے خیر سے یہاں مال مراد نہین ہے وہ انکار کرتا ہے اس محاورے سے کہ بولا جاوے ان علمتم فیہم مالا کہا کرتے ہین مینے جانے اس مین بہتری اور صلاحیت اور امانت اور یہ نہین کہتے مینے جانا اس مین مال یہ اس اختلاف کا حاصل ہے جو اہل علم کے درمیان واقع ہوا ہے خیر کے لفظ مین جو آیت مین مذکور ہوا ہے جب تجھ معلوم ہوچکا تو اب معلوم ہووے کہ گئے ہین مصنف کی طرف جسکو امام کا ظاہر چاہتا ہے جو آیت مین مذکور ہے عکرمہ اور عطا اور مسروق اور عمرو

بن دینار اور ضحاک اور اہل ظاہر اور کہتے ہین واجب ہی سردار پر اپنے مملوک کا مکاتب کرنا جب مملوک سید سے کتابت طلب کرے اور اس مین خیر معلوم کرے اور جمہور علما کا یہ قول ہے کہ واجب نہین ہی اور انہون نے دلیل لی ہی عدم وجوب پر اس اجماع سے کہ اگر غلام سید سے سوال کرے کہ تو مجھکو کسی اور کے پاس بیچدے تو سید پر اُسکا غیر کے پاس بیچدینا واجب ہے اور نہ غیر کے پاس بیچنے کیواسطے اسپر زور کیا جاویگا تو یہی حال ہے کتابت کا کیونکہ کتابت مین معاوضہ ہے اور سنجیدہ پر پوشیدہ نرہے کہ یہ دلیل سست ہی اور یہ شبہ دُور کیا جانیوالا ہے اور درست قول وہی ہی جو پہلون نے کہا اور اسی کا قائل ہوا عمر بن خطاب اور ابن عباس اور اسیکو پسند کیا ابن جریر نے انس بن مالک کہتے ہین مجھ کو سیرین نے کتابت طلب کی تو مینے انکار کیا اسپر پہرہ آیا عمر بن الخطاب کے پاس تو عمر مجھ کو درون سے مارنے لگے اور فرمایا مکاتبت کر اسکو اور پڑھی یہ آیت فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا انس نے کہتے ہین تو مینے سیرین کو مکاتب کر دیا ابن کثیر نے کہا اسکی اسناد صحیح ہے شافعی کے نزدیک وہ قسطون سے کم پر کتابت جائز نہین ہے اور ابو حنیفہ نے جائز رکھی ہی ایک قسط پر بعض نے کہا امر مطلق ہے تو مبدل کتابت کا اسیوقت بھی ادا کرنا جائز ہے اور مدت کے بعد اور قسطون کے ساتھ اور بلا قسط بہر امر سبحانہ نے موالی کو مکاتبین کے ساتھ احسان کرنیکا حکم کیا اور فرمایا وَآتُوهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ تو اس آیت مین امر سبحانہ نے مالکین کو مکاتبین کی اعانت کا حکم کیا ہے مال کتابت پر دو طریق سے خواہ کچھ انکو اپنے مال مین سے دیدیوین دیا انکو انکے بدل کتابت سے کچھ معاف کردین آیت کا ظاہر یہ ہے کہ معاف کرنیکا کوئی معین مقدار نہین ہے بعض نے کہا ثلث معاف کرنا چاہیے بعض نے کہا ربع معاف کرنا چاہیے بعض نے کہا عشر معاف کرنا چاہیے اور اس امر کے ساتھ موالی کی تخصیص کی یہ وجہ ہی کہ گفتگو موالی مین ہو رہی ہے اور گفتگو کا سیاق بھی موالی کے ساتھ ہی کیونکہ وہی کتابت کے ساتھ ماموہین اور حسن بصری اور ابراہیم نخعی اور بریدہ کا یہ قول ہے کہ خطاب عام کی قول دا تو ہم مین جمیع ناس کو ہی اور زید بن اسلم نے کہا خطاب دا تو ہم مین ولاۃ کو ہے اسطرح کہ مکاتبین کو زکوۃ کے مال سے انکا حصہ دین جیسے امر نے فرمایا آیت صدقہ مین وَفِي الرِّقَابِ اور مکاتب کو اسطرح احکام معروفہ مین جب مبدل کتابت کا کچھ حصہ ادا کر دیوے کہا ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر مین کہ معاف کر دو انکو انکی مکاتبت سے اور نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر جانتا تھا اس غلام کے مکاتب کرنے کو جو صاحب پیشہ ہو اور فرماتے فُطْعِمُنِي مِنْ أَوْسَاخِ النَّاسِ تو مجھ کو لوگون کی میل کچیل کھلا دیگا ابن عباس سے مروی ہے آیت کی تفسیر مین کہ اللہ تعالی نے حکم کیا ہے مومنون کو غلامون کو آزاد کرنیکا اور علی بن ابی طالب سے اس آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ اسنے حکم کیا ہے سید کو یہ کہ مکاتب کو اسکے کتابت کے مال

سے آٹھوان حصہ معاف کردیے اور یہ امر کیطرف سے تعلیم ہے یہ حکم کچہ فرض نہین ہے ولکن اس مین اجر ہے کما صاحب جمل نے اس آیت مین وجوب کے واسطے ہے اور بزیدہ ذکر کیا آیت کی تفسیر مین کہ امر نے لوگون کو رغبت دی ہے غلام پر کچہ خیرات کرنے کی پہر جب امر سبحانہ نے موالی کو ممالیک کے ساتہ احسان کرنے اور ان مین سے نیکون کے نکاح کرونیکا حکم کیا تو مسلمانون کو منع کیا جاہلیت والون کی اسلام سے جو لونڈیون کو زور دیتے زنا پر اور فرمایا کما تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ فتیات سے اماء مین (لونڈیان) مراد مین اگرچہ فتے اور فتاۃ کا اطلاق دوسری جگہون مین احرار پر ہوتا ہے اور فتی جوان کو اور فتاۃ جوانہ کو بہی کہتے ہین اور بغاء سے زنا اور مخبر مراد ہے تو بغاء کا لفظ لونڈی کے زنا کے ساتہ خاص ہے تو نہ کہا جاویگا مرد کے لیے جب وہ زنا کرے اَنَّهُ بَغِيٌّ قَالَهُ الْأَزْهَرِيُّ اور بغی کہتے ہین قینہ کو اگرچہ وہ زنا سے بچی ہوئے ہو کیونکہ اصل مین تو فجور اسکے واسطے ثابت ہے قَالَهُ الْجَوْهَرِيُّ اور اللہ تعالی نے اس نہی کو مشروط کیا ہے اپنے قول ان اردن تحصنا کے ساتہ کیونکہ اکراہ کا اسیوقت تصور آتا ہے جب وہ بچنے کا خیال کرین کیونکہ جو عورت تحصن کا ارادہ نہ کرے اسکو مکرہ علی الزنا کہنا جائز نہین ہے اور تحصن سے اسجگہ تعفف اور تزوج مراد ہے بعض نے کہا یہ متیامی کیطرف راجع ہے کما زجاج اور حسن بن فضل نے کہ کلام مین تقدیم اور تاخیر ہے اور تقدیر عبارت کی یون ہو وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا بعض نے کہا یہ قید زائد ہے اور بعض نے کہا یہ قید باعتبار اس امر کے ہے جسپر وہ ہے کیونکہ وہ لونڈیون کو زور دیتے زنا پر اور وہ زنا سے بچنا چاہتین اور یہ مراد نہین ہے کہ جب لونڈیان زنا سے بچنا چاہین تو انکو زنا پر زور نہ دینا چاہیے اور جب بچنا نہ چاہین تو زور دینا چاہیے بعض نے کہا یہ قید تغلیب کے طریق پر واقع ہوئی ہے کیونکہ غالبًا اکراہ نہین ہوتا مگر اسیوقت جب لونڈی تحصن کا ارادہ کرے تو اس سے لازم نہ آویگا اکراہ کا جواز تحصن کے عدم ارادہ کے وقت اور ان وجوہ مین سے یہ وجہ بہت زبردست اور زور آور ہے کیونکہ لونڈی کا ارادہ کبہی نہ حلال کا ہوتا ہے اور نہ حرام کا جیسے وہ عورت جسکو نکاح کی رغبت نہین یا چہوٹی لڑکی تو اسکو مکرہ علی الزنا کے ساتہ وصف کرسکتے ہین باوجود اسکے عدم ارادت تحصن کے واسطے پہر یہ قول نام نہ ہوگا کہ اکراہ متصور نہین ہے مگر تحصن کے ارادہ کے وقت مگر یہ کہ کما جاوے تحصن سے بیان صرف تعفف مراد ہے اور یہ کہ جو عورت زواج (نکاح) کا ارادہ کرے اسپر یہ صادق نہین آتا کہ وہ تحصن کا ارادہ کرتی ہے اور یہ بعید ہے پہر تحقیق کہا حمزہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ تحصن سے تعفف اور تزوج مراد ہے اور اسکی متابعت کی اسپر اسکے غیر نے جابر بن عبداللہ

کہتے ہین کہ عبداللہ بن ابی کی سیکڑہ ایک لونڈی تہی وہ اسکو کہتا جا اور زنا کر کہکو کچہ لادی اور وہ مجبور تہی تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری اخرجہ مسلم وسعید بن منصور وابن ابی شیبۃ وغیرہم اور مسلم نے اپنی صحیح مین جابر سے ذکر کیا کہ عبداللہ بن ابی کی ایک سیکڑہ نام لونڈی تہی اور ایک اسیمہ نام وہ دونو کو زنا پر مجبور کرتا ان دونو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آکر شکایت کی تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری اور بزار وغیرہ نے انس سے جابر کی پہلی حدیث کیطرح نکالا اور علی بن ابیطالب سے مروی ہے کہ اہل جاہلیت اپنی لونڈیون کو مجبور کرتے (زنا پر) تو وہ منع کیے گئے اس امر سے اسلام مین ابن عباس کہتے ہین اہل جاہلیت زور دیتے لونڈیون پر زنا کے واسطے انکی خرچی لینے کے لیے تب یہ آیت اتری اور منع کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زانیہ کی خرچی لینے سے اور بہنی لگانیوالے کی کمائی سے اور بجومی کی مٹہائی سے پہر اللہ سبحانہ نے اس نہی کی علت بیان کی اپنے قول لِتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے ساتہ اور عرض حیوۃ دنیا سے مراد یہان وہ چیز ہے جسکو لونڈی اپنے فرج کے ذریعہ سے حاصل کرے اور یہ علت تغلیب کے طور پر واقع ہوئی ہے اور معنی یہ ہین کہ یہی غرض ہے جو غالبًا انکو لونڈیون کے زنا کے لیے مجبور کرنے پر ابہارتی ہے کیونکہ آدمی کا لونڈی کو زنا پر مجبور کرنا اس مین اصلا کچہ فائدہ نہین ہے ایسا کام عقل والون سے وقوع مین نہین آتا تو اس تعلیل سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ سیدہ کو لونڈی پر زور دینا زنا کے واسطے جائز ہے جب دنیا کی زندگانی کے فائدہ کا طالب ہو بعض نے کہا یہ اکراہ کی تعلیل اس اعتبار سے ہے کہ انکی عادت یہی تہی اور یہ غرض نہین ہے کہ یہ لونڈیون کے اکراہ کی نہی کا مدار ہے اور یہ معنی اول کے موافق ہے یعنے اول کے مخالف نہین ہے اور اکراہ کا عذاب اکراہ کرنیوالون پر ہی ٹوٹتا ہے نہ ان لونڈیون کیطرف جنپر زور کیا جاتا ہے جیسا کہ عبداللہ بن مسعود کی قرات دلیل ہے اور وہ یہ ہے فان اللہ من بعد اکراہہن غفور رحیم لہن بعض نے کہا اور اس تقدیر مین بعد ہے کیونکہ جبر عورت پر جبر ہوتا ہے وہ تو گنہگار ہی نہین ہوتی تو اسکی معافی کے کیا معنے) اور اسکا جواب یہ ہے کہ لونڈی پر اگرچہ جبر ہوتا ہے ولکن بسا اوقات تضاعیف زنا مین وہ مطاوعت کی شائبہ سے خالی نہین رہ سکتی یا تو جبلۃ بشریت کے حکم کے ساتہہ و یا اسلیے کہ اکراہ بعض دفعہ اسقدر نہین ہوتا جس مین وہ بچ نہ سکے اور یا زنا کے امر سے ڈرایا ہے اور مکروہات کو ترغیب دی ہے ان پر دوررہنے مین ثابت رہنے پر اور زور دینیوالون کے ڈرانے مین تشدید فرمائی ہے یہ بیان کرکے کہ جنپر زور ہوتا ہے زنا کے لیے وہ بہی عذاب کے لیے پیش کی جا نہین اگر انکو مغفرت اور رحمت نہائی باوجود اس امر کے کہ انکا عذر ثابت ہے پہر ان لوگون کا کیا حال ہے استحقاق عذاب مین جو اپنپر زنا کے واسطے زور دیتے ہین اور بعض نے کہا معنے یہ ہین کہ غفور رحیم ہے مکرہین کے لیے یا مطلق دیا توبہ

کی شرط کے ساتھ اور حبب اللہ تعالی فارغ ہوا ان احکام کے بیان کرنے سے تو قرآن مجید کی تین صفتین بیان کین
اور فرمایا وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ
پہلی صفت یہ ہے کہ قرآن مجید اپنی ذات مین کہلی نشانی ہے کیونکہ پہلی کتابین اور سیدہی عقلین اسکو سمجھ سکتی
ہین یا بینات سے موضحات اور مبینات مراد ہین پھر ان مین وہ آیتین بھی داخل ہونگی جو اس سورت مین مذکور ہین
بطریق اولی اور قرآن مجید کی دوسری صفت یہ ہے کہ یہ کتاب ان لوگون کا دستور ہے جو پہلے ہو چکے ہین یعنے
یہ ایک عجیب کتاب ہے جس مین پہلے لوگون کے عجیب قصے مذکور ہین اور انکی مثالین جو کتب سابقہ مین مذکور ہین پھر
عائشہ کے قصے سے تعجب کرنا ویسا ہی جیسے یوسف اور مریم علیہما السلام کے قصے سے کوئی تعجب کرے اور عائشہ
کو بھی ایسے ہی تہمت لگی جیسے یوسف اور مریم علیہما السلام کو تہمت لگی اور اسکی تہمت بھی ویسی ہی ہے باطل
ہے جیسے یوسف اور مریم علیہما السلام کی تہمت باطل تھی اور عائشہ اس تہمت سے بھی ویسے ہی بری ہے جیسے
وہ دونون بری تھے اللہ کا ان سب پر سلام اور قرآن مجید کی تیسری صفت یہ ہے کہ یہ پند ہے اور عبرت ہر جبر
پرہیزگار نصیحت لین خاصکر کے کیونکہ اللہ تعالی نے انکے غیر کے دلون پر تو مہر کر دی ہے اور انکی آنکھون پر پردہ
ڈال دیا ہے پھر وہ پہلے لوگون کے قصون اور انکی اخبار سے وعظ اور عبرت نہین لیتے اور اسکو نہین سمجھتے جس پر
یہ کہلی آیتین شامل ہین پھر اللہ تعالے نے قرآن مجید کی وصف کے پیچھے اپنا غایت کمال اور نہایت جمال مین
ہونا بیان کیا اور فرمایا اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ
فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا
غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ
اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اللہ روشنی ہے تمانون کی اور زمین کی کہاوت اسکی روشنی
کی جیسے ایک طاق اسمین ایک چراغ چراغ دھرا ایک شیشہ مین شیشہ جیسے ایک تارا ہے چمکتا تیل جلتا ہے اسمیں
ایک درخت برکت کا سے وہ زیتون ہے نہ سورج نکلنے کیطرف نہ ڈوبنے کیطرف لگتا ہے اسکا تیل کہ سلگ
اٹھے ابھی نہ لگی ہو اسکو آگ روشنی پر روشنی اللہ راہ دیتا ہے اپنی روشنی کی جسکو چاہے اور بتاتا ہے اللہ
کہاوتین لوگون کو اور اللہ سب چیز جانتا ہے ف یعنے اللہ سے رونق اور بستی ہے زمین اور آسمان کی اسکی
مدد نہ ہو تو سب ویران ہو جاوین اور اللہ کی روشنی کی کہاوت ابن عباسؓ نے کہا یہ مومن کے دل مین روشنی
ہے کسنے پر دون مین سو ایک تبر روشنی رکھتا ہے جسے اندر تارا سا ہے اور زیتون نہ مشرق کا نہ غرب

کا بیٹے باغ کے بیچ کا نہ صبح کی دھوپ کہا دی نہ شام کی خوب سہرا اور جلتا رہی پیمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے اسنے وہ ملک عرب مین پیدا ہوئی نہ مشرق مین نہ مغرب مین اسکا تیل بے آگ سلگنے کو طیار ہے یعنے مومن کے دل مین بے ریاضت انکی صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن بندون مین کامل لوگ بندگی کرتے ہین صبح اور شام وہان نگار ہے ف تفسیر ابن کثیر مین ہے علی بن ابی طلحہ نے روایت کیا ابن عباسؓ سے اللہ نور السموت والارض کی تفسیر مین کہ نور سے ہادی مراد ہے یعنے وہ ہادی ہے آسمانون اور زمین کا کہا ابن جریج نے کہا مجاہد اور ابن عباس نے اللہ کے قول اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تفسیر مین کہ تدبیر کے ساتھ چلاتا ہے آسمان و زمین مین انکے نجوم اور آفتاب اور ماہتاب انس بن مالک کہتے ہین اللہ فرماتا ہے میرا نور ہدایت ہے رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ اور پسند کیا اسقول کو ابن جریر نے ابو العالیہ نے ابی بن کعب سے اللہ کے قول اللہ نور السموت والارض مثل نورہ کی تفسیر مین روایت کیا کہ یہ اس مومن کی کہاوت ہے جسکے دل مین اللہ نے ایمان اور قرآن کو رکھا ہے اس آیت مین اللہ نے ایسے ایمان والے کی مثال بیان فرمائی ہے اور فرمایا ہے اللہ روشنی ہے آسمان و زمین کی اس مین اللہ نے اپنے نفس کی روشنی سے شروع کیا پھر مومن کی روشنی کا بیان کیا اور فرمایا مَثَلُ نُوْرِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ یعنے اس شخص کی روشنی کی مثال جو اللہ کے ساتھ ایمان لایا ابو العالیہ کہتے ہین پھر ابی بن کعب اس آیت کو اسطرح پڑھتے مَثَلُ نُوْرِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ تو یہ مومن کی مثال ہے جسکے سینے مین اللہ تعالیٰ نے ایمان اور قرآن کو رکھا ہے رَوَاهُ اَبُوْ جَعْفَرِ الرَّازِيُّ اور اسیطرح اسکو روایت کیا سعید بن جبیر اور قیس بن سعد نے ابن عباس سے کہ ابن عباس بھی اس آیت کو اسی طرح پڑھتے مَثَلُ نُوْرِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ اور بعض نے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کو اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پڑھا ہے اور کہا سدی نے اللہ کے قول اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تفسیر مین کہ اسکی روشنی کے ساتھ چمکتے ہین آسمان اور زمین محمد بن اسحاق نے اپنی سیرت مین روایت کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا تھا اپنی دعا مین جسمین آپ کو طائف والون نے تکلیف دی اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمٰتُ وَصَلَحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَنْ يَّحِلَّ بِيْ غَضَبُكَ اَوْ يَنْزِلَ بِيْ سَخَطُكَ لَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ یعنے مین پناہ مانگتا ہون تیرے مونہ کی روشنی کے ساتھ جسکے ساتھ اندھیری چمکتی ہین اور درست ہوجاتا ہے اسکے ساتھ دنیا اور آخرت کا کام یہ کہ اترے مجھ پر تیرا غضب یا نازل ہو وے مجھ پر تیرا عصہ تجھی کو راضی کرنا چاہیے یہانتک کہ تو راضی ہوجاوے اور گناہون سے

پہنچنے کی طاقت نہیں اور نیکیوں کی توفیق نہیں مگر اسکی مدد کے ساتھ ابن عباس کہتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حیرت کو (تعجب کے لیے) انتہی تو فرماتے اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیُّوْمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ یعنے الٰہی تیرے ہی واسطے تعریف ہے اور تجھی کو سزا ہنا چاہیے تو روشنی ہے آسمان و زمین کی اور انکی جو آسمان و زمین میں ہیں اور تیری ہی واسطے تعریف ہے اور تھامنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا اور ان لوگوں کا جو آسمان میں ہیں آخر حدیث تک واہ اشبحان ابن مسعود کہتے ہیں اِنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ عِنْدَہٗ لَیْلٌ وَّلَا نَھَارٌ نُوْرُ الْعَرْشِ مِنْ نُّوْرِ وَجْھِہٖ یعنے البتہ تمہارے مالک کے پاس نہ رات ہے اور نہ دن ہے عرش چمکتا ہے اسکے مونہ مبارک کی چمک سے اور شمل نورہ کی ضمیر میں دو قول ہیں ایک یہ کہ ضمیر اللہ عزوجل کیطرف لوٹتی ہے اور معنی یہ ہیں مَثَلُ ھُدَاہُ فِیْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ یعنے اللہ کی ہدایت کی مثال مومن کے دل میں جیسے ایک طاق قالہ ابن عباس دوسرے یہ کہ ضمیر عاید ہے مومن کیطرف اور اسکی دلیل کلام کا سیاق ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے مَثَلُ نُوْرِ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ یعنے مسلمان کے نور کی مثال اسکے دل میں جیسے ایک طاق قالہ نے مومن کے دل اور اس ہدایت کو جسپر وہ مخلوق و مفطور ہوا ہے اور اس چیز کو جسکو وہ قرآن مجید سے اخذ کرتا ہے اور وہ اس ہدایت کے موافق ہے جسپر وہ مفطور ہوا ہے ان سب چیزوں کو اللہ نے انکی صفائی میں لطیف بلور کی قندیل کے ساتھ مشابہت دی ہے اور قرآن کے وہ احکام اور شرع جس سے مدد لیتا ہے انکو عمدہ اور صاف اور معتدل تیل کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس میں کسیطرح کی کدورت نہیں ہے کہا ابن عباس اور مجاہد اور محمد بن کعب اور غیر واحد نے مشکوۃ سے وہ موضع فتیلہ مراد ہے قندیل سے نبی سمجھے مشہور ہیں ولہذا اسکے بعد فرمایا فِیْھَا مِصْبَاحٌ اور مصباح وہ چیز ہے جو چمکتی ہے اور عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ کی تفسیر میں کہ یہود نے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے کیونکر ہو پہنچتا ہے اللہ کا نور آسمان کو ورے تو اللہ نے اپنے نور کی مثال بیان فرمائی اور فرمایا اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ اور مشکوۃ اُس روشندان کو کہتے ہیں جو گھر کی دیوار میں کہا جاتا ہے اور یہ ایک مثال ہے جسکو اللہ نے اپنی طاعت کیواسطے بیان فرمایا تو اللہ نے اپنی طاعت کا نام نور کہا پھر اسکے انواع مختلف بیان کیے اور ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا کہ مشکوۃ وہ روزن ہے حبشہ کی لغت میں اور زیادہ کیا بعض نے کہ مشکوۃ وہ طاقچہ ہے جو دیوار سے پار نہ ہو اور مجاہد نے کہا مشکوۃ وہ لوہے کے حلقے ہیں جنکے ساتھ قندیلوں کو لٹکاتے

جاتا ہے اور پہلا قول اولیٰ ہے اور وہ یہ ہے مشکوٰۃ کے موضع فیہ مراد ہے قندیل سے ولہذا فرمایا فیہا مصباح اور مصباح وہ چیز ہے جو چمکتی ہے ابی بن کعب نے کہا مصباح وہ چمک ہے اور وہ قرآن اور ایمان ہے جو مسلمان کے دل میں ہے اور کہا سدی نے مصباح سے چراغ مراد ہے اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ یعنے وہ چراغ صاف شیشے میں چمک رہا ہے ابی بن کعب اور غیر واحد نے کہا یہ مومن کے دل کی مثال ہے دُرِّیٌّ کو بعض نے دال مہملہ کے ضم کے ساتھ پڑھا ہے بلا ہمزہ مشتق درء سے یعنی گویا وہ ستارہ ہے موتی کا اور دوسروں نے دال کی کسر اور ضم کے ساتھ پڑھا ہے ہمزہ کے ساتھ مشتق درس اور درء کہتے ہیں دفع اور چلانے کو اور یہ اسواسطے کہ تارے کو جب چلایا جاتا ہے تو سب تاروں سے زیادہ چمکتا ہے اور عرب اس تارے کو جو معروف نہ ہو درّاری کہتے ہیں ابی بن کعب نے کہا کوکب مضیء یعنے جیسے چمکدار تارہ اور قتادہ نے کہا مضیء بہین ضمہ یعنے تارہ چمکدار کھلا ہوا من شجرۃ سے مراد یُوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ مراد ہے یعنے جلتا ہے اس میں تیل ایک برکت والے درخت کا زیتونہ بدل ہے یا عطف بیان ہے لَا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یعنے زیتون نہ شرق کا نہ غرب کا یعنے باغ کے بیچ کا یہ صبح کی دھوپ کہاں وہ نہ شام کی تو ایسے درخت کا تیل صاف معتدل چمکدار نکلتا ہے ابن عباس نے اور کے قول زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ کی تفسیر میں روایت کیا کہ یہ درخت ہے جو کبھی آفتاب کے سایہ آوے اسپر کسی بڑی درخت کا اور نہ پہاڑ کا اور نہ غار کا اور نہ میں چھپا تا اسکو کوئی چیز تو ایسے درخت کا تیل بہت عمدہ ہوتا ہے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عمران بن جریر نے عکرمہ سے کریمہ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ کی تفسیر میں روایت کیا کہ یہ وہ زیتون کا درخت ہے جو صحرا میں ہے اور اسکا تیل بہت صاف نکلتا ہے رَوَاہُ یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ الْقَطَّانُ حبیب بن زبیر کہتے ہیں ایک مرد نے عکرمہ سے کریمہ زیتونۃ لا شرقیہ ولا غربیہ کی تفسیر پوچھی تو اونہوں نے کہا یہ وہ زیتون ہے جو ایک میٹر میدان میں ہوتا ہے جب سورج نکلتا ہے تو اسپر نکلتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو اسپر ڈوبتا ہے تو ایسے درخت کا تیل بہت صاف ہوتا ہے اور مجاہد نے کہا اسکی تفسیر میں کہ وہ ایسا زیتون نہیں کہ نہ پہنچے اسکو دھوپ جب آفتاب نکلے اور نہ ایسا ہے کہ نہ پہنچے دھوپ جب آفتاب ڈوبے بلکہ یہ ایسا درخت ہے کہ جب آفتاب نکلا تو بھی اسکو دھوپ لگے اور جب ڈوبے تب بھی لگے اور کہا سعید بن جبیر نے امیہ کے قول لا شرقیۃ ولا غربیۃ کی تفسیر میں کہ ایسے درخت کا تیل بہت عمدہ ہوتا ہے جسکو صبح شام دھوپ لگے جب سورج نکلے تو اسپر نکلے اور جب ڈوبے تو اسپر ڈوبے ایسے درخت کو نہ مشرق کا درخت کہتے ہیں اور نہ مغرب کا اور سدی نے کہا اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں ہے وہ مشرق کیطرف کہ نہ لگے اسکو

دھوپ جب سورج ڈوبے اور نہیں ہے مغرب کی طرف کہ نکلے اسکو دھوپ جب آفتاب نکلے ولکن وہ پہاڑ کے ایک
کنارہ پر ہے یا صحرا میں ہے لگتی ہے اسکو دھوپ سارا دن اور بعض نے کہا مراد ابن عباس کے قول زیتونۃ لا شرقیۃ ولا
غربیۃ یہی ہے کہ وہ زیتون باغ کے پورب کیطرف نہیں ہے کہ اسکو صبح کی دھوپ لگے اور نہ پچھم کیطرف ہے کہ اسکو
شام کی دھوپ لگے بلکہ وہ باغ کے بیچ میں ہے ابو العالیہ نے ابی بن کعب سے اللہ تعالیٰ کے قول زَيْتُونَةٍ لَّا
شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ کی تفسیر میں روایت کیا کہ وہ غرب ہرا ہے نہیں لگتی اسکو دھوپ کسی وقت صبح کے
وقت جب آفتاب نکلتا ہے اور نہ شام کیوقت جب آفتاب ڈوبتا ہے کہا ابی نے تو یہی حال ہے مومن کا کبھی
فتنوں میں پھنچ جاتا ہے اور کبھی فتنوں میں پڑ جاتا ہے تو اسکو ثابت رکھتا ہے اللہ ان فتنوں میں تو مومن کی چار
حالتیں ہیں اگر کہتا ہے تو سچ بولتا ہے اور اگر فیصلہ کرتا ہے تو انصاف کرتا ہے اور اگر آزمایا جاتا ہے تو صبر
کرتا ہے سہارتا ہے اور اگر اسکو دیا جاتا ہے تو قدر کرتا ہے شکر کرتا ہے تو مومن ہر وقت زندہ آدمی کیطرح
ہے جو مردوں کی قبروں میں چلتا ہے رواہ ابو جعفر الرازی سعید بن جبیر کہتے ہیں یہ درخت جسکو اللہ نے
بیان فرمایا ہے اپنے قول زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ میں یہ وہ زیتون کا درخت ہے جو اور درختوں
کے درمیان ہوتا ہے نہ اسکو دھوپ لگتی ہے صبح کے وقت اور نہ شام کے وقت رواہ ابن ابی حاتم عطیہ
عوفی کہتے ہیں یہ زیتون ہے اور درختوں کے گچھا بیچ میں اسکے پہلوں کا سایہ نظر آتا ہے اسکی پتیاں
میں ایسے درخت پر نہ سورج نکلتا ہے اور نہ ڈوبتا ہے اور سعید بن جبیر نے ابن عباس سے روایت کیا اللہ تعالیٰ
کے قول زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ کی تفسیر میں لَيْسَ فِيهَا شَرْقٌ وَلَيْسَ فِيهَا غَرْبٌ وَلٰكِنَّهَا
شَرْقِيَّةٌ وَّغَرْبِيَّةٌ یعنے وہ زیتون نہ ایسے مقام میں ہے جہاں پہلے پہر دھوپ ہوتی ہے اور نہ ایسے محل
میں ہے جہاں پچھلے پہر دھوپ ہوتی ہے ولکن وہ ایسے مکان میں ہے جہاں دونو وقت دھوپ لگے اور محمد
بن کعب قرظی نے کہا لا شرقیہ ولا غربیہ یعنے قبلیہ کا زیتون مراد ہے اور زید بن اسلم نے کہا اس سے شام کی
زمین کا زیتون مراد ہے اور کہا حسن بصری نے اگر یہ درخت زمین میں ہوتا تو خواہ مخواہ مشرقی ہوتا یا مغربی
ہوتا ولکن یہ ایک مثال ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اپنے نور کی مثال کے لیے اور ضحاک نے ابن
عباس سے روایت کیا کہ شجرہ مبارکہ سے رجل صالح مراد ہے اور لا شرقیۃ ولا غربیۃ سے یہ مراد ہے کہ وہ رجل
صالح نہ یہودی ہے اور نہ نصرانی اور ان سب اقوال میں سے عمدہ اور بہتر اور راجح قول وہ پہلا قول ہے کہ
وہ زیتون ایک ایسے درخت میں ہے جو صحرا میں ہے جسپر سارا دن دھوپ لگتی ہے اور ایسے درخت کا

صاف اور لطیف ہوتا ہے جیسے غیر واحد کا قول اسکے موافق ہے لہذا فرمایا یَکَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ
کہا عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہ اس جملہ میں اس تیل کی صفائی اور لطافت کا بیان ہے کہ وہ تیل ایسا لطیف
اور صاف ہے کہ بے سلگائے سلگتا ہے عوفی نے ابن عباس سے روایت کیا کہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ سے بندے کا ایمان اور اس
کا عمل مراد ہے اور مجاہد اور سدی نے کہا نور علی نور سے آگ کی چمک اور تیل کا نور مراد ہے اور ابی بن کعب نے
نور علی نور کی تفسیر میں کہا کہ مومن پلٹتا ہے پانچ نوروں میں تو اسکی کلام نور ہے اور اسکا عمل نور ہے اور اسکا
مخرج نور ہے اور قیامت کے دن وہ نور (جنت) کی طرف لوٹیگا شمر بن عطیہ کہتے ہیں ابن عباس کعب احبار
کے پاس آیا اور بولا اللہ جو فرماتا ہے یَکَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ تو اسکے کیا معنے ہیں کعب
احبار بولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہیں کہ لوگوں کے لیے بیان کریں اگرچہ نہ کہیں کہ میں نبی ہوں جیسے یہ
تیل چمکنے کے قریب ہے (اگرچہ نہ سلگا یا جاوے) اور کما سدی نے اللہ کے قول نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ کی تفسیر میں اس
سے آگ کی چمک اور زیتون کی چمک مراد ہے کہ جب یہ دونو اکٹھا ہوجاتے ہیں تو ایک دوسرے کے ساتھ چمک
اٹھتا ہے یا یہ معنی کہ کوئی ان میں سے دوسرے کے بغیر نہیں چمکتا اسیطرح قرآن کا نور اور ایمان کا نور جب یہ دونو
اکٹھا ہوجاتے ہیں تو پھر یہ دو نور جدا نہیں ہوتے اور ایک بغیر دوسرے کے نہیں رہ سکتا اور یہ جو فرمایا راہ دیتا ہے
اپنی روشنی کیطرف جسکو چاہتا ہے یعنی اپنی ہدایت کی طرف جسکو پسند کرتا ہے ارشاد کرتا ہے عبداللہ بن عمر
رفعا سمعا کہتے ہیں اللہ تعالی نے پیدا کیا مخلوق کو اندھیرے میں پھر انپر کچھ اپنا نور ڈالا پھر جس شخص کو اسکا
کچھ نور پہونچگیا اسکو اسنے ہدایت پائی اور جس شخص کو اللہ کا نور اسکو نہ پہونچا وہ بہک گیا حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں اسیواسطے کہتا ہوں جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰی عِلْمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ یعنے قلم اللہ کے علم
کے موافق لکھکر خشک ہوگئی رواہ الامام احمد عبداللہ بن عمرو بن عاص کے دوسرے لفظ یہ ہیں کہ میں نے
سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ خَلْقَهٗ فِیْ ظُلْمَةٍ فَاَلْقٰی عَلَیْهِمْ نُوْرًا مِّنْ
نُّوْرِهٖ فَمَنْ اَصَابَهٗ مِنْ ذٰلِكَ النُّوْرِ اهْتَدٰی وَمَنْ اَخْطَاَهٗ ضَلَّ یعنے بے شک بھای اللہ نے مخلوق کو اندھیرے
میں پھر ان پر اپنے نور میں سے کچھ نور ڈالا پھر جسکو اس نور میں سے کچھ پہونچا اس نے راہ پائی اور جسکو وہ نور نہ پہونچا
وہ بہک گیا رواہ البزار حافظ ابن کثیر کہتے ہیں جب اللہ تعالی نے مومن کی ہدایت کی مثال بیان فرمائی
تو آیت کو ختم کیا اور یضرب اللہ الامثال للناس اللہ بکل شیء علیم پر یعنے وہ جانتا ہے اہل ہدایت کو
ان لوگوں میں جو اضلال کے مستحق ہیں ابو سعید خدری کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

چار قسم ہین ایک مجرد ہے اس مین چراغ کیطرح ایک نور چمک رہا ہے اور ایک مغلف دل ہے وہ بند ہے اپنی غلاف پر اور ایک منکوس دل ہے اور ایک مصفح دل ہے رہا قلب مجرد تو وہ مومن کا دل ہے اس مین جو چراغ کی طرح ہے وہ اس کا نور ہے اور رہا اغلف دل تو وہ کافر کا دل ہے اور رہا منکوس دل تو وہ اس منافق کا دل ہے جس نے پہچان کر انکار کیا اور رہا مصفح دل تو وہ دل ہے جس مین ایمان اور نفاق الٹ پلٹ ہوتے ہی مین ایمان دل مین اسطرح ہے جیسے ترکاری جسکو عمدہ پانی بڑہاتا ہے اور نفاق دل مین زخم کیطرح ہے جسکو خون اور پیپ بڑہاتے ہین پہر ان مین سے جسکی زیادہ مدد ہوئی وہ غالب ہوجاتا ہے (رواہ احمد الامام احمد) کہا حافظ ابن کثیر نے اس حدیث کا اسناد پختہ ہے اور اصحاب ستہ نے اسکو نہین نکالا انتہی ملخصاً تفسیر ابن کثیر فتح کا لفظ یہ ہے کہ نور اصل مین ایک کیفیت ہے جسکا قوت باصرہ اور اک کرتی ہے پہر اسکے واسطے کے ساتھ سائر مبصرات کا اور اک کرتی ہے اور یہ اس کیفیت کیطرح ہے جسکو اجرام کثیفہ نیرین (آفتاب و ماہتاب) سے اور اک کرتے ہین جو آفتاب و ماہتاب کے مقابل ہوتے ہین اور ان معنی کر نیسے نور کا اللہ تعالی پر اطلاق صحیح نہین ہے مگر مضاف کو محذوف مانکر اے ذو نور السموت والارض جیسے کہتے ہین زید عدل اے ذو عدل یا اللہ تعالی کی وصف مین مبالغہ مراد ہو اسطرح کہ وہ بسبب اپنے کمال جلال اور ظہور عدل اور فراخ حکمون کے نور ہے جیسے کہتے ہین فلان مرد تو شہر کا نور ہے اور فلان زمانے کا ماہتاب ہے نور وہ عرض ہے کہ آفتاب ہے اور نور کے معنے لغت مین ضیاء کے ہین اور یہی ہے جو روشنی کو کہتا ہے اور ابصار کو اس چیز کی حقیقت دکہاتا ہے جسکو وہ دیکہتے ہین تو جائز ہے نور کا اطلاق اللہ تعالی پر مدح کے طور پر اور اسلیے کہ اسی نے اشیا منورہ اور انکی نور کو پیدا کیا ہے اور زید بن علی اور ابو جعفر اور عبد العزیز کی کی قرات اسکی مؤید ہے انہون نور کو بصیغہ ماضی باب تفعیل پڑہا ہے اور اسکا فاعل ضمیر ہے جو عائد ہے اللہ سبحانہ کی طرف اور سموت و الارض اسکے مفعول ہین تو معنے یہ ہونگے کہ اللہ سبحانہ نے انکو آسمان اور زمین کے اہل کے احوال کی استقامت اور ان لوگون کی تدبیر کے لیے انکو روشن کر دیا اور یہ اللہ کا قول ویسا ہی ہے جیسے کہتے ہین اَللّٰهُ نُوْرُ الْبَلَدِ اور یہی قول ہے حسن اور مجاہد اور ازہری اور ضحاک اور کعب قرظی اور ابن عزفہ اور ابن جریر وغیرہم کا اور کہا ہشام جوالیقی اور مجسمہ کے ایک جماعت نے کہ اللہ سبحانہ ایک نور ہے نہ جیسے انوار اور جسم ہے نہ جیسے اجسام اور کہا ابن عباس اور ابن زید نے آیت کی تفسیر مین اَللّٰهُ هَادِي السَّمٰوٰتِ فَالْاَرْضِ تو آسمان اور زمین والے اسی کے نور کے ساتھ حق کی طرف راہ پاتے ہین اور اسیکی ہدایت کے ساتھ حیرت ضلالت سے رہا ہوتے ہین

بعض نے کہا اسنے روشن کیا آسمان کو نرشتون کے ساتھ اور زمین کو انبیا کے ساتھ بعض نے کہا اسنے زین کیا آسمان
و زمین کو تو آسمان کو زین کیا آفتاب و ماہتاب و نجوم کے ساتھ اور زمین کو انبیا و علما و مومنین کے ساتھ اور بعضر
نے کہا زین کیا زمین کو نبات اور اشجار کے ساتھ بعض نے کہا سب نور اسی کے ہین اور کبھی نور کا لفظ مدح کے
طریق پر مذکور ہوتا ہے جیسے کہا شاعر نے اِذَا سَارَ عَبْدُ اللّٰهِ مِنْ مَرْوَ لَيْلَةً فَقَدْ سَارَ عَنْهَا نُوْرُهَا وَ
جَمَالُهَا + اور کہا ابن عباس نے تدبیر سے چلاتا ہے ان مین انکے نجوم اور آفتاب و ماہتاب مَثَلُ نُوْرِهٖ مبتدا
ہے اور کمشکوۃ اسکی خبر ہے یعنے اسکے نور کی صفت جو اسسے فائض ہے اشیا پر طاقچہ کیطرح ہے اور یہ جملہ
پہلے جملہ کی تفسیر ہے تو اس جملہ کا کوئی محل نہین ہے اور کمشکوۃ مین مثل کا لفظ محذوف ہے اور مشکوۃ وہ طاقچہ ہے
جو دیوار مین بلا منفذ ہو اسیطرح واحدی نے اسکو حکایت کیا جمیع مفسرین سے اور اسکو حکایت کیا قرطبی نے جمہور
مفسرین سے بعض نے کہا یہ لفظ حبش کی لغت کا ہے بعض نے کہا عربی لفظ ہے اور واو کے ساتھ لکھا جاتا ہے
صلوۃ اور زکوۃ کر رسم کیطرح اور اصل مین مشکوۃ اس برتن کو کہتے ہین جس مین کوئی چیز رکھی جاتی ہے بعض نے کہا
مشکوۃ قندیل کے عمود کو کہتے ہین جس مین بتی کو رکھتے ہین بعض نے کہا وہ انبوبہ ہے قندیل کے وسط مین
بعض نے کہا مشکوۃ سے وہ لوہے یا فلعی کا برتن مراد ہے جس مین تیل ڈالتے ہین بعض نے کہا اس سے وہ عمود
مراد ہے جسکے سر پر چراغ رکھا جاتا ہے بعض نے کہا وہ حلقہ مراد ہے جس مین قندیل کو لٹکایا جاتا ہے مجاہد
نے کہا مشکوۃ سے قندیل مراد ہے اور پہلے معنے ارجح ہین اور مشکوۃ کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ وہ اکٹھا کر لیتا ہے اس روشنی
کو جو اس طاقچہ مین ہوتی ہے وہ چراغ کی روشنی ہو یا کسی اور چیز کی کہا ابن عباس نے آیت کی تفسیر مین مَثَلُ
نُوْرِهٖ اَیْ هُدَاهُ فِیْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ كَمِشْكٰوةٍ یعنے اسکی ہدایت کی مثال مومن کے دل مین جیسے طاق
اور مشکوۃ سے موضع فتیلہ مراد ہے کہا علامہ ابو الطیب رحمہ نے اس اثر کی سند مین گفتگو ہے اور اُبَی بن
کعب کہتے ہین اس آیت مین اللہ تعالی نے اس مومن کی مثال بیان فرمائی ہے جسکے دل مین اسنے ایمان
اور قرآن کو رکھدیا ہے اور فرمایا ہے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پہلے اسنے اپنے نفس کا نور بیان
فرمایا پھر مومن کے نور کا بیان کیا تو مومن کا دل وہ مشکوۃ (طاق) کیطرح ہے اور ابن عباس سے مروی ہے
کہ اسکے نور کی مثال جسکو مومن دیا گیا ہے طاق کی طرح ہے اور اُبَی کی قرات مین ہے مثل نور المومن اور ایک
روایت مین ہے مثل نور من آمن بہ مشکوۃ اور ابن عباس سے بھی اسیطرح مروی ہے مَثَلُ نُوْرِ مَنْ اٰمَنَ
بِاللّٰهِ كَمِشْكٰوةٍ اور مشکوۃ وہ طاق ہے اور ابن عباس ہی سے مروی ہے کہ یہ کاتب کی غلطی ہے اسر عظیم تر ہے

اس کے کہ اسکا نور مشکوۃ کے نور کیطرح ہو بلکہ یہ مراد ہے کہ مومن کا نور مشکوۃ کے نور کیطرح ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین اللہ عزوجل کے نور کی مثال مومن کے دلمین جسکے ساتھ مومن ہدایت یاب ہوتا ہے بعض نے کہا نور سے قرآن مراد ہے بعض نے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین بعض نے کہا نور سے اللہ کی طاعت مراد ہے اللہ نے اپنی طاعت کو نور کہا اور ان انوار کو منسوب کیا اپنی نفس کیطرف تشریفاً اور تفضیلاً بعض نے کہا معنے یہ ہین اللہ کے دلیلون کی مثال جنکو وہ مومن کے دل مین ڈالتا ہے اور دلائل کو نور کہدیتے ہین قالہ القرطبی اب اس مین اختلاف ہے کہ آیا یہ تشبیہ مرکب ہے یا مفرد ہے بعض نے کہا اس مثال مین مثال کی خبر کا مقابلہ مشتمل بہ کی جزء کے ساتھ نہین ہے بلکہ جملہ کی تشبیہ جملہ کے ساتھ واقع ہوئی ہے بعض نے کہا اسکی صفت عجیبہ کی مثال ہو مومن کے دل مین اور ان علوم اور معارف کی مثال جو مومن کے دل مین ہین اس صورت مین اس کلام مین صنعت استخدام ہوگی اس لیے کہ ایک محل مین نور سے حسی نور مراد لیا اور نور کی ضمیر مین وہ نور مراد لیا جو مومن کے دل مین ہے اور وہ معنوی نور ہے مصباح کی ضمیم چراغ مراد ہے زجاجہ واحد ہے زجاج کا اور زجاجہ سے قندیل مراد ہے زجاج نے کہا جسقدر چراغ بلور مین رکھنے سے روشنی دیتا ہے اسقدر روشنی کسی چیز مین رکھنے سے نہین دیتا اور اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بلور ایک شفاف جسم ہوتا ہے جس سے نور پوری طرح نکلتا ہے پھر زجاجہ کی وصف کی اور فرمایا اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ دری منسوب ہے در کیطرف کیونکہ بلور کی صفائی اور خوبصورتی اور اسکی چمک موتی کی مشابہ ہوتی ہے ضحاک نے کہا دری سے چمکنے والا مراد ہے اور دری کو بکسر الدال ہی لوگون نے پڑہا ہے یہ کہکر کہ یہ لفظ ماخوذ ہے درایت النجوم سے جسکے معنے گرتا ہے قالہ ابو عمرو اور اسکو مضموم الدال اور مہموز بھی لوگون نے پڑہا ہے لیکن مہموز مضموم الدال کا فراء اور زجاج اور مبرد نے انکار کیا ہے ابو عبیدہ نے کہا اگر دری بضم الدال ہے تو مہموز نہین ہے کیونکہ اس لفظ کا مہموز ہو کر مضموم ہونا کلام عرب مین نہین پایا جاتا اور دراری وہ تارے ہین جو شہور مین جیسے مشتری اور زہرہ اور مریخ اور اور انکی طرح ثوابت تاری ابی بن کعب کہتے ہین دری کے معنے روشنی کرنیوالے کے ہین اور یہ مشتق ہے دروسی جسکے معنے ہین دفع کے اور اسکو دری اسلیے کہا کہ وہ اندھیرون کو دور کردیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے مصباح کی تعریف کی اور فرمایا يُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سبارکہ سے اسکا کثیر النفع والبرکۃ ہونا مراد ہے بعض نے کہا اسکا نشو ونما پانا مراد ہے اُبی نے کہا اصل سبارک کا اڑ کے لیے اخلاص ہے جو اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہین ہے اور زیتون کا درخت جسقدر نشو ونما پاتا ہے اسقدر جلدی کوئی درخت نہین بڑہتا پہولتا اور اسکی برکت مین سے یہ بات ہے کہ اسکی ٹہنیان نیچے سے اوپر تک تہلن سے بہری ہوتی ہین

اور وہ ترکاری ہے اور تیل ہے اور اسکے پتے چمڑوں کی دباغت کے کام آتے ہیں اور اسکا تیل جلتا ہے اور اس میں کوئی چیز بے سود نہیں ہے اور اس درخت کا تیل سب تیلوں سے صفا ہوتا ہے اور سب سے زیادہ چمکدار بعض نے کہا یہی پہلا درخت ہے جو طوفان کے بعد اگا اور منازل انبیا میں اگا اور اسکے واسطے ستر پیغمبروں نے برکت کی دعا کی ان میں سے ہیں حضرت ابراہیم خلیل اور محمد صلوات اللہ علیہم وسلام اور یہی وہ درخت ہے جسکے پتے نہیں جھڑتے اسید بن ثابت ابو اسید انصاری کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلوا الزیت وادھنوا بہ فانہ من شجرۃ مبارکۃ یعنے زیتون کا تیل کھاؤ اور سر پر لگاؤ کیونکہ وہ مبارک درخت کا تیل ہے اخرجہ الترمذی لاشرقیۃ ولا غربیۃ شجرہ کی صفت ہے اور داخل ہوا ہے حرف لا نفی کے افادہ کے لیے اور ان دونوں لفظوں کو مرفوع بھی پڑھا گیا ہے اسصورت میں یہ معنی ہونگے وہ مبارک درخت نہ شرقی ہے اور نہ غربی ہے اور مفسرون نے اس صفت کے معنے میں اختلاف کیا ہے تو عکرمہ اور قتادہ وغیرہما کا یہ قول ہے کہ شرقیہ تو وہ درخت ہے جسپر دھوپ لگے آفتاب نکلنے کے وقت اور جسپر سورج ڈوبے دھوپ لگے کسی پہاڑ اور پردہ کیواسطے اور غربیہ وہ درخت ہے جس کو دھوپ لگے جب سورج ڈوبے اور جب آفتاب نکلے دھوپ نہ لگے اور اس صفت کا زیتون صحرا میں ہوتا ہے یا کسی برابر زمین میں جہاں اس زیتون کو کوئی چیز نہ ڈھانکے اور نہ چھپاوے نہ سورج نکلنے کے وقت اور نہ سورج کے ڈوبنے کے وقت اور جو زیتون ایسی جگہ میں ہوتا ہے اسکا پھل اجود اور انضج ہوتا ہے اور اسکا تیل بہت عمدہ نکلتا ہے بعض نے کہا یہ معنے ہیں کہ وہ نہ زیتون باغ کے بیچ میں ہے جسکو درختوں نے گھیرا ہوا ہے نہ وہ باغ مشرق کیطرف کھلا ہوا ہے اور نہ مغرب کیطرف حکایت کیا اسقول کو ابن جریر نے ابن عباس سے ابن عطیہ کہتے ہیں یہ ابن عباس کا قول درست و صواب و صحیح نہیں ہے کیونکہ جو درخت درختوں کے درمیان ہوتا ہے اور اسکو دھوپ نہیں لگتی کسی حال میں اسکا پھل پکڑ جاتا ہے اور اسکا خام میں مشاہدہ ہو رہا ہے اور ترجیح دی ہے قول اول کو فراء اور زجاج نے اور حسن کہتے ہیں یہ درخت دنیا کے درختوں میں سے نہیں ہے اور یہ تو ایک مثال ہے جسکو اللہ تبارک و تعالے نے بیان کیا اپنے نور کے واسطے اور اگر دنیا میں یہ درخت ہوتا تو ہر پہر یا شرقی ہوتا یا غربی ہوتا کہا ثعلبی نے قرآن مجید نے بیان کر دیا ہے کہ یہ درخت دنیا کے درختوں میں سے ہے کیونکہ اللہ تعالی کا قول زیتونۃ اسکے قول شجرہ سے بدل ہے ابن زید نے کہا یہ زیتون شام کے درختوں میں سے ہے کیونکہ شام نہ مشرق میں ہے نہ مغرب میں ہے اور شام کی زمین ہی مبارک زمین ہے اور اس ملک کے درخت افضل ہیں بعض نے کہا اس سے معتدل مراد ہے جو نہ مشرق میں ہے جسکو گرمی نقصان

سہو پنچادی اور نہ مغرب مین ہے جسکو سردی ضرر دی کہا ابی نے اس درخت کی مثال اس درخت کیطرح ہے جو درختون کے گھنے بیچ مین آیا ہو اور وہ ہرا اور سبز ہو کسیوقت اسپر دھوپ آوے نہ جب آفتاب نکلے اور نہ جب ڈوبے بہی حال ہے مومن کا وہ بچگیا ہے اسے کہ اسکو فتنے پوخین پہر زیتونہ کی دوسری وصف بیان کی اور فرمایا یکاد زیتھا یضیئ ولو لم تمسسہ نار نور علی نور بعض نے کہا نور علی نور کے یعنی مین کہ اللہ نے جو مومنون کو ہدایت کی ہے یہ نور ہے ایمان کو نور پر کہا مجاہد نے پہلا نور سے آگ مراد ہے اور دوسرے نور سے زیتون مراد ہے یعنی آگ لگتی ہے تیل پر کلبی نے کہا مصباح نور ہے اور زجاجہ نور ہے سدی نے کہا ایمان کا نور اور قرآن کا نور مراد ہے بعض نے کہا اس سے نور کا تہا مراد ہے کسی معین حد کے سوا بعض نے کہا اسکی بندہ کا ایمان اور اسکا عمل مراد ہے اور یہ مومن کی مثال ہے ابن عمر کہتے ہین مشکوۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا شکم ہے اور زجاجہ آپکا دل ہے اور مصباح وہ نور ہے جو آپکے دل مین ہے اور شجرہ سے ابراہیم مراد ہین جو نہ یہودی تہے نہ نصرانی پہر پڑہی ابن عمر نے یہ آیت ما کان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما وما کان من المشرکین سعید بن عطیہ کہتے ہین ابن عباس کعب احبار کے پاس گئے اور بولے مجہ بتاؤ اللہ کے قول مثل نورہ الآیہ کی تفسیر تو اونہون نے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کی مثال ایک روشندان کی طرح ہے اسکو اللہ تعالی نے حضرت کے سونہ مبارک کی مثل بیان فرمایا ہے جس مین مصباح ہے اور مصباح حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دل ہے اور زجاجہ آپ کا سینہ ہے گویا وہ تارا ہے جبکہ اللہ نے تشبیہ دی ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک سینہ کو جبکہ ستارے کے ساتہ پہر فرمایا یکاد الآیہ یعنے قریب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ بیان کرین لوگون کے واسطے اگرچہ نہ کہین کہ مین نبی ہون جیسے تیل قریب ہے روشن ہونیکے اگرچہ اسکو آگ نہ لگے کہا ابن العربی نے کہا ابن عباس نے یہ مثال ہے اللہ کے نور اور اسکی ہدایت کی مسلمان کے دلمین مسلمان قریب تہا کہ ہدایت کے ساتہ عمل کرے اس سے پہلے کہ اسکے پاس علم آیا جب اسکے پاس علم آگیا تو اسکی سوجہ بوجہ بڑہ گئی اور روشنی پر روشنی ہوگئی جیسے ابراہیم علیہ السلام کا دل اس سے پہلے کہ انکے پاس معرفت پہنچے بولے (یہ میرا رب ہے) اس سے پہلے کہ کسینے انکو بتلایا ہو کہ تیرا کوئی رب ہے جب اللہ نے اسکو خبردی کہ وہ اسکا مالک ہے تو اسکی سوجہ اور بڑہ گئی جب کہا اسکو اسکے رب نے فرمانبردار ہو جا بولا مین فرمانبردار ہوا جہانون کے مالک کے واسطے کہا علامہ ابوالطیب سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر مرحوم نے مین کہتا ہون قرآن کریم کے نظم کی تفسیر ابن العربی کے معقول کے ساتہ جسکو اونہون نے ابن عباس

سے روایت کیا اور اسکی مثل اس تفسیر کے ساتھ جو ابی بن کعب اور ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے گذری لغت عرب کے موافق نہیں ہے اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وہ چیز ثابت ہوئی جس سے مستغنی عربی کے عدول کرکے ان معانی کو اختیار کرنا جائز نکلے جو جہیان اور پہیلیوں کے مطابق و موافق ہیں ولکن بات یہ ہے کہ صحابہ مذکورین اور ان لوگوں نے جو بعد میں صحابہ کے ان تفسیروں میں موافق ہوئے اللہ سبحانہ کے نور کو مصباح نے المشکوۃ کے نور کے ساتھ ممثل کرنا بعید خیال کیا ولہذا کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جو اللہ سبحانہ عظیم تر ہے اس سے کہ اسکا نور مشکوۃ کے نور کیطرح ہو جیسے ہمنے ابن عباس کے اس اثر کو بیان کیا اور اس استبعاد کی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ ہم ابتدا گفتگو میں وہ تفسیر بیان کر چکے جس سے اشکال جاتا ہے اور احسن وجہ اور عمدہ اسلوب پر جو مراد ہے الفاظ قرآن سے وہ حاصل اور واضح ہو سکتی ہے اور وہ ہماری تفسیر لغت عرب کے بھی مطابق ہے اور فصحا کی کلام بھی اسکی موئید ہے تو اب ظاہر ہے عدول کرنے پر کوئی دلیل نہیں ہے نہ قرآن کریم سے اور نہ سنت سے اور نہ لغت سے اور رہی کعب کی حکایت اس آیت کی تفسیر میں جیسے ہمنے اسکو بیان کیا تو اگر ان صحابہ اجلا کے عدول کا سبب ظاہر ہے آیت کی تفسیر میں یہی کعب کا قول ہے تو کعب جملہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جنکی قرآن مجید کی تفسیر میں اقتدا کی جاوے اور ہم گذشتہ تقریروں میں کئی بار تنبیہ کر چکے کہ اگر صحابی کی تفسیر کا مستند (دلیل) اہل کتاب کی روایت ہو جیسے ایسے واقعہ بہت ہیں تو وہ صحابی کی تفسیر حجت لینے کے لائق نہیں ہے اور نہ اسکی وجہ سے عربی تفسیر سے عدول کر سکتے ہیں ہاں اگر ابی بن کعب کی قرارت ثابت ہو جاوے تو وہ ان تفسیروں کی دلیل ہو سکتی ہے جو ظاہر نظم قرآن کے مخالف ہیں اور اس قرارت کی مثال اس زیادت کیطرح ہے جو مراد کو بیان کر دیتی ہے اور اگر ابی بن کعب کی قرارت ثابت نہ ہو تو جمہور کی قرارت پر توقف کرنا ہی متعین ہے اور ہدایت سے اللہ کے قول یَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ میں وہ ہدایت مراد ہے جو مطلوب تک پہنچاوے اور اسگاہ ہدایت سے مجرد دلالت مراد نہیں ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لنورہ سے لدین الاسلام مراد ہے اور وہ نور بصیرت ہے پھر ہدایت کو مقصور کیا اپنی مشیت پر کیونکہ اسباب اسکی مشیت کے سوا کے نفوذ کے کار نہیں اور مشیت کی ساتھ وہ تمام ہوتے ہیں اور اللہ سبحانہ بیان کرتا ہے اشیاء کو انکی اشباہ اور نظائر کے ساتھ الفہام کیطرف تقریب کیلیے اور انکے ادراک کی تسہیل کے واسطے کیونکہ معقول کا محسوس کی ہیئت میں ظاہر کرنا اسکو زیادہ واضح کرتا ہے آرا اللہ ہر چیز سے واقف ہے اس سے کوئی چیز اشیاء میں سے خالی نہیں ہے وہ شے معقول ہو یا محسوس ظاہر ہو یا باطن اور اسی سے ہر مغرب

امثال فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو والاصال ۝
رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ یخافون یوما تتقلب
فیہ القلوب والابصار لیجزیہم اللہ احسن ما عملوا ویزیدہم من فضلہ واللہ یرزق من
یشاء بغیر حساب ۝ ان گھرون مین کہ اسنے حکم دیا انکو بلند کرنے کا اور وہان اسکا نام پڑہنے کا یاد کرتے
ہین اسکو وہان صبح اور شام وہ مرد کہ نہین غافل ہوتے سودا کرنے مین نہ بیچنے مین اللہ کی یاد سے اور نماز قائم
رکہنے سے اور زکوۃ دینے سے ڈر رکہتے ہین اس دن کا جس مین الٹے جاوین گے دل اور آنکہین کہ بدلا دے
انکو اللہ انکے بہتر سے بہتر کامون کا اور بڑہتے دے انکو اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہے جسکو چاہے بے
شمار ف ایمان کی برکت سو سون کو نیک عمل کا بدلا ہے اور بد عمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بد
عمل کی سزا ہے اور نیک عمل خراب یہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا یہ کہا ہے موضح قرآن مین ف حافظ ابن
کثیر کہتے ہین جب اللہ تعالی نے سومن کے دل کی اور اس ہدایت و علم کی جو سومن کے دل مین ہے چراغ کے ساتہ
ہی مثال بیان فرمائی جو شفاف شیشی مین عمدہ تیل سے جہمک رہا ہے اور جل رہا ہے اور یہ نور قندیل کیطرح
سمجہو تو قندیلون کے محل کو بیان فرمایا اور وہ مسجدین ہین جو اللہ کو زمین مین کے سارے حصون اور ٹکڑون سے
زیادہ محبوب ہین اور وہ وہ گہر ہین جن مین اسکی عبادت کی جاتی ہے اور اسکی توحید بیان کی جاتی ہے تو فرمایا
فی بیوت اذن اللہ ان ترفع یعنے اللہ تعالے نے حکم کیا ہے انکی حفاظت کا اور انکے صاف رکہنے کا
کوڑے کچرے اور لغو اور ان اقوال و افعال سے جو اس مکان کے لائق نہین ہین علی بن ابی طلحہ نے ابن
عباس سے آیت کریمہ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع کی تفسیر مین روایت کیا کہ اللہ سبحانہ نے مسجدون مین
کلمی بات کرنے سے منع کیا ہے یہی قول ہے عکرمہ اور ابو صالح اور ضحاک اور نافع بن جبیر اور ابو بکر بن
سلیمان بن ابی حثمہ اور سفیان بن حسین وغیرہم کا علماء مفسرین مین سے اور کہا قتادہ نے بیوت سے یہان
مسجدین مراد ہین اللہ نے حکم کیا ہے انکے بنانیکا اور انکے آباد کرنے اور انکے بلند کرنے اور انکے ستہرا
رکہنے کا اور مذکور ہوا ہے کعب کہا کرتا تہا توریت مین لکہا ہے (اللہ فرماتا ہے) میرے گہر زمین مین مسجدین
ہین اور جس نے وضو کیا پہر اچہا وضو کیا پہر میری زیارت کو واسطے میرے گہر مین آیا تو مین اسکی عزت کرون گا
اور میزبان پر لائق ہے کہ مہمان کی عزت کرے رواہ عبد الرحمن بن ابی حاتم فی تفسیرہ اور مسجدون
کے بنانے اور انکی حرمت کرنے اور عزت کرنے اور پاک رکہنے اور ان مین خوشبو سلگانے مین بہت حدیثین

وارد ہوئی ہین اور انکی واسطے ایک مستقل محل چاہیے جس مین وہ مذکور ہون حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور مینے مساجد کے احترام اور توقیر مین ایک مستقل رسالہ لکھا ہے وللہ الحمد والمنۃ اور ہم باذنہ تعالی یہان ان مین سے کچھ حدیثین بیان کرتے ہین انشاء اللہ تعالی اور سب کا آسرا ہے اور سہارا امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہین مینے سنا جناب رسالت مآب علیہ التحیۃ والتسلیم سے آپ فرماتے تھے مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا اَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِي الْجَنَّةِ یعنے جو شخص مسجد بنایا کرے چاہتا ہوا سے اللہ کا راضی کرنا تو اللہ اسکے واسطے ویسا ہی اسکے لیے بہشت مین (مکان) بنا دیگا اَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ عمر بن خطاب کہتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد بناوے جس مین اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو اسکے واسطے اللہ تعالی بہشت مین گھر بناتا ہے رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ اور نسائی نے عمرو بن عنبسہ سے اسی کی مثل روایت کیا اور اس باب مین احادیث کثیر ہین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو ارشاد فرمایا مسجدون کے بنانیکا محلون (یا گھرون) مین اور حکم کیا انکے صاف اور پاک رکھنے کا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَهْلُ السُّنَنِ اِلَّا النَّسَائِيَّ وَلِاَحْمَدَ اَبِيْ دَاوٗدَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ نحوہ اور امیرالمومنین عمر نے فرمایا کاریگر کو تو بنا لوگون کے واسطے ایسی مسجد جو انکو (سردی اور گرمی) سے بچاوے اور بچاوے مسجد کے سرخ کرنے سے اور زرد کرنے سے ہر تو لوگون کو فتنہ مین ڈالدیگا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا سَاءَ عَمَلَ قَوْمٍ قَطُّ اِلَّا زَخْرَفُوْا مَسَاجِدَهُمْ یعنے کسی قوم کے کبھی اعمال خراب نہین ہوئی مگر وہ مزین کرتے ہین اپنی مسجدین رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ کہا حافظ ابن کثیر نے اسکی حدیث کی سند مین ضعف ہے ابن عباس رضے اللہ عنہما کہتے ہین حضرت نے فرمایا مجھے مسجدون کے گچ کرنیکا حکم نہین ہوا۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مین کہتا ہون تم ضرور مزین کروگے اپنی مسجدون کو جیسے مزین کیا یہودنے (اپنے تکیون کو) اور نصاری نے (اپنی گرجاون کو) اور انس سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ یعنے قیامت کبھی نہوگی جبتک لوگ مسجدون مین ایک دوسرے پر فخر نہ کرنے لگین رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَهْلُ السُّنَنِ اِلَّا التِّرْمِذِيَّ بریدہ کہتے ہین ایک مرد نے مسجد مین گم شدہ چیز ڈھونڈھی ہے اور بولا مجھے کون سرخ اونٹ کا پتہ بتاتا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا وَجَدْتَ اِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ یعنے اللہ کرے نہ ملے اونٹ سرخ کو مسجدین تو اسی چیز کے واسطے بنی ہین جسکے واسطے بنی ہین (یعنے اللہ کے ذکر کے واسطے) رواہ مسلم عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا مسجدون مین خرید و فروخت کرنے سے اور شعرون کے پڑھنے سے

رواہ احمد واھل السنن ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم دیکھو اس شخص کو جو خرید و فروخت کرتا ہو مسجد میں تو کہو لا اربح اللہ تجارتک یعنے اللہ تیرے نفع سودے میں فائدہ نہ لاوے اور جب دیکھو کسیکو ڈھونڈتا ہو گم شدہ چیز مسجد میں تو کہو لا ردھا اللہ علیک یعنے اللہ واپس نہ لاوے تجھ کو تیری پاس رواہ الترمذی اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً کہتے ہیں خصال لا ینبغی فی المسجد لا یتخذ طریقا ولا یشھر فیہ سلاح ولا ینبض فیہ بقوس ولا یمر فیہ بنبل ولا یمر فیہ بلحم نیء ولا یضرب فیہ حد ولا یقص فیہ اسحد ولا یتخذ سوقا یعنے کئی ایک باتیں ہیں جو مسجد میں لائق نہیں ہیں مسجد کو راہ نہ بنایا جاوی اور ہتیار کو میان سے نہ نکالا جاوے مسجد میں اور مسجد میں تیر نہ پھیلائے جاویں اور کچا گوشت لیکر مسجد میں سے کوئی نہ گذرے اور مسجد میں حد نہ ماری جاوے اور مسجد میں بات نہ کیجاویں اور مسجد کو بازار نہ بنایا جاوے رواہ ابن ماجہ وغیرہ واثلہ بن اسقع کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دور رکھو ہماری مسجدوں سے اپنے بچوں کو اور اپنی خرید و فروخت کو اور اپنے جھگڑوں کو اور اپنے آواز کو بلند کرنے کو اور حدود کے قائم کرنے کو اور اپنی تلواروں سے ننگا کرنے کو اور بنا دو مسجدوں کے دروازوں پر بدبوؤں کے رکھنے جگہیں ہر جمعوں میں رواہ ابن ماجہ کہا حافظ ابن کثیر نے اس حدیث اور اس سے پہلے حدیث کی سند میں ضعف ہے یہ جو فرمایا کہ مسجدوں میں راہ نہ بنایا جاوی تو بہت علما نے مسجدوں میں سے گذرنے کو رجحان کیا ہے ضرورت کی سوا جب مسجد کے سوا اور فراخ راہ نہ ملے اور ایک اثر میں ہے کہ ملائکہ اس شخص سے تعجب کرتے ہیں جو مسجد میں سے گذر جاتا ہے اور اس میں نماز نہیں پڑھتا اور یہ جو فرمایا مسجدوں میں ہتیاروں کو میان سے نہ نکالا جاوے اور مسجدوں میں کمانیں کسی جاویں اور مسجدوں میں تیر نہ پھیلائے جاویں تو یہ اسواسطے کہ لوگوں کو تکلیف پہنچنے اور انکو ضرر پہنچنے کا خوف ہے نمازیوں کی بہتایت کی وجہ سے لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص تیر لیکر راہ میں سے یا مسجد میں سے گذرے تو تیروں کے پھلوں کو مٹھی میں بند کر لیوے تو کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے اور یہ حدیث صحیح میں ثابت ہے اور یہ جو فرمایا کہ کچا گوشت مسجد میں نہ لایا جاوے تو یہ اسلیے کہ اس میں خون کے مسجد میں گرنے کا خوف ہے جیسے حائض کو مسجد میں گذرنے سے روکا گیا ہے جب وہ مسجد کے آلودہ ہونے سے خوف کرے اور یہ جو فرمایا کہ مسجد میں حد نہ ماری جاوے اور مسجد میں کسی سے قصاص نہ لیا جاوے تو اس میں بھی مضروب یا مقطوع یا مقتول کی نجاست پھیلنے کا خوف ہے اور یہ جو فرمایا کہ مسجدوں کو بازار نہ بنایا جاوے تو یہ اسطیکہ مسجدوں

مین خرید و فروخت سے روکا گیا ہے اور مسجدون کو تو اسواسطے بنایا جاتا ہے کہ ان مین اللہ تعالی کو یاد کیا جاوے اور ان مین نماز گذاری جاوے جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کو فرمایا جس نے مسجد کے ایک کونے مین بول کر دیا تھا اِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا اِنَّمَا بُنِيَتْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ وَفِيهَا یعنے مسجدون کو اسواسطے نہین بنایا گیا کہ ان مین گندگی پھیلائی جاوے انکو تو اللہ کی یاد کے لیے بنایا گیا ہے اور ان مین نماز کے قائم کرنے کے لیے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی کا ایک ڈول منگایا اور اس شخص کے بول پر گرا دیا اور ایک حدیث مین جو فرمایا اپنی مسجدون سے لڑکون کو دور رکھو تو یہ اسلیے کہ لڑکے مسجدون مین کھیلینگے اور کھیل کود مسجدون کے لائق نہین ہے اور عمر بن خطاب جب مسجد مین بچون کو کھیلتے ہوئے دیکھتے تو ان کو دری مارتے اور پاسبانی کرتے رات کو مسجد مین عشا کے بعد پھر چھوڑتے مسجد مین کسی کو اور یہ جو فرمایا کہ اپنی مسجدون سے دیوانون کو دور رکھو تو یہ اسواسطے کہ وہ بیوقوف ہوتے ہین اور لوگ ان کو ہنسنے ہین تو اس سے کھیل شروع ہو جاتی ہے اور یہی ڈر ہوتا ہے کہ وہ مسجد کو گندا نہ کرین اور بہت علما نے نفس کی ہے کہ حاکم مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لیے مسجد مین کچہری نہ لگاوے بلکہ مسجد کے سوا کسی اور مکان مین کچہری لگایا کرے اسلیے کہ فصل قضا کے وقت جانبین سے جھگڑا ہوتا ہے اور ایک دوسرے کی نسبت وہ الفاظ استعمال ہوتے ہین جنکا لون اور کرنا مسجد مین زیبا نہین ہے اور یہ جو فرمایا کہ مسجدون مین آوازون کو بلند نکرو تو سائب بن یزید کندی کی حدیث بھی اسپر دلیل ہے جسکو بخاری نے روایت کیا کہ مین مسجد مین کھڑا تھا تو مجھکو ایک مرد نے کنکری ماری مینے دیکھا تو عمر بن خطاب ہین فرمایا جاؤ یہ دو شخص جو مسجد مین شور و غل مچا رہے ہین) انکو میرے پاس لاؤ مین ان دونو کو پکڑ کر لے آیا امیر المومنین نے فرمایا تم دونو کون ہو اور کہان کے باشندے ہو وہ بولے ہم طائف کے رہنے والے ہین (طائف مین ہماری بود و باش ہے) فرمایا لَوْ كُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْبَلَدِ لَاَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنے اگر تم دونو اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو مین تم دونون کو مارتا تا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین اپنے آواز بلند کرتے ہو (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف کہتے ہین حضرت عمر نے مسجد مین ایک مرد کا آواز سنا تو فرمایا تو جانتا ہے تو کہان بیٹھا ہے یعنے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین ہے اور آواز کا اونچا کرنا یہان لائق اور سزاوار نہین ہے) (رَوَاهُ النَّسَائِيُّ) کہا حافظ ابن کثیر نے اور یہ حدیث بھی صحیح ہے اور یہ جو فرمایا کہ اپنی مسجدون کے دروازون پر مطاہر بناؤ تو اس سے یہ غرض ہے کہ گیڑے اور ہاتھ موندھنے کی جگہہ بناؤ جس جگہہ سے وضو اور قضا حاجت پر مدد لی جاوے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے قریب قریب کنوئین تھے جن سے لوگ پانی پیتے اور جہان پاکی حاصل کرتے اور وضو وغیرہ کرتے اور یہہ

جو فرمایا جمعہ مین تجمیر کیا کرو تو اس سے یہ غرض ہے کہ جمعہ کے دن مین بسبب لوگون کی بہتایت کے عود سلگایا کرو اب وہوا کی اصلاح کے واسطے ابن عمر کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسجد مین ہر جمعہ کے دن عود سلگایا جاتا رواہ الحافظ ابو یعلی الموصلی حافظ نے کہا اسحدیث کا اسناد اچھا ہے اور اس مین کوئی خوف نہین ہے واللہ اعلم اور صحیحین مین ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد کا نماز کو جماعت مین ادا کرنا اسکے گھر مین یا بازار مین پڑھنے سے پچیس حصہ بڑھکر زیادہ ثواب رکھتا ہے اور یہ بسواسطے کہ جب وضو کرتا ہے اور اچھا وضو کرتا ہے پھر مسجد کیطرف نکلتا ہے نہین نکالتی اسکو مگر نماز نہین چلتا کوئی قدم مگر اسکے بدلے اس کا ایک درجہ بڑھجاتا ہے اور اسکا ایک گناہ معاف ہوجاتا ہے جب نماز پڑھ لیتا ہے تو فرشتے شروع ہوجاتے ہین اس کے واسطے دعا کرنے مین جبتک وہ اپنے مصلے مین بیٹھا رہے (یہ دعا مانگتے ہین) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ یعنے یا اللہ درود بھیج اسپر یا اللہ رحمت کر اوسکر اور وہ جبتک نماز کی انتظاری مین ہوتا ہے، نماز ہی مین ہوتا ہے اَخْرَجَاہُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ اور دارقطنی مین مرفوعا مروی ہے کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز جائز نہین ہے، مگر مسجد مین اور سنن مین مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ان لوگون کو پورے نور کی قیامت کے دن خوشی سنا جو اندھیرون مین چلکر مسجدون مین آتے ہین اور جو شخص مسجد مین داخل ہووے اسکو واسطے مستحب ہے کہ اس مین داہنا پاؤن پہلے رکھے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین آتے تو فرماتے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطٰنِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یعنے پناہ مانگتا ہون اللہ کی جو عظمت والا ہے اور پناہ مانگتا ہون اسکی سونکی جو عزت والا ہے اور پناہ مانگتا ہون اسکے غلبہ کی جو قدیم ہے شیطان مردود (کی شرارت) سے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب داخل ہوتو اسمسجد مین یہ کلمہ کہہ لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے یہ مجھسے آج سارا دن بچ گیا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ابو حمید یا ابو اسید سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک تمہارا مسجد مین آوے تو کہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ یعنے یا الٰہی کھولدی میرے واسطے اپنی مہربانی کے دروازے اور جب مسجد سے نکلے تو کہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ یعنے الٰہی کھول میرے واسطے اپنے رزق کے دروازے رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَرَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی مسجد مین آوے تو پیغمبر پر سلام کرے اللہ کا درود ہو اپنے اوپر اسکا سلام اور کہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ یعنے الٰہی میرے واسطے اپنی رحمت کے دروازے کھولدے اور جب نکلے

تو سلام کرے پیغمبر پر اللہ کا درود ہو اوپر اور اسکا سلام اور کہے اَللّٰھُمَّ اَعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ یعنی الٰہی مجھکو بچا شیطان مردود سے رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَابْنُ خُزَیْمَۃَ وَابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحَیْھِمَا فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے تو درود بھیجتے محمد پر اور سلام کرتے اوپر پھر فرماتے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ یعنے الٰہی مجھکو معاف کردے میرے گناہ اور کھولدے میرے واسطے اپنی مہربانی کے دروازے اور جب مسجد سے نکلتے تو درود بھیجتے محمد پر اور سلام کرتے اوپر پھر فرماتے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ یعنی الٰہی معاف کردے گناہ میرے اور کھولدے میرے واسطے اپنی بخشش کے دروازے رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَرَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے اور اس حدیث کا اسناد متصل نہیں ہے کیونکہ فاطمہ بنت حسین نے فاطمہ کبریٰ بنت رسول علیہ التحیہ والتسلیم کا زمانہ نہیں پایا پس یہ وہ حدیثیں ہیں جنکو ہمنے بیان کیا باوجود اسکے کہ جن حدیثوں کو ہم نے ترک کیا ہے وہ اس محل کے موافق اور مطابق ہیں طول کے خوف سے اور اسی آیت کی طرح ہے اللہ کا قول یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ یعنے اے اولاد آدم کی لے لو اپنی رونق ہر مسجد کے پاس (یا ہر نماز کے وقت) اور اللہ تعالیٰ کا قول وَاَقِیْمُوْا وُجُوْھَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ یعنے اور سیدھے کرو اپنے منہ ہر نماز کے وقت اور پکارو اسکو خالص اسکے فرمانبردار ہوکر اور اللہ تعالیٰ کا قول وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا یعنے اور یہ کہ سجدہ کے جاتہ یا دین حق اللہ کا ہے یا سجدین اسکی ہیں سو مت پکارو اللہ کے ساتہ کسی کو اللہ کے قول وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ میں اسکے نام کی پڑہی جانے سے اسکی کتاب کا پڑہا جانا مراد ہے قَالَہُ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اور غدو اور آصال سے بکرات (دنوں کے ابتداء) اور عشیات (دنوں کے پچھلے کنارے) مراد ہیں اور آصال جمع ہے اصیل کی اور اصیل کہتے ہیں آخر نہار کو سعید بن جبیر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ تسبیح سے ساتہ قرآن میں نماز مراد ہے اور علی بن ابی طلحہؓ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ صبح کیوقت تسبیح کرنے سے صبح کی نماز پڑہنا مراد ہے اور پچھلی پہر تسبیح کرنے سے عصر کی نماز پڑہنا مراد ہے اور ابن زید نے کہا دونوں نمازوں کو اللہ نے پہلے فرض کیا تو اللہ نے دوست رکہا کہ ان دونوں کا ذکر کرے اور وہ دونوں بندوں کو یاد دلادی یہی قول ہے حسن اور ضحاک کا کہ تسبیح سے نماز مراد ہے اور قراءت میں سے جس شخص نے یسبح کو بصیغہ مجہول پڑہا ہے فتح باء کے ساتہ وہ آصال پر پوری طرح ٹھیر جاتا ہے اور رجال لا تلہیہم کو جملہ مستانفہ قرار دیتا ہے اور اسکے نزدیک رجال کا

فضل محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ الشاعر ؎ لِیَبْكِ یَزِیْدُ ضَارِعٌ لِخُصُوْمَةٍ + وَمُخْتَبِطٌ مِمَّا تُطِیْحُ الطَّوَائِحُ یعنے یزید پر رونا چاہیے تو کہا گیا ہے کہ کون روئے کہا روئے اس پر وہ شخص جو خصومت میں ذلیل و خوار ہوئے اور خصم کے ساتھ برابری نہ کر سکے اور وہ شخص روئے جسکو ہلاک کر دیا حوادث روزگار نے اور یہ بیت یزید بن ہنبل کے مرثیہ میں واقع ہوا ہے اور وہ ذلیلوں اور محتاجوں کا پشت پناہ تھا اسیطرح آیتے کے یہ معنے ہیں کہ صبح شام ان گھروں میں نماز پڑھی جاتی ہے گویا کہا گیا کہ ان میں نماز کون پڑھتے ہیں فرمایا رِجَالٌ اور رہی اس شخص کی قرأت جو بسبح کو بصیغہ معلوم بکسر الباء پڑھتا ہے تو وہ اس فعل کا فاعل رجال قرار دیتا ہے اسصورت میں وقف نہ ہوگا مگر فاعل پر کیونکہ کلام فاعل پر پوری ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے قول رجال الآیۃ میں خبر دی ہے انکی ہمہ ساعیہ اور انکی نیات اور عزائم عالیہ سے جنکی وجہ سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے گھروں کو آباد کیا ہے اسکی زمین میں اور اسکی عبادت اور شکر اور توحید اور تسبیح کی جگہوں میں کما قال تعالیٰ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا یعنے ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا جسپر قول کیا تھا اللہ سے پر کوئی ہے انمیں کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے ان میں راہ دیکھتا اور بدلا نہیں ایک ذرہ اور رہی عورتیں تو انکا گھروں میں نماز پڑھنا بہتر ہے انکے مسجدوں میں ادا کرنے سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِیْ بَیْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِیْ حُجْرَتِهَا وَصَلَاتُهَا فِیْ مَخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِیْ بَیْتِهَا یعنے عورت کا گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے اسکے حجرے میں نماز پڑھنے سے اور اسکا اپنے کٹخلیہ میں نماز پڑھنا اسکے گھر میں نماز پڑھنے سے افضل ہے رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے لیے بہتر مسجد انکے گھروں کے گہراؤ میں رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ ام حمید رضی اللہ عنہا ساعدی کی بی بی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئی اور بولی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں چاہتی ہوں کہ آپکے ساتھ نماز پڑھا کروں فرمایا میں جانتا ہوں تو اچھا جانتی ہے تیرے ساتھ نماز پڑھنا پر تیرا نماز پڑھنا اپنے گھر میں بہتر ہے تیرے نماز پڑھنے سے اپنے حجرے میں اور تیرا نماز پڑھنا اپنے حجرے میں بہتر ہے تیرے نماز پڑھنے سے اپنی محلہ میں اور تیرا محلہ میں نماز پڑھنا اپنے مسجد کے قوم میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تیرا اپنے مسجد قوم میں نماز پڑھنا میری مسجد میں تیری نماز پڑھنے سے بہتر ہے عبد اللہ بن سوید کہتے ہیں بہرام حمید نے اپنی گھروں میں سے پچھلے گھر میں مسجد بنوائی اور اسی میں بخدا نماز پڑھتے رہے یہانتک کہ اسے جاتے رہے رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَلَهٗ شَوَاهِدُ

اور عورت کو رجال کی جماعت میں بھی حاضر ہونا جائز ہے اسطرح اور اس شرط سے کہ کسی مرد کو خلوص زینت یا ریح طیب کے ساتھ ایذا نہ دیوے عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ یعنے اللہ کی لونڈیوں کو مسجدوں میں آنے سے نہ روکو رواہ البخاری ومسلم اور احمد اور ابوداؤد کی روایت میں ہے اور عورتوں کے گھر عورتوں کے واسطے بہتر ہیں اور ایک روایت میں ہے اور (گھر سے) نکلیں ایسے حال میں کہ خوشبو لگا نیوالیاں نہ ہوں زینب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بی بی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں حاضر ہووے تو خوشبو نہ لگاوے رواہ مسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مسلمانوں کی عورتیں فجر کی نماز میں حاضر ہوتیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پھر لوٹتیں اوڑھنے والیاں اپنی چادروں سے بسبب اندھیری ہونے کے پہچانی نہ جاتیں رواہ البخاری اور انہیں سے مروی ہے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان باتوں کو دیکھتے جو عورتوں نے اس زمانہ میں نکالی ہیں (زینت وغیرہ سے) تو عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو (مسجدوں میں) آنے سے روکا گیا اخرجاہ فی الصحیحین اور بایں (یعنے رجال لا تلہیہم الآیہ) اللہ تعالیٰ کے اس قول کیطرح ہے یا ایہا الذین امنوا لا تلہکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاولئک ہم الخسرون یعنے اے ایمان والو نہ غافل کریں تمکو تمہارے مال اور اولاد اسکے یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں ٹوٹے میں آئے اور جیسا اللہ نے فرمایا یا ایہا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون یعنے اے ایمان والو جب اذان ہو نماز کے دن جمعہ کے تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑو بیچنا یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تمکو سمجھ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نہیں غافل کریں انکو دنیا اور اسکی آرایش وآبادی اور اسکی زینت اور خرید وفروخت اور دنیا کی جز بدوفروخت کا فائدہ انکے مالک کی یاد سے جس نے انکو پیدا کیا اور وہ انکا روزی رسان ہے اور جو عمل کرتے ہیں سو اسکے لیے جو اسکے پاس ہے تو اسکے پاس کی چیز بہتر ہے انکی حق میں اور فائدہ والی انکے ہاتھوں کے مال سے کیونکہ جو انکے پاس ہے وہ نیست ہو جانیوالی ہے اور جو اللہ کے پاس ہے سو سدا رہنے والی ہے ولہذا اسکی حکمہ فرمایا لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار یعنے اللہ کی طاعت اور اسکی مراد اور محبت کو اپنی مراد اور محبت پر مقدم سمجھتے ہیں ابن مسعودؓ نے ایک بازار والوں کو دیکھا کہ جب فرض

نماز کے لیے اذان دیجاتی تو وہ اپنی خرید و فروخت چھوڑ دیتے اور نماز کی طرف چلے آتے تو عبداللہ بن مسعود نے کہا یہ لوگ ان لوگون مین سے ہین جنکا اللہ نے اپنی کتاب کے اس آیت مین ذکر فرمایا ہے رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ رواہ شیبان عن سیار اور اسیطرح اسکو عمرو بن دینار نے سالم سے انہون نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ عبداللہ بازار مین تھے تو نماز کی تکبیر ہوئی بازار والون نے اپنی دکانون کو بند کر دیا اور مسجد مین چلے آئے تو عبداللہ نے کہا انہین لوگون کے حق مین اتری ہے یہ آیت رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر ابو الدرداء کہتے ہین میں اس سٹیڑھی پر کھڑا ہوکر خرید و فروخت کیا کرتا ہون اور ہر روز مجھکو تین سو دینار کا فائدہ ہوتا ہے (ولیکن مین) ہر روز مسجد مین حاضر ہوکر نماز پڑھتا ہون سن لو مین یہ نہین کہتا کہ جو کچھ مجھکو فائدہ ہوتا ہے وہ حلال نہین ہے ولکن مین چاہتا ہون کہ مین ان لوگون مین سے ہوجاؤن جنکے حق مین اللہ نے فرمایا ہے رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ الآیۃ رواہ ابن ابی حاتم عمرو بن دینار اعمد کہتے ہین میں سالم بن عبداللہ کے ساتھ تھا اور ہم مسجد کو جارہے تھے اور گندے ہمہ مینے کا زمانہ تھا اور دوکان دار نماز کی طرف اوٹھہ گئے تھے اونہون نے اپنے اسباب کو ڈھانک کر سالم نے دیکھا تو انکے اسباب کے پاس کسیکو نہ دیکھا اور پڑھی یہ آیت رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ پھر وہ یہی لوگ ہین (جنکا اس آیت مین مذکور ہے) اور ایسا ہی کہا سعید بن ابی الحسن اور ضحاک نے کہ نہین غافل کرتی انکو تجارت اور نہ بیع اس سے کہ وہ نماز کو اپنے وقتون مین ادا کرین مطر وراق کہتے ہین سلف بیچتے اور خرید کرتے اور لیکن ان مین سے جب کوئی اذان سنتا اور تول اسکے ہاتھ مین ہوتا تو وہ ترازو کو رکھدیتا اور نماز کی طرف چلا آتا علی ابن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ ذکر اللہ سے صلوۃ مکتوبہ مراد ہے اور یہی قول ہے مقاتل بن حیان اور ربیع بن انس کا اور کہا سدی نے ذکر اللہ سے جماعت مین نماز کا ادا کرنا مراد ہے اور کہا مقاتل بن حیان نے اس آیت کی تفسیر مین کہ نہین روکتا انکو سودا کرنا اور خرید و فروخت کرنا نماز مین حاضر ہونے سے اور اس سے کہ نماز کو قائم کرین جیسے ان کو اللہ نے ارشاد فرمایا اور اس سے کہ اسکو نگاہ رکھین اسکے وقتون پر جیسے اللہ نے ان سے اسکی نگاہبانی چاہی ڈرتے ہین اس دن سے جس مین الٹے ہوجاوینگے آنکھین اور دل اور اس دن سے قیامت کا دن مراد ہے

جس مین سخت گھبراہٹ اور غلطت احوال کی وجہ سے آنکھین اور دل اوٹے ہوجاوینگے جیسے اللہ نے فرمایا وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ یعنے اور ڈراوے انکو اس نزدیک دن سے جسوقت دل پہنچینگے گلون کو دبا رہے ہونگے کوئی نہین گنہگارون کا دوست اور نہ کوئی سفارشی جسکی بات مانی جاوے اور فرمایا اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ یعنے انکو تو چھوڑ رکھا ہے اسدن پر جس دن مین اوپر بگجاوینگی آنکھین دوڑتے ہونگے اور بڑھاے اپنے سر پھرتے نہین اپنی طرف انکی آنکھ اور دل انکے اوڑ گئے ہین اور فرمایا وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا یعنے اور کہلاتے ہین ہم اسکی محبت پر محتاج کو اور بے باپ کے لڑکے کو اور قیدی کو ہم جو تم کو کہلاتے ہین نزا اللہ کا سو نہ چاہتے کو نہ تم سے ہم چاہین بدلا نہ چاہین شکر گذاری ہم ڈرتے ہین اپنے رب سے اکیدن اوو اس کی سختی سے پھر بچایا انکو اللہ نے برائی سے اسدن کی اور ملائی انکو تازگی اور خوشوقتی اور بدلا دیا انکو اسپر کہ وہ ٹھیرے رہے باغ اور ریشمی لگے بیٹھین اس مین تختون پر نہ دیکھتے ہین وہان دھوپ اور نہ ٹھہراو یہ جو فرمایا لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا الآیہ تو اسکے یہ معنے ہین کہ یہ لوگ ان لوگون مین سے ہین جنکے بہتر سے بہتر کاون کو اللہ قبول و منظور فرماویگا اور معاف کریگا انکی برائیان کما قال تعالی اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ یعنے وہ لوگ ہین جن سے ہم قبول کرینگے بہتر سے بہتر کام جو کیے ہین اور معاف کرینگے ہم برائیان انکی جنت کے لوگون مین سچا وعدہ جو انکو ملتا تھا اور یہ ہم من فضلہ کے یہ معنے ہین کہ انکی نیک کام قبول فرماکر انکو اور بڑہاتے ہین دیگا کما قال تعالی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا یعنے اللہ ظلم نہین کرتا کسیکا ایک ذرہ برابر اور اگر نیکی ہو تو اسکو دونا کرے اور دیوے اپنے پاس سے بڑا ثواب اور فرمایا مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ یعنے جو کوئی لایا نیکی اسکو ہے اسکے دس برابر اور جو لایا برائی سو سزا پاوے گا تو اتنی ہے اور

اور اپر ظلم نہ ہوگا اور فرمایا من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضعفہ لہ اضعافا کثیرۃ یعنے کون شخص ہے ایسا کہ قرض دے اللہ کو اچھا قرض کہ وہ اسکو دونا کردے کتنے برابر اور فرمایا واللہ یضاعف لمن یشاء یعنے اللہ دونا کرتا ہے جسکو چاہے اور یہان فرمایا واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب ابن مسعود سے مروی ہے کہ انکے پاس دو دوہ آیا تو انھون نے اپنے پاس بیٹھنے والون پر بیش کیا لیکن ان میں سے کسینے نہیں لیا کیونکہ وہ روزہ دار تھے پھر ابن مسعود نے بی لیا انکا روزہ نہ تھا اور یہ آیت پڑہی یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار رواہ النسائی وابن ابی حاتم من حدیث الاعمش عن ابراہیم عن علقمۃ عن عبد اللہ عن اسماء بنت یزید بن سکن کہتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا جمع اللہ الاولین والاخرین یوم القیمۃ جاء منادی فنادی یسمع الخلائق سیعلم اہل الجمع من اولی بالکرم الذین لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ فیقومون وہم قلیل ثم یحاسب سائر الخلائق یعنے جب اللہ پہلون اور پچھلون کو قیامت کے دن جمع کرے گا تو ایک منادی آواز کرے گا جسکو سب خلقت سن لیگی (اور کہے گا) اب یہ لوگ جان لینگے کہ (ان میں سے) کون عزت کے لائق ہے اٹھ کھڑے ہون وہ لوگ جنکو غافل نہین کرتا تھا سودا کرنا اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے پھر وہ اٹھینگے اور وہ تھوڑے ہونگے پھر باقی مخلوق کا حساب ہوگا رواہ ابن ابی حاتم ابن مسعود نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اسکے قول لیوفیہم اجورہم ویزیدہم من فضلہ کی تفسیر میں روایت کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انکی مزدوری یہ ہے کہ انکو جنت میں داخل کرے گا اور زیادہ بڑہتی یہ ہے کہ انکی سفارش منظور فرماوے ان لوگون کے حق میں جنھون نے انکے ساتھ دنیا میں بھلائی کی ہے رواہ الطبرانی من حدیث بقیۃ عن اسمعیل بن عبد اللہ الکندی عن الاعمش عن ابی وائل عن ابن مسعود انتہی ماقال الحافظ ابن کثیر فی تفسیر فتح کا لفظ یہ ہے کہ وہ چراغ جلتا ہے گھر دن میں بعض نے کہا فی بیوت کشکوۃ سے متعلق ہے اسی کشکوۃ فی بعض بیوت اللہ اور بیوت سے مساجد مراد ہے گویا یون کہا گیا ہے اسکے نور کی مثال ویسی ہی ہے جیسے مسجد دن میں مشکوۃ کا نور دیکھا جاتا ہے جسکے یہ اور وہ صفت ہے بعض نے کہا فی بیوت زجاجہ کی صفت ہے اور کہا ابن الانباری نے جیسے ابو العباس سے سنا وہ کہتے تھے فی بیوت مصباح کا حال ہے اور زجاجہ اور کوکب کا ان اقوال کی صورت میں علیم پر وقف نہ ہوگا بعض نے کہا فی بیوت ماقبل کے ساتھ متعلق ہے اور وہ تسبیح ہے اور سنے یہ ہونگے نماز پڑہتے ہین مردگرون میں اور اسصورت میں اللہ کا قول فیہا تسبیح لہ

کے بعد تاکید کے واسطے مکرر ہوگا اور اسبات کی تذکیر اور ایذان کے لیے کہ بیوت کو مقدم کیا ہے اہتمام کے واسطے
نہ اسلیے کہ تسبیح کا وقوع فقط بیوت مین ہی مقصور ہے بعض نے کہا فی بیوت محذوف سے متعلق ہے اور وہ سبحوہ
ہے ان دونو قولون پر علیم پر وقف ہوگا تو یہ جملہ جو مبین مین جسکو ہمنے ذکر کیا بعض نے کہا یہ ماقبل سے منفصل
ہے گویا اللہ تعالی فرماتا ہے اللہ اُن گھرون مین ہے جنکے بلند کرنیکا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے کہا حکیم ترمذی
نے اور اسی معنے مین خبر ین وارد ہوئی ہین کہ جو شخص مسجد مین بیٹھے وہ اپنے مالک کے ساتھ ہم صحبت ہوتا ہے
اور فی بیوت کو مشکوۃ یا مصباح یا یوقد کے ساتھ متعلق ہونے کی صورت مین یہ اعتراض ہے کہ مشکوۃ اور مصباح
کی توحید اور بیوت کی جمع ہونیکا کیا سبب ہے حالانکہ ایک طاق اور ایک چراغ نہین ہوتا مگر ایک ہی گھر مین
اور جواب یہ ہے کہ یہ خطاب اس خطاب کے قبیل سے ہے جسکے ابتدا کو توحید کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے اور جمع
پر اسکو ختم کیا جاتا ہے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ اور اسی کی مثل ہین اور
آیتین بعض نے کہا فی بیوت سے فی کلواحد من البیوت مراد ہے اب لوگون نے اختلاف کیا ہے بیوت مین
کئی قولون پر پہلا قول یہ ہے کہ بیوت سے جمیع مساجد مراد ہین اور یہی قول ہے مجاہد اور حسن وغیرہما کا کہا ابن عباس
نے اللہ کے گھر زمین مین آسمان والون کے واسطے ویسے ہی چمکتے ہین جیسے زمین والون کے واسطے ستارے
دوسرا قول یہ ہے کہ بیوت سے بیت المقدس کے گھر مراد ہین مروی ہے یہ حسن سے تیسرا قول یہ ہے کہ بیوت سے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیوت مراد ہین مروی ہے یہ مجاہد سے چوتھا قول بیوت سے جمیع بیوت مراد ہین یہ عکرمہ کا
قول ہے پانچوان قول بیوت سے مساجد اربعہ مراد ہین مسجد الحرام اور مسجد قبا اور مسجد نبوی اور مسجد اقصے یہ
ابن زید کا قول ہے اور پہلا قول اظہر ہے اور اسکا قول سیجیء فیہا بالغدو والآصال اسکی دلیل ہے رفع
سے انکا بانا مراد ہے یہی قول ہے مجاہد اور عکرمہ وغیرہما کا اور اسی قبیل سے ہے اللہ کا قول وَاِذْ یَرْفَعُ
اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ اور حسن بصری وغیرہ کا یہ قول ہے کہ رفع سے انکی تعظیم مراد ہے پھر ان مین
کسی بات نہ کی جاوے اور انکی شان کی تعظیم کیجاوے اور انکو انجاس اور اقذار سے ستھرا رکھا جاوے
زجاج نے اسی کو ترجیح دی ہے بعض نے کہا رفع سے یہان دونو امر مراد ہین اور ذکر سے اللہ کا ہر ایک ذکر مراد
ہے بعض نے کہا ذکر سے توحید مراد ہے بعض نے کہا قرآن مجید کی تلاوت مراد ہے اور اول معنے ارجح ہین
قرطبی نے کہا ہمارے بعض اصحاب نے مساجد مین بچون کا پڑھانا مکروہ رکھا ہے کیونکہ وہ اقذار اور اوساخ
سے احتیاط نہین کرتے تو انکی مسجدون مین پڑھانے سے مسجدون مین کوڑا کچرا پھیلتا ہے اور مسجدون کی

تعظیم اور انکی قدر اور لغو سے بچانے اور انکی تنظیف اور تطییب مین احادیث وارد ہوئی ہین جنکے بیان کرنے کا یہ محل نہین ہے آب اس تسبیح مین اختلاف ہے جسکا آیت یسبح لہ فیہا الآیۃ مین مذکور ہے تو بہتون نے تو اسکو فرض نماز پر حمل کیا ہے کہتے ہین غدوۃ سے صبح کی نماز اور آصال سے ظہر اور عصر اور مغرب وعشا کی نماز مراد ہین کیونکہ آصال کا اسم ان چار ون نمازون کو شامل ہے بعض نے کہا غدو و آصال سے صرف دو ہی نمازین مراد ہین صبح کی نماز اور عصر کی نماز بعض نے کہا غدو سے ضحے کی نماز مراد ہے یا ابن عباس سے کا قول ہے اور اسی سے مروی ہے کہ اس نے کہا آیت کی تفسیر مین بیوتے سے مسجدین مراد ہین اور انکی عزت کرنیکا حکم ہوا ہے اور منع کیا گیا ہے ان مین نکمی بات کرنے سے اور حکم ہوا ہے ان مین اسکی کتاب کی تلاوت کا اور صلوۃ غدات سے صبح کی نماز اور آصال سے عصر کی نماز مراد ہے کیونکہ یہی دونون نمازین پہلے پہل بندون پر فرض ہوئین تو اسہ کو خوش لگا کہ ان دونو نمازون کا مذکور فرماوے اور یاد دلاوے بندون کو یہ دونو نمازین اور اسی سے مروی ہے کہ چاشت کی نماز کا تو قرآن مین مذکور ہے اور نہین غوطہ لگانا سیر مگر غوطہ لگا نیوالا اس آیت مین بعض نے کہا تسبیح سے یہان حقیقی معنے مراد ہین اور وہ اسکا پاک بیان کرنا ہے اسچیز سے جو اسکی ذات اور صفات کے لائق نہین ہے اور اسیکا مؤید ہی نماز اور زکوۃ کا ذکر کرنا اسکے بعد اور یہ یعنی سب معنون سے ارجح ہین کیونکہ یہ حقیقی معنے ہین اور ان معنے پر دلیل بھی موجود ہے جو پہلون کے مذہب کے مخالف ہی اور وہ وہی ہے جسکو ہم نے بیان کیا بعض نے کہا مسجدون مین آنے مین صرف مردون کو ہی خاص کیا گیا کیونکہ عورتون پر مسجدون مین جمعہ اور جماعت کے لیے حاضر ہونا واجب نہین ہے لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ یہ صفت ہے رجال کی یعنے نہین غافل کرتا انکو سوداگرنا سفر مین اور بیع حضر مین اور تجارت خاص کیا ذکر کے ساتھ کیونکہ وہی آدمی کو زیادہ غافل کرنیوالی ہے اور کہا فراء نے تجارت وہ اہل طلب کے لیے ہوتی ہے اور بیع وہ چیز ہے جسکو کوئی تیرے ہاتھ بیچے اور بعض لوگون نے کہا تجارت سے اسجگہ خرید کرنا مراد ہے کیونکہ بیع اسکے بعد مذکور ہے اور واقدی کا بھی فراء کی طرح قول ہے کہ تجارہ جلاب مسافر ہین اور بائعہ وہ مقیم ہین اور ذکر اللہ کے وہی معنے ہین جو اسکے قول وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ مین گذرے بعض نے کہا ذکر اللہ سے اذان مراد ہے بعض نے کہا اسماء حسنے کے ساتھہ یاد کرنا مراد ہے بعض نے کہا ذکر اللہ سے نماز مراد ہے لیکن اس معنے کو رد کرتا ہے نماز کا مذکور ہونا اسکے بعد اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابو ہریرہ سے اس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آیت کی تفسیر مین نکالا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا یہ وہ لوگ ہین جو بہرتے ہین ملک مین ڈھونڈتے ہے اللہ کا فضل ابوسعید مرفوعاً کہتے ہین یہ وہ لوگ ہین جو اللہ کا فضل ڈھونڈتے ہے بہرتے ہین اَخْرَجَہُ ابْنُ مَرْدُوْیَہ وَالدَّیْلَمِیُّ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ لوگ اللہ کا فضل ڈھونڈتے خرید کرتے اور بیچتے جب نماز کیواسطے پکار سنتے تو جو کچھ انکے ہاتھون مین ہوتا اسکو پھینکدیتے اور مسجد کیطرف چلے آتے نماز کیواسطے اور اسی سے مروی ہے کہ اللہ نے مثل یورہ مین انہین لوگون کی مثال بیان کی ہے جنکو نہین غافل کرتا اللہ کی یاد سے سوداگری اور تجارت یہ لوگ سب لوگون سے بڑھکر سوداگر ہے زیادہ خریدوفروخت کرنیوالے ولیکن انکو خریدوفروخت اللہ کی یاد اور نماز اور زکوۃ سے نہ روکتی اور اسی سے مروی ہے کہ ذکر اللہ سے نماز مین حاضر ہونا مراد ہے پھر ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ کے دونون اثر بیان کیے جن مین آیا ہے کہ اونہون نے بازاری لوگون کو دیکھا اذان کیوقت دکانین بند کرتے تو فرمایا انہین کے حق مین یہ آیت آئی ہے اسماء بنت یزید کہتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی قیامت کے دن لوگون کو ایک میدان مین اکٹھا کریگا جنکو بلانیوالا سنا سکے اور نظر ان مین نفوذ کر سکے اور اٹھے گا ایک منادی وہ آواز کرے گا کہان ہین جو زمی سختی مین اللہ کی تعریف کیا کرتے تھے پھر وہ اٹھینگے اور وہ تھوڑی ہونگے پھر وہ جاوینگے بہشت مین حساب کے سوا پھر وہ آواز کرے گا کہان ہین جنکے کروٹ الگ رہتے تھے انکو سونے کی جگہون سے پھر وہ کھڑے ہونگے اور وہ قلیل ہونگے پھر وہ جاوینگے بہشت مین حساب کے سوا پھر وہ لوٹ کر آویگا اور ندا کریگا اوٹھہ کھڑے ہون جنکو سودا اور بیع اللہ کی یاد سے غافل نہ کرتا تھا پھر وہ کھڑے ہونگے اور وہ قلیل ہونگے اور بلا حساب بہشت مین جاوینگے پھر اٹھینگے باقی کے لوگ اور انکا حساب ہوگا اَخْرَجَہُ الْبَیْہَقِیُّ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ وَابْنُ مَرْدُوْیَہ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوْعًا نَحْوَہٗ اور اقامت صلوۃ سے بلا تاخیر اپنے اپنے وقتون مین نماز کا ادا کرنا مراد ہے اور انکا ادا کرنا انکے وقت مین جماعت کیساتھ کیونکہ جو شخص نماز کو اسکے وقت پر ادا نہین کرتا وہ نماز کے قائم کرنیوالون سے معدود نہین ہوتا اور اقامت کی تا کے حذف کر دیا ہے اضافت کی تا کے جا بجا آنے کیواسطے مین کلمون مین ان تینون کلمون کو کسی شاعر نے اپنے اس قول مین جمع کر دیا ہے ثَلَاثَۃٌ تُحْذَفُ تَا اِتُّہَا + مُضَافَۃً عِنْدَ جَمِیْعِ النُّحَاتِ + وَھُوَ اِذَا شِئْتَ اَبْوَعُذْرِھَا + وَکَیْتَ شِعْرِیْ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ بعض نے کہا جہان تا حذف ہوجاتی ہے اضافت کے وقت عدالامر یعنے عدۃ الامر بعض نے اقامت کی تا کے حذف کی اور وجہ بیان کی ہے اور جس شخص نے ذکر اللہ کو صلوۃ معروضہ پر حمل کیا ہے وہ محتاج ہے کہ اقامت کو اسکے اوقات مین ادا کرنے پر حمل

کرتے ہمارے بھاگنے کے لیے اور اسکی کچھ ضرورت نہیں ہے کیونکہ ذکر اپنے حقیقی معنے پر محمول ہے جیسے ہم بیان کر چکے
زکوٰۃ سے زکوٰۃ مفروضہ مراد ہے بعضوں نے کہا اسکی طاعت مراد ہے اور اخلاص کیونکہ ہر مومن کے پاس نصاب
زکوٰۃ کب ہوتا ہے اور یوماً سے قیامت کا دن مراد ہے اور زیادت سے دیدیہم من فضلہ مین جزا موعودہ سے
زیادہ دینا مراد ہے یعنی بڑھتی مین دیگا انکو وہ چیزین جنکے بالخصوص دینے کا انکو وعدہ دیا یا انکی مقادیر کا
وعدہ نہین فرمایا اور انکے دلوں پر ان کی کیفیتون اور کمیتون کا خیال ہی آیا بلکہ اگر وعدہ کیا ہے تو اجمال کے
طور پر جیسے فرمایا لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ اور حدیث قدسی مین ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَعْدَدْتُ
لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَىٰ قَلْبِ بَشَرٍ یعنے مین نے
طیار کر رکھا ہے اپنے بندون کیواسطے جو نہین دیکھا انکھون نے اور نہین سنا کانون نے اور نہین خیال آیا
اسکا کسی بشر کے دل پر اور اسکے سوا اور وعدے جو منجملہ انکے یہی اسکا قول ہے وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ
بِغَيْرِ حِسَابٍ تو ترغیب تمہیل اور تذنیب ہے اور اس مین تقریر ہے زیادت اور وعدکریم کی کہ انکو اللہ انکی عملون
کے اجر کے سوا وہ خیرات عنایت فرمائیگا جو حساب مین نہ ہونگے اور اس جملہ کے معنے یہ ہین کہ اللہ دیکر حساب
نہ کرے گا یا یہ کہ اللہ سبحانہ کی عطا کی کوئی نہایت نہین ہے اور اس مین تنبیہ ہے اسکی کمال قدرت اور
جود اور اسکی وسیع احسان پر اور جب اللہ سبحانہ نے مومنون کا حال اور انکا انجام کار بیان فرمایا تو
کافرون کے عملون کی ایک مثال بیان فرمائی اور فرمایا وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ
يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ
وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا
فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ اور
جو لوگ منکر ہین انکے کام جیسے ریت جنگل مین پیاسا جانے اسکو پانی یہانتک کہ جب پہنچا اسپر اسکو کچھ نہ
پایا اور پایا اللہ کو اپنے پاس اسپر اسکو پورا پہنچا دیا اسکا لکھا اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب یا جیسے اندھیرے
گہرے دریا مین چڑھی آتی ہے اسپر ایک لہر اسپر ایک لہر اسکے اوپر بدلی اندھیرے ہین ایک پر ایک جب
نکالے اپنا ہاتھ تو نہ لگتا نہین کہ اسکو سوجھی اور جسکو اللہ نے نہ دی روشنی اسکو کہین نہین روشنی ف کافر
دو طرح کے ہین ایک عنید کیطرف نا کہتے ہین پر بہک کر اللہ کا دین چھوڑتے ہین غلط راہین پڑتے
ہین پہلی انکی کہاوت ہے ریت کو پانی سمجھ کر دوڑے وہان پانی نہ ملا آخرت مین اپنے گناہون کی سزا

ملی دوسرے وہ ہین جو دنیا مین غرق ہین یا پتھر پوجتے ہین انکی کہاوت اور کظلمت مین فرمائی ان پاس ریت بھی نہین اندھیری مین بند ہو رہے ہین یہ لکھا ہے موضح قرآن مین ف کہا حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر مین یہ دو مثالین ہین جنکو اللہ سبحانہ نے کافرون کی دو قسمون کیواسطے بیان فرمایا ہے جیسے منافقون کی دو تمثیلین بیان فرمائین سورہ بقرہ کے ابتدا مین ایک ناری (آگ کی) اور ایک مائی (پانی کی) اور جیسے ہدایت اور علم کی جو دلون مین ٹہیر جاتا ہے سورۂ رعد مین دو مثالین بیان فرمائین ایک آگ کی اور ایک پانی کی اور جینے ہر ایک مقام مین پران دونو مین سے گفتگو کی جو اسکے اعادی سے بے نیاز کرتی ہے وللہ الحمد والمنۃ اور یہی یہ دو مثالین قرآن مین سے پہلی تمثیل تو ان کافرون کی ہے جو لوگون کو اپنے کفر کی طرف بلاتے ہین اور وہ خیال کرتے ہین کہ وہ کچھ بھلی راہ پر ہین اعمال اور اعتقادات سے اور نفس الامر مین وہ کسی بھلی راہ پر نہین ہین تو انکی مثال اس مین ریت کیطرح جو ایک چٹیل میدان مین دور سے دکھائی دیتی ہے گویا دریا لہرا رہا ہے اور پیاسا اسکو دور سے دیکھکر سمجھتا ہے کہ یہ پانی ہے آسمان و زمین کے درمیان اور وہ قصد کرتا ہے اسکا پانی خیال کرکے جب اسکے پاس آتا ہے تو اسکو کچھ نہین پاتا اسیطرح کافر خیال کرتا ہے کہ وہ عمل کرتا ہے اور اس نے کچھ حاصل کر لیا ہے جب وہ اللہ کے پاس قیامت کے دن آویگا اور وہ اسکے عملون کا حساب کریگا اور کریدکریگا اسکے افعال پر تو وہ اپنے عملون کو بالکل کچھ نہ پاوے گا وہ اللہ تعالی کے ہان مقبول ہی نہ ہونگے یا اخلاص کے نہ ہونیکے لیے ویا اسلیے کہ اس نے وہ کام شرع کے مطابق نہین کیے کما قال تعالی وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا یعنے اور ہم پہونچینگے انکے کامون پر جو کیے تھے پھر کر ڈالینگے اُن کو خاک اڑتی اور یہان فرمایا وَوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ یعنے اور پاوے اللہ کو اپنے پاس پھر پورا دیگا اسکو اللہ اسکا لکھا اور اللہ سریع الحساب ہے ایسا ہی مروی ہے اُبی بن کعب اور ابن عباس اور مجاہد اور قتادہ اور بہت لوگون سے اور قیعہ جمع ہے قاع کی جیسے جار اور جیرۃ اور قیعان بھی جمع ہے قاع کی جیسے کہا جاتا ہے جَارٌ وَجِيْرَانٌ اور قاع وہ زمین ہے جو برابر ہو اور فراخ اور کھلی اور اس مین ریت ہوتی ہے اور دھوپ مین وہ ریت دور سے پانی کیطرح نظر آتی ہے صحیحین مین ہے یہود کو قیامت کے دن کہا جاویگا مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ یعنے تم کس چیز کی پوجا کرتے تھے (دنیا مین) تو وہ کہینگے كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللّٰهِ یعنے ہم عزیر کی پوجا کرتے تھے جو اللہ کا بیٹا ہے پھر کہا جاویگا جھوٹ بولتے ہو اللہ نے کوئی بیٹا نہین کیا تم کچھ چاہتے ہو تو وہ کہینگے ہم پیاسے ہین اے ہمارے مالک ہمکو پانی پلا تو انکو کہا جاویگا تم نہین جاتے اسکی

طرف) اور آگ انکے لیے ریت کی صورت بنجاوی گی اسکی شعاعین نیچے اور پر ہوتی معلوم ہونگی پھر وہ چلینگے (اسکی طرف) پھر پارہ پارہ ہوکر اس مین گرجاوینگے اور یہ مثال جہل مرکب والون کی مثال ہے اور رہے اصحاب جہل بسیط تو وہ ظلم ہین اور غشام کفر کے سردارون کے مقلد بہرے گونگے بے سمجھ تو انکی مثال وہ ہے جو اوسنے اوپر قول اوکظلمات فی بحر لجی مین بیان فرمائی ہے قتادہ نے لجی سے عمیق مراد ہے تو یہ کافر جاہل بسیط کے دل کی مثال ہے جو اپنے متبوع اور پیر اور مرشد کا حال نہین پہچانتا اور نہین جانتا کہ یہ مجھکو کہان لیجارہا ہے بلکہ اسکی ایسی مثال ہے جیسے اسکو کہا جاوے تو کہان جاتا ہے وہ جاہد یوے مین انکے ساتھ جاتا ہون پھر کہا جاوے وہ کہان جاتے ہین کہے مین نہین جانتا اور عوفی نے ابن عباس رضے اللہ تعالی عنہما سے یغشاہ موج کی تفسیر مین روایت کیا کہ اس سے وہ پردہ مراد ہے جو کفار کے دلون اور کانون اور آنکھون پر ہوتا ہے جیسے فرمایا ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم یعنے مہر کردی اللہ نے انکے دل پر اور انکی کان پر اور انکی آنکھون پر ہے پردہ اور انکو بڑی مار ہے اور جیسے فرمایا افرایت من اتخذ الھہ ھواہ واضلہ اللہ علی علم وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ فمن یھدیہ من بعد اللہ افلا تذکرون یعنے بھلا دیکھو تو جس نے ٹھہرایا اپنا حاکم اپنے جی کو اور راہ سے کھو دیا اسکو اللہ نے جانتا بوجھتا اور مہر کی اسکے کان پر اور دل پر اور ڈالی اسکی آنکھ پر اللہ میری پھر کون راہ پر لاوی اسکو اللہ کے سوا کیا تم سوچ نہین کرتے اور کہا ابی بن کعب نے اللہ کے قول ظلمات بعضھا فوق بعض کی تفسیر مین کہ کافر بہرا ہے یا گونگا اندھیرون مین اسکی بات اندھیرا ہے اور اسکا عمل اندھیرا ہے اور اسکا مدخل اندھیرا ہے اور اسکا مخرج اندھیرا ہے اور دن قیامت کے وہ آگ کے اندھیرون مین جاویگا سدی اور ربیع بن انس کا یہی قول ہے اور یہ جو فرمایا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور تو اسکے یہ معنے ہین کہ جسکو اللہ راہ نہ دیوے وہ ہلاک ہے اور جاہل اور حائر جیسے فرمایا من یضلل اللہ فلا ھادی لہ یعنے جسکو اللہ ٹھیکاوی اسے کوی نہین راہ دینے والا اور یہ آیت اللہ نے اس آیت کے مقابل فرمائی جو مومنون کی تمثیل مین فرمائی یھدی اللہ لنورہ من یشاء پھر ہم اللہ سے سوال کرتے ہین کہ ہمارے دلون مین نور کری اور ہمارے ہاتھ کی طرف کرنور ہمارے پیش طرف نور کری اور یہ کہ ہمارے واسطے نور ہی نور کردے انتہی ماخذہ تفسیر ابن کثیر فتح کا لفظ یہ ہے اعمالہم سے کفار کے اعمال خیر مراد ہین جیسے خیرات کرنا اور آزاد کرنا اور ایثار کا وقف کرنا اور قیدیون کو چھڑانا اور مسجد الحرام کا بسانا اور حاجیون کو پانی پلانا اور سراب وہ چیز ہے جو جنگلون مین سورج کے

شعاع سے سخت گرمی کے وقت پانی کیطرح نظر آتی ہے اور سراب اسکو ہوا بھی کہتے ہین کہ وہ پانی کی طرح چلتی نظر آتی ہے اور اسکو عربی مین آل بھی کہتے ہین بعض نے کہا آل وہ ہے جو چاشت کے وقت پانی کی طرح نظر آوے اور سراب اور آل مین فرق یہ ہے کہ آل زمین سے اونچا آسمان و زمین کے درمیان نظر آتا ہے اور قیعہ قاع کی جمع ہے اور قاع پست زمین کو کہتے ہین جس مین پانی ٹھیر جاتا ہے جیزہ اور جار کیطرح قَالَهُ الْهَرَوِیُّ ابو عبید نے کہا قیعہ اور قاع واحد ہے اسکو خلیل نے حکایت کیا کہا جوہری نے قاع بارید زمین کو کہتے ہین اور اسکی جمع اقوع اور قیعان اور اقواع ہے اور قیعہ قاع کیطرح ہے (واحد ہونے مین) کہا جوہری نے اور بعضکا یہ قول ہے کہ قیعہ جمع ہے اور قاع فراخ زمین کو کہتے ہین جس مین کوئی سبزہ نہ ہو اور ایسی ہی زمین مین سراب نظر آتے ہین ظمان کہتے ہین عطشان کو اور پیاسے کو خاص کیا حسبان کو ساتھہ باوجود اس بات کے کہ ریان (سیر) پانی پاس نہ ہو اور یہی سراب کو پانی ہی خیال کرتا ہے تشبیہ کی تحقیق کے واسطے جو طمع پر موقوف ہے دوسرا یہ کہ پیاسا پانی کا زیادہ محتاج ہوتا ہے غیر پیاسے سے تو پیاسے کے ساتھہ تشبیہ زیادہ تمام ہے اور معنی یہ ہین کہ کفار بہروسا کر بیٹھتے ہین اپنے اعمال پر جنکو وہ بھلا خیال کرتے ہین اور طمع کرتے ہین انکے ثواب کا جب اللہ کے پاس آتے ہین تو کچھ نہین پاتے ان اعمال مین سے کیونکہ کفر نے نابود کر دیا ان کو اور مٹا دیا انکے نشانون کو ابن عباسؓ کہتے ہین یہ اللہ نے ایک پیاسے آدمی کی مثال بیان فرمائی ہے جسپر پیاس غالب آتی ہے اور وہ جنگل مین ریت دیکھکر پانی خیال کرتا ہے پھر اسکی طرف آتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ مین نے پانی پا لیا یہانتک کہ جب اس ریت کے پاس آتا ہے نہین پاتا وہان کچھ اور پاجاتا ہے وہان ابن عباسؓ کہتے ہین اسیطرح کافر جب موت آتی ہے تو وہ نہین پاتا اپنے عملون کو ایسے کہ کچھ فائدہ دیوین مگر جیسے ریت نے فائدہ دیا پیاسے کو اور پاتا ہے اللہ کو اپنے پاس پھر وہ اسکے عمل مذکور کا کامل اور وافی حساب دیتا ہے کیونکہ اسکا یہ اعتقاد ہے کہ میرا عمل ایمان کے بغیر نافع ہے اور بلا ایمان اسکا عمل کرنا کفر پر کفر ہے جو یقیناً عذاب کا موجب اور باعث وسبب ہے اور اللہ سبکا جلد حساب لینے والا ہے سدی نے اپنے باپ سے روایت کیا اس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے کہ کافر قیامت کے دن اٹھائے جاوینگے پیاسے پھر کہینگے پانی کہان ہے پھر انکو سراب نظر آوینگے پھر وہ اسکو پانی خیال کرینگے اور جاوینگے اسکے پاس تو وہان اللہ کو پاوینگے پھر وہ انکو انکے اعمال کی پوری جزا دیگا اور اللہ سریع الحساب ہے اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ اور اسحدیث کی سند مین سدی ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور اس مین گفتگو مشہور ہے اَوْ کَظُلُمَاتٍ مین اللہ سبحانہ نے

کفار کے اعمال کی ایک دوسری مثال بیان فرمائی ہے یعنے جیسے کفار کے اعمال سراب کی طرح ہین جو صفات مذکورہ کے ساتھ موصوف ہین ایسے ہی وہ انکے اعمال ظلمات کے شابہی ہین کہا بعاجز نے امر سبحانہ نے بتایا ہے کہ اگر کفار کے اعمال کی صورت بنائی جاوی اسکے مطابق جو وہ موجود ہین تو وہ سراب کیطرح ہین اور اگر انکی صورت بنائی جاوی اسکے مطابق جو وہ نظر آوینگے تو وہ ظلمت کیطرح ہین جنکے صفات اگر مذکور ہین اور کہا معنے واحد ہین خواہ انکے اعمال کو سراب کیطرح سمجھو خواہ ظلمت کی طرح تو او اباحت اور تخییر کے واسطے ہے بمقتول کے مطابق جواہ کے قول او کصیب من السماء مین گذرا حرجانی نے کہا پہلی آیت مین کفار کے اعمال کا ذکر ہے اور دوسری آیت مین انکا کفر مذکور ہے تو زجاج کے قول کے مطابق کفار کے عملون کی تمثیل ہے اور حرجانی کے قول کے مطابق کفار کے کفر کی بعض نے کہا او کا حرف تقسیم کے واسطے ہے باعتبار دو فریقون کے تو کفار کے اعمال دنیا مین تو سراب کیطرح ہین اور آخرت مین ظلمت کی طرح ہونگے بعض نے کہا او تنویع کے لیے ہے یعنی کفار کے عمل اگر نیک کام مین تو وہ سراب کی طرح ہونگے اور اگر بری کام مین تو وہ ظلمت کی طرح ہونگے اور بحر کہتے ہین گہرے پانی کو اور لجی اسکی جمع ہے اور لجی وہ ہے جسکا عمق معلوم نہ ہو سکے اور یغشاہ موج بحر کی دوسری صفت ہے اور من فوقہ موج اس موج کی صفت ہے اور من فوقہ سحاب موج ثانی کی صفت ہے پھر اجتماع ہو گیا اسوقت دریا کے خوف اور اسکی لہرون کا اور اس بادل کا جو دریا پر چھایا ہین بعض نے کہا معنے یہ ہین ڈھانکتی ہے دریا کو لہر اسکے پیچھے ایک اور لہر تو لہر پر لہر آتی ہے یہانتک کہ ایک ایک پر چڑھ جاتی ہے اور جب دریا مین لہرین پے در پے آنے لگین تو دریا کی حالت سب حالتون سے زیادہ ہولناک ہوتی ہے اور جب اسکے ساتہ دریا کے اوپر بادل بہی موجود ہو تو اور زیادہ خوف ہو جاتا ہے کیونکہ بادل کے ساتہ وہ ستارے چھپ جاتے ہین جنکے ساتہ دریا کے لوگ راہ پاتے ہین پھر اگر بادل برسنے لگے اور وہ ہوا چلنے لگے جو اکثر مینہ اترنے کے وقت چلا کرتی ہے تو ہموم پر ہموم چڑھ آتے ہین اور غموم پر غموم اور امر اس نہایت کو پہونچ جاتا ہے جسکے پرے اور کوئی غایت نہین ہے ولہذا اللہ سبحانہ تعالی نے فرمایا ظلمات بعضہا فوق بعض یعنے اندہیرون پر اندہیرے ہین بادل کا اندہیرا اور لہر کا اندہیرا اور دریا کا اندہیرا تو اس جملہ مین بیان ہے امر کی شدت کا اور اسکی عظمت کا اور اسکی غایت قصوی کو پہنچنے کا اسیطرح کافر تین اندہیرون مین ہے ایک اعتقاد کے اندہیری مین اور ایک قول کی ظلمت مین اور ایک عمل کی ظلمت مین کہا ابی بن کعب نے کافر پہرتا ہے پانچ اندہیرون مین اسکی کلام ظلمت ہے اور اسکا عمل اندہیرا ہے اور

اسکی نہ ظلمت ہو اور جب وہ نکلیگا تو اسکے واسطے ظلمت ہوگی اور قیامت کے دن وہ آگ کا مذیر دین کیطرف پھرے گا اور غرائب تفسیرون میں ہے یہ کہ اللہ نے ظلمات سے کافر کے اعمال مراد لیے اور بحر لجی سے اسکا دل مراد رکھا اور موج فوق الموج سے جہالت اور شک ہے اور حیرت مراد لی جو اسکے دل کو ڈھانکتی ہین اور سحاب سے اسکے دل پر مہر کرنا مراد لیا اور یہ تفسیر عرب کے لغت سے ہے اصل دور ہے ابن عباس سے مروی ہے کہ ظلمات سے اسکے اعمال مراد ہین اور بحر لجی سے انسان کا دل مراد ہے اور موج سے وہ پردہ مراد ہے جو اسکے دل اور کان اور آنکھون پر آجاتا ہے پھر ان ظلمات مذکورہ کی مذیادت ظلمت بیان کی اور فرمایا اِذَآ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَکَدْ یَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ یعنے جب ان ظلمات کو دیکھنے والا ان مین اپنا ہاتھ باہر نکالے یا جو ان ظلمات مین موجود ہو وہ ہاتھ باہر نکالے یا جو شخص ان ظلمات کے ساتھ مبتلا ہو وہ ہاتھ باہر نکالے باوجود اسکے کہ ہاتھ اسکے سارے وجود سے زیادہ قریب ہے تو نہین قریب ہے کہ اسکو دیکھے اسکے کہا زجاج اور ابو عبیدہ نے معنی یہ ہین کہ نہ دیکھے اس ہاتھ کو اور نہین قریب ہے اور فراء نے کہا کاد زائدہ ہے اور بعض نے کہا نہ دیکھے اسکو مگر کوشش کے بعد سخت ظلمت کی وجہ سے نحاس نے کہا صحیح قول ان اقوال مین سے یہ ہے لَمْ یَکَدْ یَرٰىهَا زجاج نے کہا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا الآیہ کے یہ معنی ہین کہ جسکو اللہ نے دنیا مین نور نہ دیا اسکے واسطے آخرت مین بھی نور نہین ہے بعض نے کہا یہ معنے ہین کہ جس شخص کو اللہ نے قیامت کے دن جنت کے واسطے نور نہ دیا تو اسکے لیے جنت کیطرف جانیکے واسطے بھی نور نہوگا بعض نے کہا جسکو اللہ نے ایمان نہ دیا اسکا کوئی دین نہین ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین کہ جسکے واسطے اللہ نے ہدایت مقدر نہ کی اور دنیا مین اسکو اسباب ہدایت کو توفیق نہ دی تو اسکے واسطے کوئی نور نہین ہے بخلاف موفق کے کہ اسکے واسطے نور ہی نور ہے آور ائیت تمام کافرون کے حق مین عام ہے بعض نے کہا انہین کے ساتھ خاص ہے جنکے حق مین ازلی اور وہ علم مین سبقت تھا جاہلیت مین وہ دین کی تلاش مین رہا اور ثابت بن قیس راہب اسلام کا زمانہ آیا تو اس سے کفر کیا اور عناد کیا اور اول معنے کو ترجیح ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِیْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِیْرُ ۝ تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کی پاکی کرتے ہین جو کوئی ہین آسمان و زمین مین اور اڑتے جانور پر کھولے ہر ایک نے جان رکھی اپنی طرح کی بندگی اور یاد اور اللہ کو معلوم ہے جو کرتے ہین ف اللہ سبحانہ و تعالی خبر دیتا ہے کہ اسکی پاکی بیان کرتے ہین ملائکہ آسمان مین اور

انسان اور جن اور حیوان بیشک کہ جمادہی زمین مین گمانا قال تعالیٰ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ایسے اسکی ستھرائی بولتے ہین آسمان ساتون اور زمین اور جو کوئی ان مین ہے اور کوئی چیز نہین جو نہین پڑھتی اسکی خوبیان لیکن تم نہین سمجھتے انکا پڑھنا بیشک وہ ہے تحمل والا بخشتا اور صفت طیر ہوا حال ہے یعنے جانور پانکی بولتے ہین اوڑنے کے وقت اپنے مالک کی اور اسکی عبادت کرتے ہین اس تسبیح کے ساتھ جو انکو سکھائی ہے اور انکو حکم کیا ہے اسکا اور وہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہین واسطے فرمایا كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ یعنے ہر ایک کو اسنے ارشاد کیا ہے اسکے طریقہ کیطرف پہر اسنے خبر دی کہ اللہ کو معلوم ہے جو یہ کرتے ہین واسطے فرمایا واللہ علیم بما یفعلون پہر اسنے خبر دی کہ اسی کیواسطے ہی ملک آسمان وزمین کا وہی حاکم متصرف الا سبحانہ ہے جسکے سوا کسی کی بندگی کرنا لائق نہین ہے اور اسکے حکم کو کوئی پھیر نیوالا نہین ہے اسی کیطرف پہر جانا ہے قیامت کے دن پہر وہ حکم کریگا اسدن مین جو چاہے گا تو بدلا دیگا برون کو انکی برائی کا اور بدلا دیگا نیکون کو انکی بھلائی کا تو وہی خالق مالک الٰہ حاکم ہے دنیا اور آخرت مین اور اسی کے واسطے تعریف ہے دنیا اور آخرت مین انتہی ماقال الحافظ ابن کثیر فتسبح کا بیان یہ ہے اس آیت کی مثل کی تفسیر سورۂ بنی اسرائیل مین گذر چکی اور خطاب ہر صالح خطاب کرہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور تسبیح سے اسکی ذات اور افعال اور صفات کا مالا یلیق ہو کو تنزیہ مراد ہے اور من فی السموت والارض سے وہ چیزین مراد ہین جو آسمان وزمین مین مستقر ہین عقلا اور غیر عقلا اور غیر عقلا کی تسبیح وہ ہے جو آواز کرتے ہین اور صنعت بدیعہ کا انمین نظر آتا ہے بعض نے کہا یہان عقلا کی تسبیح سے نماز مراد ہے اور غیر عقلا کی تسبیح سے تنزیہ مراد ہے بعض نے کہا یہ آیت حیوانات اور جمادات سب کو شامل ہے اور آثار بدیعیہ الٰہیہ جمادات مین ناطقہ ہین اور خبر دیتے ہین کہ وہ سبحانہ صفات جلال اور جمال کے ساتھ متصف ہے اور نقص اور زوال کی صفتون سے بری ہے اور اس مین تقریع ہے کفار کے لیے اور توبیخ ہے انکو واسطے اسلیے کہ بنایا اونھون نے جمادات کو عبادت کے لیے تنزیہ بیان کرتے ہین اللہ کے شریک انکی عبادت کرتے ہین جیسے اللہ کی عبادت اور بالجملہ لائق ہے تسبیح کا حمل کرنا اسچیز پر جو ہر نوع کے ساتھ انواع مخلوقات سے لائق ہے عموم مجاز کے طریقہ پر اور خاص کیا جانور اوڑنے والون کو ذکر کے ساتھ باوجود اسکے کہ وہ من فی السموت والارض مین داخل ہین اسلیے کہ وہ زمین مین غالبًا نہین ٹھہرتے اور اکثر ہوا مین اڑتے ہین اور وہ نہ من فی السموت مین سے ہین اور نہ من فی الارض مین سے اور اس

لیے کہ اس مین صفت بدیعہ ہے جس کے ساتھ کبھی تو اڑتا ہے اور کبھی پاؤن پر چلتا ہے بخلاف اور حیوانات کے اور ذکر کی ایک حالت طیر کی حالتون مین ہی اور وہ تسبیح کا صادر ہونا اس سے جب وہ پر کھولے ہوا سلیے کہ یہ حالت اسکی سب حالتون مین سے ایک عجیب حالت ہے کیونکہ اسکا ٹھیرنا ہوا مین تسبیح کے ساتھ پرون کی تحریک کے سوا اللہ کی عجیب صنعت پر دلالت کرتا ہے پھر بیان مین زیادت کی اور فرمایا کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ یعنی ان مسبحات مین سے ہر ایک کی تسبیح کو اللہ جانتا ہے مصلی کی صلوۃ کو اور مسبح کی تسبیح کو بعض نے کہا معنے یہ ہین کہ ہر مصلی اور مسبح نے اپنی طرح کی نماز اور اپنی طرح کی تسبیح کو جان لیا ہے کہا سیبویہ نے اور یہ معنے اولی ہین توافق ضمائر کے وسطی بعض نے کہا صلوۃ سے یہان تسبیح مراد ہے اور تکرار تاکید کے واسطے ہے اور کبھی صلوۃ کا اطلاق تسبیح پر آجاتا ہے بعض نے کہا یہان صلوۃ سے دعا مراد ہے اور اس اخبار کا فائدہ کہ ہر ایک نے اپنی طرح کی بندگی کو جان رکھا ہے یہ ہے کہ اس تسبیح کا صدور وہ علم کے ساتھ ہے جو اللہ نے اسکو سکھایا ہے اور اسکی طرف اسکا الہام کیا ہے یہ نہین ہے کہ تسبیح کا صادر ہونا ان سے اتفاقی بات ہی اور اس مین زیادہ دلالت ہی اللہ سبحانہ کی بدیع صنعت پر کہ اس نے اسکو سکھا دیا ہے پھر جو اسنے صادر ہوتا ہے اسکو وہ جانتے ہین اس سے بے خبر نہین ہین اور کہا سدی نے صلوۃ انسان کے لیے ہے اور تسبیح غیر انسان کے واسطے اسکی مخلوقات مین سے بعض نے کہا جانورون کا پر مارنا انکی صلاۃ ہے اور پرون کی آواز جانورون کی تسبیح ہے یا معنے یہ ہین کہ مسبحات مین سے ہر ایک کی نماز اور تسبیح کو اللہ نے جان لیا ہی اور پہلے معنے اولی ہین کیونکہ قرار کل کے مرفوع ہونے پر متفق ہین اور اگر ضمیر اللہ سبحانہ کیطرف لوٹتی تو کُلٌّ کا منصوب ہونا اولی تھا یہ معنے ہین کہ ہر ایک نے اللہ کی نماز اور اسکی تسبیح کو جان لیا ہے اور اول معنے اولی ہین وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ اس مین تقریر ہے ماقبل کی یعنے اللہ پر انکی طاعت اور تسبیح مخفی نہین ہے اور نہ اسکے علم سے کوئی چیز غائب ہے پھر اللہ نے بیان کیا کہ اسی سے ابتدا ہوا ہے اور اسی کیطرف انتہی ہوگا اور فرمایا وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنے اللہ کے واسطے مین نہ اسکے غیر کیواسطے آسمان و زمین کے خزانے مطر اور رزق اور نبات کے خزانے کیونکہ وہی انکا خالق ہی کوئی اسکے سوا مالک نہین ہے اور جو کسی شے کا مالک ہے تو اللہ کے مالک بنانے سے اور اسی کے پاس جانا ہے مرنے کے بعد اور اسطرح کی آیتون کی تفسیر کئی جگہ گذر چکی پھر بیان کی اللہ سبحانہ نے آثار علویہ سے ایک اور دلیل اور فرمایا اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ

سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ

مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ

بِالْاَبْصَارِ یُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ تو زنہار نہ دیکھا کہ اللہ ہانک لاتا ہے بادل پھر ان کو ملاتا ہے پھر انکو کہتا ہے تہ پر تہ پھر تو دیکھے مینہ نکلتا ہے اسکے بیچ سے اور اتارتا ہے آسمان سے اس میں جو پہاڑ ہیں اولوں کے پھر وہ ڈالتا ہے جس پر چاہے اور بچا دیتا ہے جس سے چاہے ابھی اسکی بجلی کے کوندنی جاوے آنکھیں اللہ بدلتا ہے رات اور دن اس میں دہیان کی جگہ ہے آنکھ والوں کو ف اللہ تعالی بیان کرتا ہے کہ وہ چلاتا ہے بادل کو اپنی قدرت کے ساتھ پہلے جو بادل کو اٹھاتا ہے تو وہ ضعیف ہوتا ہے اور یہی اسکا ہانکنا ہے پھر انکو ملاتا ہے اور انکو تفرق کے بعد جمع کرتا ہے پھر انکو کہتا ہے تہ پر تہ اور بعض پر بعض کو سوار کرتا ہے پھر تو دیکھتا ہے کہ بارش اسکے بیچ سے نکلتی ہے خِلٰلِہٖ کو ابن عباسؓ اور ضحاک نے خلہ پڑھا ہے عبید بن عمیر لیثی کہتے ہیں اللہ تعالی ریشہ ہوا کو بھیجتا ہے تو وہ زمین پر جھاڑ دیتی ہے (یعنے زمین سے بخارات نکالتی ہے) پھر اللہ نر نہ ہوا کو بھیجتا ہے وہ بادل اٹھاتی ہے پھر اللہ موئلف ہوا کو بھیجتا ہے تو وہ بادلوں کو ملا دیتی ہے پھر اللہ لواقح ہوا بھیجتا ہے وہ بادلوں کو بردار کر دیتی ہے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَابْنُ جَرِیْرٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ اور یہ جو فرمایا وَیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِیْهَا مِنْ بَرَدٍ کہا بعض نحات نے من اول ابتدا غایت کے لیئے ہے اور من ثانیہ تبعیض کے واسطے ہے اور من ثالثہ بیان جنس کے واسطے ہے اور یہ مفسرین میں سے اس شخص کے قول کے موافق ہے جو کہتا ہے آسمان میں اولوں کے پہاڑ ہیں ان سے اللہ تعالی اولے اتارتا ہے اور رہا وہ شخص جو کہتا ہے جبال یہاں کنایہ میں سحاب سے تو اسکے نزدیک دوسرا من بھی ابتدا غائت کیواسطے ہے لیکن وہ بدل ہوگا پہلے من سے واللہ اعلم اور یہ جو فرمایا فَیُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ یَّشَآءُ احتمال ہے کہ آسمان ہی سے مینہ اور اولے دونوں اترتے ہوں اور فیصیب بہ من یشاء سے یہ مراد ہو کہ جن لوگوں پر مہربانی کرتا ہے انپر بارش اتارتا ہے اور یصرفہ عن من یشاء سے یہ مراد ہو کہ جن سے بارش کو ہٹانا چاہتا ہے ان سے ہٹا لیتا ہے اور احتمال ہے کہ بہ کی ضمیر برد کی طرف راجع ہو اور یہ معنے ہوں کہ جن لوگوں پر آفت ڈالنا چاہتا ہے انکے پھلوں اور زروع اور اشجار کے اتلاف کے ساتھ تو انپر اولے اتارتا ہے اور جن پر مہربانی کرتا ہے ان سے اولوں کو ہٹا لیتا ہے اور سنا برق سے حضور برق مراد ہے اور یہ جو فرمایا یُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ تو اسکے یہ معنی ہیں کہ تصرف کرتا ہے رات دن میں تو کبھی رات کا طول لیکر دن کے قصر میں ڈال دیتا ہے اور یہ دونوں معتدل ہو جاتے ہیں پھر رات سے لیکر دن میں ڈالدیتا ہے تو دن لمبا ہو جاتا ہے اور رات چھوٹی اللہ ہی اس میں تصرف

ہے اپنے انعام اور قہر اور عزت اور علم کے ساتھ اس رات دن کے انقلاب اختلاف مین دلیل ہے اسکی عظمت پر
کما قال تعالیٰ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ
الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ
اَخْزَیْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ
فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی
رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ یعنے آسمان و زمین کا بنانا اور رات دن کا بدلتے آنا
اس مین نشانیان ہین عقل والون کو وہ جو یاد کرتے ہین اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور وہ بیان
کرتے ہین آسمان زمین کی پیدایش مین اے رب ہمارے تونے یہ عبث نہین بنایا تو پاک ہے عیب سے سو ہم کو بچا
دوزخ کے عذاب سے اے رب ہمارے جسکو تونے دوزخ مین ڈالا سو تحقیق رسوا کیا اور گنہگارون کا کوئی نہین
مددگار اے رب ہمارے ہمنے سنا کہ ایک پکارنیوالا پکارتا ہے ایمان لانیکو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر سو ہم ایمان
لائے اے رب ہمارے اب بخش گناہ ہمارے اور اتار ہمارے برائیان اور موت دے ہم کو نیک لوگون کے ساتھ اے
رب ہمارے ہم کو جو وعدہ دیا تونے اپنے رسولون کے ہاتھ اور رسوا نکر ہمکو قیامت کے دن تحقیق تو خلاف نہین کرتا
وعدے کا منجملہ مانی تفسیر ابن کثیر فتح کا لفظ یہ ہے از جا کہتے ہین آہستہ آہستہ تھوڑی تھوڑی بادل ہلکے
کو تالیف سے اجزا سحاب کی تالیف مراد ہے اور بعض کو بعض سے ملانا اور تفرق کے بعد انکا جمع کرنا اور تراکم
سے بعض کا بعض پر سوار ہونا مراد ہے رکم کہتے ہین تہ کے جمع کرنے کو اور بعض کے بعض پر ڈالنے کو وودق
جمہور مفسرین کے نزدیک مطر کو کہتے ہین اور خلال سے شوق اور فروج مراد ہین جن سے بوندین نکلتی ہین
کعب احبار کہتے ہین بادل غربال مطر ہے اگر بادل نہوں جب بارش آسمان سے اترتی ہے تو زمین کے اوپر
جو کچھ ہے وہ بگڑ جاوے اور من خلالہ کو مفرد ہی پڑھا گیا ہے اور خلال مین خلاف واقع ہوا ہے آیا خلال
مفرد ہے حجاب کیطرح یا جمع ہے جبال کیطرح اور سماء سے جہت علو مراد ہے اور جبال سے بادل کی بڑے
بڑے ٹکڑے مراد ہین جو پہاڑون کیطرح ہون آمد من تبعیض کے واسطے ہے بعضے نے کہا آسمان سے جبال
کے سوا فق زمین کیطرف اولے اتارتا ہے اخفش نے کہا حرف من دوسرا اور مقصد دو فوائد ہین اور معنے
یہ ہین اتارتا ہے آسمان سے اولے پہاڑون کیطرح اور حاصل یہ ہے کہ حرف من من السماء مین باتفاق

مفسرین ابتدا غایت کیواسطے ہے بلاخلاف اور من جبال میں من تبعیض کے واسطے ہے گویا یہ یعنی میں اتارتا ہے بعض پہاڑ تیسرے حرف من زائدہ ہے یعنے آسمان سے پہاڑ اتارتا ہے اولوں کو اور دو حرف من من برد میں تو اس میں جار و مجرور ہیں میں تو تبعیض تو وہی میں جو گذرے اور جو تبعیض یہ ہے کہ حرف من من برد میں بیان جنس کے لیے ہے قالہ الخوفی والزمخشری بعض نے کہا آسمان میں اولوں کے پہاڑ ہیں جیسے زمین میں پتھروں کے پہاڑ ہیں بعض نے کہا جبال سے کثرت مراد ہے جیسے کہا جاتا ہے فلان یملک جبالا من ذھب و فضۃ اور یہ جو فرمایا فیصیب بہ تو بہ کی ضمیر لوٹتی ہے برد کی طرف ایسا ہی ہے خازن اور بیضاوی میں اور من بشاء میں من سے عباد مراد ہیں یا مضاف محذوف ہے ای مال من یشاء اور اس آیت کی مثل یہ سورۂ بقرہ میں گفتگو گذر چکی اور سنا الف مقصورہ کے ساتھ ضو کہتے ہیں اور یہ ناقص واوی ہے سنا الف ممدودہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے لیکن عام قرار سنا کے قصر پر ہیں اور سناء ممدودہ کے معنے رفعت اور شرف ہیں اور یہاں مبالغہ مراد ہے شدت ضو میں اور برق کو بضم الباء وفتح الراء بھی پڑھا گیا ہے اور یہ صورت میں برق کی جمع ہوگا نحاس نے کہا برق کہتے ہیں برق کے مقدار کو اور یہ اسی سجانہ کا قول اس قول کیطرح ہے یکاد البرق یخطف ابصارھم اور مذہب کو باب افعال سے بھی پڑھا گیا ہے اور ابصار جمع ہے بصر کی اور باء الصاق کے لیے ہے بعض نے کہا باء تعدیہ کے لیے ہے بعض نے کہا باء بمعنی من ہے اور مفعول محذوف ہے اصل عبارت یوں ہے قریب ہے بجلی کی کوند کہ لیجاوے انکھیوں کے نور کو فسبحان من یخرج الماء والنار والنور والظلمۃ من شیء فاحد بعض نے کہا باء زائدہ ہے قلیل و نہار کی تقلیب انکا ایک دوسرے کے پیچھے لانا مراد ہے ابو ہریرہ کہتے ہیں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی فرماتے ہیں یؤذینی ابن ادم یسب الدھر وانا الدھر بیدی الامر اقلب اللیل والنھار یعنے مجھ کو آدم کا بیٹا ایذا دیتا ہے دہر کو گالی دیتا ہے ..... حالانکہ میں دہر ہوں میرے ہی ہاتھ میں امر ہے میں ہی بدلتا ہوں رات دن اخرجہ البخاری و مسلم بعض نے کہا تقلیب لیل و نہار سے انکا گھٹانا بڑھانا مراد ہے بعض نے کہا انکو بدلتا ہے اس خیر و شر و نفع و ضرر کے اختلاف کے ساتھ جو اس نے ان دونوں میں مقدر کیے ہیں بعض نے کہا انکو بدلتا ہے گرمی اور سردی کے ساتھ بعض نے تقلیب سے یہاں یہ مراد ہے کہ کبھی دن کو ظلمت سحاب کے ساتھ متغیر کر دیتا ہے اور کبھی ضوء شمس کے ساتھ اور اسیطرح رات کو ظلمت سحاب کے ساتھ مظلمہ اور ضوء قمر کے ساتھ روشن کر دیتا ہے انجا و سحاب اور انزال مطر اور برد اور تقلیب لیل و نہار میں دلالت

واضحہ ہے جس سے انسان متعظ و سود مند ہو سکتا ہے تو یہ براہین لائحہ ہین اسکے وجود پر اور یہ دلالات واضحہ ہین اسکی صفتون پر ناظر اور متدبر کے لیے پھر اسنے بجانہ نے ایک تیسری دلیل بیان کی حیوان کی عجیب خلقت اور بدیع صنعت پر اور فرمایا وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اور اللہ نے بنایا ہر پھرنے والا ایک پانی سے پھر کوئی ہے کہ چلتا ہے اپنے پیٹ پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے دو پاؤن پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے چار پر بناتا ہے اللہ جو چاہتا ہے بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے ف بیان کرتا ہی اللہ تعالی اپنی پوری قدرت اور عظیم سلطنت کا انواع مخلوقات کے مختلف شکلون اور گوناگون رنگمون اور رنگارنگ حرکات اور سکنات پر پیدا کرنے مین ایک ہی پانی سے پھر کوئی ان مین چلتا ہے اپنے پیٹ پر جیسے سانپ اور سانپ کی طرح اور جانور اور کوئی انمین چلتا ہے پاؤن پر جیسے انسان اور آدمی اور کوئی نہین چلتا ہے چار پاؤن پر جیسے انعام اور حیوانات لہذا فرمایا يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ یعنی جو چاہتا ہے اپنی قدرت کے ساتھ بناتا ہے کیونکہ وہ ایسا ہی کہ جو چاہے وہ موجود ہے اور جو نہ چاہے وہ مفقود لہذا فرمایا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فتح کا لفظ یہ ہے کہ خلق کو بصیغہ فاعل مضاف بھی پڑھا گیا ہے اور دونو معنے صحیح ہین اور دابہ وہ جاندار چیز ہے جو زمین پر چلی پھرے اور تا سالغہ کے لیے ہے دابہ مین تا سے نطفہ مراد ہے اور وہ منی ہے یہی قول ہے جمہور کا پھر کسے نطفہ سے زہ دار چیزین بنا دیتا ہے اور کسی سے چوپایے اور کسی سے انسان ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ ما سے ما معروف مراد ہے کیونکہ آدم پیدا ہوا ہے پانی اور مٹی سے بعض نے کہا قول اول پر آیت مین اکثر کو اتا رہا ہے کل کے جا بجا کیونکہ حیوانات مین بعض حیوان ایسے ہین جو نطفہ سے متولد نہین ہوئے اسلیے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اس ہوا کی مخلوق ہین جسکو جبریل نے مریم کے گریبان مین پھونکا اور کیڑے پیدا ہو جاتے ہین پہلون مین اور گندگیون مین اور اس عموم سے ملائکہ بھی خارج ہین کیونکہ وہ نور سے مخلوق ہوئے اور وہ تعداد کی رو سے اکثر مخلوقات ہین اور خارج ہین اس عموم سے جن بھی کیونکہ وہ پیدا ہوئے ہین آگ سے اور وہ آدمیون کے نو حصے تر بکر ہین کما فی التیسیر پھر اللہ نے ہر ایک دابہ کے احوال کی تفصیل کی اور فرمایا فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ اور وہ حیات ہین اور ہوام اور مچھلیان اور کرم طعام وغیرہ اور پیٹ پر چلنے کا نام مشے رکھا گیا استعارہ کے طور پر جیسے شغرلب کے لیے مستعار ہی اور اسکے اوثیا اور صبر کہتے ہین امر ستمر مین مشی ہذا الامر اور کہتے ہین فلان مردکا تو کلام نہین چلتا یا مشاکلت کے طور پر حرف کو ماشین کے ساتھ مذکور ہوئے کیواسطے اور دو پاؤن پر چلنے والا انسان

امین اور طیر اور انعام (شتر مرغ) اور چار پاؤں پر چلنے والے بہائم ہین اور باقی حیوانات اور مقدم کیا ذکر مین اس چیز کو جو بغیر اسکے چلتی ہے اس سے کہ اس مین قدرت کی زیادہ پہچان ہوتی ہے اور مَن کا اطلاق کیا آسکے سوا عقلا کی تغلیب کے واسطے غیر عقلا پر کیونکہ نفس کو اصل اور جنس کو تابع بنانا بہتر ہے ابن عباسؓ کہتے ہین انسان کے سوا سب چیزین چار پاؤن پر چلتی ہین مین کہتا ہون یہ پر زور علی اختلاف الانواع دو پاؤن پر چلتے ہین اور اسیطرح غیر پرند جیسے شتر مرغ تو وہ بھی دو پاؤن پر چلتا ہے حالانکہ اڑنیوالا جانور نہین ہے تو یہ کلیہ جو ابن عباسؓ سے مروی ہے صحیح نہین ہے اور اسنے تعرض نہین کیا اُس جاندار سے جو چار کا زیادہ پاؤن پر چلتی ہین اسکے کہ ہونے کیوسطے بعضنے کہا جنکو پاؤن زیادہ ہوتے ہین وہ بقیہ چار پاؤن ہی چلتی ہین بعضنے کہا جو چار پاؤن سے زیادہ چلتی ہین انکا اللہ سبحانہ نے اعتبار نہین کیا اور عدم اعتداد کی کوئی وجہ نہین ہے کیونکہ مراد تو تنبیہ ہے بدیع صنعت پر پھر کیونکر کہہ سکتے ہین کہ جو جانور چار پاؤن سے زیادہ پر چلتے ہین انکا اعتبار نہین ہے بعض نے کہا قرآن مجید مین کوئی ایسی آیت نہین ہے جو چار سے زیادہ پر نہ چلنے کی دلیل بن سکے کیونکہ قرآن نے چار سے زیادہ پر چلنے کی نفی نہین کی اور کسی آیت مین حصر مذکور ہے بلکہ اُبی بن کعبؓ کے مصحف مین یہ جملہ بھی ہے وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ أَكْثَرَ اب یہ زیادت شامل ہے ان سب حیوانات کو جو چار سے زیادہ پاؤن پر چلتے ہین جیسے سرطان (کنگھٹے) اور عنکبوت اور کنگھجورے اور بچھو وغیرہ یا چار پاؤن سے زیادہ پر چلنے والے اللہ کے قول یخلق اللہ ما یشاء مین داخل ہین یعنے اللہ تعالی بناتا ہے جو چاہتا ہے ان چیزون مین سے جو مذکور ہوئین اور وہ جو مذکور نہین ہوئین جیسے جمادات ان مین سے مین مرکب اور بسیط اور نامی اور غیر نامی صور اور اعضا اور ہیئات و حرکات و طبائع و قوی و افعال کے اختلاف پر باوجود عنصر کے ایک ہونیکے اپنی مشیت کے سوا فی وہ جو چاہے کر سکتا ہے اسکو کوئی چیز عاجز نہین کرتی اور نہ اسکو کوئی روکنیوالا روک سکتا ہے بلکہ ساری مخلوق اس سبحانہ کی قدرت کے تحت مین داخل ہے لَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ مُبَيِّنَاتٍ ۚ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ یعنے ہم نے اتارین آیتین کھول بتانیوالی اللہ اور اللہ جسکو چاہے سیدہی راہ پر ف اللہ تعالی ثابت کرتا ہے کہ اس نے اس قرآن مین بہت حکم اور بہت مثالین کھلین اللہ نے نازل فرمائین اور وہ سبحانہ انکو تفہم اور تعقل کیطرف راہ دیتا ہے اولی الالباب اور اولی الابصار اور اولی النہی کو دکھلانیکے واسطے فرمایا وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ فتح کا لفظ یہ کہ آیات مبینات سے قرآن مجید مراد ہے کیونکہ وہ ہر چیز کے بیان پر شامل ہین اور چھوٹی نہین ہے اسنے اسمین لکھنے سے کوئی چیز اور اسکی مثل بہت آیتین بہت مقامون مین گذر چکین اور اللہ جسکو چاہتا ہے نظر صحیح

کی توفیق دیتا ہے اور تمام صادق کیطرف ارشاد کرتا ہے صراط مستقیم سے سیدہا راہ مراد ہے جس مین کجی نہ ہو اور اس مین سلوک کرکے پوری بہلائی کا وصول ہوسکے اور دہ بہشت کی نعمتین ہین پہر اللہ سبحانہ نے ان لوگون کے احوال کا بیان شروع کیا جنکے لیے صراط مستقیم کیطرف ہدایت حاصل نہین ہوی اور فرمایا وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ۝ وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ۝ أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ اور لوگ کہتے ہین ہمنے مانا اللہ کو اور رسول کو اور حکم مین آئے پہر پہر جاتا ہے ایک فرقہ ان مین اس پیچھے اور وہ لوگ نہین ماننے والے درپے انکو بلائے اللہ اور رسول کی طرف کہ ان مین فیصلہ چکاوے تب ہی ایک فرقہ ان مین منہ موڑتے ہین اور اگر کچھ انکو پہنچتا ہو تو چلے آوین اسکی طرف قبول کرکے کیا انکے دلمین روگ ہے یا وہمی ہین پڑے ہین یا ڈرتے ہین کہ بے انصافی کریگا ان پر اللہ اور اسکا رسول کوئی نہین وہی لوگ بے انصاف ہین ایمان والون کی بات یہی ہے جب بلائے ان کو بیچ اور اسکے رسول کیطرف فیصلہ کرنے کو ان مین کہ کہین ہم نے سنا اور مانا اور وہ لوگ ان ہی کا بھلا ہے اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اسکے رسول کے اور ڈرتا رہے اور بچکر چلے اس سے وہی لوگ ہین مراد کو پہونچے ف یہ جو فرمایا کیا ان کے دلون مین روگ ہے دل مین روگ یہ کہ خدا اور رسول کو سچا مانا لیکن جسمین حرص نہین چھوڑتے کہ کہیے پر چلین جیسے بیمار چاہتا ہے چلو اور باؤن نہین اوٹھتا یہانتک کہا ہے صاحب الفرآن مین ف اللہ تعالی منافقون کے صفات سے خبر دیتا ہے جو ظاہر کرتے ہین اسکے برخلاف جو دل مین رکھتے ہین اور کہتے ہین اپنے مونہون سے ہم ایمان لائے اللہ پر اور اسکے رسول پر اور ہم نے فرمانبرداری کی پہر پہر جاتی ہے ان مین سے ایک جماعت بات کہکر اور نہین کرتے کام اپنے قول کے مطابق اور کہتے ہین جو نہین کرتے ولہذا فرمایا وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ سمرہ مرفوعاً روایت کرتے ہین کہ جو شخص دلیل کیطرف بلایا جاوے پہر اسکو قبول نکرے تو ظالم ہے اسکا کوئی حق نہین ہے رواہ الطبرانی من حدیث رجل اور یہ جو فرمایا وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ الآیۃ تو اسکے بعضے ہین کہ جب انکو اس ہدایت کی تابعداری کیطرف بلایا جاتا ہے جو اللہ نے

اپنے رسول پر نازل فرمائی تو اس سے اعراض کرتے ہیں اور اسکی اتباع سے بڑائی کرتے ہیں اپنے جی میں اور یہ آیت اس آیت کیطرح ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا یعنے تو نے نہ دیکھی وہ جو دعوی کرتے ہیں کہ یقین لائی ہیں جو اترا تیرے طرف اور جو اترا تجھ سے پہلے چاہتے ہیں کہ قصیہ لیجاویں شیطان کیطرف اور حکم ہو چکا ہے انکو اس سے کہ منکر ہو جاویں اور چاہتا ہے شیطان کہ ان کو بہکا کر دور راہ ڈالے اور جو انکو کہیے آؤ اللہ کے حکم کیطرف جو اس نے اتارا اور رسول کیطرف تو تو دیکھے منافقوں کو بند ہو رہتے ہیں تجھ سے اک کر اور جو اللہ نے فرمایا وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ یعنے جب ڈگری انکے حق میں کیجاوے اور انکے مخالف نہو تو ساعین مطیعین ہو کر چلے آتے ہیں اور یہی معنے ہیں مذعنین کے اور جب اپنے ڈگری ہو تو اعراض کرتے ہیں اور غیر حق کیطرف بلاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ فیصلہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس نہ لاویں اپنے باطل کو رواج دینے کو اسطرح تو پہلی صورت میں انکا اذعان حضرت کیطرف اور انکا قبول کرنا حضرت کی بات کو اسطرح نہ تھا کہ اونہوں نے حضرت کے حکم کو سچ جانا ہو بلکہ وہ اسطیک انکی خواہش دنیا کے مطابق تھا اور انکے چاہو کے موافق ولہذا جب حق انکے قصد کے مخالف ہوا تو انہوں نے حضرت سے مونہ موڑ کر غیر کیطرف عدول کیا اسی لیے اللہ نے یہاں فرمایا اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا الآیہ یعنے انکا امر تین حال سے خالی نہیں ہے یا یہ کہ انکے دلوں میں روگ لگ رہا ہے یا دھوکے میں پڑ گئے ہیں اس دین سے یا ڈرتے ہیں کہ بے انصافی کرے گا ان پر اللہ اور اسکا رسول انکے فیصلے میں اور یہ تینوں باتیں محض کفر ہیں اور اللہ ان میں کہ ہر ایک سے واقف ہے اور ان کی صفات سے خبردار ہے جسپر لپٹے ہیں اور ظلم سے مجوز مراد ہے یعنے یہی لوگ فاجر ہیں اور اللہ اور اسکا رسول بے عیب ہیں اس عیب سے جو یہ اللہ اور اسکے رسول میں خیال کرتے ہیں اور اس حیف و جور سے بری ہیں جسکا ان میں وہم کرتے ہیں حسن کہتے ہیں تنہا ایک مرد جب اسکے اور دوسرے آدمی کے درمیان نزاع ہوتی اور اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بلایا جاتا اگر وہ جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیصلہ میرے حق میں کرینگے تو قبول کر کر چلا آتا اور جب ارادہ کرتا ظلم کرنے کا اور اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف بلایا جاتا تو وہ مونہ پھیرتا اور کہتا میں تو فلان شخص کیطرف جاؤنگا تب اللہ نے یہ آیت اتاری یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ كَانَ مُؤْمِنًا وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَدُعِيَ

الی حکم من احکام المسلمین فابی ان یجیب فھو ظالم لا حق لہ یعنے جب دو مسلمانون کے مبیان کوئی نزاع ہو اور ان مین سے ایک کو مسلمانون کے حکمون مین سے کسی حکم کیطرف بلایا جاوے اور وہ اسکے ماننے سے انکار کرے تو وہ ظالم ہے اسکا کوئی حق نہین ہے رواہ ابن ابی حاتم کہا حافظ ابن کثیر نے یہ حدیث غریب ہے اور مرسل ہے پھر اللہ تعالی نے مومنون کی صفت بیان کی جو اللہ اور اسکے رسول کا حکم مانتے ہین اور اللہ کی کتاب اور اسکے رسول کی سنت کے سوا کوئی اور دین نہین ڈھونڈھتے تو فرمایا انما کان قول المؤمنین اذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینھم ان یقولوا سمعنا واطعنا یعنے جب اہل ایمان کو اللہ اور اسکے رسول کیطرف بلایا جاتا ہے انکے درمیان فیصلہ کرنیکے لیے تو انکا تو یہی قول ہوتا ہے کہ ہم نے سنا اور ہم فرمانبردار ہین ولہذا انکی وصف بیان کی فلاح کے ساتھ اور فلاح کہتے ہین مطلب کے پانے اور مرجوب سے سالم رہنے کو اور فرمایا واولئک ہم المفلحون قتادہ نے اس آیت کی تفسیر مین کہتے ہین ہمارے لیے مذکور ہوا ہے کہ عبادہ بن صامت جنھون نے پہلے پہل جمرۃ العقبہ پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور غزوہ بدر مین حاضر ہوئے اور انصار کے سرداردن مین سے ایک سردار تھے جب وہ مرنے لگے تو انھون نے فرمایا اپنے بھتیجے حبادہ بن ابی امیہ کو کیا مین تجھکو نہ بتلاؤن وہ جو تجھ پر واجب ہے اور وہ جو تیرا (اماموں پر) حق ہے وہ بولا کیون نہین بتلاؤ فرمایا تجھ پر واجب ہے امام کا حکم سننا اور سر پر چلپار رنج و راحت مین اور خوشی ناخوشی مین اور جب امام تجھپر اور ذمکو ترجیح دیوے اسپر بھی اسکی سمع و طاعت واجب ہے) اور تجھپر لازم ہے کہ تو اپنی زبان کو سدا ہر کہی انصاف کے ساتھ اور یہ کہ تو نہ کھینچے امر کو اسکے اہل سے (یعنے امام کو اسکی امامت سے معزول نہ کرے) مگر یہ صورت ہین کہ اللہ تجھکو اللہ کی نافرمانی کا حکم کرین کھلا ہوا تو جس چیز کا حکم کیا جاوے اور وہ مخالف ہو اللہ کی کتاب کو تو نافرمانی کر اللہ کی کتاب کی اور قتادہ کہتے ہین ہمارے لیے مذکور ہوا ہے کہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا نہین ہے اسلام مگر اللہ کی طاعت کے ساتھ اور نہین ہے بھلائی مگر جماعت مین اور اللہ اور اسکے رسول کی خیر خواہی مین اور خلیفہ اور سب مسلمانون کے خیر خواہی مین قتادہ نے کہا اور مذکور ہوا ہے ہمارے واسطے کہ عمر بن الخطاب کہا کرتے تھے عروۃ الاسلام شھادۃ ان لا الہ الا اللہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ والطاعۃ لمن تولاہ اللہ امر المسلمین یعنے اسلام کا کڑا توحید کا اقرار کرنا ہے اور نماز کا قائم کرنا اور زکوۃ دینا اور اس شخص کی فرمانبرداری کرنا جسکو اللہ نے مسلمانون کے امر کا والی بنایا رواہ ابن ابی حاتم اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور خلفاء راشدین اور ائمہ کی طاعت کے وجوب مین جب ائمہ اللہ کی اطاعت کا حکم

کرین بہت آثار ہین اسلئے بڑہکر ہین کردہ بیان ذکر کیے جاوین اور قتادہؓ نے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الآیۃ کی تفسیر مین روایت کیا کہ اللہ کی اطاعت اور اسکے رسول کی اطاعت کرو ان باتون مین جنکا ان دونونے ارشاد کیا اور چھوڑدیے اسچیز کو جس سے اونہون نے روکا اور ڈرو اللہ سے اپنے گذشتہ گناہون کی بابت اور پرہیزگاری کرو زمانہ آیندہ مین فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ یعنے یہی لوگ ہین جنہون نے ہر بلائی کو حاصل کیا اور ہر برائی سے دنیا اور آخرت مین محفوظ ہوئے انتہی اسنے تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہ اس آیت مین اسنا باللہ و بالرسول و اطاعتکے قائلین سے منافق لوگ مراد ہین جو ایمان کو ظاہر کرتے اور کفر کو چہپاتے اور کہتے لیکن اونہون سے جو انکے دلون مین نہ ہوتا تو وہ دعا نماز منسوب کرتے ہین اپنی جانون کیطرف ایمان لانا اللہ اور رسول کے ساتہ اور فرمانبرداری کرنا اللہ اور اسکے رسول کی اور یہ نسبت انکی صرف زبانی ہی ہوتی ہے نہ باعتقاد صحیح سے قتادہؓ کہتے ہین اس آیت مین وہ لوگ مراد ہین جنہون نے ایمان اور طاعت کو ظاہر کیا اور وہ معذلک کہتے تہے اللہ کی راہ سے اور اسکی طاعت اور جہاد مع الرسول سے اور تولی سے اعراض مراد ہے پہر اللہ سبحانہ نے عدم ایمان کا حکم لگایا اور فرمایا وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ یعنے اسقول کے قائل حقیقی مسلمان نہین ہین تو یہ نفی ایمان کا حکم اسقول کے جمیع قائلین کو شامل ہوگا اور جس شخص نے ان مین سے اعراض کیا اور حق کے قبول کرنے سے متکبر ہوا وہ بطریق اولے اس حکم مین داخل ہوگا بعض نے کہا اولئک مین معرضین کیطرف اشارہ ہے اور اول اولے ہے اور کلام مشتمل ہے دو حکم پر اول بعض منافق متولی و معرض ہین دوسرا جمیع منافقین بے ایمان ہین بعض نے کہا معرضین سے وہ لوگ مراد ہین جنہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اعراض کیا بعض نے کہا اس سے رؤسا منافقین مراد ہین بعض نے کہا اس فریق کے اعراض اور تولی سے انکا باقیون کیطرف رجوع کرنا مراد ہے اور یہ اسکے منافی نہین ہے جبکا آیت مین باعتبار الفاظ اور اسکے ورود کی ایک خاص سبب پر احتمال ہے پہر اللہ سبحانہ نے بیان کیا کہ ان منافقون مین سے ایک جماعت ایسی ہے کہ وہ اپنی خصومات مین اللہ اور اسکے رسول کے حکمون مین سے اعراض کرتے ہین اور فرمایا وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ یعنے جب انکو اللہ اور اسکے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے جو اللہ کے حکم پہونچاتا ہے تو کہ وہ رسول انکے درمیان فیصلہ کرے اسوقت ان مین سے ایک فرقہ منہ موڑ لیتے ہین لیحکم مین ضمیر لیحکم مین رسول کیطرف راجع ہے کیونکہ وہی بلا شرکت حکم کے لیے اور حاکم حقیقی اللہ ہی ہے اور اسی کی مثل ہے اللہ کا قول وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اور یہی حال ہے بعینہ اس

زمانے مین مقلدہ مذاہب کا کہ وہ اس شخص کی پکار کو نہین مانتے جو انکو اللہ اور اسکے رسول کیطرف بلاوے اور نہ اللہ اور رسول کیطرف (یعنے اسکی کتاب اور سنت رسول کیطرف) انپر فیصلہ لاتے ہین پھر اسنے بیان کیا کہ انکا اعراض اس وقت ہوتا ہے جب یہ کا حق انپر نکلتا ہو اور جب وہ حقدار ہون تو پھر آپ کا حکم قبول کر کر چلے آتے ہین کیونکہ جانتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ فیصلہ کرینگے مگر سچ اور فرمایا وَاِنْ یَّکُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْٓا اِلَیْهِ مُذْعِنِیْنَ یعنے اور جب انکا حق کسیپر ثابت ہوتا ہے تو مطیع اور منقاد ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے لیے اپنا حق لینے کو واسطے چلے آتے ہین نہ اسلیے کہ وہ رسول کے فیصلے پر خوش ہین کہا زجاج نے اذعان بمعنے اسراع ہے اور یہی قول ہے مجاہد کا اور اخفش اور ابن الاعرابی نے کہا اذعان سے اقرار مراد ہے نقاش نے کہا اذعان سے خضوع مراد ہے اور معنی یہ ہین منافقین چونکہ جانتے ہین کہ نہین ہے تیر پاس گرحق کڑوا اور نزا انصاف تیر بطرف محاکمہ لائے سرک جاتے ہین جب انپر کسیکا حق ثابت ہوتا ہو تو کہ تو وہ حق انکے خصم کے لیے ثابت نہ کردی اور اگر وہ حقدار ہون خصم پر تو پھر تیر بطرف بھاگے آتے ہین اور نہین خوش ہوتے مگر تیری حکومت کے ساتھہ تو کہ تو ان کو خصم انکا حق دلوا دیوے اور یہ آیت مقلدہ مذہب پر کیسی صادق آتی ہے انکی ضمیم مین اہل قرآن و وہ اصحاب حدیث کے ساتھہ اور مرض سے نفاق مراد ہے یعنے کیا یہ اعراض انسے انکو نفاق کیوجہ سے صادر ہوتا ہے جو انکے دلون مین جما ہوا ہے بعض نے کہا مرض سے کفر اور ظلم کیطرف سیل مراد ہے یا وہ لوگ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نبوت کے امر مین شک کیا ہے اور اسکے عدل مین یا وہ لوگ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی تہمت دیکھی ہے پھر انکا اعتماد اور یقین انپر نہین یا ڈرتے ہین کہ اللہ اور اسکا رسول انپر ظلم کرے گا فیصلے مین اور حیف کہتے ہین فیصلے مین ظلم کرنے کو پھر اسنے ان سب اسبون سے اعراض کی جسکو شروع کیا تھا استفہام انکاری کے ساتھہ اور فرمایا بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ یعنے ان امرون مین کوئی امر ہی نہین ہے جس نے انکو آنکا فیصلہ ماننے سے روک رکھا ہے بلکہ یہ ظالم و معاند ہین کیونکہ اگر انکا اعراض کسی امر کے لیے ہوتا امور مذکورہ سے تو نہ آتے آپکے پاس جلدی کر کر اپنے فائدہ کے واسطے اور اپنا حق لینے کے لیے بعض نے کہا اس جملہ مین قسمین اخیرین سے اضراب ہے کیونکہ قسم اول تو متحقق اور ثابت ہے اور تقسیم کی وجہ یہ ہے کہ انکا اعراض دو حال سے خالی نہین ہے یا تو ان مین کوئی خلل ہے اور یا حاکم مین خلل ہے اور دوسری صورت یعنے حاکم مین خلل کا وجود یا انکے نزدیک متحقق ہوگا یا متوقع اور یہ دونون باطل ہین کیونکہ منصب نبوت اور آپکی فرط امانت آپکے وجود مین خلل کے ہونے سے مانع ہے تو بہلا حال ہی متعین ہوگا اور ان کا ظلم آپکے عقیدے کے خلل کو

شامل ہے اور ضمیر فصل ظلم کی نفی کے لیے ہی انکے غیر سے فَاِلَهُ اَلْبَيْضَاوِيُّ اور اس آیت مین دلیل ہے قاضی کے امر کی اجابت کے وجوب پر جو احکام الٰہی سے واقف اور اسکے حکم مین عادل ہو کیونکہ عالم پیغمبرون کے وارث ہوتے ہین اور قضات اسلام مین سے جو حاکم اللہ کے حکم سے واقف ہون اور کتاب وسنت سے عارف ہون اور قضا مین عادل ہون تو وہ حاکم ہین اللہ اور اسکے رسول کے حکم کے ساتھ تو ایسے حاکمون کیطرف تحاکم کے لیے بلانیوالا اللہ اور اسکے رسول کے حکم کیطرف بلاتا ہے کہا ابن خواز منداد نے وجب ہے ہر اس شخص پر جو حاکم کی مجلس کیطرف بلاوے کہ پاسکا بلانا قبول کرے جبتک معلوم نہ ہو کہ حاکم فاسق ہے کہا قرطبی نے اس آیت مین دلیل ہے داعی الی الحاکم کے اجابت کے وجوب پر کیونکہ اللہ سبحانہ نے برائی بیان کی ہے اس شخص کی جو بلایا جاتا ہے طرف اللہ کے رسول کے ..... تو کہ فیصلہ کرے رسول اسکے درمیان اور اسکے خصم کے درمیان (پھیردہ اعراض کرتا ہے) ساتھ اقبح دم کے اور فرمایا ہے اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ الآیۃ انتہے اور اگر قاضی مقصر ہے اور کتاب وسنت کے احکام سے واقف نہین ہے اور نہین سمجھتا اللہ کی دلیلین اور اسکی کلام اور اسکے رسول کی کلام کے معنے بلکہ جاہل بسیط ہی یا جاہل مرکب اور وہ اس طرح کہ اسکے پاس کتاب وسنت کے احکام کی تو کوی خبر نہین ہے ولکن اس نے پہچانے ہین بعض اجتہادات مجتہدین کے اور وہ مطلع ہوا ہے کسیقدر علم رای پر تو ایسا شخص حقیقت مین جاہل ہے اگر وہ اعتقاد کرے کہ مین عالم ہون تو اسکا اعتقاد جھوٹا ہی پھر جو ایسا قاضی ہو تو اسکے پاس جانا واجب نہین ہے کیونکہ وہ ایسے لوگون مین سے نہین ہے جو اللہ اور رسول کے حکمون سے واقف ہین تو کہ وہ متخاصمین کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے بلکہ قضات طاغوت اور حکام باطل سے ہی کیونکہ جس علم سے وہ آشنا ہی اسپر عمل کرنے کی رخصت دیگئی ہے اس مجتہد کو جسکیطرف وہ منسوب ہے اسوقت جب کتاب وسنت کی دلیل اسکے پاس نہ ہو اور اسپر عمل کرنے کی اجازت اس مجتہد کے سوا اوروں کو اسکے بعد نہین دی گئی جب تیرے لیے یہ بات ثابت ہو چکی اور تو نے کما حقہ اسکو سمجھ لیا تو تو جانیگا کہ تقلید اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا علما مین سے کسی عالم کیطرف منسوب ہونا اور اس عالم کے جمیع روایات کو ماننا اور اسکی رای پر چلنا اور ماعدا کو چھوڑ دینا اس ملت اسلامیہ مین بڑی بھاری بدعت ہے گمراہ کرنیوالی بدعتون سے اور کمر توڑنے والی گمناہون مین سے ہی اور مین نے اس مسئلہ کی توضیح کی اپنی کتاب مین جسکا نام حجۃ ہے اور توضیح کی اسکی علامہ محمد بن علی شوکانی نے اپنی کتاب القول المفید اور ادب الطلب مین اور غیر شوکانی نے اپنی اپنی تصنیفون مین جس شخص کو اس بدعت کی حقیقت پر واقف ہونا منظور ہے جسپر افطار سلایت المجلس مشتمل ہین وہ ان کتابون کیطرف رجوع کرے حسن بصری سے اس آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ بے شک ایک

مرد ہو اسکے درمیان اور دوسرے قوی کے درمیان تنازع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تو جب وہ بلایا جاتا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف اور وہ حقدار ہوتا تو چلا آتا اور جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب میری حق مین ڈگری دینگے اور جب وہ جانتا کہ مین حق دار نہین ہون اور وہ چاہتا ظلم کرنا اور وہ بلایا جاتا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تو مونہ موڑتا اور کہتا کہ مین فلان کی پاس جاتا ہون تب اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ سے هُمُ الظّٰلِمُوْنَ تک یہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہو دی اسکے اور اسکے بھائی (مسلمان) کے درمیان کوئی جھگڑا پھر وہ اسکو بلاوے کسی عالم کیطرف حکام مسلمین سے اور وہ حاکم مسلمان پاس جانا منظور نہ کرے تو وہ ظالم ہے اسکا کوئی حق نہین ہے اخرجہ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ کہا ابن کثیر نے اس متن کے بیان کرنے کے بعد هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَهُوَ مُرْسَلٌ اور کہا ابن العربی نے یہ حدیث باطل ہے رہا حدیث کا یہ لفظ فہو ظالم تو یہ کلام تو صحیح ہے اور رہا حدیث کا یہ لفظ فلا حق لہ تو یہ صحیح نہین ہے اور احتمال ہے کہ یہ مراد ہو وہ حق پر نہین ہے انتہی کہا علامہ ابو الطیب مرحوم نے حدیث کا مرسل ہونا تو ظاہر ہے اور حدیث کے بطلان کا دعوی تو یہ دلیل کا محتاج ہے پھر بے شک حدیث کو ائمہ ثلاثہ نے حدیث کر اما مون سے نکالا جیسے ہم نے ان اما مون کا نام لیا اور بعید ہے بہت بعید کہ یہ تینون امام ایک باطل حدیث کی اخراج پر اتفاق کرین حالانکہ نہین ہے اسکے اسناد مین ابن ابی حاتم کے پاس کوئی جھوٹا اور نہ کوئی حدیث بنانیوالا اور اسکی شاہد ہے وہ حدیث جسکو طبرانی نے حسن سے اس نے سمرہ سے نکالا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی دلیل کیطرف بلایا جاوے اور اسکو نہ مانے تو وہ ظالم ہے اور اسکا کوئی حق نہین ہے انتہے اور مجھ پر مخفی نہین ہے کہ قضاۃ عدل اور حکام متشرع جن مین وہ صفت موجود ہو جسکو ہم نے بیان کیا یہ بواسطے اس کے پیچھے وہی دین کے سلطان ہین جو کتاب وسنت کے مترجم ہین کہو لکر بیان کرنیوالے ہین لوگون کیہم عام جو انکی طرف اترا ہے جب اللہ سبحانہ نے بیچیز کو بیان کیا جس پر اہل نفاق ہین تو اسکے پیچھے بیان کیا بیچیز کو جو مسلمانو نپر اسکا کرنا واجب ہے جب انکو بلایا جاوے اللہ اور اسکے رسول کے حکم کیطرف اور فرمایا اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اس مین اللہ اور اسکے رسول کیطرف بلائی جانے سے اللہ کی کتاب اور اسکے رسول کی سنت کیطرف بلایا جانا مراد ہے اور معنے یہ ہین کہ جب مسلمانون کو کتاب وسنت کیطرف بلایا جاتا ہے تو انکا جواب اسکے سوا اور کچھ نہین ہوتا کہ وہ کہتے ہین سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا اور یہ کلام اگرچہ خبر کے طریق پر دائر ہوئی ہے پر مراد اس سے خبر نہین ہے بلکہ مراد اس سے ثنا

کی تعلیم ہے اس دعوت کیوقت جب ایک مومن کا دوسرے کو کتاب وسنت کیطرف بلاوا اور معنی یہ ہین کہ مسلمانون کو ایسا ہونا چاہیے کہ جب وہ دعا مذکور کو سنین تو اسکا مقابلہ کرین طاعت اور اذعان اور اجابت کرساتھ کہا سمعنا نے سَمِعْنَا قَوْلَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَطَعْنَا اَمْرَہٗ وَاِنْ کَانَ ذٰلِکَ فِیْمَا یَکْرَھُوْنَہٗ وَیَضُرُّھُمْ یعنے کہتے ہین سنا ہم نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول اور اطاعت کیہم نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی اگرچہ اس سمع واطاعت مین انکا نقصان وضرر کیون نہ ہو کہا علامہ ابوالطیب مرحوم نے ہم متخاصمین کے درمیان حکم کے واسطے کتاب وسنت کیطرف دعوت پر گفتگو کرچکے اور بیان کرچکے کہ قضات مین سے کسکے پاس جانا واجب نہین ہے اور کس کے پاس جانا واجب ہے اور یہ آیت باوجود اختصار وایجاز کے حاوی اور شامل ہے ہر اس چیز کو جسکا کرنا مسلمانون کو لازم ہے پھر اللہ سبحانہ نے ایسے لوگون کی تعریف کی اور ان پر ثنا کی اور فرمایا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنے یہی لوگ ناجی ہین اور فائز دنیا واخرت کی خیریت کرساتھ پھر اللہ نے انکی ایک اور تعریف بیان کی اور فرمایا وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَخْشَ اللّٰہَ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ اس جملہ مین پہلے جملے کے مضمون کو ثابت کیا ہے کہ مومنون کا حال احسن احوال ہے اور غیر مومنین کو ترغیب دی ہے کہ وہ بھی اپنے آپ کو مسلمانون کی عداد مین آحاد مین اور انکی متابعت کرین اللہ اور اسکے رسول کی طاعت مین اور تزئین اللہ عزوجل سے زمانہ ماضی کے گناہون کو خیال کرکے اور یقین زمانہ آیندہ مین گناہون کے کرنے سے بعض ملوک سے مروی ہے کہ اس نے سوال کیا حاضرین مجلس کو آیت کافیہ سے تو اسکے واسطے اس آیت کو پڑھا گیا اور یہ آیت فلاح اور فوز کے اسباب کی جامع ہے اور کاملہ اور شاملہ وبالتوفیق وہو المستعان پھر اللہ سبحانہ نے منافقون سے حکایت کیا کہ انہون جب بجا لانا اللہ کے حکم کو تو انہون نے قسمین کھائین کہ اگر رسول ہمکو غزو کی طرف نکلنے کا حکم کرے تو ہم ضرور نکلین اور فرمایا وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَئِنْ اَمَرْتَھُمْ لَیَخْرُجُنَّ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا طَاعَۃٌ مَّعْرُوْفَۃٌ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْہِ مَا حُمِّلَ وَعَلَیْکُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝ اور قسمین کھاتے ہین اللہ کی اپنی تاکید کی قسمین کہ اگر تو حکم کرے تو سب کچھ چھوڑ نکلین تو کہہ قسمین نہ کھاؤ فرمانبرداری چاہیے جو دستور ہے البتہ اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم سونہ پھیرو گے تو اسکا ذمہ ہے جو بوجھ اسپر رکھا اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تمپر رکھا اور اگر اسکا کہا مانو تو راہ پاؤ اور پیغام والیکا ذمہ نہین مگر پہونچا دینا کھولکر ف اللہ تعالی منافقون سے خبر دیتا ہے

جو قسمین کہاتے ہے حضرت صلعم اور آلہ وسلم کے روبرو اور کہتے اگر تو ہم کو حکم کرے تو ہم سب کچھ چھوڑ نکلیں اللہ نے
جواب مین فرمایا تو کہدے کہ قسمین نہ کہاؤ تمہاری طاعت تو مشہور ہے یعنے تمہاری طاعت معلوم ہو چکی ہے اور یہ
تمہاری مونہ کی بات ہو جبکہ ہم عمل نہین کروگے اور جب تم قسمین کہاتے ہو جھوٹ بولتے ہو کما قال تعالی یَحْلِفُوْنَ
لَکُمْ لِتَرْضَوْا عَنْھُمْ یعنے قسمین کہاتے ہین تمہارے خوش کرنے کیواسطے فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْھُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا
یَرْضٰی عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ یعنے اگر تم ان سے خوش ہو جاؤ تو اللہ تو خوش نہین ہوتا بے حکم لوگون سے اور جیسے
فرمایا اِتَّخَذُوْٓا اَیْمَانَھُمْ جُنَّۃً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنَّھُمْ سَآءَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ یعنے کسی ہین اپنی
قسمین ڈہال بناکر پھر روکتے ہین اللہ کی راہ سے یہ لوگ برے کام ہین جو کر رہے ہین یعنے وہ قابل نہین عرض کو کہتے
ہین) اور انکی سجیت اور طبیعت مین جھوٹ مخلوق ہوا ہے یہانتک کہ انپے مختار امرون مین بھی جھوٹ بولتے ہین
کما قال تعالی اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نَافَقُوْا یَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِھِمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ
لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَکُمْ وَلَا نُطِیْعُ فِیْکُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّکُمْ وَاللّٰہُ
یَشْھَدُ اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا یَخْرُجُوْنَ مَعَھُمْ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا یَنْصُرُوْنَھُمْ وَلَئِنْ
نَّصَرُوْھُمْ لَیُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ یعنے تو نے نہین دیکھے وہ جو دغا باز ہین کہتے ہین اپنے بھائیون
کو جو منکر ہین کتاب والون مین سے اگر کوئی تم کو نکالدیگا تو ہم بھی نکلینگے تمہارے ساتھہ اور کبھی نہ مانینگے کسی کا
تمہارے حق مین کبھی اور اگر تم سے لڑائی ہوگی تو ہم تمہاری مدد کرینگے اور اللہ گواہی دیتا ہے وہ جھوٹے ہین اگر وہ
نکالے جاوین گے یہ نہ نکلینگے انکے ساتھہ اور اگر انسے لڑائی ہوگی یہ نہ مدد کرین گے انکی اور اگر مدد کرین گے تو
بھاگین گے پیٹہ دیکر پھر کہین نہ مدد پاوین گے بعض نے کہا طاعۃ معروفہ کے یہ معنے ہین کہ قسمین نہ کہاؤ اور دستور
کے موافق حکم برداری کرو حلف اور اقسام کے سوا جیسے اللہ اور اسکے رسول کو مومن الطاعت کرتے ہین بلا
حلف پھر تم بھی ویسے ہی ہو جاؤ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ البتہ اللہ کو خبر ہے تمہاری اور ان لوگون کی جو
اطاعت کرتے ہین اسکی پھر قسمین کہانی اور طاعت کا اظہار حالانکہ دل اسکے خلاف ہو مخلوق اسکے ساتھہ دیکھا
کہا جاتی ہے ولکن خالق مخلوقات تو سراسر خفیہ سے خبردار ہے اسپر مخلوق کے افعال اعمال سے کوئی شے مخفی نہین
ہے وہ اپنے بندون کے دلون کا خبیر ہے اگرچہ وہ دل کے خلاف ظاہر کرین پھر اللہ تعالی نے فرمایا قل اطیعوا اللہ
و اطیعوا الرسول یعنے کتاب اللہ اور اسکے رسول کی سنت کی اتباع کرو علیہ ما حمل سے ابلاغ رسالت اور ادا
امانت مراد ہے اور علیکم ما حملتم سے اسکا قبول کرنا اور اسکی تعظیم اور اسکے مقتضی کے ساتھہ قیام مراد ہے اور

یہ جو فرمایا وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا تو یہ اسواسطے کہ وہ صراط مستقیم کیطرف بلاتا ہے اس نجات کی راہ کی طرف جو
کے ملک میں ہے جو ہے آسمان میں اور جو ہے زمین میں اور خرابی ہے منکرون کو ایک سخت عذاب سے اور یہ جو اللہ نے
فرمایا مَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ تو یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کیطرح ہے وَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ وَ
عَلَیْنَا الْحِسَابُ یعنے تیرا ذمہ پہونچا دینا ہے اور ہماری ذمہ حساب لینا اور جیسے فرمایا فَذَكِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ
لَسْتَ عَلَیْهِمْ بِمُصَیْطِرٍ یعنے تو سمجھاتا کر اکراہ نہیں ہے سمجھانا لوگونمیں اپنے ذمہ لیا روزہ کما روی عن ابن عباس قولہ اَوْحٰی
اللّٰهُ اِلٰی نَبِیٍّ مِّنْ اَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ یُقَالُ لَهٗ شَمْعَیَا اَنْ قُمْ فِیْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ فَاِنِّیْ سَاُطْلِقُ
لِسَانَكَ بِوَحْیٍ فَقَامَ فَقَالَ یَا سَمَآءُ اِسْمَعِیْ وَیَا اَرْضُ اَنْصِتِیْ فَاِنَّ اللّٰهَ یُرِیْدُ اَنْ یَّقْضِیَ شَنَاقَ
یُدَبِّرُ اَمْرًا هُوَ مُنْفِذُهٗ اَنَّهٗ یُرِیْدُ اَنْ یُّحَوِّلَ الرِّیْفَ اِلَی الْفَلَاةِ وَالْاِجَامَ فِی الْعِطَانِ وَالْاَنْهَارَ
فِی الْفَیَافِیْ وَالتَّفَرُّقَ فِی الْفِرَاقِ وَالْمُلْكَ فِی الرُّعَاةِ وَیُرِیْدُ اَنْ یَّبْعَثَ اُمِّیًّا مِّنَ الْاُمِّیِّیْنَ لَیْسَ
بِفَظٍّ وَّلَا سَخَّابٍ فِی الْاَسْوَاقِ لَوْ مَرَّ عَلَی الْبَرَاجِمِ لَمْ یُطْفِئْ مِنْ سَكِیْنَتِهٖ وَلَوْ مَشٰی عَلَی الْقَصَبِ
الْیَابِسِ لَمْ یُسْمَعْ مِنْ تَحْتِ قَدَمَیْهِ اَبْعَثُهٗ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا لَا یَقُوْلُ الْخَنَا یَفْتَحُ بِهٖ اَعْیُنًا عُمْیًا وَّ
اٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا وَّاَسُدُّهٗ بِكُلِّ اَمْرٍ جَمِیْلٍ وَاَهَبُ لَهٗ كُلَّ خُلُقٍ كَرِیْمٍ وَّاَجْعَلُ
السَّكِیْنَةَ لِبَاسَهٗ وَالْبِرَّ شِعَارَهٗ وَالتَّقْوٰی ضَمِیْرَهٗ وَالْحِكْمَةَ مَنْطِقَهٗ وَالصِّدْقَ وَالْوَفَآءَ طَبِیْعَتَهٗ
وَالْعَفْوَ وَالْمَعْرُوْفَ خُلُقَهٗ وَالْخَیْرَ سَجِیَّتَهٗ وَالْعَدْلَ سِیْرَتَهٗ وَالْهُدٰی اِمَامَهٗ وَالْاِسْلَامَ مِلَّتَهٗ
وَاَحْمَدَ اِسْمَهٗ اَهْدِیْ بِهٖ بَعْدَ الضَّلَالَةِ وَاَرْفَعُ بِهٖ بَعْدَ الْخَمَالَةِ وَاُعَرِّفُ بِهِ النَّكِرَةَ وَاُكَثِّرُ
بِهٖ بَعْدَ الْقِلَّةِ وَاُغْنِیْ بِهٖ بَعْدَ الْعَیْلَةِ وَاَجْمَعُ بِهٖ بَعْدَ الْفُرْقَةِ وَاُؤَلِّفُ بِهٖ بَیْنَ اُمَمٍ مُّتَفَرِّقَةٍ
وَقُلُوْبٍ مُّخْتَلِفَةٍ وَاَهْوَآءٍ مُّتَشَتِّتَةٍ وَاَسْتَنْقِذُ بِهٖ فِئَامًا مِّنَ النَّاسِ عَظِیْمًا مِّنَ الْهَلَكَةِ وَاَجْعَلُ
اُمَّتَهٗ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ مُوَحِّدِیْنَ مُخْلِصِیْنَ
مُصَدِّقِیْنَ بِمَا جَآءَتْ بِهِ الرُّسُلُ یعنے اور دحی کی نبی اسرائیل کے پیمبرون میں سے ایک پیمبر کیطرف
جسکا نام شیا تھا کہ تو اٹھ نبی اسرائیل میں میں تیری زبان کو چلاؤں گا وحی کے ساتھ حضرت شعیا اٹھے اور فرمایا
اے آسمان سن لے اور اے زمین چپکر پس البتہ اللہ چاہتا ہے ایک دھندی کا جاری کرنا اور ایک کام کی تدبیر کہ
وہ اسکو نافذ کرنے والا ہے اس نے چاہا ہے کہ حوالہ کرے اور سپرد کرے زراعت کو اس جنگل کیطرف اور
درختون کی انبوہی کو پست زمین کیطرف اور ندیون کو جنگلون کیطرف اور کینہ کو مفلسون میں اور سلطنت

کو چراغ ہون مین اور اس نے چاہا ہے کہ بھیجے ایک اُسی کو آن پڑ ہون مین جو نہ ہوگا وہ (یعنی) می سخت گرا در سخت دل اور نہ شور کرنیوالا بازارون مین اگر (بالفرض) وہ گذرے گا چراغ کے پاس سے تو نہ بجھے گا وہ چراغ بسبب اسکی سکینت کے اور اگر خشک سے پر سے گذریگا تو بھی اسکے پاؤن کی آہٹ سنائی نہ دیگی بھیجے گا اللہ اسکو خوشی سنانے کے لیے اور ڈرانیکے لیے بیہودہ نہ بولیگا کھولدیگا اسکی وجہ سے اندھی آنکھون کو اور بہرے کانون کو اور ان دلون کو جنپر غلاف ہین اور سرامر جمیل کے ساتھ اسکو استوار کرے گا اور طیار کریگا اسکے واسطے ہر عمدہ خصلت اور کریگا سکینۃ کو اسکا لباس اور نیکی کو اسکا شعار ..... اور رکھیگا تقوی کو اسکے دل مین اور اسکے بولنے مین سمجھ اور اسکی طبیعت مین سچائی اور وفا اور اسکی پیدایش مین (یا اسکی خو مین) صافی اور بھلائی اور کریگا اسکی شریعت کو درست اور بنا دیگا اسکی سیرت کو انصاف اور ہدایت کو اسکا پیشوا اور اسلام کو اسکا دین اور رکھیگا اسکا نام احمد راہ دیگا لوگون کو اسکے ساتھ گراہی کے پیچھے اور خبردار کریگا اسکے ساتھ جہالت کے بعد اور بلند کرے گا اسکے ساتھ گمنامی کے بعد اور پہچنوائے گا اسکے ساتھ اوپری چیزون کو ادبہت کرے گا اسکے ساتھ کمی کے بعد اور تونگر کرے گا اسکے ساتھ مفلسی کے پیچھے اور اتفاق ڈالیگا اسکے ساتھ جدائے کے بعد اور الفت ڈالیگا اسکے ساتھ متفرق استون اور مختلف دلون اور جدا جدا جادن مین اور نکال لیگا اسکے ساتھ بڑی بڑی گروہون کو ہلاکت سے اور کرے گا اسکی امت کو سب امتون سے بہتر جو پیدا ہوے ہین لوگون مین حکم کرے گی لوگون کو پسندیدہ کا اور منع کرے گی ناپسندیدہ سے اللہ کو ایک جانتے ہونگے (اسکی ذات وصفات و افعال مین) ایمان لائی ہونگے (اللہ پر) اخلاص کرنیوالے (اللہ کے لیے) تصدیق کرنیوالے اسچیز کی جسکو رسول لائے (اللہ کے پاس سے) (رواہ ابن ابی حاتم) فتح کا بیان یہ ہے جہد یمن سے اپنی طاقت کے موافق قسمین کہانا مراد ہے بعض نے کہا جہد یمن سے صرف اللہ کی قسم کہانا مراد ہے زعیر کی اور چونکہ انکا یہ مقالہ کہ اگر تو ہمکو خبر دی جہاد کی طرف نکلنے کی قوہم ضرور سب کچھ چھوڑ نکلینگے جھوٹا تھا اور انکی قسمین فاجرہ تو اللہ نے اپنے زجر فرمایا اور فرمایا قل لا تقسموا یعنے جس طاعت کا تم حکم کیے جاتے ہو اسکے کرنے پر قسمین نہ کھاؤ اور کلام یہان ختم ہوگئی اور جملہ طاعۃ معروفۃ مستانفہ ہے یعنے انکی طاعت طاعت معروفہ ہے اسطرح کہ جو کچھ کرتے ہین نفاق کے طور پر کرتے ہین نہ اعتقاد و ایمان سے بعض نے کہا معنے یہ ہین طاعت کے ساتھ زیادہ مناسبت ہے تمہارے ایمان سے بعض نے کہا معنے یہ ہین تم کو طاعت بجا لانا چاہیے بعض نے کہا معنے یہ ہین جو امر تم سے طلب کیا جاتا ہے وہ طاعت معروفہ معلومہ ہے جس مین شک و ریب نہ ہو اور بعض نے طاعت کو منصوب پڑہا اسوقت معنی یہ ہونگے

اَطِيْعُوْا طَاعَةٌ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ یعنے اسکو خبر ہے جو تم زبان سے طاعت بجالانیکا اقرار کرتے ہو اور دلون مین اسکے خلاف بھائی ہو اور یہ اُنکی طاعت کی طاعت منافقانہ ہونیکی علت ہی یہ ایسا سبحانہ نے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ اُنکو حکم کرے اللہ کی طاعت اور اُسکی رسول کی طاعت کا اور فرمایا قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ یعنے ظاہرا باطنا خلوص اعتقاد اور نیت صحیحہ کے ساتھ اللہ اور اسکے رسول کی طاعت بجالاؤ اور فاذ تولوا مین خطاب ماموربن کو ہے اور اس مین التفات ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب سے اُنکے خطاب کی طرف اپنے امر کی تاکید کے واسطے اور اُنکی طاعت اور انقیاد کی طرف ہدایت کرنیکے ساتھ اہتمام کے لیے اور شرط کا جواب اللہ کا یہ قول ہے فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ یعنے نبی پر تبلیغ کا بوجھ ہے اور تم پر اسکی تبلیغ کی طاعت اور اجابت کا بوجھ ہے اور تم نے اس بوجھ کو نہین اتارا اور اس مین وعید ہے اُنکے لیے پھر فرمایا اگر تم اسکا کہا مانو اور نہی مین تو راہ یاؤ حق کی طرف اور حاصل کرو خیر کو اور مستحق ہو جاؤ ثواب کے وائل حضرمی کہتے ہین زید بن سلم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی یا حضرت فرمایئے اگر ہمارے اوپر ایسے حاکم ہون جو ہم سے اپنا حق لے لیوین اور ہمارا حق ہمکو نہ دیوین فرمایا فَاِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوْا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ یعنے اُنکو ذمہ ہے وہ بوجھ جو اُنپر رکھا ہے اور تم پر وہ بوجھ جو تم پر رکھا ہے اخرجہ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُمَا عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ الْحَضْرَمِيِّ جابر سے بروجہ اِکَیا اگر محبوب حاکم فاجر ہو اور مین ملون اسکے ساتھ گمراہ لوگون کو کیا مین اسکے ہمراہ ہوکر لڑائی کرون فرمایا لڑائی کر گمراہ لوگون کے ساتھ جہان تو اُنکو پاوے اور امام ذمہ دار ہے اس بوجھ کا جو اُسپر رکھا گیا ہے اور تم ذمہ دار ہو اسکے جو تم پر رکھا گیا ہے اور جملہ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ کا مضمون پہلے مضمون کو ثابت کرتا ہے اور لام الرسول مین عہد کے لیئے ہے اسصورت مین رسول سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہونگے یا جنس کے لیے اسصورت مین رسل سے کل رسول مراد ہونگے اور بلاغ مبین تبلیغ واضح یا موضح مراد ہے اور معنے یہ ہین رسول جن بات کا ذمہ دار تھا اُسنے اپنا ذمہ اتار دیا اب تم بھی جن بات کے ذمہ دار ہو اپنا ذمہ اتارو وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم مین ایمان لائے ہین اور کیے ہین نیک کام البتہ پیچھے حاکم کرے گا اُنکو ملک مین جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلون کو

اور جما دیگا انکو دین انکا جو پسند کردیا انکو اور دیگا انکو ڈر کے بدلا امن میری بندگی کرین گے شریک نہ کرینگے میرا کوئی اور جو کوئی ناشکری کریگا اس پیچھے سو وہی لوگ ہین بے حکم ف اس آیت مین خطاب فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے لوگون کو جو ان مین نیک ہین پیچھے انکو حکومت دیگا اور جو دین پسند ہی انکے ہاتھ سے قائم کرے گا اور وہ بندگی کرین گے بغیر شرک کے یہ چارون خلیفون سے ہوا پہلے خلیفون سے اور زیادہ پر جو کوئی اس نعمت کی ناشکری کرے انکو بے حکم فرمایا جو کوئی انکی خلافت سے منکر ہوا اسکا حال سمجھا گیا ف یہ اللہ تعالی نے وعدہ کیا ہے اپنے پیغمبر صلوات اللہ علیہ وسلامہ کے ساتھ اسبات کا کہ وہ انکو عنقریب زمین مین نائب بناویگا اور لوگون کے امام اور امیر والی اور انہین کے ساتھ بلاد کی اصلاح ہوگی اور لوگ انکے لیے جھکین گے اور بدلے مین دیگا انکو ڈر کے پیچھے امن اور حکومت اور پورا کیا یہ وعدہ اللہ تبارک وتعالی نے وللہ الحمد والمنۃ ابھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت نہ ہوئے تھے کہ اللہ نے فتح کردیا آپکے واسطے مکہ اور خیبر اور بحرین اور عرب کا کل جزیرہ اور یمن کی ساری زمین اور لیا جزیہ (تاوان) ملک ہجر کے مجوسیون سے اور شام کے بعض اطراف سے اور ہدیہ (تحفہ) بھیجا آپ کو صلوات اللہ وسلامہ علیہ ہرقل روم کے بادشاہ نے اور مصر اور سکندریہ کے صاحب نے جسکا نام مقوقس تھا اور عمان کے بادشاہون نے اور نجاشی نے جو حبش کے ملک کا بادشاہ تھا جو اصحمہ کے پیچھے حبش کا مالک بنا رحمہ اللہ واکرمہ پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوگئے اور اللہ نے حضرت کے لیے اس عزت وکرامت کو پسند کیا جو اپنے پاس اس نے حضرت کے واسطے طیار کر رکھی ہی تو کٹھرا کیا خلافت کے امر کو آپکے بعد آپکے خلیفے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر جمع کیا اس نے پیچھر کو جو متفرق ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اور عرب کے جزیرے کو لشکر سنوارا اور بھیجے اسلام کے لشکر بلاد فارس کیطرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اور انکا خلیفہ اور نائب افسر کرکے پھر اونہون نے فتح کرلیا ملک فارس کا ایک ٹکڑا اور قتل کیا اہل فارس کی ایک مخلوق کو اور بھیجے اور لشکر ارض شام کیطرف اور خلیفہ بنایا انپر اور افسر کیا انکا ابوعبیدہ بن جراح کو اور ایک تیسرا لشکر بھیجا عمرو بن عاص کو دیگر بلاد مصر کی طرف تو جبش شامی کے ہاتھ سے اللہ نے ایام ابوبکر صدیق مین لصبری اور دمشق اور بلاد حوران اور اسکے ارد گرد کے بلاد فتح کروائے پھر اللہ نے اسکو فوت کیا اور پسند کیا انکو واسطے اس عزت وکرامت کو جو اسکے پاس تھی اور احسان کیا اللہ نے اہل اسلام پر بسطرح کہ دل مین ڈالا ابوبکر صدیق کے عمر فاروق کو خلیفہ کرجانا پھر کٹھرا کیا خلافت کی امر کو عمر فاروق نے ابوبکر صدیق کے بعد پوری طرح کٹھرا کرنا کہ انبیا کے بعد کسی پسے خلیفے پر فلک نے دور نہین کیا اسکی سیرت کی قوت اور اسکے کمال عدل مین پھر اُسکے ایام مین بلاد شامیہ کی فتح پوری ہوئی اور

اسیطرح دیا بصرہ کو کیا کہا فتح کیا اور فارس کے بہت بلاد اور تردید یا کسری کو اور اسکو سخت ذلیل کیا اور پہونچی اسکی سلطنت کے پرے کنارے تک اور قرد دیا قیصر کو اور کھینچ لیا اسکے ہاتھ سے بلاد شام کو یہانتک کہ قسطنطنیہ (اسلام بول) مین پہونچکر اسکے اموال کو اسکی راہ مین لوٹا یا جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی خبر دی اور وعدہ کیا اس بات کا اپنے رب کی جانب سے علیہ من ربہ اتم سلام وازکی صلوۃ پہر جب دولت عثمانیہ کا زمانہ آیا تو بہت سے گئے ممالک اسلامیہ مشارق ومغارب ارض کے پرے تک پہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فتح کیا بلاد مغرب کو جسکی نہایت اندلس ہے اور قرص اور بلاد قیروان اور بلاد سبتہ جو بحر محیط کے متصل ہین اور مشرق کیطرف سے ملک چین کے پرے تک فتح کیا اور قتل کر دیا کسری کو اور لے لیا اسکا ملک بالکل اور فتح کر لیے عراق اور خراسان اور اہواز کے شہر اور لڑائی کی مسلمانون نے ترکون کے ساتھ ایک سخت لڑائی اور اللہ نے خوار کیا انکے بڑے بادشاہ خاقان کو اور مشارق اور مغارب کا خراج آنے لگا حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کی جناب مین وذلک ببرکۃ تلاوتہ ودراستہ وجمعہ الامۃ علی حفظ القرآن یعنے اور یہ کام انکے عہد مین کیا انکی تلاوت و درست کی برکت سے اور اسطے کہ اونہون نے امت کو اکٹھا کیا قرآن مجید کی حفاظت و حراست پر علیہ الف الف تحیۃ وسلام الے یوم القیام ولہذا بخاری مین ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقہا ومغاربہا وسیبلغ ملک امتی ما زوی لی منہا یعنے اللہ نے جمع کر دی میرے واسطے زمین تو مین نے دیکہ لیے اسکے مشارق اور مغارب اور میری امت کی حکومت ہانتک پہونچ جاویگی جہانتک زمین کو میرے واسطے سمیٹا گیا فہا نحن منتقلب فیما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ فقال اللہ الایمان بہ ورسولہ والقیام بشلوہ علی الوجہ الذی یرضیہ عنا حارث بن ہمام کہتے ہین مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے ہمیشہ لوگون کا امر (یعنے خلافت) جاری رہیگا جبتک بارہ[۱۲] مرد انکے والی بنین اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور بات فرمائی جو مجہ پر چھپی رہی تو مینے اپنے باپ سے پوچہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تو وہ بولا آپنے فرمایا وہ سب کے سب قریش مین سے ہونگے رواہ مسلم بن الحجاج فی صحیحہ ورواہ البخاری من حدیث شعبۃ عن عبد الملک بن عمیر یہ اور مسلم کی روایت مین ہے یہ حدیث آپنے اسدن بیان فرمای جسدن ماعز مالک کے بیٹے کو رجم کیا گیا اور اسکے ساتھ آپنے اور بہی باتین بیان کین اور حدیث مین دلیل ہے کہ بارہ خلیفون کا ہونا ضروری ولابدی امر ہے اور یہ خلیفہ دوشیعہ

کے بارہ امام نہین ہین کیونکہ بیت ان مین سے ایسے تھے کہ وہ وقت کے حاکم نہ تھے اور رہے یہ یاران خلیفے جن کی
بابت احدیث مین بشارت اور پیشگوئی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے تو یہ تو حاکم ہونگے پر انصاف کرینگے
اور انکی بشارت گذشتہ کتابون مین بھی آئی ہے پھر انکا پیدر پے آنا ضروری نہین ہے بلکہ انکا وجود دست مین
منتشر بھی ہوگا اور متفرق بھی ان مین سے چار خلیفون کا وجود تو علی الترتیب پایا گیا اور وہ ابوبکر عمر پھر عثمان پھر علی رضوان اللہ علیہم اجمعین پھر انکے بعد فترت کا زمانہ آیا پھر ان مین سے جسکا ہونا مقدر تھا وہ ہوا پھر ان مین سے جو باقی ہین وہ اپنے اپنے وقت مین موجود ہوتے جاوینگے انمین سے ہونگے امام مہدی جنکا نام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کے مطابق ہوگا اور اسکی کنیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہوگی وہ بھر دیگا زمین کو عدل اور انصاف کے ساتھ جیسے اسکے پہلے ظلم وستم کے ساتھ بھری ہوگی سفینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام آزاد سے مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ ثم تکون ملکا عضوضا یعنے میری پیچھے تیس سال تک تو خلافت ہی ہوگی (یعنے میری چال پر چلینگے) پھر ہوگی بادشاہت کاٹ کاٹ کھانیوالی رواہ الامام احمد وابوداؤد والترمذی اور ابوالعالیہ نے اللہ تعالی کے قول وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا الآیہ کی تفسیر مین روایت کیا کہ حضرتؐ اور آپکے اصحاب مکہ مین دس سال تک ہے بلاتے تھے اللہ کیطرف اور اللہ کی عبادت کی طرف جو اکیلا ہے اور اسکا کوئی شریک نہین ہے جہپ چھپکر اور وہ ڈرتے تھے اسکو لڑائی کا حکم نہ ہوا یہانتک کہ اسکو حکم ہوا مدینہ کیطرف ہجرت کرنیکا پھر وہ آئے مدینہ مین اور اسکو حکم کیا اللہ نے لڑائی کا اور وہ وہان بھی خائف تھے شام کرتے سلحدار اور صبح کرتے سلحدار پھر جبکہ اسے نوچا اسیحال مین ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے ایک شخص بولا یا رسول اللہ آبد الدھر نحن خائفون ھکذا امایاتی علینا یوم ولنا من فیہ وضع السلاح یعنے یارسول اللہ کیا ہم ہمیشہ اسیطرح خائف رہینگے کیا ہمپر ایسا زمانہ نہ آویگا جس مین ہم بے ڈر ہوینگے اور ہتیارون کو رکھدینگے پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہرگز نہ صبر کروگے مگر تھوڑا سا یہانتک کہ بیٹھے گا ایک آدمی خیمہ مین سے بڑی جماعت مین گوٹ مار بیٹھنے والا نہ ہوگا اس مجلس مین لوہے (کا ہتیار) اور اللہ نے اس آیت کو اتارا پھر غالب کیا اللہ نے اپنے نبی کو جزیرہ عرب پر پھر وہ با امن ہوئے اور رکھدیے ہتیار پھر اللہ تعالے نے غالب کیا اپنے پیغمبر کو پھر صحابہ اسیطرح با امن رہے

ابوبکرؓ و عمر اور عثمانؓ کی خلافت مین بہانتک کہ واقع ہوئی اس چیز مین کہ واقع ہوے پھر داخل ہوا انپر خوف پھر ٹہیرائے اونہون نے معاہدی (اور کہین اونہون نے مصلحین) اور انہون نے بدلدیا پہلی حالت کو) پھر بدل گئی انکی حالت کہا بعض سلف نے ابوبکرؓ اور عمرؓ فاروق کی خلافت کتاب اللہ سے ثابت ہی پھر اس آیت کو پڑہا کہا برادرین عذب سے اتری یہ آیت اور ہم سخت خوف مین تہے اور یہ کہ یہ اللہ تعالی کے اس قول کیطرح ہے وَاذْكُرُوٓا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَىٰكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ یعنے اور یاد کرو جسوقت تم تھوڑے تہے مغلوب پڑے ہوے ملک مین ڈرتے تہے کہ اوچک لین تمکو لوگ پہر اس نے تمکو جگہہ دی اور زور دیا تم کو اپنی مدد کے ساتھہ اور روزی دی تمکو ستہری چیزین شاید تم حق مانو اور اللہ کا قول کما اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ویسا ہی ہے جیسے اللہ نے موسی علیہ السلام سے حکایت کیا کہ اونہون نے فرمایا اپنی قوم کو عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ یعنے کہا موسیٰ نے نزدیک ہے کہ رب تمہارا کہپاوے تمہارے دشمن کو اور نائب کرے تمکو ملک مین پہر دیکہے تم کیسا کام کرتے ہو اور جیسے فرمایا وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُم مَّا كَانُوا يَحْذَرُونَ یعنے ہم چاہتے ہین کہ احسان کرین انپر جو کمزور پڑے تہے ملک مین اور کردین انکو سردار اور کردین انکو وارث اور جماوین انکو ملک مین اور دکہادین فرعون اور ہامان کو اور انکے لشکرون کو انکے ہاتہہ سے جس چیز کا خطرہ رکہتے تہے اور یہ جو فرمایا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ تو یہ ویسا ہی جیسے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدی بن حاتم کو جب وہ آپ کے پاس آیا اَلَمْ تَرَ الْحِيرَةَ قَالَ لَمْ أَرَهَا وَلَكِنْ قَدْ سَمِعْتُ بِهَا قَالَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُتِمَّنَّ اللهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى تَخْرُجَ الظَّعِينَةُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْبَيْتِ بِغَيْرِ جِوَارِ أَحَدٍ وَلَيُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرَى ابْنِ هُرْمُزَ قُلْتُ كِسْرَى ابْنِ هُرْمُزَ قَالَ نَعَمْ كِسْرَى ابْنِ هُرْمُزَ وَلَيُبْذَلَنَّ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ قَالَ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ فَهَذِهِ الظَّعِينَةُ تَخْرُجُ مِنَ الْحِيرَةِ فَتَطُوفُ بِالْبَيْتِ فِي غَيْرِ جِوَارِ أَحَدٍ وَلَقَدْ كُنْتُ فِيمَنِ افْتَتَحَ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَكُونَنَّ الثَّالِثَةُ لِأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَهَا یعنے تو پہجانتا ہے حیرہ شہر کو (یعنے تو نے حیرہ شہر کو دیکہا ہے) عدی بولا نہین یا حضرت یعنے اسکو نہین پہچانتا (یعنے نہین دیکہا) لیکن اس شہر کا نام سنا ہی فرمایا حضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہر اس ذات کی قسم جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے ضرور پورا ہوگا یہ دین تو کہ لکھیگی عورت حیرہ سے اور آکر اس گہر کا طواف کریگی کسی کی مدد کے سوا اور ضرور مفتوح ہونگے کسری بن ہرمز کے خزانے مین نے عرض کی کسری بن ہرمز کا بیٹا فرمایا ہان کسری بن ہرمز اور ضرور بھر جائیگا مال تو کہ نہ قبول کریگا اسکو کوئی کہا عدی بن حاتم نے پہر یہ عورت نکلتی ہے حیرہ سے اور آکر کسی کی مدد کے سوا اس گہر کا طواف کرتی ہے اور البتہ تہا مین ان لوگون مین جنہون نے کسری بن ہرمز کے خزانے فتح کیے اس ذات کی قسم جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے ضرور تیسری بات بہی ہوگی کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو فرمایا ابو العالیہ اُبی بن کعب سے راوی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بشر ہذہ الامۃ بالسناء والرفعۃ والدین والنصر والتمکین فی الارض فمن عمل منہم عمل الاخرۃ للدنیا لم یکن لہ فی الاخرۃ نصیب یعنے بشارت دی گئی ہے اس امت کو روشنائی اور بلندی اور دین اور مدد اور زمین مین سلطنت کے ساتھہ پہر جو شخص ان مین سے آخرت کا کام دنیا کے واسطے کریگا اسکا آخرت مین کوئی حصہ نہ ہوگا رواہ الامام احمد اور اللہ تعالی کے قول یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا کی تفسیر مین انس نے معاذ بن جبل سے روایت کیا کہ مین ایک وقت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ردیف تہا گدہے پر نہ تہا میرے درمیان اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان مگر کاٹھی کی پچھلی لکڑی فرمایا اے معاذ مینے عرض کی مین حاضر ہون یا رسول اللہ اور دوبارہ حاضر ہون معاذ نے کہا پہر چلے حضرت ایک گڑی پہر فرمایا اے معاذ مینے عرض کی حاضر ہون یا رسول اللہ اور دوبارہ حاضر ہون فرمایا ھل تدری ما حق اللہ علی العباد قلت اللہ ورسولہ اعلم قال حق اللہ علی العباد ان یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیئا یعنے بہلا تو جانتا ہے اللہ تعالی کا بندون پر کیا حق ہے مینے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے فرمایا اللہ کا حق بندون پر یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرین اور نہ شریک بناوین اسکے ساتھہ کسی چیز کو معاذ نے کہا پہر آپنے ایک گڑی تک سیر کیا پہر فرمایا اے معاذ جبل کے بیٹے مینے عرض کی حاضر ہون یا رسول اللہ اور بار بار حاضر ہون فرمایا ھل تدری ما حق العباد علی اللہ اذا فعلوا ذلک قال قلت اللہ ورسولہ اعلم قال فان حق العباد علی اللہ ان لا یعذبہم یعنے کیا تو جانتا ہے بندون کا اللہ پر کیا حق ہے جب وہ اللہ کا حق ادا کرین معاذ نے کہا مین نے عرض کی اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے فرمایا بندون کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ انکو عذاب نہ کرے اخرجاہ فی الصحیحین من حدیث قتادۃ اور جو فرمایا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفسقون یعنے جو شخص نکل جاوے اسکے بعد اللہ کی طاعت سے تو وہ اپنے رب کے امر سے نکل گیا اور اسکا اتنا ہی گناہ کافی ہے

پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے بڑھکر اللہ کے حکم پر قیام کرنے والے تھے اور سب سے بڑھکر اللہ تعالیٰ کے تابعدار اور انکی مدد انکی نیتوں کے موافق ہوتی تھی تو اونہوں نے ظاہر کیا اللہ کا کلمہ اور بالا کیا اللہ کا قول مشارق اور مغارب مین اور مدد کی انکی اللہ نے بڑی مدد اور حاکم ہوئے تمام بلاد اور عباد کے اور جب کہ مقصد کیا ان کے بعد لوگون نے بعض اوامر کے قیام مین تو انکی مدد بھی انکی نیتون اور عملون کے مطابق ناقص ہی ولکن البتہ ثابت ہوئی ہے یہ حدیث صحیحین مین کئی طریق سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ ظَاهِرِیْنَ عَلَى الْحَقِّ لَا یَضُرُّهُمْ مَّنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ یعنے میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر غالب ہیگی نہ نقصان پہنچا گا جو انکو خوار کرنا چاہے اور نہ وہ جو انکی مخالفت کریگا قیامت کے دن تک اور ایک روایت مین ہے یہانتک کہ اللہ کا امر آوے اور وہ اسیحال پر ہون اور ایک روایت مین ہے تو کہ وہ لڑائی کرین دجال سے اور ایک روایت مین ہے تو کہ اترے گا عیسےٰ مریم کا بیٹا اور وہ غالب ہونگے اور یہ سب روایتین صحیح ہین اور ان مین کوئی تعارض نہین ہے انتہی کلامہ ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہ آیت مین خطاب ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اور ان لوگون کو جو آپکے ساتھ تھے اور مِنْ بیان کے لیے ہے بعض نے کہا مِنْ تبعیضیہ ہے اور یہ جملہ اس مضمون کو تاکید کیلئے ہے کہ انکی طاعت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے انکی ہدایت کا سبب ہے اور یہ اللہ سبحانہ کا وعدہ ہے اسکے ساتھ جو اسکے ساتھ ایمان لاوے اور اعمال صالحات بجالاوے کہ انکو خلیفہ بناویگا جیسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ یعنے ضرور انکو کفار کے جانشین کریگا اور یہ وعدہ جمیع امت کو شامل ہے بعض لوگ کہا صحابہ سے خاص ہے اور اسکی کوئی وجہ نہین ہے کیونکہ ایمان اور اعمال صالحہ کچھ صحابہ ہی کے ساتھ خاص نہین ہے بلکہ ممکن ہے اسکا واقع ہونا اس امت کے ہر فرد سے اور جس نے کتاب وسنت پر عمل کیا اس نے اطاعت اللہ کی اور اسکے رسول کی اور لام لیستخلفنھم مین جواب ہے قسم محذوف کا یا جواب ہے وعد کا اور وعدہ کو اظہار ہے قسم کی جایجا کیونکہ یہ وعدہ لامحالہ ناچار پورا ہونیوالا ہے اور معنی یہ ہین کہ ضرور انکو کرے گا زمین مین نائب تصرف کرین گے جیسے مالک اپنی مملوکات مین تصرف کرتے ہین اور اس شخص کا قول بہت بعید ہے جو کہتا ہے کہ یہ وعدہ خاص ہے خلفاء اربعہ کے ساتھ یا مہاجرین کے ساتھ یا یہ کہ مراد ارض سے ارض مکہ ہے اور تو پہچان چکا کہ اعتبار الفاظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ سبب خاص کا کما ابن عربی نے ارض سے بلاد عرب اور عجم مراد ہین اور یہی صحیح ہے کیونکہ مکہ کی زمین مہاجرین پر حرام نہی حدیث صحیح مین آیا ہے لٰکِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ یَرْثِیْ لَهُ رَسُوْلُ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان توفی بمکۃ لکن افسوس ہی سعد بن خولہ کی بابت راوی کہتا ہے یہ مرثیہ ہی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسکے لیے اسلیے کہ وہ مہاجر تہا اور مکہ مین مرگیا اور دوسری صحیح حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت فرمایا یمکث المہاجر بمکۃ بعد قضاء نسکہ ثلاثا یعنے مہاجر مکہ مین اپنا حج ادا کرکے تین دن رہ سکتا ہے اور ظاہر اسکے قول کما استخلف الذین من قبلہم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ الذین من قبلہم سے ہروہ امت مراد ہے جسکو اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نائب بنایا تو الذین من قبلہم سے صرف بنی اسرائیل ہی مراد نہ ہونگے اور نہ اور کوئی خاص امت دوسری کو سوا اور جملہ ولیمکنن لہم الذی ارتضی لہم معطوف ہے لیستخلفنہم پر داخل ہے اسکے حکم کے نیچے اور یہ بھی محل جواب ہے اور تمکین سے تثبیت اور تقریر مراد ہے اور معنے یہ ہین کہ اللہ کردے گا ان کو ثابت مقرر اور قراری دیگا انکو بلاد مین پہر وہ اسکے مالک ہوجاوینگے اور غالب ہوجاوینگا انکا دین سب دینون پر اور مراد دین سے یہان اسلام ہی جیسے اللہ کے قول ورضیت لکم الاسلام دینا مین اللہ سبحانہ نے پہلا انکے استخلاف کو بیان کیا اور استخلاف سے انکا بادشاہ ہونا مراد ہے پہر تمکین کو ثانیا بیان کیا تو اس سے یہ فائدہ نکلا کہ یہ استخلاف انکا عارضی طور پر نہ ہوگا بلکہ استقرار اور ثبوت کے طور پر ہوگا اسطرح کہ ہوگا ملک انکے واسطے اور انکی اولاد کے واسطے اور جملہ ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا کا عطف پہلے جملہ پر ہے اور اسکو ابدال اور تبدیل دونون سے پڑہا گیا ہے اور یہ دونو لفظین ہین اس لفظ مین تو نہار کی زیادت دلالت کرتی ہے زیادت معنے پر اسصورت مین قرات تشدید کو ترجیح ہوگی قرات تخفیف پر اور تغلب نے خیال کیا کہ اندونون کے درمیان فرق ہی اور وہ یہ کہ تبدیل بولا جاتا ہے تغییر کے قائم مقام اور ابدال کہتے ہین ایک شے کے ازالہ کو اور اسکے جگہ کسی اور چیز کے کہنی کو نحاس نے کہا اور یہ قول صحیح ہے اور معنے یہ ہین کہ اللہ سبحانہ انکی خوف کی جگہ امن کو رکہدیگا اور چلے جاوینگے اسنے خوف کے اسباب جن مین وہ ہین اسطرح کہ نہ ڈرینگے مگر اللہ سبحانہ سے نہ آس رکہینگے مگر اسی کی اور البتہ تہے مسلمان ہجرت سے پہلے اور پیچہے تہوڑے مشرکون ہی سخت خوف مین نکلتے مگر ہتیار لگاکر اور صبح شام نہ کرتے مگر حفاظت کی ساتہ کفار کے ضرر کے خوف سے پہر ہوگئے غایت امن و حفاظت مین اور ذلیل کردیا انکے واسطے اللہ نے مشرک شیطانون کو اور فتح کردی انکے لیے شہرا اور قدم رکہا انکا ملک مین اور قدرت دی انکو اس مین فللہ الحمد پہر ابو العالیہ کی وہی حدیث بیان کی جو مذکور ہوئی ابی بن کعب کہتے ہین جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے اور جگہ دی انکو انصار نے تو چلایا ان کو عرب نے ایک کمان سے پہروہ نہ شام

کرتے مگر سلاحدار رہکر اور کہتے ہیں لا دیکھو تو کیا ہم اس زمانہ تک جیتے رہیں گے جس میں امن ہوگا اور اطمینان ہم نہ ڈریں گے اس میں مگر اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی اور پورا کیا اللہ نے اپنا وعدہ اور غالب کیا مسلمانوں کو عرب کے جزیرہ پر اور انہوں نے فتح کیے دور سے دور مشرق اور مغرب کے شہر اور انہوں نے توڑ پھوڑ دی سلطنت اکاسرہ کی اور ملک ہوئے انکے خزانوں کے اور مستولی ہوئے دنیا پر اور اس آیت میں بڑی روشن دلیل ہے ابوبکرؓ صدیق اور باقی خلفاء راشدین کی خلافت کی صحت پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیونکہ مسلمانوں میں سے جو حاکم ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے وہ یہی تھے اور انہیں کے زمانہ میں فتوحات عظیمہ ہاتھ آئیں اور انہیں کے ایام میں کسریٰ اور قیصر کے خزانے مسلمانوں کے قبضہ میں آئے اور انہیں کے عہد میں حاصل ہوا امن اور تمکین اور دین کا ظہور سفینہ کہتے ہیں میں نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے خلافت میرے بعد تیس سال تک رہیگی راوی کہتا ہے پھر سفینہ نے ابوبکرؓ کی خلافت کو دو سال بتایا اور عمرؓ کی خلافت کو دس سال اور عثمانؓ کی خلافت کو بارہ سال اور علیؓ کی خلافت کو چھ سال علی کہتے ہیں میں نے حماد سے پوچھا جس نے سعید کو کہا کہ تو ابوبکرؓ کی خلافت دو سال یاد رکھ اور عمرؓ کی دس سال آخر تک اس کا قائل سفینہ تھا حماد بولا ہاں اسکا قائل سفینہ تھا اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ کہا علامہ ابوالطیب رحمہ نے اور اس میں اجمال ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے دو برس تین ماہ خلافت کی اور عمرؓ نے دس برس چھ ماہ خلافت کی اور عثمانؓ نے بوجہ بارہ سال اور علی علیہ السلام نے چار سال نو ماہ بصورت میں ائمہ کی خلافت کا زمانہ انتیس سال چھ ماہ ہوا اور تیس سال پورے ہوئے حسنؓ کی خلافت کے ساتھ اور انہوں نے چھ ماہ خلافت کی پھر چھوڑ دی واللہ تعالےٰ اعلم جملہ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا حال ہے متخلفین سے یا مستانفہ ہے جسکو انکی ثنا کے ضمن میں چلا یا گیا ہے بعض نے کہا عدم شرک سے اللہ کی عبادت میں ریا کا نہ کرنا مراد ہے بعض نے کہا سننے یہ ہیں نہ خوف کریں گے میرے سوا کسی سے فَاِلَّا اَبْنُ عَبَّاسٍ بعض نے کہا سننے یہ ہیں میرے سوا کسی اور کو دوست نہ کہیں گے فسق سے خروج عن الطاعت اور طغیان فی الکفر مراد ہے مجاہد نے کہا فاسقون سے عاصی لوگ مراد ہیں ابوالعالیہ کہتے ہیں اس آیت میں کفر سے کفر بامر اد نہیں ہے بلکہ جحود نعمت مراد ہے لہٰذا فرمایا اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ اور نہ فرمایا اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْکٰفِرُوْنَ اہل تفسیر نے کہا پہلے جس نے اس نعمت کا انکار کیا اور اس کے حق کا جحود کیا وہ قاتل عثمانؓ ہیں جب انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مار ڈالا تو اللہ نے انکو امن کو خوف سے بدلدیا یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے سے ڈرنے لگے اس لیے کہ بھائی بھائی سے ڈرتے تھے اور یہ قصہ معروف مشہور ہے انتہی ماقالہ الفتح وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا

الزکوٰۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون ۝ لا تحسبن الذین کفروا معجزین فی الارض
ماواھم النار ولبئس المصیر ۝ اور کھڑی رکھو نماز اور دیتی رہو زکوۃ اور حکم مین چلو رسول کے شاید تم پر
رحم ہو یہ خیال کر یہ کہ جو سنکر مین تنکا دین گے بھاگ کر ملک مین اور اسکا ٹھکانا آگ ہے اور بری جگہ ہے پہنچنے
کی ف اللہ تعالی اپنے مسلمان بندون کو اقامت نماز کا حکم کرتا ہے یعنے اپنی عبادت کا حالانکہ وہ اکیلا
ہے اسکا کوئی شریک نہین ہے اور زکوۃ کا دینے کا اور وہ احسان کرنا ہے مخلوق کے ضعیفون اور مفلسون
کے ساتھ اور یہ کہ ہمارے حکمون مین اس مین فرمانبردار اللہ کے رسول علیہ التحیہ والتسلیم کے یعنے چلنے والے اسکے
پیچھے اسچیز مین کہ اسکا اسکو حکم کیا اور اسکے ترک مین جس سے اسکو ڈرایا شاید اپنے رحم ہو اور اس مین شک نہین
ہے کہ جو شخص ایسا کرتا ہے اللہ اسپر رحم کرتا ہے جیسے فرمایا دوسری آیت مین اولئک سیرحمھم اللہ اور یہ
جو فرمایا لا تحسبن الذین کفروا معجزین فی الارض ومأواھم النار ولبئس المصیر ترجمہ
اسے آیت مین ظن مراد ہے یعنی نہ خیال کر اے محمد کہ جنہون نے تیری مخالفت کی اور تجھکو جھٹلایا وہ تنکا دینے
اللہ کو ملک مین بھاگ کر نہین رہ تنکا نہین سکتے اللہ کو بلکہ اللہ تو انا ہے انپر اور وہ عنقریب انکو اسپر سخت عذاب
کرے گا دکھہ افزایا دنیا ونہم النار ولبئس المصیر یعنے انکا ٹھکانا دوزخ ہے اور برا ہے انجام کا دون کا اور
بری ہے وہ ٹھہرنے کی جگہہ اور برا ہے بھاگنا فتح کا بیان یہ ہے کہ اقامت نماز اور ایتاء زکوۃ پر گفتگو گذر چکی
اور دوبارہ امر کیا طاعت رسول کو بعد تاکید اور اسیکی طاعت کو خاص کیا کیونکہ اسکی طاعت اللہ کی طاعت
ہے اور اسچیز کو بیان نہین کیا جس مین اسکی اطاعت کرین تعمیم کے قصد کے لیے اور خود اسکا حذف کرنا اسپر
دلیل ہے اور معجزین ہی فائتین مراد ہین یعنے اللہ کو فوت کرنیوالے قتادہ نے کہا سابقین مراد ہے یعنے
اللہ سے بڑھ جانیوالے اور جب اللہ فارغ ہوا دلائل توحید کے بیان کرنے سے تو پھر استیذان کے مسائل کی
طرف رجوع فرمایا اور یہان ایک خاص طور پر اسکا تذکرہ کیا اور فرمایا یا ایھا الذین اٰمنوا لیستاذنکم
الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلث مرات من قبل صلوٰۃ الفجر
وحین تضعون ثیابکم من الظھیرۃ ومن بعد صلوٰۃ العشاء ثلث عورات لکم لیس علیکم
ولا علیھم جناح بعدھن طوافون علیکم بعضکم علی بعض کذلک یبین اللہ لکم
الایٰت واللہ علیم حکیم ۝ واذا بلغ الاطفال منکم الحلم فلیستاذنوا کما استاذن
الذین من قبلھم کذلک یبین اللہ لکم ایتہ واللہ علیم حکیم ۝ والقواعد من النساء

الّتِی لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ وَاَنْ
یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اے ایمان والو پروانگی لین تم مین سے جو تمہارے ہاتھ کا مال ہین
اور جو نہین پہونچے تم مین عقل کی حد کو تین بار فجر کی نماز سے پہلے اور جب اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر مین
اور عشا کی نماز سے پیچھے یہ تین وقت کھلنے کے ہین تمہارے کچھ گناہ نہین نہ تم پر اور نہ انپر انکے پیچھے پھرا ہی کرتی
ہو ایک دوسرے پاس یون کہتا ہے اللہ تمہارے آگے باتین اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا **ف** ان تین
وقت مین لڑکون کو اور غلام لونڈی کو بھی پروانگی لینی چاہیے اور سارے وقتون مین صاحبت نہین **ف** اور
جب پہونچے لڑکے تم مین عقل کی حد کو ویسی پروانگی لین جیسے لیتے ہی مین ان سے اگلے یون کھول سناتا ہے اللہ
تم کو اپنی باتین اور اللہ تعالی سب جانتا ہے حکمت والا **ف** ویسی پروانگی یعنے ہر وقت جیسے جدا گھر کے
ہر وقت خبر کر کے آوین **ف** اور جو بیٹھ رہی ہین تمہاری عورتون مین جنکو توقع نہین بیاہ کی انپر گناہ نہین
کہ اتار رکھین اپنے کپڑے یہ نہین کہ دکھائی پھرین اپنا سنگار اور اس سے بھی بچین تو بہتر ہے انکو اور اللہ سب
سنتا ہے جانتا **ف** یعنے بڑھی عورتین گھر مین تھوڑے کپڑون مین رہین تو درست ہے اور پورا پردہ کہین
تو اور بہتر **ف** ان آیتون مین اللہ تعالی نے بعض ناتے والون کی بعض پر اجازت لینے کا بیان فرمایا ہے
اور ابتدا سورہ مین جو استیذان کا مسئلہ گذرا تو وہان اجانب کا استیذان مراد ہے یعنے وہان بعض
اجنبیون کے بعض پر اجازت لینے کا بیان ہے تو اللہ تعالے نے مسلمانون کو حکم کیا کہ ان سے اجازت لین
انکے غلام اور انکے وہ بچے جو ابھی تک عقل کی حد کو نہین پہونچے تین وقتون مین پہلے تو فجر کی نماز سے
پہلے کیونکہ لوگ فجر کی نماز سے پہلے اپنے اپنے فراشون مین سوتے ہوتے ہین اور دوپہر کے وقت جب لوگ
قیلولہ کیے ہون کیونکہ انسان کبھی اسوقت مین بھی کپڑے اتار کر اپنے اہل کے ساتھ صحبت کرتا ہے اور عشا
کی نماز کے پیچھے تو خادمون اور بچون کو حکم ہوا ہے کہ ان اوقات ثلاثہ مین گھر والون پر ناگہان نہ چلا جایا
کرین کیونکہ خوف ہے مرد کو اپنے اہل کے ساتھ ہونیکا یا ایسی کسی اور بات کا دلنہ افرمایا ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ
لَّکُمْ لَیْسَ عَلَیْکُمْ وَلَا عَلَیْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ یعنے یہ تین وقت تمہارے کھلنے کے ہین ان وقتون
مین آنے کے تو وہ مجاز نہین ہین اور اگر ان اوقات کے سوا کسی اور وقت مین آوین تو کچھ گناہ نہین نہ تم
آنے والون کو اور نہ انپر اگر وہ کچھ دیکھ لین تمہارا کھلا ہوا اوقات ثلاثہ کے سوا کسی اور وقت مین کیونکہ
وہ اوقات ثلاثہ کے سوا اور اوقات مین پہلے آنیکی مجاز ہین دوسرا یہ کہ آنا جانا حد درست کیسطرح تو انکا صعب

اور فرض ہے اور آنے جانے والوں کو وہ بات معاف ہے جو انکے سوا دوسروں کو معاف نہیں ہے امام مالک اور امام احمد اور اہل سنن نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا بلی کے حق میں انہا لیست بنجسۃ انہا من الطوافین علیکم او الطوافات یعنی بلی کا جوٹھا پلید نہیں ہے وہ تو تم پر آنے جانیوالوں میں سے ہے فرمایا آنے جانیوالیوں میں سے اور چونکہ یہ آیت محکمہ ہے اور اس آیت کو کسی اور آیت نے منسوخ نہیں کیا اور بہت کم لوگ اسپر عمل کرتے ہیں اس لیے کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے چھوڑ دیا ہے لوگوں نے تین آیتوں کو پہرہ نہیں عمل کرتے ایک یا ایہا الذین امنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم الآیۃ پر اور اس آیت پر جو سورہ نساء کے آخر میں ہے واذا حضر القسمۃ اولوا القربیٰ الآیۃ اور اس آیت میں جو سورہ حجرات میں ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقکم رواہ ابن ابی حاتم احمد ابن ابی حاتم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ سعید بن مسلم کی حدیث سے اور وہ ضعیف ہے عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ غالب ہوا شیطان لوگوں پر تین آیتوں میں پہرہ نہیں عمل کرتے ایک یا ایہا الذین امنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم الآیۃ پر سفیان بن عبید اللہ نے سنا ابن عباس سے کہتے تھے نہیں ہائے اس آیت کو بہت لوگوں نے اور میں تو حکم کیا کرتا ہوں اپنے چھوکری کو جو یہ کہ میرے پاس اجازت لیکر آیا کرے رواہ ابوداؤد موسیٰ بن ابی عائشہ کہتی ہیں میں نے شعبی سے آیت لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم کی بابت پوچھا تو وہ بولے یہ آیت منسوخ نہیں ہے میں نے کہا پھر لوگ تو اسپر عمل نہیں کرتے بولا اللہ المستعان یعنے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا چاہیے رواہ الثوری عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ دو مردوں نے انکو ان تین وقتوں میں اجازت لینے کی بابت پوچھا جن میں اجازت لینے کا اللہ نے قرآن مجید میں حکم کیا ہے تو ابن عباس نے کہا ان اللہ ستیر یحب الستر کان الناس لیس لہم ستور علی ابوابہم ولا حجال فی بیوتہم فربما فاجأ الرجل خادمہ او ولدہ او یتیمہ فی حجرہ وہو علی اہلہ فامرہم اللہ ان یستاذنوا فی تلک العورات التی سمی اللہ ثم جاء اللہ بعد بالستور فبسط اللہ علیہم الرزق فاتخذوا الستور واتخذوا الحجال فرای الناس ان ذلک قد کفاہم من الاستیذان الذی امروا بہ یعنے اللہ تعالیٰ پردہ میں ہے دوست رکھتا ہے پردہ میں رہنے کو لوگوں کے دروازوں پر پردے نہ تھے اور نہ لوگوں کے گھروں میں چھپر کھٹیں تھیں بہرکئی بار مرد کا خادم یا اسکا بیٹا یا اسکا یتیم جو اسکی گود میں ہوتا اسکے گھر میں چلا آتا اور اسوقت بی بی کے ساتھ ہوتا تو اللہ نے حکم کیا کہ ان تین حالتوں میں جنکو اللہ نے قرآن مجید میں بیان کیا اجازت لیکر اندر جایا کریں پہر

لے آیا اسہ پردہ اور فراخ کی لوگون پر فروتی تو اونھون نے دروازون پر پردے لٹکا دیے اور اگھرون مین چھپر کھٹین بنائین پھر لوگون نے خیال کیا کہ ان پردون اور چھپر کھٹون نے اس اجازت لینے کی حاجت کو اوٹھا دیا ہے جسکا ہمکو حکم ہوا تھا رواہ ابن ابی حاتم کہا حافظ ابن کثیر نے اور یہ اسناد ابن عباسؓ تک صحیح ہے وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ أَوْ عَنِ الْقَعْنَبِيِّ عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو بِهِ سدی کہتے ہین صحابہ رضوان اسہ علیہم جمعین جو پوچھ کرتے تھے کہ ان تین وقتون مین اپنی بی بیون سے صحبت کر کر نہاوین اور پھر آکر نماز پڑہین پھر اسہ نے انکو حکم کیا کہ وہ حکم کرین اپنے مملوکون اور بچون کو کہ نہ دخل ہون انپر ان وقتون مین مگر اجازت لیکر اور مقاتل بن حیان کہتے ہین ہم کو یہ بات پہونچی آگو اسہ جوب جانے کہ انصار کے ایک مرد اور اسکی بی بی اسماء بنت مرشدہ نے حضرت صلی اسہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے کھانا طیار کیا تو لوگ انکے پاس بلا اجازت آنے لگے تو اسماء بولی یا رسول اسہ یہ کیسی بری بات ہو کہ لوگ داخل ہوتے ہین عورت اور مرد پر اور وہ دونون ایک ہی کپڑے مین ہوتے ہین اور آجاتا ہے انکا غلام اجازت کے سوا تب اسہ تعالے نے یہ آیت اتاری یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ آخر تک اور اسہ کا قول كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ دلالت کرتا ہو کہ یہ آیت محکمہ ہے منسوخ نہین ہو پھر فرمایا وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْیَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ یعنے جب تمہاری وہ لڑکے جو احوال ثلاثہ مین تمسے اجازت لیکر اندر جایا کرتے تھے عقل کیجد کو پہونچ جاوین تو ان پر ہر وقت اجازت لینا اجانب کیطرح واجب ہوجاتا ہے اور جن وقتون مین وہ سمجھین کہ ہمارے مان باپ یا ہمارے محارم آپس مین ہم صحبت ہونگے ان وقتون مین اپنے محارم پر بھی داخل نہون اجازت کر سوا اگرچہ وہ وقت احوال ثلاثہ کے سوا ہون سعید بن ابی کثیر کہتے تھے جب بچہ چار سالہ ہو تو وہ اپنی مان باپ سے ان احوال ثلاثہ مین اجازت لیکر انکے پاس جاوی جب بالغ ہوجاوے تو ہر وقت لیا کرے اور یہی قول ہے سعید بن جبیر کا اور الذین من قبلہم سے کبار مراد ہین اور نساء قواعد سے وہ عورتین مراد ہین جنکا حیض بند ہوگیا اور وہ آس توڑ بیٹہین اولاد سے اسلیے وہ نہین توقع کرتین بیاہ کی کیونکہ انکو خاوند کا شوق نہین رہا تو انپر کپڑون کے اتار رکھنے مین گناہ نہین ہو لیکن شرط یہ ہو کہ کپڑون کے اتارنے مین انکی نیت زینت دکہانے کی نہ ہو یہی قول ہے سعید بن جبیر اور مقاتل بن حیان اور ضحاک اور قتادہ کا یعنے انپر ستر کے باری مین وہ تکلیف نہین ہے جو انکے سوا اور عمر تو یہ ہے عکرمہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ اسہ کا قول وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِی الآیہ گویا مستثنے ہو اسکے قول وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ الآیہ سے ابن مسعودؓ نے کہا اسہ کے قول فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ کی تفسیر مین کہ ثیاب سے جلباب اور ردا مراد ہے اور ایسا ہی مروی ہے ابن عباسؓ اور

ابن عمرؓ اور مجاہد اور سعید بن جبیر اور ابو الشعثاء اور ابراہیم نخعی اور حسن اور قتادہ اور زہری وغیرہم سے اور کہا ابو صالح نے جو عورت ایسی ہو جسکا آیت باب مین ذکر ہے وہ چادر کو اتار کر کے اور اوڑھنی مین سر کے سامنے کھڑی ہو سکتی ہے اور کہا سعید بن جبیر وغیرہ نے کہ عبد اللہ بن مسعودؓ کی قرأت یون ہی اَنْ یَّضَعْنَ مِنْ ثِیَابِھِنَّ اور ثیاب سے جلباب مراد ہے اور خمار کے اوپر ہوتی ہے تو اس جلباب کے رکھدینے مین کوئی حرج نہین ہی مسافر کے پاس اور غیر مسافر کے پاس جب ایسی عورت پر سوتی اوڑھنی ہو کہا سعید بن جبیر نے غَیْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِیْنَۃٍ کی تفسیر مین کہ اسلیے اپنے اوپر سے چادر نہ اتارین کہ ہماری زینت ظاہر ہووے ام الضیاء کہتی ہین مین نے حضرت عائشہؓ پاس اور مین نے عرض کی آپ کیا فرماتے ہین چادرین اور نقاض اور صباغ اور بالیون اور گوجریون اور سوداگر کے چلے اور تلے تلے کپڑون مین فرمایا اے عورتون کی جماعت تمہارا قصہ ایک ہی قصہ ہی اللہ نے حلال کیا ہے تمہارے واسطے زینت کو پر تم کو اسکا دکھانا حرام ہے رواہ ابن ابی حاتم سدی کہتے ہین میرا ایک شریک تھا مسلم نام اور وہ سوا تھا حذیفہ بن یمان کی بی بی کا ایک دن جو وہ بازار کیطرف آیا تو اسکے ہاتھون مین مہدی کا نشان تھا مینے کہا یہ کیا ہے وہ بولا مین نے لگائی تھی مہدی اپنی مالکہ کے سر مین جو حذیفہ کی بی بی ہے سدی کہتے ہین تو مین نے براجانا اس امر کو مسلم بولا اگر آپ چاہین تو مین آپ کو اس عورت کے پاس لے چلتا ہون مینے کہا اچھا پھر وہ مجھکو لیگیا اسعورت پاس تو وہ عورت بھی بزرگ تھی مین نے اسکو کہا یہ مسلم کہتا ہی کہ اس نے تیرے سر کو مہدی کا خضاب کیا ہے وہ بولی ہان بیٹا مین ان عورتون مین سے ہون جو بیتہیہ رہی ہین اور انکو بیاہ کی توقع نہین ہے اور اللہ تعالی نے نساء قواعد کی بات جو فرمایا ہے وہ تو نے سنا ہی ہوگا اور جو فرمایا وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّھُنَّ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ یعنے اگر کپڑے نہ اتارین مگر چہ کپڑون کا اتارنا ایسی عورتون کو جائز ہے تو لیکن واسطے اس مین بہت بھلا ہے اور اسکا شنوا دانا ہی انتہی مافی تفسیر ابن کثیر فتح کا لفظ یہ ہے کہ خطاب ہے مسلمان مردون کو اور مسلمان عورتین اس مین تغلیب کے طور پر داخل ہین جیسے قرآن مجید کی اور خطابون مین علماء نے کہا یہ آیت بعض اوقات کے ساتھ خاص ہے اور اسکے قول لیتا ذکم کی مراد مین اختلاف ہی کئی قولون پر قول اول یہ ہے جسپر اکثر مستند ان منسوخ ہے یہ قول ہے سعید بن مسیب کا اور کہا سعید بن جبیر نے امر اس آیت مین استحباب کے واسطے ہے نہ وجوب کے واسطے بعض نے کہا یہ جب ہے جب اندیشہ فتنہ کا نہ ہو اگر وہی حال ہووے تو وجوب بھی عود کرے گا اسکو مہدوی نے ابن عباس سے حکایت کیا بعض نے کہا امر اس آیت مین وجوب کے لیے ہی اور آیت محکمہ ہے منسوخ نہین ہی اور اسکا حکم ثابت ہی مردون پر اور عورتون پر امام قرطبی نے کہا اور اکثر علما کا یہی قول ہے اور کہا سلمی نے یہ حکم عورتون کے ساتھ خاص ہے

اور کہا ابن عمرؓ نے یہ حکم مردوں کے ساتھ خاص ہے عورتوں کے سوا اور الذین ملکت ایمانکم سے عبید اور اماء دونوں مراد ہیں ایک انصاری اور اسکی بی بی اسماء بنت مرثدہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کہا ما ظہیر کیا تو اسماء بولی یا رسول اللہ یہ کیسی بات ہے کہ بی بی اور مرد ایک ہی کپڑے میں ہوتی ہیں اور اسپر انکے غلام چلے آتے ہیں تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور الذین ملکت ایمانکم سے عبید اور اماء دونوں مراد ہیں قالہ مقاتل بن حیان سدی کہتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو یہ امر پسند آتا تھا کہ ان احوال ثلاثہ میں بی بیوں سے مصحبت ہوا کریں اور غسل کر کر نماز کیواسطے نکلا کریں اسلیے اللہ تعالیٰ نے انکو ارشاد کیا کہ مملوکین اور بچوں کو حکم کریں کہ وہ ان وقتوں میں بلا اجازت نہ چلے آیا کریں اب یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ اللہ نے انکو یہ حکم کیوں کیا باوجود اسکے کہ وہ مکلف نہیں ہیں اور اگر انکا امر مضبوط بالذات ہوتا تو تذکرہ اور خطاب میں موسنوں کی تخصیص کی کوئی وجہ نہ تھی اور والذین لم یبلغوا الحلم منکم سے آزاد لڑکے اور آزاد لڑکیاں مراد ہیں جسپر تو سب کا اتفاق ہے کہ جب لڑکا محتلم ہو جاوے تو بالغ ہو جاتا ہے اختلاف ہے اس میں جب لڑکا پندرہ سال کا ہو جاوے اور محتلم نہ ہو تو کہا ابو حنیفہؒ نے لڑکا نہیں ہوتا بالغ جبتک پورے اٹھارہ سال کا نہ ہو اور نہیں ہوتی لڑکی بالغہ جبتک سترہ سال کی نہ ہو اور امام شافعیؒ اور ابو یوسفؒ اور محمدؒ اور امام احمدؒ کا قول میں یہ قول ہے کہ لڑکا پندرہ سال کا ہو کر مکلف ہو جاتا ہے اور جاری ہو جاتے ہیں اسپر احکام اگرچہ اسکو احتلام نہ ہوئے اور ثلاث مرات سے تین وقت مراد ہیں دن اور رات میں اور اوقات سے تعبیر کی مرات کے ساتھ کیونکہ اصل وجوب استیذان کا وہ بسبب مقارنت ان وقتوں کے ہے واسطے گذرنے اجازت لینیوالوں کے مخاطبین کے ساتھ اور نفس اوقات وجوب کا اصل نہیں ہیں پھر بیان کیا ان تین وقتوں کو اور فرمایا فجر کی نماز سے پہلے کیونکہ وہ فراشوں سے اٹھنے کا وقت ہے اور سونے کے کپڑوں کے اتارنے کا اور بیداری کے کپڑے لگانیکا اور ایسا اوقات انسان ننگا سو جاتا ہے یا ایسی صورت میں رات کاٹتا ہے کہ اسصورت پر دوسری کے دیکھنے کو مکروہ جانتا ہے اور جب تم اتارتے ہو اپنے کپڑے دوپہر کیوقت اور یہ واسطے کہ لوگ دوپہر کیوقت قیلولہ کرنیکے لیے کپڑے اتار دیتے ہیں پھر تیسرے وقت کو بیان کیا اور فرمایا اور عشاء کے بعد یہ واسطے کہ بیداری کے کپڑے آدمی اتار دیتا ہے اور بی بی کے ساتھ تنہائی کے کپڑے لگا لیتا ہے پھر ارشاد ان اوقات کی تفصیل کے بعد ان میں اجمال کیا اور فرمایا ثلاث عورات لکم عبد اللہ بن سوید کہتے ہیں میں نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عورات ثلاث سے تو آپنے فرمایا جب میں دوپہر کیوقت اپنی کپڑے اتارتا ہوں تو میرے پاس کوئی نابالغ غلام اور نابالغ آزاد نہ آیا کرے مگر اجازت مانگ کر (ویسا ہی) جب میں اپنے کپڑے عشا کی نماز کے بعد اتارتا ہوں اور (ویسا ہی) فجر کی نماز کے پہلے اخرجہ ابن مردویہ ابن عباسؓ نے کہا بہت لوگوں نے اس آیت کو نہیں

مانا یعنے اذن کی آیت کو اور مین نو حکم کرتا ہون اس لڑکی کو اور وہ لڑکی چھوٹی سی انکے سر پر کھڑی تہی کہ میری پاس اجازت لیکر آیا کرے اور انہین سے مروی ہے کہ لوگون نے تین آیتون پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے اس آیت پر اور سورہ نسا کی آیت وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى الآیہ پر اور سورہ حجرات کی آیت اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اور اسی سے مروی ہے جب تنہا ہو کے مرد اپنی بی بی کے ساتھ غسل کے بعد تو نہ داخل ہووے اس پر لڑکا اور نہ خادم مگر اجازت لیکر یہانتک کہ وہ فجر کی نماز پڑہے اور جب تنہا ہووے مرد اپنی بی بی کے ساتھ دوپہر کو وقت تو ہوتو بہی بلا اجازت اندر نجاوے اور اور وقتون مین بچون اور غلامون کو بلا اجازت آنے جانیکی اجازت دیگئی ہے اور یہی معنی ہین ابہ کے قول لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ کے اور رہا وہ لڑکا جو بالغ ہوجاوے تو وہ نہ جاوے مرد اور اسکی بی بی کے پاس مگر اجازت لیکر ہر وقت اور یہی معنی ہین ابہ کے قول وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کے ابن عمر سے مروی ہے آیت کی تفسیر مین کہ یہ حکم مردون کو ساتھ خاص ہے عورتون کے سوا یعنے مرد بلا اجازت اندر نجاوین عورتون کے سوا) اور اس تخصیص کی کوئی وجہ نہین ہے تو جیسے مردون کے مطلع ہونیکو عورات پر انسان برا جانتا ہے ایسا ہی عورتون کو مطلع ہونے کو برا جانتا ہے اور سلمی کہتے ہین یہ حکم دیتے ہین وقتون مین اجازت لیکر جانا عورتون کے ساتھ خاص ہے اور مرد ہر وقت اجازت لیا کرین رات مین اور دن مین ابن عمرؓ کہتے ہین عَلَيْكُمُ اِذْنٌ عَلٰى اُمَّهَاتِكُمْ یعنے تم پر واجب ہے کہ ماؤن کے پاس بہی اجازت لیکر جاؤ اور اسی سے مروی ہے کہ اجازت طلب کرے مرد باپ پر داخل ہونیکے لیے اور ماں پر داخل ہونیکے وسطہ اور بہائی پر داخل ہونیکے وسطہ اور بہن پر داخل ہونیکے وسطہ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي الْاَدَبِ اور جابر سے بہی ایسا ہی مروی ہے اور سعید سے سوال ہوا اس آیت سے آیا منسوخ ہے یا آیت تو وہ بولا نہین بخدا یہ آیت تو منسوخ نہین ہے وہ سائل بولا لوگ اس آیت پر عمل نہین کرتے بولا اللہ مددگار ہے اور کہا سعید بن جبیر نے لوگ کہتے ہین یہ آیت منسوخ ہے بخدا یہ آیت منسوخ نہین ہے ولکن اسپر عمل کرنے مین لوگون نے سستی کی ہے اور سعید بن مسیب نے کہا یہ آیت منسوخ ہے اور پہلے قول کو ترجیح ہے اور جائز کر دیا اللہ سبحانہ نے ان تین وقتون کے سوا اور وقتون مین بچون اور عبید اور اماء کو بلا اجازت اندر جانا کیونکہ غالبا لوگ ان وقتون کے سوا اور وقتون مین عورات کو نہین کہولتے اور الذین من قبلہم ان لوگون کو کہا گیا جو اس سے پہلے آیت لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتے تستانسوا الآیہ مین مخاطب ہین اور معنے یہ ہین پہر اجازت لیوین یہ جیسے اجازت لیا کرتے ہین احرار کبار جنکو حکم ہوا ہے استیذان کا استثنا کے سوا کہ عطاے واجب ہے لوگون پر اجازت کا طلب کرنا جب عقل کی حد کو پہونچ جاوین آزاد ہوون خواہ عبید ہوون اور ضعفا

سے کہنے پر جہا کیا آدمی والدہ کے پاس جانیکے واسطے ہی اجازت طلب کیا کرے کہا ہان اگر تو اجازت نہ لیگا تو
دیکھ بیٹھے گا اس سے اسپخیر کو جسکو تو برا جانیگا اور زہری اور سعید بن مسیب کا یہی قول ہے کہ مرد کو والدہ کے پاس جانیکے
لیے اجازت لینا چاہیے اور اسی معنی مین یہ آیت نازل ہوئی ہے نسا رقواعد سے عجائز مراد ہین جو حیض سے بیٹھے ہین یا
استمتاع سے بیٹھے ہین یا بسبب بہت بڑا ہونیکے اولاد سے امید نہین رہی نہین اور نہ انکو حیض آتا ہے کہا زجاج
نسا رقواعد وہ عورتین ہین جنکو بیاہ کرانے کی امید نہین ہے اور یہی معنی ہین اس تعالی کے قول اَلّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا کے
اور کہا ابو عبیدہ نے نسا رقواعد وہ عورتین ہین جو اولاد سے امید تو رکھتی ہین اور یہہ معنی درست نہین ہے کیونکہ بعض
عورتون کو اولاد کی آس تو نہین ہوتی ہر ان سے مرد فائدہ اوٹھا سکتے ہین بعض نے کہا قواعد سے وہ عجوزتین مراد ہین
کہ جنکو ان کو مرد دیکھین تو انسے نفرت کرین اور رہی وہ عورت جس مین کچھ خوبصورتی ہو جو شہوت کا محل ہے تو وہ اس
حکم مین داخل نہین ہے پھر اللہ تعالی نے قواعد کا حکم بیان کیا اور فرمایا فلیس علیہن جناح ان یضعن ثیابہن تو ثیاب سے
یہان وہ کپڑے مراد ہین جو ظاہر بدن پر ہوتے ہین جیسے جلباب اور رداجو کپڑون کے اوپر ہوتے ہین اور وہ چادر
جو اوڑھنی کے اوپر ہوتی ہے اور یہان ثیاب سے وہ کپڑے مراد نہین ہین جو عورت خاصہ پر ہوتے ہین اور نہ خمار مراد ہے
اور اس مقدار کی انکو اجازت دیگئی ہے کیونکہ مردون کو ان مین اسقدر رغبت نہین ہوتی جو اللہ سبحانہ نے انکی لیے
وہ بات جائز کردی جو اور عورتون کو وہ بات جائز نہین ہے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ثیاب سے مراد جلباب ہے اور ابن عمر اور
ابن مسعود سے بھی اسی کی مثل مروی ہے لیکن ابن مسعود نے رداء کو زیادہ کیا ہے ان کے بیان مین ہے ایک حالت کو
مستثنے کیا اور فرمایا غیر متبرجت بزینۃ تبرج سے اظہار زینت مراد ہے اور زینت کی زینت مراد ہے جسکے چھپانے
کا انکو حکم دیا ہے اسی کو قول وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ مین بازینت سے زینت خفیہ مراد ہے جیسے اہار اور کنگن اور
گجرہ یان اور تبرج کہتے ہین کھلنے اور انکمون کے لیے ظاہر ہونے اور بوشیدہ چیز کے ظاہر کرنے مین تکلیف اٹھانے
اور عورتون کے اپنی زینت المحاسن کو مردون کے لیے ظاہر کرنے کو لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ
حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَنْ تَاْکُلُوْا مِنْۢ بُیُوْتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآئِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ
اُمَّهٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِکُمْ
اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِکُمْ اَوْ مَا مَلَکْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِیْقِکُمْ لَیْسَ عَلَیْکُمْ
جُنَاحٌ اَنْ تَاْکُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ
مُبٰرَکَةً طَیِّبَةً کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ نہین ہے پر کچھ تکلیف اور

ع ۴
۱۴

لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف ف یعنے جو کام تکلیف کے ہین وہ انکو معاف ہین جہاد اور حج اور جمعہ اور جماعت اور ایسی چیزین ق نہین تکلیف تم لوگون پر کہ کہا لو اپنے گھرون سے یا اپنے باپ کے گھرون سے اور یا اپنی ماؤن کے گھرونسے یا اپنی بہایون کے گھرون سے یا اپنی بہنوئی کے گھرون سے یا اپنے چچا کے گھرونسے یا اپنی پھوپھیون کے گھرونسے یا اپنے ماموں کے گھرونسے یا اپنی خالہ کے گھرونسے یا جسکی کنجیون کے مالک ہوے ہو یا اپنے دوستون کے گھرونہین گناہ تمپر کہ کہاؤ مل کر یا جدا جدا پھر جب جانے لگو کبھی گھرون مین تو سلام کہیو اپنے لوگون پر نیک دعا ہی اللہ کے ہان سے برکت کی ستھری یون کہتا ہے اللہ تمہارے واسطے باتین شاید تم سمجھ رکھو ف یعنے اپنایت کے علاقون مین کہانیکی چیز کو ہر وقت پوچھنے ضرور نہین نہ کہانیوالا حجاب کرے نہ گھر والا منع کرے مگر عورت کا گھر اگر اسکے خاوند کا ہو تو اسکی مرضی چاہیے اور ملکر کہاؤ یا جدا جدا یعنے اسکی تکرار ولمین نہ رکھیے کہ کس نے کم کہا یا کس نے زیادہ سب نے مل کر یکبارگی ملکر کہا یا اور اگر ایک شخص کی مرضی نہ ہو پھر ہرگز درست نہین کسی کی چیز کھانی اور تقسیم فرمایا سلام کا آپسکی ملاقات مین اس سے بہتر دعا نہین جو لوگ اسکو چھوڑکر اور لفظ ٹھیرائے ہین اسکی تجویز سے انکی تجویز بہتر نہین یہانتک مضمون ہی موضح القرآن کا ف ابن کثیر مین لکھا ہے مفسرون کا اختلاف ہی اس سبب مین جسکے واسطے اندھے اور لنگڑے اور بیمار سے تکلیف اٹھائی گئی اور عطا خراسانی اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم کا یہ قول ہے کہ یہ آیت جہاد مین اتری ہی سورہ نور کی اور اس آیت کو مفسرین نے اس آیت کی طرح قرار دیا ہے جو سورہ فتح مین ہے اور سورہ فتح کی آیت بالضرور جہاد کی بابت مین اتری ہی اور سچ ہے یہ ہین کہ ان لوگون پر جہاد کے چھوڑنے مین کوئی گناہ نہین ہے یہ سبب انکے ضعف اور ناتوانی کے اور جیسے فرمایا اللہ نے سورہ برات مین لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِن سَبِيلٍ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ یعنے ضعیف پر تکلیف نہین نہ مریضون پر اور نہ انپر جنکو پیدا نہین جو خرچ کرین جب دل سے صاف ہون اللہ اور رسول کے ساتھ نہین نیکی والو پر الزام کی راہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہی اور نہ انپر کہ جب تیرے پاس آئے تا انکو سواری دے تو نے کہا مجھ کو پیدا نہین جو تم کو سواری دون الٹے پھرے اور انکی آنکھون سے بہتی ہین آنسو اس غم سے کہ ان کو پیدا نہین جو خرچ کرین بعض نے کہا لوگ حرج سمجھتے تھے اندھے کے ساتھ کہانیکو کیونکہ نہ وہ کہانا دیکھ سکتا ہی اور نہ مستھری ان چیزون کو جو کہانے مین ہین پھر ہو سکتا ہے کہ عمدہ عمدہ کہانا پینا کہا جاوے نابینے کے سوا

اور نہ لنگڑے کے ساتھ بیٹھے اگر کھائے کیونکہ وہ بیٹھنے نہیں سکتا پر سبقت کریگا اس سے اسکے ساتھ بیٹھنے والا اور نہ بیمار کے ساتھ کھائے کیونکہ بیمار تندرست کی طرح نہیں کھا سکتا تو اونہوں نے سمجھا جانا انکے ساتھ ملکر کھانا تو کہ اپنے ظلم نہ ہو تب اللہ سبحانہ وتعالی نے اس آیت کو اتارا اور انکو رخصت دی اس میں اور یہ قول ہے سعید بن جبیر اور مقسم کا نخعی نے کہا لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بنے ہوئے سے پہلے ان لوگوں کے ساتھ ملکر کھانے کو برا جانتے تھے ان سے نفرت کرکے اور آپ کو اچھا جانکر تب اللہ تعالی نے اس آیت کو اتارا مجاہد نے اللہ تعالی کے قول لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ الآیۃ کی تفسیر میں روایت کیا کہ لیجایا کرتا تھا مرد اندھے کو یا لنگڑے کو یا بیمار کو اپنے باپ کے گھر میں یا بھائی کے گھر میں یا بہن کے گھر میں یا پھوپھی کے گھر میں یا خالہ کے گھر میں اور یہ لوگ سمجھتے اور کہتے یہ تو ہمکو اور لوگوں کے گھروں میں لیجاتے ہیں پھر یہ آیت انکی حضت میں اتری اور کہا سدی نے مرد داخل ہوتا اپنے باپ کے گھر میں یا بھائی کے گھر میں یا بیٹے کے گھر میں پھر گھر والی عورت اسکو کچھ کہا نیکی چیز دیتی تو وہ نہ کہتا اس ڈر سے کہ گھر والا موجود نہیں ہے تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ الآیہ اور اسنے بیان کیا جملہ ولا علی انفسکم کو حالانکہ یہ تو معلوم تھا تو کہ اسپر عطف ڈالا جاوے لفظوں میں اور اسکا مابعد اسکے مساوی ہووے حکم میں اور یہ جملہ مثال ہے بیوت ابنا ء کی آیت باب میں نظیر نہیں ہے دلالت دلیل کی ہے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ اولاد کا مال انکے باپ کے مال کے قائم مقام ہوتا ہے اور سند امام احمد اور سنن میں کئی طریق سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپ نے اس شخص کو جس نے شکایت کی کہ میرا باپ میرے مال کی حاجت کرتا ہے) اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ یعنے تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے اور ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل نے نفقہ اقارب کے وجوب پر اسکے قول اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ الآیہ سے دلیل لی ہے اور سعید بن جبیر اور سدی نے کہا ما ملکتم مفاتحہ سے آدمی کا غلام اور کارندا مراد ہے پھر اگر غلام یا کارندا اس طعام میں سے کھالیوے جو مالک نے اندونوں میں سے کسی کے سپرد کیا ہوا ہے تو کچھ گناہ نہیں ہے عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ مسلمان نفیر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانا پسند کرتے اور دیجاتے اپنی کنجیاں اپنے وکیلوں کو اور کہجاتے کہ جس چیز کے کھانیکی تمکو ضرورت پڑے ملتا رد کھا لینا ہمنے تم کو اجازت دیدی ہے اور وہ کہتے ہم کو تو ان کے مال سے کھانا جائز نہیں ہے اور ہمکو اجازت دی ہے انہوں نے جی کی خوشی کے سوا اور ہم تو امین میں تب اللہ نے اس آیت کو اتارا یعنے میرا ان لوگوں کے گھروں سے کھانا میں کچھ ڈر نہیں ہے جب تم جانتے ہو کہ تمہارا کھانا انپر دشوار نہیں گذرتا اور نہ یہ انکو برا معلوم ہوتا ہے کہا قتادہ نے جب تو اپنے دوست کے گھر میں جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے اگر تو اسکے گھر سے اسکی اجازت کے سوا کھالیوے اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس

سے اسکو قول لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا کی تفسیر مین روایت کیا کہ جب اللہ نے اتاری یہ آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ تو مسلمان بڑا البتہ اللہ نے ہمکو روکا ہی آپس مین ناحق مالون کو کھانے سے اور کہا نا سب مالون سے بہتر مال ہے تو کسی کو جائز نہین ہے کہ کسی کے گھر سے کھاوے اور لوگ رک گئے اس سے تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ سے اَوْ صَدِيْقِكُمْ تک اور لوگون کو اکیلے کھانے سے بھی نفرت تھی تو اللہ نے اکیلے کھانے کی بھی انکو اجازت دی اور فرمایا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا اور کہا قتادہ نے اور یہ حی بنی کنانہ مین سے تھا ایک ان مین کا خیال کرتا کہ اکیلے کھانا گناہ ہی اور سان مین کا آدمی اونٹنیون کا دودھ نہ دوہتا حالانکہ بہوکا ہوتا یہانتک کہ اسکو اسکے مالک کھانے پینے والا ملتا تب اللہ نے اس آیت کو اتارا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا تو اس مین اللہ نے رخصت دی دونون بانون مین اکیلے رہکر کھانا مین اور جماعت کی ساتھ کھانے مین اگرچہ جماعت کی ساتھ کھانا مین زیادہ فضیلت اور زیادہ برکت ہی اکیلے رہکر کھانے سے وحشی بن حرب اپنی باپ سے راوی ہے اس نے روایت کی وحشی کے دادے سے کہ ایک مرد نے عرض کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور بولا ہم کھاتے ہین اور سیر نہین ہوتے فرمایا لَعَلَّكُمْ تَاْكُلُوْنَ مُتَفَرِّقِيْنَ اجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ یعنے شاید تم جدا جدا کھاتے ہوگے اکٹھا کھایا کرو اور اللہ کا نام لیا کرو اللہ سم اللہ پڑہا کرو کھانا کھاتے وقت انکو برکت ہوگی رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَرَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيْثِ الْمُهَيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ رضی اللہ عنہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا كُلُوْا جَمِيْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا فَاِنَّ الْبَرَكَةَ مَعَ الْجَمَاعَةِ یعنے اکٹھا کھاؤ اور جدا جدا نہ کھاؤ کیونکہ برکت جماعت کی ساتھ ہی رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ اَيْضًا ترجمہ عفا اللہ عنہ کہتا ہے امر احادیث پر ندب محمول ہے اور نفی تنزیہ پر لِقِيَامِ قَرِيْنَةٍ وَهُوَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا اور کہا سعید بن جبیر اور حسن بصری اور قتادہ اور زہری نے اللہ کے قول فسلموا علی انفسکم کی تفسیر مین کہ بعض تمہارا بعضہ سلام کرے ابو الزبیر کہتے ہین مینہ جابر بن عبد اللہ سے سنا فرماتے تھے جب تو جاوے گھر مین تو گھر والون پر سلام کر یہ دعا ہی اللہ کے ہان سے برکت کی ستھری کہا ابو الزبیر نے نہ دیکھا مینے سلام کو مگر برکت کی دعا رواہ ابن جریج کہا ابن جریج نے اور مجکو زیاد نے ابن طاؤس سے خبر دی کہ وہ کہتے تھے جب تم مین سے کوئی تنہا اپنے گھر جاوے تو سلام کرے کہا ابن جریج نے مینے عطا سے پوچھا کہا واجب ہی جب مین گھر سے باہر آؤن پھر اندر جاؤن تو سلام کرون انہ کہا واجب تو نہین ہے اور نہ مین وجوب کو کسی سے نقل کرتا ہون لیکن مجھے یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہی

اور مین نہین چھوڑتا اسکو مگر بہولکر کہا مجاہد نے جب تو مسجد مین آوے تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ یعنے اللہ کے رسول پر سلام ہو اور جب تو گھر جاوے تو گھر والونپر سلام کر اور جب تو جاوے ایسے گھر مین جسمین کوئی شخص نہ ہو تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ یعنے سلام ہو ہمپر اور اللہ تعالی کے نیک بندون پر اور ایسا ہی کہا قتادہ نے کہ جب تو گھر مین جاوے تو گھر والون پر سلام کر اور جب تو ایسے گھر مین جاوے جس مین کوئی نہ ہو تو کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ کیونکہ سلف کے لوگ اس بات کا حکم کرتے تہے کہ ہم بیان کیے گئے ہین کہ فرشتے اسکو جواب دیتے ہین انس سے مروی ہے کہا مجھکو وصیت کی پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا بچہا تو ون کی فرمایا اے انس تو وضو کامل کیا کر تیری عمر زیادہ ہوگی اور سلام کر اُس شخص جسکو تو ملے میری امت سے تیری نیکیان زیادہ ہونگی اور جب تو جاوی اپنے گھر مین تو گھر والون کو سلام کر تیری گھر مین خیر کثیر ہوگی اور نماز پڑہا کر چاشت کی نماز کیونکہ وہ اوابین (رجوع لانیوالون) کی نماز ہے تیرے پہلے ای انس تو مہربانی کیا کر چھوٹے پر اور عزت کیا کر بڑی کی تو قیامت کے دن میرا رفیق ہوگا رَوَاہُ الْحَافِظُ اَبُوْبَکْرِ الْبَزَّارُ اور ابن عباس سے اللہ کے قول تَحِیَّۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً کی تفسیر مین مروی ہے کہ وہ فرمایا کرتے تہے مین نہین سیکہا تشہد مگر اللہ کی کتاب سے مینے سنا اللہ تعالی کو وہ کہتا ہے فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً تو نماز کا تشہد یہ ہے اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبٰرَکَاتُ الصَّلَوٰتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ یعنے قولی عبادتین برکت والی عبادتین بدنی عبادتین (اور) مالی عبادتین یہسب اللہ ہی کیواسطے ہین مین گواہی دیتا ہون کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہین ہے اور گواہی دیتا ہون کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے ہین اور اسکے رسول ہین سلام ہے تجہہ پر اے نبی اور اسکی مہربانی اور اسکی برکتین سلام ہو ہمپر اور اللہ تعالی کے نیک بندون پر پہر اپنے واسطے دعا کرے پہر سلام پہیرے رَوَاہُ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ وَھٰکَذَا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ اِسْحَاقَ اور تشہد کا وہ سیاق جو صحیح مسلم مین ابن عباس سے مرفوعًا مروی ہے وہ اسکے مخالف ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور جب اللہ تعالی نے اس سورت مین احکام محکمہ اور شرائع متقنہ مبرہ کو بیان فرمایا تو اپنے بندون کو منبہ کیا اسپر کہ وہ بیان کیا کرتا ہے اپنے بندون کیواسطے شافی بیان تو کہ وہ ان مین دہیان کرین اور سمجہین انتہے مافی تفسیر ابن کثیر

فتح کا بیان یہ ہے کہ اہل علم نے اس آیت کی تفسیر مین اختلاف کیا ہی آیا یہ محکمہ ہے یا منسوخہ ہے تو اول قول کی یہی علما کی ایک جماعت قائل ہے اور دوسرے قول کی بھی ایک جماعت قائل ہے بعض نے کہا مسلمان جب جہاد کرنے کو جاتی تو اپنے پیچھے اپنے گھرون مین خلیفے کر جاتے اور دیدیتے ان کو اپنے گھرون کی کنجیان اور کہتے ہمنے تمکو اجازت دی ہے کہ تم ہمارے گھرون سے کھانے رہو اور وہ خلفا کہتے ہم تو ان گھرونمین نہ جاوینگے گھر والے تو یہان موجود نہین ہین تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری اور اس مین انکو رخصت دی تو اس آیت مین پیچھے رہنے والون سے حرج کو اوٹھا دیا ہے انکے کھانے مین اقارب کے گھرون سے یا انکے گھرون سے جو انکو کنجیان دیجاتی جب جہاد کیواسطے جاتی کہا نحاس نے یہ قول بہت عمدہ ہے ان اقوال سے جو اس آیت کی تفسیر مین مروی ہین کیونکہ اسمین صحابہ اور تابعین کی توقیف ہے بعض نے کہا اندہے اور لنگڑے اور بیمار تندرست لوگون کی ساتھ کھانے کو حرج سمجھتے اس خوف سے کہ تندرست لوگ ہم سے نفرت کرینگے اور ہمسے متنادی ہونگے تب آیت اوتری بعض نے کہا اللہ تعالی نے اعمے (اندہے) سے اس تکلیف کو اٹھا دیا ہے جس مین دیکھنے کی شرط ہی اور لنگڑے سے اس تکلیف کو اٹھا دیا ہے جس مین پورے طور پر چلنا شرط ہے اور بیمار سے اس تکلیف کو اٹھا دیا ہے جسکو تندرست ہی کر سکتے ہین بعض نے کہا اس حرج سے مراد جو ان لوگون سے اوٹھایا گیا ہے وہ حرج فی الغزو ہے اور معنے یہ ہین کہ ان کو غزو سے پیچھے رہنے مین کوئی گناہ نہین ہے بعض نے کہا جب کوئی شخص ان محتاجون کو اپنے گھر مین لیجاتا اور نہ پاتا اپنے گھر مین وہ چیز جو انکو کھلادی تو انکو اپنے ماتی داردن کے گھرون مین لیجاتا اس مین یہ بیچارے محتاج حرج سمجھتے تب آیت اوتری سعید بن جبیر کہتے ہین جب یہ آیت اتری یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ تو انصار بولے مدینے مین تو طعام سے بڑھکر کوئی عمدہ مال نہین ہی پہر اندہے کی ساتھ نہ کھاتی اور کہتے یہ نہین دیکھتا کھانی کی جگہہ کو اور گناہ سمجھتے لنگڑے کے ساتھ کھانے کو اور کہتے تندرست آدمی اس سے کہا نہین بڑھ جاویگا اور لنگڑا اسکا مقابلہ نہین کر سکتا اسیطرح بیمار کے ساتھ بھی نہ کھاتی اور کہتے کہ بیمار تندرست کی طرح نہین کھا سکتا اور اپنے ماتی داردن کے گھرون سے کھانے کو بھی گناہ سمجھتے تب یہ آیت اتری لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ الیاہی مروی ہی مقسم سے پہر ہی سب آثار نقل کیے جو ہمنے بیان کیے اور وَلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ سے کلام جدا شروع ہوتی ہے اور حاصل یہ ہے اگر اعمے اور اعرج اور مریض سے حرج کو باعتبار موانعکلت تندرستون اور زمنا کی تندرستون کی گھرون مین داخل ہونیکے

اٹھایا ہے تو جملہ ولا علی انفسکم ماقبل سے متصل ہے اور اگر ان لوگون سے حرج کو باعتبار ان تکالیف کے اٹھایا ہے جنمین دیکھنا اور چلنا اور تندرستی شرط ہی ولا علی انفسکم سے کلام شروع ہوتی ہے یہ ماقبل کے ساتھ متصل نہین ہی اور بیوتکم مین بیوت اولاد بھی داخل ہین مفسرین کا یہی قول ہے کیونکہ بیٹے کا گھر بیٹے کے باپ کا گھر ہوتا ہے اسلیے اللہ نے اولاد کے گھرون کا ذکر نہین کیا اور آبا اور امہات اور اخوان اور اخوات اور اعمام اور عمات اور اخوال اور خالات کے بیوت کا ذکر کیا ہے کما تحاس نے اور معارضہ کیا ہے بعض نے اسکا اور کہا ہے بیوت اولاد کا من بیوتکم مین داخل ہونا یہ اللہ کی کتاب پر زیادت ہے اور تحکم ہے بلکہ ظاہر مین بہتر یہ ہے کہ بیٹا ان لوگون کی مخالف ہو اور اس معارضہ کا جواب دیا گیا ہے کہ اولاد کا رتبہ بہ نسبت آبا کے کم نہین ہوتا آبا کے رتبہ سے بہ نسبت اولاد کے بلکہ آبا کے ایک خصوصیت ہے اولاد کے اموال مین کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو جس نے شکایت کی کہ میرا باپ میری مال کا خواہان ہے تو اور تیرا مال تیرے باپ کا مال ہے اور فرمایا وَلَدُ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهٖ یعنے آدمی کے اولاد اسکی کمای مین سے ہی یا بیوتکم سے ازواج کے گھر مراد ہین کیونکہ عورت کا گھر اپنے گھر کیطرح ہوتا ہے اور اسلیے کہ میان بی بی دونو ایک جان کی طرح ہوتے ہین اور عموم اولے ہی اس صورت مین لفظ قرآنی جمیع معانی کو شامل ہوگا اور بیان کیا ہے اللہ سبحانہ نے اخوت اور اخوات کی بیوت کو بلکہ اعمام اور عمات کی بیوت کو بلکہ اخوال اور خالات کی بیوت کو تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ اللہ تعالی ان لوگون کو گھرون مین کھانے کی حرج کو تو اٹھادی اور اولاد کے گھرون مین کھانے کی حرج کو نہ اٹھادی حالانکہ بعض عالمون نے ان لوگون کے گھرون مین کھانیکو جائز ہونیکو اذن کے ساتھ مقید کیا ہے کیونکہ اذن دلالۃً ثابت ہی اور اور لوگون نے کہا اجازت کی شرط نہین ہے بعض نے کہا یہ حکم جب ہے جب کھانا ظاہر باہر ہو رہا جب کھانا محفوظ ہو تو پھر ان لوگون کے گھرون سے بلا اجازت کھانا جائز نہین ہے کما خطیب نے اور ان لوگون کے گھرون مین ایک ادنی قرینہ کافی ہے صرف اتنا شرط ہے کہ انکی عدم رضا معلوم نہ ہو بخلاف اجانب کہ انکے گھرون مین صریح اجازت کی ضرورت ہے یا قوی قرینہ کی هٰذَا مَا ظَهَرَ لِيْ اور مَا مَلَكْتُمْ مَفَاتِحَهٗ وکلا اور خزان مراد ہین کیونکہ وکیل اور خزانچی تصرف کر سکتے ہین اس شخص کے گھر مین جس نے ان کو اپنے گھر مین آنے کی اجازت دی ہے اور دی ہین اسنے اسکو اپنی کنجیان بعض نے کہا ما ملکتم مفاتحہ سے مما لیکر مراد ہین اور بیوت محذوف ہی اور ملکتم کو فتح میم اور تخفیف لام کر ساتھ بھی پڑہا گیا ہے اور ضم میم اور کسر

لام مع تشدید کے ساتھہ اور مواتح کو مفاتیح اور مفتاح علے الافراد بھی پڑہا گیا ہے اور مفاتح جمع ہے مفتح کے اور مفاتیح جمع ہے مفتاح کی اَوْ صَدِیْقِکُمْ یعنے نہین گناہ تم کو اس مین کہ اپنے دوست کے گھر سے کہاؤ اگرچہ تمہاری اور اسکے درمیان قرابت نہ ہو کیونکہ دوست غالبا دوست کے جو انمردی کیا کرتا ہے اور دوست کے کہانے پینے سے دوست کا دل خوش ہوا کرتا ہے اور صدیق بولا جاتا ہے واحد اور جمع دونو پر اور اسی کے مثل ہین عدو اور خلیط اور عشیر کہا قتادہ نے جب تو دوست کے گھر مین اسکے مشورہ کے سوا جا جاوے پھر تو اسکے گھر سے اسکی اجازت کے سوا کھالیوی تو تجھ پر کچھ گناہ نہین ہے ابن زید کہتے ہین یہ بات اب نہین رہی پہلے ایسا ہو سکتا تھا کیونکہ لوگون کے گھرون کے دروازے نہ ہوتے تھے اور پردے لٹکائے رہتے پھر بسا اوقات کوئی شخص کسی کے گھر مین چلا جاتا اور اس مین کوئی موجود نہ ہوتا اور اسکو کہانا ملجاتا اور وہ بھوکا ہوتا تو اسکے واسطے اللہ سبحانہ نے اسکا کہانا جائز کر دیا کہا وہ ہے اس زمانہ مین تو یہ حال ہے کہ گھرون مین جبتک رہتے ہین رہتے ہین جب چلے جاتے ہین تو قفل لگا جاتے ہین کہا علامہ نسفی نے رہا یہ زمانہ تو اس زمانہ مین بخل اور طمع اور حرص بڑہ گیا اور لوگون پر غالب آگیا اب کسی کے گھر مین اسکے اجازت کے سوا نہین کہانا چاہیے انتہی کہا جلال الدین محلی نے معنے آیت کے یہ ہین کہ ان گیارہ قسم کے لوگون کے گھرون مین کہانا جائز ہے اگرچہ وہ گھر مین موجود نہ ہون جب انکی رضامندی معلوم ہو صریح لفظ کے ساتھہ یا قرینہ کے ساتھہ اگرچہ وہ قرینہ ضعیفہ ہو اور خاص ان لوگون کا ذکر فرمایا کیونکہ انکے درمیان فراخی کے ساتھہ عادت جاری ہے بعض نے کہا یہ بات ابتدا اسلام مین جائز تھی پھر منسوخ ہو گئی لیکن پہلے قول کو ترجیح ہے پھر اللہ سبحانہ نے فرمایا لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْکُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا یعنے نہیں محتجم ہو کر یا متفرق ہو کر کہانے مین کوئی حرج نہین ہے اور اشتاتا جمع ہے شتی کی اور یہ مصدر ہے معنی ہین تفرق کے اور یہ جملہ مستانفہ ہے مشتمل ہے دوسرے حکم کے بیان پر جو ماقبل کی جنس سے ہے اور بعض عرب اکیلے کہانا مکروہ جانتے یہانتک کہ دوسرا کہانیوالا اپنے ساتھہ پاتے پھر اسکے ساتھہ ملکر کہاتے اور بعض عرب نہ کہاتے مگر مہمان کے ساتھہ کہا قتادہ نے یہ بنے کنانہ بن خزیمہ کا قبیلہ تھا ان مین کا ایک خیال کرتا کہ اکیلے ہو کر کہانا میرے لیے خواری کی بات ہے یہانتک کہ دو دھیلی اونٹنیون کا دودھ نہ دوہتا حالانکہ بھوکا ہوتا یہانتک کہ پاتا اس شخص کو جو اسکے ساتھہ ملکر کہاوے پھر جب اللہ نے یہ آیت اتاری عکرمہ اور ابو صالح کا یہ قول ہے کہ انصار کے ہان جب مہمان آتا تو وہ نہ کہاتے یہانتک کہ مہمان کہاتا انکے

سانہ تب یہ آیت انکی رخصت کے لیے اتری ابن عباسؓ کہتے ہین حارث جہاد کیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ نکلے اور اپنے گھر والون پر خالد بن یزید کو خلیفہ کرکر چھوڑ گئے اور خالد بن یزید نی حدث کے گھر کا کھانا گناہ جانا اور تنہا مفلس تب یہ آیت اتری اور بخاری علیہ الرحمۃ نے اس آیت پر باب منعقد کیا اور بخاری کا اس باب سے مقصود یہ ہے کہ ملکر کھانا مباح ہے اگرچہ مجتمعین کی حالت کھانے مین مختلف ہو کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسکو جائز رکھا ہے تو ملکر کھانا ان لوگون کو سنت ہی جنکو ولیمون کی طرف بلایا جاتا ہے کھانے ہی کے اور حسن کہتے ہین ہے اَخْرِجُوْا اِلَیْھِمْ کُلَّھُمْ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْبَرَکَۃِ وَاَحْسَنُ لِاَخْلَاقِکُمْ یعنے نکالو اپنے مال اور کھانا ملاکر کھانے کے لیے کیونکہ ملکر کھانے مین بڑی برکت ہوتی ہے اور اس سے خوئین درست ہوتی ہین پھر ایک اور ادب سکھایا اپنے بندون کو اور فرمایا فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً اور بیوت وہ بیوت مراد نہین ہین جنکا مذکور ہوچکا بعض نے کہا بیوتا سے بیوت مذکورہ ہی مراد ہین قول اول کی صورت مین تو حسن اور سختی کا یہ قول ہے کہ بیوتا سے مساجد مراد ہین اور مراد یہ ہے کہ ان لوگون پر سلام کرو جو مساجد مین تمہاری قسم کے لوگ موجود ہون اور اگر مسجدون مین کوئی موجود نہ ہو تو بعض نے کہا کہے داخل ہونیوالا اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بعض نے کہا السلام علیکم کہے اور اس سے فرشتون پر سلام کہنے کا ارادہ کرے اور دوسرے قول یعنے بیوتًا سے بیوت مذکورہ سابقہ کے مراد ہونے کے ساتھ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت قائل ہے بعض نے کہا بیوت سے جگہ سب گھر مراد ہین آباد اور غیر آباد گھرون مین تو گھر والون کو سلام کہے اور غیر آباد مین اپنے نفس پر سلام کرے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ کہا ابن العربی نے بیوت سے جمیع بیوت مسکونہ اور غیر مسکونہ مراد لینا یہی صحیح ہے اور تخصیص پر کوئی دلیل نہین ہے کہا زجاج نے اللہ سبحانہ نے خبر دار کیا ہے کہ سلام کی دعا مین برکت ہے اور ستھرائی ہے کیونکہ اس مین اجر اور ثواب ہے ابن عباسؓ نے آیت کی تفسیر مین کہا تحیۃ سے سلام مراد ہے کیونکہ یہ اللہ سبحانہ کا اسم ہے اور یہی بہشتیون کا تحیۃ ہوگا جابر بن عبداللہ کہتے ہین جب تو اپنے گھر مین جاوے تو انپر سلام کر دعا ہے برکت کی اللہ کے ہان سے ستھری اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ وغیرہ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بیوت سے مسجدین مراد ہین تو جب تو مسجدون مین جاوے تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اور ابن عمر کہتے ہین جب تو کسی گھر غیر آباد

مین جاوی اور کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ استعمالی الفتح اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ
اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ
لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
ایمان والی وہ ہین جو یقین لائے ہین اللہ پر اور اسکے رسول پر اور جب ہوتے ہین اسکے ساتھ کسی جمع ہونے
کے کام مین نہین جاتے جبتک اس سے پروانگی نلین جو لوگ تجھ سے پروانگی لیتے ہین وہی ہین جو مانتے ہین
اللہ کو اور اسکے رسول کو پھر جب پروانگی مانگین تجھ سے اپنے کسی کام کو تو دی پروانگی جسکو تو ان مین
چاہے اور معافی مانگ انکو واسطے اللہ کے اللہ بخشنے والا ہے مہربان ف یہ اور ادب ہی جسکی طرف اللہ
سبحانہ نے اپنے مسلمان بندون کو راہ دی ہے تو جیسے انکو دخول کے وقت استیذان کا حکم دیا ہے
ایسے ہی انکو پھر جانے کیوقت استیذان کا حکم دیا ہے خاصکر جب جمع ہونیکے کام مین ہون رسول
کے ساتھ صلوات اللہ علیہ وسلامہ جمعہ کی نماز ہو یا عید کی جماعت ہو یا مشورہ کیواسطے اکٹھا ہونا تو اللہ
نے مسلمانون کو حکم دیا ہے کہ چلے نہ جاوین رسول کو چھوڑ کر ایسے حالت مین جب تک اس سے اجازت نہ
لے لین یا مشورہ نہ کر لین اور جو شخص ایسا کرے کہ وہ بلا اجازت نہ جاوی تو وہ مومنین کاملین مین سے
ہے پھر حکم کیا رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ جب مسلمانون مین کوئی مسلمان تجھ سے پروانگی لے تو
تو اگر اسکو اجازت دینا مناسب جانے تو اجازت دیدے ولہذا فرمایا فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ
لَهُمُ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ابو ہریرہ رضہ کہتے ہین فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِذَا
انْتَهٰى اَحَدُكُمْ اِلَى الْمَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّقُوْمَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الْاُوْلٰى بِاَحَقَّ
مِنَ الْاٰخِرَةِ جب تم مین کوئی شخص مجلس تک پہونچے تو سلام کرے (بیٹھ جاوی) جب اٹھنا چاہے تو
سلام کرکر (اٹھے) کیونکہ پہلے بار سلام کہنا دوسری بار سلام کہنے سے زیادہ لائق نہین ہے (یعنے
جیسے پہلی بار سلام کہنا سنت ہے پھرتے وقت بھی کہنا سنت ہے) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَهٰكَذَا رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ یہ اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے انتہی
مافی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے یہ جملہ مستانفہ ہے جسکو احکام مذکورہ بالا کی تقریر کے لیے چلا یا گیا
ہے کلمہ انما حصر کے صیغون مین سے ہے اور معنے یہ ہین نہین تمام ہونا ایمان اور نہین کامل ہونا مبنے

کا اسلام یہانتک کہ اللہ اور اسکے رسول کو مانے اور جب رسول کے ساتھ کسی جامع کام مین ہون یعنے کسی ایسی طاعت مین جس مین اکٹھا ہونا چاہیے جیسی جمعہ اور جماعتین اور نحر اور وفطر اور جہاد یا کسی کام کا مشورہ وغیرذلک تو جبتک رسول سے جانیکی اجازت نہ لین نہین جاتے اگرچہ انکو جانیکا عذر ہو یہ مسلمانون کی کمال ایمان کی علامت ہے اور اسکے صحیح ہونے کا مصداق اور اس سے تمیز ہوجاتی ہے مخلص کی منافق سے کیونکہ منافق کی عادت اور اسکا طریق تو یہ ہے کہ وہ نظر بچاکر بلا اجازت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجلس سے نکلجاتا ہے مفسرین کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر چڑھتے جمعہ کے دن اور مسلمانون مین سے کسی کو مسجد سے باہر جانیکی ضرورت پڑتی کسی حاجت یا کسی عذر کے واسطے تو وہ نہ نکلتا یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوجاتا ایسی جگہہ مین کہ آپ اسکو دیکھہ لیتے پھر آپ پہچانتے کہ یہ اجازت لینے کے واسطے کھڑا ہوا ہے پھر ان مین سے جس شخص کو اجازت دینا مناسب جانتے اجازت دیتے کہا مجاہد نے اور امام کی اجازت جمعہ کے دن یہ ہے کہ ہاتھہ سے اشارہ کرے زجاج نے کہا اللہ سبحانہ نے خبر دی ہے کہ مسلمان جب انپر پیغمبر کے ساتھہ جامع کامون مین ہوتے تو نہ جاتے مگر اجازت لیکر اور اسیطرح لائق ہے سب مسلمانون کو کہ جب وہ امام کے ساتھہ ہوون تو اسکی مخالفت نہ کرین اور نہ اس سے پھرین کسی جماعت مین مگر اجازت طلب کرکر اور امام کو اختیار ہے خواہ اجازت دیوے خواہ اجازت نہ دیوے اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ علمار نے کہا ہے جسکام کے واسطے مسلمان امام کے ساتھہ جمع ہوون تو اس مین اسکی مخالفت نکرین اور نہ اُسکو چھوڑ آوین مگر اجازت سے پھر اللہ سبحانہ نے بیان کیا کہ جو اجازت لیکر جاتے ہین وہی اللہ اور اسکے رسول کو مانتے ہین جیسے پہلے فرمایا کہ مومن کامل وہ ہین جنہون نے جمع کیا ہے ایمان اور استیذان کو اور فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ نکلے تو گھر واپس آنا پڑا پھر انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گھر کیطرف رجوع کرنے کی اجازت طلب کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اجازت دی اور فرمایا اِرْجِعْ فَلَسْتَ بِمُنَافِقٍ یعنے لوٹ جاتو کوئی منافق تو نہین ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی کے قول فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت شان کا بیان ہے اور اس مین دلیل ہے کہ بعض احکام حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رائی پر مفوض تھے اور جو اس سے منع کرتا ہے

وہ کہتا ہے کہ حضرت کی مشیت حضرت کے علم کے تابع تھی پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حکم دیا کہ مسلمانوں کی معافی طلب کیا کر اور فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ یعنے اجازت کے بعد انکے لیے معافی مانگا کر اس میں اشارہ ہو کہ استیذان اگرچہ عذر کے ساتھ جائز ہے لیکن خالی نہیں ہے امر دنیا کے آخرت پر ترجیح دینے کی تاثیر کی شائبہ سے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجالس کو غنیمت سمجھنا استیذان سے اولی ہے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنے وہ کثیر المغفرت ہے فرطات عباد کے لیے اور کثیر الرحمت ہے تیسیر کے ساتھ انپر اتنے مانع الفتح لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ہمت ٹھہراؤ بلانا رسول کا اپنے اندر برابر اسکے جو بلاتا ہے تم میں ایک کو ایک اللہ جانتا ہے ان لوگوں کو تم میں سے جو سٹک کے نکل جاتے ہیں آنکھ بچا کر سو ڈرتے رہیں جو لوگ خلاف کرتے ہیں اسکے حکم کا کہ پڑے انپر کچھ خرابی یا پہونچے انکو دکھ کی مارف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلانے سے فرض ہوتا تھا حاضر ہونا جس کام کو بلاویں پھر یہی تھا کہ وہاں سے بے حکم چلے بھی نہ جاویں اب بھی یہی چاہیے اپنے سرداروں سے سب کو کرنا ف کہا ضحاک نے ابن عباس سے روایت کرکے کہ صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ای محمد اے ابوالقاسم تو اللہ عزوجل نے انکو منع کیا اس سے اپنے پیغمبر کی تعظیم کے واسطے اور فرمایا کہو یا نبی اللہ یا رسول اللہ اور اسیطرح کہا مجاہد اور سعید بن جبیر نے اور کہا قتادہ نے اللہ نے حکم کیا اپنے نبی سے ڈرنے کا اور ان کی تعظیم وتکریم کرنیکا اور انکو سردار بنانیکا اور کہا مقاتل نے آیت لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا کی تفسیر میں کہ جب تم نبی کو بلاؤ تو نام لیکر نہ بلاؤ یوں نہ کہو اوحمد اوعبداللہ کہ بیٹے ولکن بزرگی کرو اسکی اور کہو یا نبی اللہ یا رسول اللہ اور مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا اللہ کے قول لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا کی تفسیر میں کہ اللہ تعالے نے صحابہ کو حکم کیا ہے حضرت کی تعظیم وتشریف کا یہی قول ظاہر ہے سیاق سے جیسے فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۗ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ یعنے اے ایمان والو تم نہ کہو راعنا اور کہو انظرنا اور سنتے رہو اور منکروں کو دکھ کی مار ہے اور جیسے فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ

اصواتهم عند رسول الله اولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقوى لهم مغفرة
واجر عظيم ان الذين ينادونك من وراء الحجرات اكثرهم لا يعقلون ولو
انهم صبروا حتى تخرج اليهم لكان خيرا لهم والله غفور رحيم یعنے ای یارا
والو اونچی نہ کرو اپنی آوازین نبی کی آواز سے اور اس سے نہ بولو کھرک کر جیسے کہرتے ہو ایک دوسرے پر
کہین اکارت نہ ہو جاوین تمہاری کیے اور تم کو خبر نہ ہو جو لوگ دبا آواز بولتے ہین جناب رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم کے پاس وہی ہین جنکے دل جانچے ہین اللہ نے ادب کے واسطے انکو معافی ہے اور نیک بڑا
جو لوگ پکارتے ہین تجھ کو دیوار کے باہر سے وہ اکثر عقل نہین رکھتے اور اگر وہ صبر کرتے جبتک تو
نکلتا انکی طرف تو انکو بہتر تھا اور اللہ بخشتا ہے مہربان تو ان سب آیتون مین حضعالی نے ادب سکھایا
رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کے اور اسکے ساتھ بات کرنیکے اور اسکے پاس جانیکے جیسے حکم کیے گئے کہ
حضرت کے ساتھ بات کرنے سے پہلے کچھ خیرات کر لیا کرین اور دوسرا قول آیت کے سننے مین یہ ہے کہ یہ
اعتقاد نہ کرو کہ رسول اللہ کی بد دعا غیر پر ویسی ہی بد دعا ہے جیسے اور لوگون کی بد دعائین نہین اسکی
بد دعا تو منظور و مقبول ہے پھر ڈر و اسکی بد دعا سے کہین ہلاک ہو جاؤ حکاہ ابن ابی حاتم عن ابن
عباس والحسن البصری وعطیۃ العوفی واللہ اعلم اور یہ جو فرمایا قد یعلم اللہ الذین یتسللون
منکم لواذا یعنے اللہ جانتا ہے تم مین سے انکو جو آنکھ بچا کر سرک جاتے ہین تو ان سے منافق لوگ
مراد ہین قالہ مقاتل بن حیان انپر بہارہے گذرتا ہے خطبہ کا سننا جمعہ کے دن پھر آنکھ بچا جاتے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے اور مسجد سے نکل جاتے اور نہین جائز تھا کسی مرد کے لیے کہ نکلتا
مسجد سے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر جمعہ کے دن خطبہ شروع کرنے کے پیچھے اور جب صحابہ
مین کوئی شخص باہر جانا چاہتا تو اپنے ہاتھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کرتا پھر حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو اجازت دیتے اور وہ آدمی بولتا نہین تھا اسلیے کہ جو شخص بولتا خطبہ مین
اسکا جمعہ باطل ہو جاتا اور کہا سدی نے جب منافق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی جامع کام
مین اکٹھا ہوتا تو نظر بچا کر نکل جاتے پھر حضرت انکو نہ دیکھتے اور قتادہ نے کہا قد یعلم اللہ الذین
یتسللون منکم لواذا کی تفسیر مین روایت کیا لواذا عن نبی اللہ وعن کتابہ یعنے آنکھ بچاتے
حضرت سے اور اللہ کی کتاب سے اور سفیان نے کہا لواذا من الصف یعنے صف کے لوگون سے نظر بچا کر

نکلجاتے اور مجاہدنے کہا لواذاً سے خلافاً مراد ہے یعنی نکلجاتے ہین مخالفت کرکے آور امرہ کی ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف عائد ہی اور امر رسول سے اسکا سبیل اور منہاج اور طریقہ اور اسکی سنت اور شریعت مراد ہی اقوال اور اعمال کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال اور اعمال کے ساتھ موازنہ کیا جاتا ہے پھر جو قول اور عمل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور عمل کے مطابق ہووہ مقبول ہوجاتا ہی اور جو مخالف ہووہ قول کے قائل اور فعل کے فاعل پر لوٹایا جاتا ہے کوئی ہو کہین کا ہو جیسے صحیح و غیرہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپنے فرمایا مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ یعنے جو شخص ایسا کام کرے جسکا ہمنے حکم نہین کیا (قولاً یا فعلاً یا تقریراً) تو وہ مردود ہے اور حذر و خشیت و خوف کری وہ جو ظاہراً یا باطنا رسول صلعم کی شریعت کا مخالف ہے کہ پڑے انپر آفت انکے دلون مین کفر کی یا نفاق کی یا بدعت کی یا بیچے انکو دنیا مین دکھہ کی مار قتل کے ساتھ یا حد کے ساتھ یا قید کے ساتھہ یا کسی اور طرح ابوہریرہ رض کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا وَجَعَلَ يَحْجُزُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَقْتَحِمْنَ فِيهَا قَالَ فَذَلِكَ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ أَنَا آخُذُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ فَتَغْلِبُونِي وَتَقْتَحِمُونَ فِيهَا یعنے میری مثال اور تمہاری مثال اس مرد کی طرح ہے جس نے آگ جلائی جب روشن کیا آگ نے اسکے حوالی کو تو پتنگے اس مین گرنے لگے اور وہ شخص انکو ہٹانے لگا اور وہ پڑتے ہی ہے اس مین اس شخصپر زور کرکر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہی مثال ہے میری اور تمہاری مین تمکو کمر سے پکڑ کر ہٹاتا ہون آگ سے (اور کہتا ہون ہٹ جاؤ) اور تم مجھپر زور کرکر آگ مین ہی پڑتے ہو اخرجاہ من حدیث عبد الرزاق انتہے مانی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہ جملہ مستانفہ ہے پہلے جملے کے مضمون کا مقرر اور مثبت ہے اور معنے یہ ہین کہ رسول اگر تمکو بلاوی تو اسکا بلانا ایسا نہ سمجھو جیسے تم مین ایک کو ایک بلاتا ہے پھر تم اسکی پکار کے جواب مین سستی کرو بلکہ فوراً حضرت کی بلانیکو قبول کرو اگرچہ تم نماز مین کیون نہ ہو یا یہ مراد ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے بلا اجازت نہ چلے جاؤ جیسے اور لوگون کے پاس سے بلا اجازت چلے جاتے ہو یا یہ معنے ہین کہ حضرت کے آواز پر اپنا آواز بلند نہ کردیجیے اور لوگون پر تم آواز بلند کرتے ہو کما سعید بن جبیر اور مجاہد نے معنی

یہ ہین کہو یا رسول اللہ رفق اور لین کے ساتھہ اور نہ کہو یا محمد سختی اور بلند آوازی کے ساتھہ اور یہی قول ہے ایک بڑی جماعت کا اور قتادہ نے کہا اللہ نے لوگون کو حضرت کی تشریف اور تعظیم کا حکم کیا ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین رسول کو غصہ کرکر اس سے بددعا نہ لو اسکی دعا تو منظور نظر الٰہی ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین واجب ہے تمپر اسکی ارشاد پر جلد تعمیل کرنا اور اسی کو ابو العباس نے اختیار کیا اور اسکا مؤید ہے اللہ کا قول فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ بعض نے کہا یہ معنے ہین نہ سمجھو رسول کو اپنے رب کو پکارنے کو جیسے پکارتا ہے ایک تمہارا مانگتا ہے اللہ تعالی سے اپنی حاجت پر کبھی اسکی دعا منظور ہوتی ہے اور کبھی نامنظور کیونکہ رسول کی دعائین مقبول و مستجاب ہین اور سعید بن جبیر نے کہا آیت کے معنے مین نہ بلاؤ حضرت کو جیسے ایک تمہارا اپنے بھائی کو بلاتا ہے اسکا نام لیکر بلکہ تعظیم کے ساتھہ نام لو اُسکا اور کہو یا رسول اللہ یا نبی اللہ اور نہ چلاؤ اسکا نام لیکر دور سے یا ابا القاسم کہکر ولکن دبے آواز کہو یا رسول اللہ پاس آکر جیسے اللہ تعالی نے سورہ حجرات مین فرمایا اِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ اور پہلے قول کو ترجیح ہے اور اس آیت مین بیان ہے منافقین سے وقوع مین آتا تھا کیونکہ وہ چلے جاتے تھے جمعہ کے دن ایک دوسرے کے آڑ مین آکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکھہ بچاکر اور جمعہ کا دن منافقون پر ایک بھاری بوجھہ ہوتا کیونکہ اس مین جمعہ کی نماز کے واسطے مسلمانون کو اکٹھا دیکھتے اور انکے سامنے ہونی سے بھاگتے بعض نے کہا لواذاً سے جہاد سے بھاگنا مراد ہے اور اسی قول کو حسن نے مقاتل سے نقل کیا کہا مقاتل نے نہین نکلتا تھا کوئی شخص لشکر کے واسطے اور نہ گوز کیواسطے یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کرتا اشارہ کرتا حضرت کی طرف صابہ کے ساتھہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو اجازت دیتے اشارہ کرتے آپ اسکے واسطے اپنے مبارک ہاتھہ کے ساتھہ اور بعض منافقون پر خطبہ کے لیے مسجد مین بیٹھنا دشوار گذرتا پھر کوئی مسلمان اجازت لینے کے لیے اٹھتا تو منافق اسکے پہلو مین اٹھہ بیٹھتا اور اسکی آڑ مین آکر نکلجاتا تب اللہ سبحانہ وتعالی نے یہ آیت اتاری اَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ فِي مَرَاسِيلِهِ امرہ کی ضمیر راجع ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف بعض نے کہا اللہ کیطرف کیونکہ اللہ سبحانہ ہی حقیقۃً آمر ہے ابو عبیدہ اور اخفش کہتے ہین کہ حرف عَنْ عَنْ أَمْرِهِ مین زائدہ ہے کہا خلیل اور سیبویہ یہ زائدہ نہین ہے بلکہ بعد کے معنے مین ہے جیسے اللہ تعالی کے قول نَفَسَتْ عَنْ أُمِّ رَبَّةٍ مین اور اولی یہ تقریر ہے کہ مخالفت کو متعدی کیا ہے حرف

عن کے ساتھ باوجود اسکے کہ بنفسہ متعدی ہے اسلیے کہ مخالفت اعراض اور صد کے معنے کو شامل ہوجاوے
اور یہان فتنہ انواع فتن سے کسی نوع کے ساتھ خاص نہین ہے بعض نے کہا اس سے قتل مراد ہے بعض نے
کہا زلازل مراد ہین بعض نے کہا ظالم بادشاہ کا مسلط ہونا مراد ہے بعض نے کہا انکے دلونپر مہر کرنا مراد
ہے بعض نے کہا استدراجًا ان پر نعمتون کا کامل کرنا مراد ہے اور اصابت عذاب الیم سے آخرت مین انپر
عذاب کا پونچنا مراد ہے کیونکہ حبس فتنہ کے پہونچنے سے انکو اس سے پہلے ڈرایا ہے وہ دنیوی عذاب
ہے کہا قرطبی نے فظنا کو دلیل لی ہے اس آیت سے امر کے وجوب کے لیے ہونے پر اور وجہ یہ ہے کہ
اللہ سبحانہ نے ان کو ڈرایا ہے حضرت کی امر کی مخالفت سے اور وعدہ دیا ہے پھر عذاب کا تو اسکے امر پر
چلنا واجب ہے اور اسکی مخالفت حرام ہے اور آیت شامل ہے ہر اس شخص کو جو اللہ کے امر اور اسکے
رسول کے امر کا خلاف کرے اور داخل ہین اس مین تقلید ضلالت پر جمنے والے اس نتیجے کہ انکے
لیے ہدایت کہل چکی اور انکے لیے صواب خطا سے ظاہر ہوچکا انتہے ماقال العلامۃ ابوالطیب آلا

إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ ۖ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ
فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ سنتے ہو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین مین
اسکو معلوم ہے جس حال پر تم ہو اور جسدن پھیرے جاوینگے اسکی طرف تو بتاوی گا انکو جو انہون
نے کیا اور اللہ سب چیز جانتا ہے ف اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ وہ مہاراج ہے آسمان زمین کا
اور وہ جانتا ہے سب چھپا اور کہلا اور وہ جانتا ہے اسکو جسکو بندی کرنے والے ہین ظاہرًا و باطنًا ولہذا
فرمایا قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ اور یہ اللہ تعالی کا قول ویسا ہی حرف قد کے ساتھ موکد ہے جیسا اس
سے پہلے کی آیت کو موکد کیا حرف قد کے ساتھ اور فرمایا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ
لِوَاذًا یعنے اللہ جانتا ہے ان لوگون کو جو سرک جاتے ہین تم مین سے اور جیسے فرمایا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ
الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا
قَلِيلًا یعنے اللہ کو معلوم ہین جو اٹکاتے ہین تم مین اور کہتے ہین اپنے بھائیون کو چلے آؤ ہماری
پاس اور لڑائی مین نہین آتے مگر کبھی اور فرمایا قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا
وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ یعنے سن لی اللہ نے
بات اس عورت کی جو جھگڑتی ہے تجھ سے اپنے خاوند کے حق مین اور جھنکتی ہے اللہ کو آگے

اور اللہ تعالیٰ سنتا ہے سوال و جواب تم دونوں کا بیشک اسے سنتا ہے دیکھتا اور فرمایا قد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون فانھم لا یکذبونک ولکن الظلمین بایت اللہ یجحدون یعنے ہم جانتے ہین کہ تجھکو غم دلاتی ہین انکی باتین سو وہ تجھ کو نہین جھٹلاتے لیکن بے انصاف اللہ کے حکمون سے منکر ہوے جاتی ہین اور فرمایا قد نری تقلب وجھک فی السمآء فلنولینک قبلۃ ترضھا فول وجھک شطر المسجد الحرام وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ وان الذین اوتوا الکتب لیعلمون انہ الحق من ربھم وما اللہ بغافل عما یعملون یعنے ہم دیکھتے ہین بہر بہر جانا تیرا منہ آسمان مین سو البتہ پھیر دینگے تجھکو جس قبلہ کیطرف تو راضی ہے اب پھیر منہ اپنا طرف مسجد حرام کی اور جس جگہہ تم ہوا کرو پھیر و منہ اسکی طرف اور جنکو ملی ہے کتاب البتہ جانتے ہین کہ یہی ٹھیک ہے ان کے رب کیطرف سے اور اللہ تعالیٰ بے خبر نہین ان کامون سے جو کرتے ہین تو ان سب آیتون مین فعل کو ثابت کیا ہے حرف قد کے ساتھہ جیسے مؤذن کہتا ہے تحقیقا و ثبوتا قد قامت الصلوٰۃ قد قامت الصلوٰۃ یعنے بلاشبہ نماز کھڑی ہوگئی بلاشک نماز کھڑی ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا قد یعلم ما انتم علیہ تو اسکے یہ معنے ہین کہ وہ عالم ہے اس حال سے جسپر تم ہو اور شاہد ہے اسکا نہین چھپتا اس سے ایک ذرہ بھر کما قال تعالے وتوکل علی العزیز الرحیم الذی یرٰک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین انہ ھو السمیع العلیم یعنے اور بھروسا کر اس زبردست رحم والے پر جو دیکھتا ہے تجھکو جب تو اٹھتا ہے اور تیرا پھرنا نمازیون مین وہ جو ہے وہی ہے سنتا جانتا اور جیسے فرمایا وما تکون فی شان وما تتلوا منہ من قرآن ولا تعملون من عمل الا کنا علیکم شھودا اذ تفیضون فیہ وما یعزب عن ربک من مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السمآء ولا اصغر من ذلک ولا اکبر الا فی کتب مبین یعنے اور نہین ہوتا تو کسی حال مین اور نہ پڑھتا ہے تو اس مین سے کچھ قرآن اور نہین کرتے ہو تم لوگ کچھ کام کہ ہم نہین ہوتے حاضر تم پاس جب تم لگتے ہو اس مین اور غائب نہین رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ بھر زمین مین اور نہ آسمان مین اور نہ چھوٹا اس سے اور نہ بڑا جو نہین ہے کھلی کتاب مین اور فرمایا افمن ھو قآئم علی کل نفس بما کسبت وجعلوا للہ شرکآء قل سموھم ام تنبئونہ بما لا یعلم فی الارض ام بظاھر من القول یعنے بھلا جو شخص لیے کھڑا ہے ہر کسی کے سر پر اسکا کیا اور ٹھہرائے ہین اللہ

کے شریک کرنام لوانکا یا اللہ کو جتاتے ہو جو وہ نہین جانتا زمین مین یا کرتے ہو اور پر اور پر کی باتین یعنے وہ گواہی بندون کے اعمال پر بلا کرین یا برا اور وہ انکو نہ چھوڑیگا بن جزا سزا دیے اور فرمایا اَلَا حِیْنَ یَسْتَغْشُوْنَ ثِیَابَھُمْ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ یعنے وہ تو دوہرے کرتے ہین اپنے سینے کہ چھپ جاوین اس سے سنتا ہے جسوقت اوڑھتے ہین اپنے کپڑے وہ جانتا ہے جو چھپاتے ہین اور جو کہولتے ہین اور فرمایا سَوَآءٌ مِّنْکُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَھَرَ بِہٖ وَمَنْ ھُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّیْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّھَارِ یعنے برابر ہے تم مین جو چپکے بات کہے اور جو کہے پکار کر اور جو چھپ رہا ہے رات مین اور گھلیون مین پھرتا ہے دن کو اور فرمایا وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّھَا وَمُسْتَوْدَعَھَا کُلٌّ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ یعنے اور کوئی نہین پاؤن چلنے والا زمین مین مگر اللہ پر ہے اسکی روزی اور جانتا ہے جہان ٹھیرتا ہے اور جہان سونپا جاتا ہے سب موجود ہے کھلی کتاب مین اور فرمایا وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَآ اِلَّا ھُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعْلَمُھَا وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّھَارِ ثُمَّ یَبْعَثُکُمْ فِیْہِ لِیُقْضٰٓی اَجَلٌ مُّسَمًّی ثُمَّ اِلَیْہِ مَرْجِعُکُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یعنے اور اسی کے پاس ہین کنجیان غیب کی انکو کوئی نہین جانتا اسکے سوا اور وہ جانتا ہے جو جنگل اور دریا مین ہے اور نہین جھڑتا کوئی پات جو وہ نہین جانتا اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیرون مین اور نہ ہرا اور نہ سوکھا جو نہین کھلی کتاب مین اور وہی ہے جو تمکو سپرد لیتا ہے رات کو اور جانتا ہے جو کما چکے ہو دن کو پھر تم کو اٹھاتا ہے اس مین کہ پورا ہو وعدہ جو ٹھہرایا پھر اسی کیطرف پھیرے جاؤگے پھر جتاویگا تم کو جو کرتے تھے اور آیات اور احادیث اس بارہ مین بکثرت ہین اور یہ جو فرمایا وَیَوْمَ یُرْجَعُوْنَ اِلَیْہِ الآیہ تو اسکے یہ معنے ہین کہ جسدن پھیری جاویگی مخلوق اللہ کے پاس قیامت کے دن تو وہ جتاویگا انکو انکے وہ کام جو اونہون نے دنیا مین کیے جلیل اور حقیر چھوٹے اور بڑے سب کما قَالَ تَعَالٰی یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ یعنے جتاوین گے انسان کو اسدن جو آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا اور فرمایا وَوُضِعَ الْکِتٰبُ فَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْہِ وَیَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ ھٰذَا الْکِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَۃً وَّلَا کَبِیْرَۃً اِلَّآ اَحْصٰھَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَّ

لَا یَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا یعنے اور کہا جاویگا کاغذ پہر تو دیکھے گنہگار ڈرتے ہوں گے پہر کے لکھے سے اور کہتے ہین ای خرابی کیسا ہے یہ کہا جو نہ چھوڑی چھوٹی بات نہ بڑی بات جو اسمین نہین گہیر لی اور پاوین گے جو کیا ہے سامنے اور تیرا رب ظلم نہ کریگا ولہذا ایمان فرمایا وَیَوْمَ یُرْجَعُوْنَ اِلَیْهِ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَنَسْئَلُهُ التَّمَامَ اٰخِرُ تَفْسِیْرِ سُوْرَةِ النُّوْرِ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ فتح کا بیان یہ ہے کہ اس آیت مین اللہ تعالی نے تنبیہ کی ہے اسپر کہ نہ مخالفت کریں لوگ اس ذات پاک کی جسکے واسطے ہین آسمان زمین کی چیزین یعنے مخلوقات بسرہا اسی کے ملک مین ہے اور اسی نے ان کو پیدا کیا اور اسی کے غلام ہین البتہ جانتا ہے اللہ ای بندوان احوال کو جنپر تم ہو پہر اسکے مطابق موافق تم کو جزا دیگا اور یَعْلَمُ اَسْجَدَهٗ سمجھہ یعنے عَلِمَ کے ہی اور داخل کیا اسنے حرف قد کو فعل پر اسلیے کہ تاکید ہے اسکا علم انکے دین حق کی مخالفت کرساتھہ اور علم کی تاکید سے وعید کی تاکید معلوم ہوتی ہے اور اُسدن کو بہی جانتا ہے جس مین اسکی طرف پہیرے جاوینگے پہر وہ انکے اعمال کے مطابق انکو جزا دیگا اور اس مین التفات ہے خطاب سے غائب کیطرف اور اللہ سبحانہ کا اپنے علم کو متعلق کرنا رجوع کے دن کیساتھہ نہ نفس رجوع کے ساتھہ اسکے علم کے زیادہ متحقق ہونے کیواسطے ہے کیونکہ وقوع شے کیوقت کو جاننا مستلزم ہے اسکے وقوع کے علم کو بالغ وجہ پر اور سیاق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وعید منافقون کے واسطے ہے عقبہ بن عامر کہتے ہین مینے دیکہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اور آپ پڑہتے تہے سورۂ نور کے خاتمہ کی اس آیت کو اور آپنے رکہی تہین دونو انگلیان اپنی دونو آنکہون کے نیچے فرماتے بِكُلِّ شَیْءٍ بَصِیْرٌ یعنے اسکی نگاہ مین ہے ہر چیز اَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِیُّ وَغَیْرُهٗ سیوطی نے کہا اسکی سند حسن ہے الحمد للہ کہ آج بتاریخ ۱۰ ماہ جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ بروز پیر سورۂ نور کی تفسیر پوری ہوئی آگے شروع ہوتی ہے تفسیر سورۂ فرقان کی فقط والسلام علی خیر الانام

سورۂ فرقان

جمہور کے قول مین یہ ساری سورت مکہ مین اتری ہے اس مین سات آیتین اور پرستر آیتین ہین اور یہ سورت ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ابن زبیر کا یہی قول ہے کہا قرطبی نے کہا ابن عباس اور قتادہ نے مگر اس سورت کی تین آیتین تو وہ مدینہ مین اتریں اور وہ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ سے ہین تین آیتون تک عمر بن خطاب کہتے ہین مینے ہشام بن حکیم کو سورہ فرقان پڑہتے سنا

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مین مینے اسکی قرارت کی طرف کان رکھا تو اس نے بہت سے ایسے حرف پڑہے جو مجھکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین پڑہائے تھے مین نماز مین اسپر کودنے لگا پھر مینے صبر کیا یہانتک کہ اس نے سلام پھیرا پھر مینے اسکی چادر اتار کر اسکے گلے مین ڈال لی اور مین نے کہا تجھکو کس نے پڑہائی ہے یہ سورت جو مینے تجھسے سنی ہے وہ بولے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو یہ سورت پڑہائی ہے کہا تو جھوٹا ہے مجھ کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سورت اور طرح پڑہائی پھر مین اسکو لیگیا کھینچتا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف اور مین نے کہا مینے سنا اس شخص کو کہ یہ سورہ فرقان پڑہ رہا تھا ولکن نہ اس طرح جسطرح آپنے مجھ کو پڑہائی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسکو چھوڑدے پڑہ ای ہشام تو اس نے اسی طرح پڑہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جسپر مین نے اسکو سنا پڑہتے ہوئے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سورت اسیطرح اتری ہے پھر فرمایا پڑہ ای عمر پھر مینے اسطرح پڑہا جسطرح مجھ کو پڑہایا تھا تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیطرح یہ سورت نازل ہوی ہے بیشک قرآن مجید سات حرفون پر اترا ہے تو پڑہو جو آسان ہو اس سے اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۝ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝ بڑی برکت ہے اسکی جس نے اتارا فیصلہ اپنے بندے پر کہ رہے جہان والون کو ڈرانے وہ جسکی سلطنت آسمان زمین کی اور نہین پکڑا اسنے بیٹا اور نہین کوئی اسکا ساجھی راج مین اور بنائی ہر چیز پھر ٹھیک کیا اسکو ماپ کر **ف** اللہ تعالی اپنے نفس کریمہ کی تعریف کرتا ہے اسبات پر کہ اسنے قرآن کو اتارا اپنے رسول کریم پر کما قال تعالی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجَا قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا یعنے سراہے اللہ کو جس نے اتاری اپنے بندے پر کتاب اور نہ رکھی اس مین کجی ٹھیک اتاری تا

ڈرسناوی ایک سخت آفت کا اسکی طرف سے اور خوشخبری دی یقین لانیوالون کو جو کرتے ہین نیکیان کہ انکو
اچھا نیک ہے جس مین ہمیشہ رہینگے اور ڈرسناوی ان کو جو کہتے ہین اللہ نے کہنا ہے اولاد کچھ خبر نہین
انکو اسبات کی نہ انکے باپ دادون کو کیا بڑی بات ہو کر نکلتی ہے انکے مونہہ سے سب جھوٹھ ہے جو کہتے
ہین اور اس سورت مین فرمایا تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ اور تبارک تفاعل ہے ماخود برکت سے مستقرہ
دائمہ ثابتہ سے اور نزل فعل ہے تکثیر اور تکرر کے لیے کما قال تعالی وَالْكِتٰبِ الَّذِي نَزَّلَ عَلٰى
رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ یعنے اور ایمان لاؤ اس کتاب پر جو نازل کی ہے اُس نے
اپنے رسول (محمدؐ) پر اور اس کتاب پر جو نازل کی تھی پہلے کیونکہ پہلی کتابین اترتی تھین اکٹھی ساری
کی ساری اور قرآن مجید اترا انجم انجم اور مفرق اور مفصل تھوڑا تھوڑا اور ایک حکم دوسرے حکم کے بعد اور ایک
سورت دوسری سورت کے پیچھے اور اس مین زیادہ مہربانی ہے اس شخص پر جسپر یہ قرآن اترا جیسے اس
سورت کے انتا مین فرمایا وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ
لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا
یعنے اور کہنے لگے وہ لوگ جو منکر ہین کیون نہ اترا اسپر قرآن سارا اسیطرح اتارنا تھا تاکہ ثابت رکھین
ہم اس سے تیرا دل اور پڑھ سنایا ہمنے ٹھیر ٹھیر کر اور نہین لاتے تجھ پاس یہ کافر کچھ کہاوت کہ ہم نہین
پہونچاتے تجھ کو ٹھیک بات اور اس سے بہتر کھولکر اسی لیے یہان قرآن کو فرقان فرمایا کیونکہ وہ فارق ہے
حق و باطل کے درسیان اور ہدایت و ضلالت کے درسیان اور غی اور رشاد کے درسیان اور حلال اور حرام
کے درسیان اور اللہ تعالی کے قول عَلٰى عَبْدِهٖ مین مدح اور ثنا ہے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عبد فرمایا اس مقام مین جیسے اسکو موصوف کیا عبد کیساتھہ اسکے اشرف
احوال مین یعنے معراج کی رات مین اور فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا یعنے پاک ذات ہے
جو لیگیا اپنے بندے کو رات ہی رات اور جیسے اسکو موصوف کیا عبد کیساتھہ مقام دعوت مین اور فرمایا
وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا یعنے اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا
بندا اسکو پکارتا لوگ ہونے لگتے مین اسپر ٹھٹھ اسیطرح حضرت کو موصوف کیا عبد کے ساتھہ اسپر کتاب
اتارتے وقت اور فرمایا تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا اور یہ فرمایا
لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا تو اسکے یہ معنے ہین کہ اتاری محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب مفصل عظیم بین

محکم جس مین جھوٹ کا دخل نہین ہے آگے سے نہ پیچھے سے اور وہ اتری ہے حکیم حمید کی جانب سے جس نے اس کو بنایا فرقان عظیم اتاری تو کہ خاص کرے اسکو رسالت کے ساتھ ان لوگون کی طرف جو حضر کے ساتھ مستظل ہین اور عنبر پر مستقل ہین جیسے فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بُعِثْتُ اِلَی الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ یعنے مین مبعوث ہوا ہون عرب و عجم کیطرف اور فرمایا اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ فَذَکَرَ مِنْهَا اَنَّهٗ کَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّةً یعنے مجھ کو پانچ چیزین عطا ہوئین جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہین ملین پھر آپنے ان پانچ چیزون مین ایک یہ بات بیان کی کہ پہلے نبی خاص اپنی قوم کیطرف بھیجے جاتے اور مجھ کو اللہ نے سب لوگون کی طرف بھیجا ہے کما قال تعالٰی قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا الَّذِیْ لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَکَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ یعنے تو کہدے اے لوگو مین رسول ہون اللہ کا تم سب کی طرف جسکی حکومت ہے آسمان و زمین مین کسی کی بندگی نہین سوا اسکے جلاتا ہے اور مارتا ہے سو مانو اللہ کو اور اسکے بھیجے نبی اُمی کو جو یقین کرتا ہے اللہ پر اور اسکی سب کلام پر اور اسکے تابع ہو شاید تم راہ پاؤ یعنے جس نے مجھ کو بھیجا ہے وہی آسمان و زمین کا بادشاہ ہے کہ وہ جب کہی کسی چیز کو ہو تو وہ ہو جاوی اور وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسیطرح بیان فرمایا اَلَّذِیْ لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ تو متنزہ کیا اللہ سبحانہ نے اپنے نفس اقدس کو ولد اور شریک سے پھر جنکو کہ اسی نے بنای ہر چیز پھر بنایا اسکو اور ٹھیک کیا اسکو ماپ کر یعنے ماسوی اللہ ہر چیز اسیکی مخلوق مربوب ہے اور وہ خالق ہے ہر چیز کا اور اُسکا رب اور مالک اور معبود اور ہر چیز اسکے قہر اور تدبیر اور تسخیر اور تقدیر کے تحت مین ہے انتہے مانی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہ کلام کی اللہ سبحانہ نے اس سورت مین اولاً توحید پر کیونکہ وہی اقدم اور اہم ہے پھر نبوت مین کلام کی کیونکہ وہ واسطہ ہے توحید کیطرف ملانیکا پھر معاد مین کیونکہ وہ خاتمہ ہے اور تبارک کا اصل ماخوذ ہے برکت سے اور برکت کہتے ہین نماء اور زیادت کو وہ بڑھنا پھولنا حسی ہو یا عقلی کہا زجاج نے تبارک تفاعل ہے برکت سے اور یہی قول ہے ابن عباسؓ کا کہا اور معنے برکت کے کثرت ہین ہر ذی خیر سے فراء نے کہا تبارک اور تقدس کے معنے واحد ہین بعض نے کہا برکت سے زیادت اور کثرت مراد ہے بعض نے

کہا دوام اور ثبوت مراد ہے کہا بخاس نے اور یہہ قول سب اقوال سے بہتر ہے لغت اور اشتقاق کے رو سے
ماخوذ ہے بَرَکَ الشَّیْءُ سے جب ثابت ہو جاوے وہ چیز اور اسی سے ہے برک الجمل جب بیٹھ جاوے اور قرار کے
قول پر اعتراض ہوا ہے کہ تقدیس تو وہ طہارت سے ماخوذ ہے اور تبارک طہارت سے کسی چیز مین نہین ہے
علمارنی کہا تبارک کا لفظ مستعمل نہین ہوتا مگر اللہ سبحانہ کے لیے اور نہین مستعمل ہوتا مگر بصیغہ ماضی اور
اسکے معنے یہ ہین تعالی اللہ عما سواہ یعنے اللہ سبحانہ اوپر ہے اپنی ماسوی اپنی ذات مین اور صفات مین
اور افعال مین جن مین سے ہے انزال قرآن کریم معجز کا جو اس تعالے کے شان کے علو اور اسکی صفتون
کے سمو کے ساتھہ ناطق ہے اور اسپر کہ اسکی افعال اساس حکم و مصالح پر مبنی ہین اور بالکلیہ شائبہ خلل
سے خالی ہین اور فرقان سے قرآن مراد ہے اور موسوم فرقان کے ساتھہ کیونکہ فارق ہے حق اور
باطل کے درمیان اپنے احکام کے ساتھہ یا فارق ہے محق اور مبطل کے درمیان قتادہ نے کہا فرقان سے
قرآن مجید مراد ہے جس مین اللہ کے حلال اور حرام اور شریعتین اور اسکا دین مذکور ہین بعض نے کہا موسوم
ہوا قرآن فرقان کے ساتھہ کیونکہ جدا جدا اترتا رہا اوقات کثیرہ مین ولہذا فرمایا نَزَّلَ تشدید کے ساتھہ
تکثیر نفرین کی لیے عبد سے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ مراد ہین پھر بیان کی علت تنزیل کی اور فرمایا لِیَکُوْنَ
لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا کیونکہ انزال سے غرض مقصود وہ نذارت ہی ہے اور عٰلَمِیْن سے مراد جن و انس دو
فریق ہی ہین کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انہین دونو جماعتون کیطرف بھیجا گیا کہا محلی نے ملائکہ
کے سوا اور آپکے سوا اور کسی پیغمبر کو ثقلین کیطرف نہین بھیجا گیا اور نذیر سے منذر مراد ہے اور سنے
یہ ہونگے تو کہ ہووی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم منذر یا ضمیر فعل انزال قرآن ہوگی یعنے تو کہ ہووے
انزال قرآن منذر اور ضمیر کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف پھیرنا بہتر ہے کیونکہ انذار کا صدور
حضرتؐ سے تو حقیقۃ ہے اور قرآن سے مجازًا اور حقیقت پر حمل کرنا اولی ہے اور اسلیے کہ حضرتؐ ہی
اقرب مذکور ہین کہا قتادہ نے اللہ نے بھیجا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈرانیوالا اپنی جانب سے تو کہ
ڈراوی لوگون کو اسکے عذاب سے اور ان لوگون کو واقعات سے جو تم سے پہلے ہو چکے بعض نے کہا ضمیر کا
رجوع فرقان کیطرف اولی ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ
اَقْوَمُ یعنے یہ قرآن بتاتا ہے وہ راہ جو سب سے سیدھی ہے اور ضمیر کا اللہ کیطرف پھیرنا بھی صحیح ہے اور
لِلْعٰلَمِیْنَ متعلق ہے نذیرًا کے مقدم کیا ظرف کو فصل پر رعایت فاصلہ کے واسطے پھر اللہ نے اپنی ذات

کریمہ کی چار صفتین بیان کین پہلی صفت یہ ہی اَلَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنے وہ جو آسمان و زمین اسیکی سلطنت ہے نہ کسی اور کی نہ استقلالاً اور نہ تبعاً بس وہی متصرف ہی آسمان اور زمین مین اور اس مین خبردار کیا ہے کہ ہر چیز اپنے ہونے مین اسی کی محتاج ہے اور دوسری صفت یہ ہی لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا اس مین رد ہی یہود اور نصاریٰ پر اور تیسری صفت یہ ہی لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ اس مین رد ہی طوائف مشرکین پر ثنویہ اور ثنیہ اور عباد اصنام سے اور پوشیدہ شرک والون سے تو اللہ نے ثابت کیا اپنے واسطے سلطنت کو بسبب وجوہ بہر اس شخص کی نفی کی جو اسکے قائم مقام ہو سکے اس سلطنت مین بہر اسپر دلیل بیان کی اور فرمایا وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ یعنے اسی نے موجودات کو بنایا اور وہ وہ ہے جسپر مخلوق کی صفت صادق آسکتی ہے اور یہی چوتھی صفت ہی فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا یعنے ہر چیز کو اپنی مخلوق سے اپنے ارادہ کے مطابق ٹھیک اندازی پر بنایا اور ایسا برابر کیا جس مین کوئی کجی نہین ہے اور نہ زیادت اور بنایا اُنکو اپنی حکمت اور اُنکی مصلحت کے موافق مطابق اور نہین نقصان کہا انکے بنانے مین دین و دنیا کا بعض نے کہا بنایا ہر چیز کو بنانا جس مین رعایت رکھی تقدیر کی اپنے ارادی کے مطابق جیسے انسان کو بنایا مواد مخصوصہ اور صور اور اشکال معینہ سے بہر اسکو درست کیا اور طیار کیا ان خصائص اور افعال کے لیے جنکا اس سے ارادہ کیا یا یہ معنے کہ برابر کیا اسکو بقاء کے واسطے اجل معین تک کہا قتادہؓ نے اللہ نے بیان کردی اپنی مخلوق مین سے ہر ایک چیز کے واسطے اسکی صلاحیت کی بات اور رکھا اُس کا ایک اندازہ معلوم کہا واحدیؒ مفسرین نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مقدر کی ہر ایک چیز کی عمر اور اسکا رزق تو مقادیر جاری ہوئین اسکے بنانے کے مطابق بعض نے کہا خلق سے مجرد احداث اور ایجاد مراد ہے مجازاً معنے تقدیر کے ملاحظہ کے سوا اگرچہ وہ احداث و ایجاد بھی حقیقت مین اس لحاظ سے خالی نہین ہے اس سورت مین یہ معنے ہونگے اَوْجَدَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا تو کہ تکرار لازم نہ آوے اور یہ اوضح دلیل ہے معتزلہ پر خلق افعال عباد مین بہر اللہ نے عباد اصنام کی مذمتون کی کہوٹ کی تصریح کی اور فرمایا وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ وَلَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا اور لوگون نے پکڑے ہین اس سے ورے کتنے حاکم جو نہین بناتے کچھ چیز اور آپ بنتے ہین اور نہین مالک اپنے حق مین برے کے نہ بھلے کے اور نہین مالک مرنے کے اور نہ جینے کے اور نہ جی اوٹھنے کے

ف اللہ تعالی مشرکون کی جہالت سے خبر دیتا ہے انکی اس اللہ کے سوا حاکم بنانی مین جو ہر چیز کا خالق ہے
اور مالک کامون کی باگون کا وہ جو چاہے ہوجاوی اور جو نہ چاہے نہ ہووی معہذا مشرک اسکے ساتھہ ان
چیزون کی عبادت کرتی ہین جو ایک پرپشہ کے بنانی پر قادر نہین ہین بلکہ وہ آپ نہی ہین اور وہ نہین
مالک ہین اپنے بھلے کی اور نہ اپنے برے کے تو کیونکر بھلا کرینگے اپنے عابدون کا اور کسطرح ہٹا دینگے
اسنے برائی اور نہین مختار ہین مرنے کے نہ جینے کے اور نہ جی اٹھنے کے بلکہ ان سب امور کا مرجع
اللہ عزوجل کیطرف ہے جو محیی اور ممیت ہے اور وہی اول اور آخر پہلون اور پچھلون کو دوبارہ بنا دیگا
اسکے نزدیک تم سب کا بنانا اور مری پر جلانا وہی جیسا ایک جی کا بنانا کما قال تعالے وَمَآ اَمْرُنَآ
اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ یعنے اور ہمارا کام سبی ایک دم کی بات ہو جیسے پلک نگاہ کی (اور
جیسے فرمایا وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ یعنے اور قیامت کا کام ویسا ہے
جیسا پلک نگاہ کی یا اس سے قریب) اور فرمایا فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ یعنی
سو وہ تو جھڑکی ہے ایک بہرتب ہی آرہے میدان مین اور فرمایا فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا
هُمْ يَنْظُرُوْنَ یعنے سو وہ تو جھڑکی ہے ایک بہرتب ہی وہ دیکھتے ہونگے اور فرمایا اِنْ كَانَتْ اِلَّا
صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ یعنے یہی ہوگی ایک چنگھاڑ بہرتب ہی وہ سب
ہماری پاس پکڑے آئی تو وہ وہی ہے جس کے سوا کوی معبود نہین ہے اور اسکے بغیر دوسرا رب نہین
ہے اور نہین مستحق ہے عبادت کا مگر وہی کیونکہ وہ جو چاہے ہوجاتا ہے اور جو نہ چاہے نہین ہوتا اور
وہی ہے جسکی نہ اولاد ہے نہ باپ نہ اسکا عدیل ہے نہ بدیل نہ وزیر ہے نہ نظیر بلکہ وہ ایک ہی نیاز ہے
نہ کسی کو جنا نہ کسی سے جنا اور نہ اسکے جوڑ کا کوئی انتہے مانی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہ ضمیر
اتخذوا مین کفار کے لیے ہے یا منذرین کے لیے یا مشرکین کے لیے اگرچہ انکا ذکر پہلے نہین گذرا
واسطے دلالت عالمین کے اور نفی شریک اور بیان نذیر کے انپر یعنے مشرکون نے اللہ سوا درگذر کر
اور حاکم بنا لیے قتادہؓ نے کہا الہہ سے وہ اوثان مراد ہین جنکی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے لَا
يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا یعنے اشیاء مین سے کسی چیز کے بنانی پر قادر نہین ہین اور غالب کیا عقلاء کو غیر عقلاء
پر کیونکہ معبودات کفار مین ملائکہ اور عزیر اور مسیح بھی ہین وَهُمْ يُخْلَقُوْنَ اور انکو اللہ سبحانہ نے پیدا
کیا ہے کہا قتادہؓ نے وہی اللہ خالق اور رازق ہے اور یہ اوثان مخلوق ہین اور کسی چیز کے خالق

نہین ہین اور نہ مالک نفع وضرر ہین بعض نے کہا الٰہ کو عقلا کی ضمیر کے ساتھہ تعبیر کیا کفار کے اعتقاد کے موافق کہ انکی الٰہ مالک نفع وضرر ہین بعض نے یُخْلَقُوْنَ کے معنی مین کہا کہ انکے عابدین انکی مورتین بناتے ہین اور انکو تراشتے ہین پھر جب اللہ سبحانہ نے اپنے نفس کریمہ کی قدرت باہرہ کے ساتھہ تعریف کی اور مشرکین کی نہایت عجز کے ساتھہ توفرمایا وَلَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِہِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا یعنے اپنی اپنی جانون کے واسطے نفع کے جالب نہین ہین اور ضرّ کو مقدم کیا کیونکہ اسکا دفع کرنا نفع کے جلب سے اہم ہوتا ہے اور جب وہ ایسے ہین کہ دفع اور نفع کے ان چیزون مین مختار نہین ہین جو انکی جانون سے متعلق ہین پھر وہ کیونکر مالک ہونگے دفع نفع کے ان لوگون کے لیے جو انکی پوجا کرتے ہین اور یہہ دلیل ہے انکی غایت عجز اور نہایت ضعف کی پھر انکا عجز زیادہ بیان کیا اور فرمایا وَلَا یَمْلِکُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوۃً وَّلَا نُشُوْرًا یعنے اور نہ یہ زندون کو مارنے پر قادر ہین اور نہ مردون کو جلانے پر توانا اور نہ انکو قبرون سے اٹھا سکتے ہین اور جب اللہ سبحانہ فارغ ہوا توحید کے بیان اور مذہب مشرکین کی تزییف سے تو شروع ہوا منکرین نبوت کے شبہون کے بیان مین وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ ھٰذَآ اِلَّآ اِفْکُ نِ افْتَرٰىہُ وَاَعَانَہٗ عَلَیْہِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۝ وَقَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ اکْتَتَبَہَا فَہِیَ تُمْلٰی عَلَیْہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ۝ قُلْ اَنْزَلَہُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ اور کہنے لگے جو منکر ہین اور کچھہ نہین یہ مگر جھوٹ بانده لایا ہے اور ساتھہ دیا ہے اس کا اس مین اور لوگون نے سوائے بے انصافی اور جھوٹ پر اور کہنے لگے یہہ نقلین ہین اگلون کی جو لکھہ لایا ہے سو وہی لکھوائی جاتے ہین اس پاس صبح شام ف اول نماز کا وقت مقرر تھا صبح اور شام مسلمان حضرت پاس جمع ہوتے جو نیا قرآن اترا ہوتا لکھہ لیتے یاد کرنے کو اسکو کافرون کہنے لگے ف تو کہہ اسکو اتارا ہے اس شخص نے جو جانتا ہے چھپے بھید آسمانون مین اور زمین مین مقرر وہ بخشنے والا مہربان ہے ف یعنی اپنی بخشش اور مہر ہی سے اتارا ف اللہ تعالی جاہل کافرون کی سخافت عقلی بیان کرتا ہے کہ وہ قرآن مجید کی بابت کہتے ہین اور کچھہ نہین مگر محمد نے جھوٹ بانده لیا ہے اور اسکے جمع کرنے پر لوگون سے اسنے مدد لی اور انہون نے اسپر محمد کا ساتھہ دیا تو اللہ تعالی نے فرمایا فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو

صادق مصدوق ہین جھوٹ تو اونھون نے ہی جوڑا یہ انکا قول باطل ہے جس کا بطلان انکو معلوم ہے اور جانتے ہین کہ ہم اپنے زعم کاسد مین کاذب ہین اور کہتے ہین نقلین مین پہلون کی جنکو اس نے لکھوالیا ہے تو وہی پہلون کی باتین اور کہانیان اسپر صبح شام پڑہی جاتی ہین اور اس کلام کے بطلان کو بہ سبب انکی مخالفت تام رجھوٹ اور بہتان ہونیکے ہر ایک جانتا ہے کیونکہ تواتر اور ضرورت کے ساتھہ معلوم ہوچکا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھنے کی سانھہ کبھی رنجز نہین اتہا یا نہ اول عمر مین اور نہ آخر عمر مین اور ابتدا ولادت سے تا بعثت انہین کے درمیان بڑہی پہولے اور یہہ زمانہ قریبا چالیس سال ہوگا اور وہ پہچانتے تہے آپکا مدخل اور مخرج اور سچائی اور ستہرائی اور امانت اور دور رہنا کذب اور فجور اور تمام اخلاق رذیہ سے یہانتک کہ مشرک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لڑکپن سے بعثت تک امین کہتے رہے اسلیے کہ آپ کی صداقت اور نیکی کا لنہار فی رابعۃ الشمس کہلی ہوئی تہی اور وہ آپ کی صداقت و برسے ناآشنا نہ تہے تو جب اللہ نے عزت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جو عزت دی تو کھڑی کی اونھون نے آپکے واسطے عداوت اور منسوب کیے کفار نے آپ کی طرف وہ اقوال جن سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بری ہونے کو ہر عاقل سمجہ سکتا ہے اور سرگردان وحیران رہے ایسی بہتون کے لگانے مین پہر کبھی اپنے جھوٹ بنای سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساحر کہتے اور کبھی شاعر اور کبھی مجنون کہتے اور کبھی کذاب اللہ تعالی نے فرمایا اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا یعنے دیکھہ کیسے بہانین مین تجھپر کہا وتین اور بہکے اب پا نہین سکتے راہ اور فرمایا اللہ نے کفار کے اس عناد وافترا کے جواب مین جسکو اللہ نے یہان بیان فرمایا قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا یعنے قرآن مجید جو اولین و آخرین کی خبرون پر شامل ہے سچے طور پر اور خارج مین ماضیا و مستقبلا واقع کے مطابق ہے اسکو اس ذات نے اوتارا ہے جو آسمان و زمین کی چہپی چیزون سے واقف ہے اور سرائر کو اسکا علم ویسا ہی محیط ہے جیسے ظواہر کو احاطہ کیا ہوا وہ غفور رحیم ہے اس مین اللہ تعالی نے انکو بلایا ہے توبہ اور انابت کی طرف اور انکو خبر دی ہے کہ میری رحمت واسع ہے اور میرا علم عظیم اور جو شخص پہر آوے میرے پاس مین اسپر پہر آتا ہون رحمت کے ساتھہ تو ان لوگون کو باوجود انکے جھوٹ اور افترا اور مجون اور بہتان اور کفر اور عناد کے اور انکے رسول اور قرآن کی نسبت وہ باتین کہنے کے جنکو اللہ نے مذکور فرمایا

اللہ انکو توبہ کی طرف بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم ان ظلمت سے نکلکر اسلام کے انوار مین آجاؤ کما قال تعالی لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ یعنے بیشک کافر ہوئے جنھون نے کہا اللہ ہے تین مین کا ایک اور بندگی کسی کو نہین مگر ایک معبود کو اور اگر نہ چھوڑین جو بات کہتے ہین البتہ جو ان مین منکر ہین پاوینگے دکھ کی مار کیون نہین توبہ کرتے اللہ پاس اور گناہ بخشواتے اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان اور جیسے فرمایا إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ یعنے جو دین سے بچلانے لگے ایمان والے مردون اور عورتون کو پھر توبہ نہ کی تو انکو عذاب ہے دوزخ کا اور انکو عذاب ہے آگ لگی کا حسن بصری سے اس آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ اونھون نے فرمایا اللہ کے کرم اور وجود مین غور کرو کہ اصحاب اخدود نے مار ڈالا اسکے دوستون کو اور وہ انکو بلاتا ہے توبہ اور رحمت کیطرف انتہی ماقال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ کفار سے عرب کے مشرک مراد ہین آور ہذا سے قرآن مجید کیطرف اشارہ ہے آفاک سے کذب مراد ہے اور افترا سے اختلاق مراد ہے اور قوم آخرون سے یہود مراد ہین اور وہ ابو نکیہ تھا یسار نام حضرمی کا غلام اور عداس جو ابیسب بن عبد الغزی کا غلام اور جبر ابن عامر کا غلام اور یہ تینون یہودی تھے اور اسیکی مثل پر سورہ نحل مین گفتگو گذر چکی پھر اللہ سبحانہ نے اس شبہ کا جواب دیا اور فرمایا فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا اور ظلما منصوب ہے جاؤ کے ساتھ کیونکہ جا کبھی متعدی ہوتا ہے الی کے استعمال کیطرح اور متعدی ہوتا ہے الی کے متعدی ہونے کیطرح کہا زجاج نے اصل مین ہے جَاءُوا بِظُلْمٍ وَزُورٍ بعض نے کہا ظلما وزورا حال پر منصوب ہین اور انکا یہ شبہ ظلم اسلیے ہے کہ اونھون نے منسوب کیا امر قبیح کو اس مخبر کیطرف جو وہ اس سے مبرا اور منزہ ہے تو اونھون نے ایک چیز کو اسکی جگہہ مین نہ رکھا اور یہی ظلم ہے بعض نے کہا ظلم یہ ہے کہ اونھون نے معجز کلام کو افک مختلق یہود سے سیکھا ہوا بتایا اور رہا اسکا زور ہونا تو وہ ظاہر ہے کیونکہ وہ جھوٹے ہین اپنے اس مقالہ مین اور یہ تھا مشرکون کا پہلا شبہ پھر اللہ نے دوسرا شبہ بیان کیا اور فرمایا وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا اور اس شبہ کا اللہ سبحانہ نے جواب دیا

اور فرمایا قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ سِرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا پھر جب فارغ ہوا
اس سبحانہ اس طعن کے بیان سے جو اونہون نے قرآن پر کیا تو اس طعن کو بھی بیان کیا جو اونہون نے رسول پر
طعن کیا اور فرمایا وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ط لَوْلَآ اُنْزِلَ
عَلَیْهِ مَلَکٌ فَیَکُوْنَ مَعَهٗ نَذِیْرًا ۝ اَوْ یُلْقٰٓی اِلَیْهِ کَنْزٌ اَوْ تَکُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْکُلُ مِنْهَا وَقَالَ
الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ کَیْفَ ضَرَبُوْا لَکَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا
فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ۝ تَبٰرَکَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَکَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِکَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَیَجْعَلْ لَّکَ قُصُوْرًا ۝ بَلْ کَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ کَذَّبَ بِالسَّاعَةِ
سَعِیْرًا ۝ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّکَانٍۭ بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَیُّظًا وَّزَفِیْرًا ۝ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا
مَکَانًا ضَیِّقًا مُّقَرَّنِیْنَ دَعَوْا هُنَالِکَ ثُبُوْرًا ۝ لَا تَدْعُوا الْیَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا
کَثِیْرًا ۝ اور کہنے لگے یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا ہے کھاتا اور پھرتا ہے بازارون مین کیون نہ اترا اسکی طرف
کوئی فرشتہ کہ رہتا اسکے ساتھ ڈرانیکو یا اترتا اسکے پاس خزانہ یا ہوجاتا اسکو ایک باغ کہ کھایا کرتا اس مین
سے اور کہنے لگے بےانصاف تم ساتھ پکڑتے ہو یہ ایک مرد جادو ماریگا دیکھ کیسی تہا مین ہین تجھ پر کہانیان
اور بہکے اب پا نہین سکتے راہ بڑی برکت ہے اسکی جو اگر چاہے کردے تجھ کو اس سے بہتر باغ نیچے بہتی نہرین اور
کردے تجھ کو محل کوئی نہین وہ جھٹلاتے ہین قیامت کو اور ہم نے طیار کی ہے جو جھوٹلاوے کوئی قیامت
کو اسکے واسطے آگ جب وہ دیکھیگی انکو دور جگہہ سے سنینگے اسکا جھونکنا اور چلانا اور جب ڈالے جاوینگے
اس مین ایک جگہہ تنگ مین ایک زنجیر مین کئی بندہے پکارین گے اسجگہہ موت کو مت پکارو آج ایک
مرنے کو اور پکارو بہت سے مرنے کو **ف** یعنی ایک بار مرین تو چھوٹ جاوین ہزار بار مرنیسے
بدتر حال ہوتا ہے **ف** اللہ تعالی کفار کی تعنت اور عناد کی خبر دیتا ہے اور یہ کہ اونہون نے حق کو
جھٹلایا بےحجت اور دلیل کے سوا اس بیہودہ بیان کی تکذیب کی یہ رسول کیسا ہے جو ہماری طرح کھانا ہے
اور کمانیکا ویسا ہی محتاج ہے جیسے ہم محتاج ہین اور کسب اور تجارت کے واسطے بازارون مین آتا جاتا ہے
کیون نہ اوترا اسپر کوئی فرشتہ پیہم ہوتا اسکے ساتھہ ڈرانیوالا اور اسکی دعوی کی سچائی کی گواہی دیتا اور یہ
مشرکین مکہ کا ویسا ہی قول ہے جیسے فرعون بولا فَلَوْلَآ اُلْقِیَ عَلَیْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ
الْمَلٰٓئِکَةُ مُقْتَرِنِیْنَ سونے کے کیون نہ اوترے اسپر (موسیٰ پر) کنگن سونے کے یا آتے اسکے ساتھہ فرشتے

پرا باندھکر اور جون کا تون کہا ہے ان مشرکون نے ایک سے ہین دل انکے اور زبانین انکی ۔ اور ولہذا بولکر کہین ۔ اوترا اسپر خزانہ کا علم جس سے خرچ کرتا یا ہوجاتا اسکے واسطے ایک باغ جو اسکے ساتھ چلا پھرتا اور یہہ اس باغ سے کھایا کرتا اور یہ سب کام اللہ پر سہل اور یسیر ہین ولکن وہ ان کامون کے نہ کرنیمین حکیم ہے اور اسکا الزام پورا ہے اور کہتے ہین بے انصاف نہین پیچھے لگے تم مگر ایسے شخص کے جسکو جادو کیا گیا ہے اللہ نے فرمایا انکے اس شبہ کے جواب مین اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا یعنے دیکھہ اے محمد کیونکر بٹھا ئی ہین تیرے واسطے کہاوتین اور بہتان لگائی ہین تجکو اور جھوٹ بولتے ہین تجپر اور کہتے ہین تو ساحر ہے مسحور ہے مجنون ہے کذاب ہے شاعر ہے کاہن ہے اور یہہ سب اقوال جھوٹ ہین ہر ایک شخص جسکو تھوڑی سی سمجھ اور عقل ہو انکا جھوٹ معلوم کرسکتا ہے اور انکا افترا ان اقوال مین پہچان سکتا ہے ولہذا فرمایا فضلوا یعنے یہ بہک گئے ہین سیدہی راہ سے اب نہین پاسکتے راہ اور یہہ اسلیے کہ جو شخص حق اور ہدایت کی طرف کو چھوڑ دیوے تو وہ گمراہ ہے جسطرف متوجہ کرے کیونکہ جو حق ہے اسکا راستہ بھی ایک ہے جو بعض بعض کا مصدق ہے پھر اللہ سبحانہ نے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ وہ اگر چاہے تو لاوی تیرے پاس بہتر اس سے جو کہتے ہین دنیا مین اور افضل اور احسن اور فرمایا تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ الآیۃ مجاہد نے کہا مراد یہ ہے کہ تجکو دنیا مین اس سے بہتر عطا کرتا جو یہ کہتے ہین کہا مجاہد نے اور قریش پتھرون کے گھر کو قصر کہتے وہ چھوٹا ہوتا یا بڑا خیثمہ کہتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا (اللہ کیطرف سے) اگر تو چاہے تو ہم دیدیتے ہین تجکو زمین کے خزانے اور انکی کنجیان جو ہمنے نہین دین پہلے پیغمبرون کو اور نہ وہ دینگے تیرے پیچھے کسیکو اور اس سے کچھ اللہ کے پاس کے خزانے کم نہین ہونگے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اکٹھا کرچھوڑ دا نکو میرے لیے آخرت مین تب اللہ تعالی نے اس مین یہ آیت اتاری تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ اور یہ جو فرمایا بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ تو اسکے یہ معنے ہین کہ یہ لوگ جو ایسا کہتے ہین تو تکذیب اور عناد کی راہ سے کہتے ہین نہ یہ کہ وہ ان باتون کو طلب کرتے ہین دیکھنے کے لیے اور ہدایت پانے کے لیے بلکہ یوم القیامۃ کا جھٹلانا انکو اوبھارتا ہے ان کے ان اقوال پر اور طیار کر رکھا ہے ہمنے قیامت کے مکذبین کے لیے عذاب دردہندہ حرارت والا دوزخ کی آگ مین جسکے اٹھانیکی کسیکو تاب نہین ہے اور اسکی برداشت کی کسی کو طاقت نہین ہے

سعد بن جبیر کہتے ہین سعیر دوزخ مین ایک جنگل ہے پیپ کا رواہ الثوری عن سلمۃ بن کہیل اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب وہ دوزخ دیکھیگی اسکو دور جگہہ سے یعنے محشر کے مقام مین تو سدی نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ سات سو سال کی مسافت سے اسکو دیکھہ لیگی اور یہ جو فرمایا سنینگے اسکا جھونکا نا اور چلانا یعنے غصے کے ماری انپر گما قال اِذَآ اُلْقُوْا فِیْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِیْقًا وَّهِیَ تَفُوْرُ تَكَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ یعنے جب ڈالے جاوینگے اس مین سنینگے اسکا دہاڑنا اور وہ اچھلتی ہوگی ابھی نزدیک ہے کہ پھٹ پڑے جوش سے ران لوگون پر جو اللہ کے منکر ہین) فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مَنْ قَعَدَ عَلٰی مَالَمْ اَقُلْ اَوِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ وَالِدَیْهِ اَوِ انْتَمٰی اِلٰی غَیْرِ مَوَالِیْهِ فَلْیَتَبَوَّاْ بَیْنَ عَیْنَیْ جَهَنَّمَ مَقْعَدًا قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ لَهَا مِنْ عَیْنَیْنِ قَالَ اَمَا سَمِعْتُمْ اللّٰهَ یَقُوْلُ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِیْدٍ الآیۃ یعنے جو شخص میرے ذمہ وہ بات لگاوی جو مینے نہین کہی یا منسوب کری (اپنے آپ کو) اپنی ماں باپ کے سوا اور لوگون کیطرف یا آپ کو کسی اور کا غلام بتاوی تو بنالیوے دوزخ کی دو آنکھون کے سامنے اپنا ٹھکانا عرض کیا گیا یا رسول اللہ اور کیا دوزخ کی دو آنکھین ہین فرمایا کیا تمنے نہین سنا اللہ کو فرماتا ہے جب دوزخ دیکھے گی کافرون کو دور جگہہ سے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَرَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَلَفٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَزِیْدَ الْوَاسِطِیِّ بِهٖ ابووائل کہتے ہین ہم عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھہ نکلے اور ہمارے ساتھہ ربیع بن خثیم تھے تو وہ گذرے ایک آہنگر پر تو کھڑا ہوا الحمد اللہ دیکھتا تھا لوہے کو آگ مین اور ربیع بن خثیم بھی اسکو دیکھنے لگا پھر جب کا ربیع تو کہ گرجاوے پھر گذرے عبداللہ ایک حمام پر جو فرات کے کنارے پر تھا جب اسکو عبداللہؓ نے دیکھا اور آگ حمام اچھل رہی تھی تو عبداللہ نے یہ آیت پڑہی اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَیُّظًا وَّزَفِیْرًا تو ربیع بیہوش ہوکر گر گئے اور اسکو اٹھاکر لے گئے گہر کی طرف اور لگا رہا اسکے ساتھہ عبداللہ ظہر کی نماز تک تو نہ ہوش مین آئے اسوقت تک ربیع رضی اللہ عنہ رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ ابن عباسؓ کہتے ہین بندی کو آگ کی طرف کھینچکر لے جاوینگے تو آگ اسکو دیکھکر دہاڑیگی جیسے چرخہ جو کے غلہ پر حملہ کرتی ہے پھر چیخے گی چیخنا نہ باقی رہیگا کوئی شخص مگر ڈر جاویگا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ بِاِسْنَادٍ مُخْتَصَرًا وَقَدْ رَوَاہُ الْاِمَامُ اَبُوْ جَعْفَرِ بْنُ جَرِیْرٍ ابن عباسؓ کہتے ہین ایک آدمی کو آگ کی طرف کھینچ لیجاوینگے پھر ملجاویگی آگ بعض بعض کیطرف

تو اسکو رحمن فرماویگا تونے کیا کیا عرض کریگی یہ مجھسے پناہ مانگا کرتا تھا اللہ تعالی فرماویگا میری بندی کو چھوڑ دو اور ایک مرد کو آگ کی طرف لیجاوین گے تو وہ کہیگا میرا تیری نسبت الہی یہ ظن نہ تھا اللہ فرماویگا پھر تیرا کیا خیال تھا (میری نسبت) وہ کہیگا میرا یہ خیال تھا کہ مجھ کو تیری رحمت سمالیگی اللہ تعالی فرماوے گا میری بندی کو چھوڑ دو اور ایک مرد کو کھینچے لے جاوین گے آگ کی طرف تو حملہ کریگی آگ اسپر جیسے خچر جو کے غلہ پر حملہ کرتی ہے اور چلا دیگی چلانا کوئی نہ رہیگا مگر ڈر جاویگا رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْر کہا حافظ ابن کثیر نے و ہذا اسناد صحیح مجاہد نے عبید بن عمیر سے اللہ کے قول سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا کی تفسیر میں روایت کیا کہ دوزخ چلاویگی چلانا (پھر) نہ رہیگا کوئی فرشتہ مقرب اور نہ نبی مرسل مگر گر جاویگا کانپتے ہوں گے اسکے بازو یہانتک کہ ابراہیم علیہ السلام گر جاوین گے گھٹنوں پر اور فرماوین گے رَبِّ لَآ اَسْاَلُكَ الْيَوْمَ اِلَّا نَفْسِیْ یعنے اے مالک میں آج اور سوال نہ کرونگا مگر یہی کہ میری جان بچ جائے اور یہ جو فرمایا وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا تو یحیے بن ابی سید کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالی کے قول وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ کی تفسیر کا سوال ہوا تو آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے انکو زور سے داخل کیا جاویگا آگ میں جیسے میخ کو دیوار میں زور سے ٹھوکا جاتا ہے رَوَاہُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں ایسی تنگی میں ہونگے جیسے نیزہ کا پہل نیزہ میں تنگ ہوتا ہے رَوَاہُ قَتَادَةُ ابو صالح نے کہا مقرنین یعنے ملتفین یعنے پیچھے ہاتھ باندھکر اور ثبور سے ویل اور حسرت اور خسیت مراد ہے انس رضی اللہ عنہ مالک کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَوَّلُ مَنْ يُّكْسٰى حُلَّةً مِّنَ النَّارِ اِبْلِيْسُ فَيَضَعُهَا عَلٰى حَاجِبَيْهِ وَيَسْحَبُهَا مِنْ خَلْفِهٖ وَذُرِّيَّتُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ وَهُوَ يُنَادِيْ يَا ثُبُوْرَاهُ وَيَقُوْلُوْنَ يَا ثُبُوْرَهُمْ حَتّٰى يَقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَيَقُوْلُ يَا ثُبُوْرَاهُ وَيَقُوْلُوْنَ يَا ثُبُوْرَهُمْ فَيُقَالُ لَهُمْ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا یعنے پہلے جسکو دوزخ کا جوڑا پہنایا جاویگا وہ شیطان ہے پھر اسکو رکھ لیگا اپنے دونوں ابروؤں پر اور اسکو کھینچے گا پیچھے سے اور پیچھے اسکے اولاد ہوگی اور وہ پکارتا ہوگا موت کو اور اسکی اولاد بھی یہی پکارتی ہوگے ہائے موت یہانتک کہ آگ پر کھڑے ہوجاوینگے پھر شیطان کہیگا ہائے موت اور وہ کہیں گے ہائے موت تب انکو کہا جاویگا آج نہ پکارو ایک موت کو اور پکارو بہت سی موتوں کو رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَلَمْ يُخَرِّجْهُ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِ الْكُتُبِ السِّتَّةِ وَرَوَاہُ ابْنُ

ابی حاتم عن احمد بن سنان عن عفان بہ ورواہ ابن جریر من حدیث ابن سلمۃ بہ
اور عوفی نے ابن عباسؓ سے آیت کی تفسیر مین روایت کیا کہ ثبور سے دو جگہ ویل مراد ہے ضحاک نے
کہا ویل سے ہلاکت مراد ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ثبور ہلاک اور ویل اور خسار اور دمار سب کو شامل ہے جیسے کہا موسے
علیہ السلام نے فرعون کے لیے وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا یعنے اور مین خیال کرتا ہون تجھ کو
اے فرعون ہلاک ہونیوالا انتہے اقال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ اس اشارہ
مین مشارٌ الیہ کی شان کی تصغیر ہے اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور کہا اونہون نے حضرت
رسولؐ کے استہزاء اور سخریہ کے طور پر اور اس مذکور کا حاصل جسکو اللہ نے اس مقام مین بیان کیا متعرکین
کے چھ شبہے ہین جن مین کا اخیر شبہ یہ ہے کہ یہ تو سحر آدمی ہے اور جواب دیا اللہ نے ان سب شبہون
کا کسیکا اجمالا اور کسی کا تفصیلا اور معنے یہ ہین کیا وجہ ہے کہ یہ شخص رسالت کا دعوی کرتا ہے حالانکہ
کہتا ہے جیسے ہم کہاتے ہین اور آتا جاتا ہے بازارون مین معاش کی طلب کے لیے جیسے ہم آتے جاتے
ہین انہون نے خیال کیا کہ رسولؐ کا فرشتہ ہونا واجب ہے جسکو کہانے کمانے کی حاجت نہ ہو اولاً
استفہام انکار کے لیہ ہے اور معنے یہ ہین اگر نبوت کا دعوی اس شخص کا سچا ہے تو کیا حال ہے جو اسکا
حال ہمارے حال کے مخالف نہین ہے کیون نہین اوترا اسکی طرف فرشتہ پیر رہتا اسکے ساتھہ ڈراتا
اب اس اعتراض مین اونہون نے طلب کیا کہ نبیؐ کی صحبت مین فرشتہ رہنا چاہو اوسکا بازو کے قائم مقام ہوتا اور
اسکی مدد کرتا اس سوال مین پہلے سوال سے تنزل ہے اور وہ یہ تہا کہ رسولؐ کو ملک ہونا چاہیے تہا جسکو کہانا
کمانا کی ضرورت نہ ہو اور اسکے یہ معنی ہین کہ ہمنے تسلیم کیا کہ رسولؐ بشر ہو سکتا ہے ولکن بشر کا رسول
ہونا اس بات کا محتاج ہے کہ اس کے ساتھہ فرشتہ ہو جو اسکی سچای بیان کرے اور اسکے رسول ہونے کی
گواہی دیوی اگلے سوال مین اس سے بہی تنزل کیا اور بولے یا اترتا اسپر کوئی خزانہ آسمان سے تو کہ رزق کی طلب
کی اسکو ضرورت نہ رہتی یا اسکا کوئی باغ ہوتا جس سے یہ کہا یا کرتا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عتبہ بن ربیعہ
اور ابوسفیان بن حرب اور نضر بن حارث اور ابوالبختری اور اسود بن عبد المطلب اور زمعہ بن اسود اور
ولید بن مغیرہ اور ابوجہل بن ہشام اور عبد اللہ بن ابی امیہ اور امیہ بن خلف اور عاص بن وائل اور منبہ
بن حجاج یہ سب کے سب جمع ہوے اور کہا بعض نے بعض کے واسطے محمدؐ کے پاس کسی کو بہیجو اور اسکو بلا کر
اس سے بات کرو اور مخاصمہ کرو تو کہ تمپر الزام نہ رہے تو انہون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس کہلا بہیجا کہ

تیری قوم کے اشراف جمع ہوئے ہین تیرے واسطے تو کہ تیرے ساتھ بات کرین پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے یہ بولی اے محمدؐ ہمنے تجھ کو اسلیے بلایا ہے کہ ہمپر الزام نہ رہے اگر تو نے یہ بات اسلیے بنائی ہے (نبوت کا دعوی) کہ تو لوگون سے مال اکٹھا کرے تو ہم تجھ کو چندہ کر دیتے ہین اور اگر تو اس بات کے ساتھ سردار بننا چاہتا ہے تو تجھ کو سردار بنا دیتے ہین اور اگر تو بادشاہ بننا چاہتا ہے تو تجھ کو بادشاہ بنا دیتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا بِیْ مَا تَقُوْلُوْنَ یعنے مین ان باتون مین سے جو تم نے بیان کی کسیبات کا بھی خواہان نہین ہون مین تمہارے پاس نہین لایا جو لایا ہون کہ مین تمسے مال مانگا کرون اور نہ اسلیے لایا ہون کہ تم مین شریف بنجاؤن اور نہ اسواسطے کہ تمپر حاکم بنجاؤن وَلٰکِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا وَّاَنْزَلَ عَلَیَّ کِتَابًا وَّاَمَرَنِیْ اَنْ اَکُوْنَ لَکُمْ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا فَبَلَّغْتُکُمْ رِسَالَۃَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَکُمْ فَاِنْ تَقْبَلُوْا مَا جِئْتُکُمْ بِہٖ فَھُوَ حَظُّکُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاِنْ تَرُدُّوْہُ عَلَیَّ اَصْبِرْ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ یعنے ولکن مجھ کو اللہ نے تمہاری طرف رسول کر کر بھیجا اور اتاری مجھ پر کتاب اور مجھکو حکم کیا کہ مین ہوجاؤن تمہارے واسطے بشیر اور نذیر سو پہونچا دئی مین نے تمکو پیغام اپنے رب کی اور بھلا چاہا تمہارا اگر تم مان لو جو مین تمہارے پاس لایا تو وہ تمہارا بھلا ہے دنیا و آخرت مین اور اگر اسکو رد کرو میرے طرف تو مین منتظر رہون گا اللہ کے حکم کا جب تک اللہ فیصلہ کرے میرے بیچ اور تمہارے بیچ وہ بولی اے محمدؐ اگر تو ہماری کوئی بات نہین مانتا جسکو ہمنے تجھ پر پیش کیا یا تو نے کہا اور نہون نے جب تو یہ کام نہین کرتا تو تو اپنے رب سے مانگ کہ تیرے ساتھ ایک فرشتہ بھیجے جو تیری تصدیق کرے اس مین جو تو کہتا ہے اور ہم کو بتا دیوی تیری ایذا سے اور مانگ اس سے کہ بنا دی تیرے واسطے باغ اور محل سونے اور چاندی کے جو تجکو رزق کی تلاش سے کفایت کرین کیونکہ تو جاتا ہے بازارون مین طلب کرتا ہے معاش کی جیسے ہم طلب کرتے ہین تو کہہ پہچانین ہم پر افضل اور مرتبہ تیرے رب کے پاس اگر تو رسول ہے جیسے تو خیال کرتا ہے تب انکو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مین یہ کام نہ کرون گا اور نہ مین یہ باتین اپنے مالک سے مانگون گا اور مجھ کو میرے مالک نے تمہارے پاس اسواسطے نہین بھیجا اور مجھکو تو بشیر اور نذیر کر بھیجا ہے تب اللہ نے اس مین یہ آیت اتاری اَخْرَجَہُ ابْنُ اِسْحَاقَ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ اور ظالمون سے وقال الظلمون مین مقالات اول کے قائل مراد ہین اور امثال سے وہ اقوال نادرہ اور افترا ات غریبہ مراد ہین جو انہون نے حضرتؐ کی نسبت بیان کیے کہ یہ شخص مفتری ہے اور سحر پہلون کی نقلین صحیح

شام پڑہی جاتی ہین اور یہ سحر مغلوب العقل ہے خیثمہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا اگر تو چاہے تو ہم تجھ کو زمین کے خزانے اور انکی کنجیان دیتے ہین جنکو اگلے پیغمبر نہین دیے گئے اور نہ ہم کسی کو تیرے بعد وہ خزانے اور انکی کنجیان دینگے اور اسکے ساتھہ تیرا مرتبہ جو اللہ سبحانہ کے پاس ہے وہ کم نہین ہوگا اور اگر تو چاہے تو مین اسکو اکٹھا کر دیتا ہون تیری واسطے آخرت مین فرمایا اکٹھا کر دو انکو میرے واسطے آخرت مین تب اللہ نے یہ آیت اتاری تبارک الذی ان شاء جعل لک خیرًا من ذلک الایۃ تک اَخْرَجَهُ الْفِرْيَابِيُّ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَغَيْرُهُمْ یہ اللہ سبحانہ نے انکی توبیخ سے اضراب کیا اور فرمایا بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا بلکہ انکا حال ان سب باتون سے عجیب ہے اور وہ یہ کہ یہ قیامت کو جھٹلاتے ہین و آئندہ سود مند ہوتے ہین دلائل سے اور نہ تامل کرتے ہین ان مین اور ہمنے طیار کیا ہے ایسے لوگون کے واسطے سعیر اور سعیر کہتے ہین شعلہ مارنیوالی آگ کو اور یہ آیت دلیل ہے دوزخ کے آج دن موجود ہونے پر جیسے جنت کے موجود ہونے پر اللہ تعالی کا قول اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ دلیل ہے اور سعیر کے رویت کے معنے مین اختلاف ہے بعض نے کہا رویت سے اسکا ظہور مراد ہے اسطرح کہ وہ ناظر کے سامنے ہوگی بعض نے کہا رَاَتْهُمْ کی ضمیر خزان نار کیطرف عائد ہے بعض نے کہا رویت نار سے حقیقۃً آگ کا دیکھنا مراد ہے اسیطرح تغلیط اور زفیر سے حقیقت مراد ہے اور اللہ کو کون چیز روک سکتی ہے اس سے کہ دوزخ کو ایسے ادراک کا مدرک بنا دیوی اور اسی معنے کو ترجیح ہے مکان بعید کی مسافت مین اختلاف ہے بعض نے کہا وہ پانسو سال کی مسافت سے دیکھیگی بعض نے کہا ایک سال کی مسافت سے کہا ابن عباسؓ نے سو سال کی مسافت سے اور یہ سو وقت کا ذکر ہے جب جہنم کو لاوین گے اور اسکو کھینچتے ہونگے ستر ہزار باگ سے ہر ایک باگ کو ستر ستر ہزار فرشتہ پکڑے ہوگا اگر اسکو چھوڑ دین تو وہ چڑہ آوے ہر نیک و بد پر پھر تو دیکھے گا کہ وہ چلاویگی ایسا چلانا جو نہ باقی رہیگی کوئی آنسو کی بوند مگر نکل پڑیگی پھر دوسری بار چلاوے گی ہر دلون کے چھکے چھوٹ جاوین گے اور پہونچ جاوین گے دل گلون تک ایک صحابی سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے ذمہ وہ بات لگاوے جو مین نے نہین کہی یا اپنا مان باپ کسی اور کو ٹھیراوے (اپنے مان باپ کے سوا) یا اپنا مالک کسی اور کو بتاوے تو وہ ٹھیرا لیوے اپنا ٹھکانا دوزخ کی دونون انکھون کے درمیان لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ اور کیا دوزخ کی دو آنکھین ہین فرمایا ہان کیا تمنے نہین سنا

امر کردہ فرماتا ہے اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ یعنے جب دیکھیگی دوزخ انکو مکان دور سے اَخْرَجَهٗ عَبْدُ
ابْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ جَرِيْرٍ مِنْ طَرِيْقِ خَالِدِ بْنِ دُرَيْكٍ وَنَحْوُهٗ عِنْدَ ابْنِ اَبِيْ حَاتِمٍ فِيْ كِتَابِهٖ وَصَحَّحَهٗ
ابْنُ الْعَرَبِيِّ فِيْ قَبِيْسٍ وَلَهٗ لَفْظٌ بِمَعْنَاهُ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا يَخْرُجُ عُنُقٌ مِّنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَهٗ عَيْنَانِ يُبْصِرَانِ وَاُذُنَانِ يَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ
يَنْطِقُ يَقُوْلُ اِنِّيْ وُكِّلْتُ بِثَلٰثَةٍ بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ
بِالْمُصَوِّرِيْنَ یعنے قیامت کے دن دوزخ سے ایک گردن برآمد ہوگی اوسکی دو آنکھیں ہونگی جن سے دیکھیگی
اور دو کان ہونگے جن سے سنیں گی اور زبان ہوگی جس سے بولیگی اور کہے گی میں مسلط کی گئی ہوں تین
قسم کے لوگوں پر ہر زور کرنیوالے مخالف پر اور ہر اس شخص پر جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو اور مصورین
پر اور اس مسئلہ میں ابوسعید سے بھی ایک روایت ہے کہا ابوعیسی ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے مقرنین
سے یہ مراد ہے کہ انکے ہاتھ گردنوں میں بندھے ہونگے لوہے کے ساتھ بعض نے کہا پیچھے بندھے ہونگے
بعض نے کہا ہر ایک اپنے اپنے شیطانوں کے ساتھ مقرون ہوگا اور ایسے لفظ پر سورہ ابراہیم میں گفتگو
ہوچکی ثبورسے ہلاکت مراد ہے ابن عباس رضی نے کہا ثبور سے ویل مراد ہے اور معنے یہ ہیں کفار وہاں ہلاکت
کی آرزو کرینگے اور اسکو پکاریں گے اس آفت کی وجہ سے جو انپر نازل ہوگی اور کہینگے یا ثبوراہ یعنے اے ہلاکت
تو آیہ تیرا وقت ہے پر ہلاک نہ ہوں گے اور یہ جواب دیے جاوینگے لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَادْعُوْا ثُبُوْرًا
كَثِيْرًا اور اسکے قائل ملائکہ ہونگے دوزخ کے داروغی اور معنے یہ ہیں ہلاکت کی بددعا اپنے لیے ایک بار
نہ کرو بلکہ بار بار یہی کہا کرو کیونکہ جس تکلیف میں تم ہوینگے ہوویہ بسبب طول زمان اور عدم تناہی اس کے بھی
سوا ہے بعض نے کہا یہ تمثیل اور تصویر ہے انکی حال کی اس شخص کے حال کے ساتھ جسکو یوں کہا جاوے
اور یہ نہیں ہے کہ دوزخمیں کوئی بات ہوگی اور یہ معنی خطا ہے قرآن کے مخالف ہیں بعض نے کہا معنے یہ ہیں
کہ جس آفت میں تم گرفتار ہو اس میں تم ایک بار ہلاک نہ ہوگے بلکہ ہمیشہ ہلاک ہوتے رہوگے کیونکہ عذاب
کئی قسم ہوگا تو عذاب کی ہر نوع ہر بسبب اپنی شدت کے ہلاکت ہوگی یا اسلیے کہ عذاب کی تجدید ہوتی رہے
گی جیسے اللہ تعالی نے فرمایا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا یعنے جسوقت پک جاویگی کہال انکی بدل کر دینگے انکو اور کہال
کہ چکھتے رہیں عذاب اللہ ہے زبردست حکمت والا اور بہتر یہ ہے کہ مراد اس جواب سے یہ ہو کہ تم پر یہ عذاب

ہمیشہ رہیگا تم اس ہلاکت کی آرزو سے نا امید ہو جاؤ جو تمکو نجات دیدیوے پھر اللہ تعالیٰ نے الضار کو تو بیخ فرمائی اپنے رسول کی زبان پر اور فرمایا قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ۝ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ۝ تو کہدے یہ چیز بہتر ہے یا باغ ہمیشہ رہنے کا جسکا وعدہ ملا پرہیزگاروں کو وہ ہوگا انکا بدلہ اور یہ جانیکی جگہہ انکو وہاں ہے جو چاہین رہا کرین ہمیشہ ہو چکا تیرے رب کے ذمہ وعدہ مانگا پہنچا ناف اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے یہ اشقیا کا حال ہے جو ہم نے تیرے لیے بیان کیا جو اوندہی مونہون کر بل دوزخ کی طرف اوٹھائی جاوینگے پھر ملیگی وہ دوزخ انکو ترش روی اور جوش اور چلانے کے ساتھہ اور انکو باندہکر اسکی تنگ جگہون مین ڈال جاویگا جس مین نہ حرکت کر سکین اور نہ دیکھہ سکین اور نہ اس آفت سے چھوٹ سکین جس مین انکو ڈال رکھا ہے یہ حال بہتیرا بہشت ہمیشہ رہنے کا جسکا وعدہ دیا اللہ تعالے نے پرہیزگارون کو اپنے بندون سے جنکے لیے انکو طیار کیا اور کیا اسکو انکا بدلا اور انکے پہرنیکی جگہہ اسپر جو اونہون نے دنیا مین اسکی اطاعت کی اور کیا انکا انجام اسپیچر کی طرف جس مین مین کہانے اور پینے اور مساکن اور مراکب اور مناظر جنکی وہ ہم اثر کرین جنکو نہ آنکھون نے دیکھا اور نہ کانون نے سنا اور نہ کسی کے دل پر انکا خیال آیا اور وہ اس مین رہین گے ہمیشہ ابدًا دائما سرمدًا بلا انقطاع اور زوال نہ چاہین وہان سے جگہہ بدلنے کی اور یہہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جسکے ساتھہ فضل کیا ان پر اور احسان کیا اسکے ساتھہ انپر لہذا فرمایا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا یعنے اس وعدی کا وقوع ضروری ہے ابوجعفر بن جریر نے بعض علماء عربیت سے حکایت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے قول وعدًا مسئولًا کے معنے ہین وعدًا واجبًا اور ابن جریج نے روایت کیا عطاء سے اس نے ابن عباسؓ سے كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا کی تفسیر مین کہ مجھ سے وہ چیز طلب کرو اور مانگو جسکا لینے تم کو وعدہ دیا یا یہ معنے ہین اوعدتنا کم تنجزوہ یعنے ہمنے تمہارے ساتھہ وعدہ کیا جسکا خلاف نہ کیا جاویگے اور محمد بن کعب قرظی نے كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا کی تفسیر مین روایت کیا کہ فرشتے اللہ سے مومنون کے واسطے سوال کرینگے اور کہینگے رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یعنے اے رب ہمارے اور داخل کر انکو بسنے کے باغون مین جنکا وعدہ دیا تو نے انکو اور جو کوئی نیک ہوا انکے باپون مین اور عورتون مین

اور اولاد مین بیشک تو ہی ہے زبردست حکمت والا اور بچا انکو برائیون سے اور جسکو تو بچادی برائیون سے اسپر
رحمت کی تو نے اور یہ جو ہری ہی ہے مراد پانی بڑی اور کہا ابرجاز نے جب قیامت کا دن ہوگا تو مومن
کہینگے اے ہمارے رب ہمنے عمل کیا تیرے لیے جیسے تو نے فرمایا اب تو پورا کر ہمارے واسطے وہ وعدہ جو کیا
تو نے ہمارے ساتھ یہی معنے ہین اللہ کے قول وَعَدًا مَّسْئُولًا کے اور اس سورت کے اس مقام مین اہل
نار کے ذکر کے بعد اہل جنت کے حال پر خبردار کرنا ویسا ہی ہے جیسے اللہ تعالی نے سورہ صافات مین اہل جنت کا
حال بیان کرکے دوزخ کا ذکر فرمایا اور فرمایا اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ اِنَّا جَعَلْنٰهَا
فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ فَاِنَّهُمْ
لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ثُمَّ اِنَّ
مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ يُهْرَعُوْنَ یعنے
بہلا یہ بہتر ہے مہمانی یا درخت تھوہر کا ہمنے ہیکو رکھا ہے خراب کرنا ظالمون کا وہ ایک درخت ہے کہ نکلتا
ہے دوزخ کی جڑ مین اسکا سر جیسے سر شیطانون کے یعنی بدنما یا شیطان کہا سانپون کو سو وہ کھاوینگے
اس مین سے پھر بھرینگے اس سے پیٹ پھر انکو اسکے اوپر ملنے جلتی پانی کی پھر انکو لیجانا آگ کی گھر مین
اونہون نے پاوے اپنے باپ دادی بہکے ہوے فتنہ کا بیان یہ ہے ذالک کا اشارہ ہے سعیر کی طرف جو صفات
عظیمہ کے ساتھ موصوف ہوا اور جنت کو مضاف کیا خلد کیطرف اسلیے کہ بہشت کی نعمتین سدا رہنے
والی ہین اور انکے واسطے انقطاع اور زوال نہین ہے اور خیر کا لفظ بیان کیا اسجگہ باوجود اسکے کہ دوزخ
مین اصلا خیر نہین ہے اسلیے کہ عرب ایسا کہدیا کرتے ہین اور عرب کے محاورات مین ہے وہ محاورہ جو اللہ تعالے
کی اس کلام کے مطابق ہو یہ محاورہ ہے جسکو سیبویہ نے عربون سے حکایت کیا کہ وہ کہا کرتے ہین اَلسَّعَادَةُ
اَحَبُّ اِلَيْكَ اَمِ الشَّقَاوَةُ حالانکہ معلوم ہے کہ شقاوت اصلا محبوب نہین ہے بعض نے کہا بیان خیر
تفضیل کے باب سے نہین ہے اور یہ تو بقول کیطرح ہے عِنْدَهٗ خَيْرٌ نحاس نے کہا اور یہ قول عمدہ ہے اور
اللہ کا قول لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ ویسا ہی ہے جیسے فرمایا وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا
مَا تَدَّعُوْنَ یعنے اور تمکو وہان ہے جو چاہے جی تمہارا اور تمکو وہان ہے جو منگاؤ وعدہ رسولون سے وہ
وعدہ مراد ہے جسکا طلب کرنا اور مانگنا لائق ہو جیسے اللہ تعالی نے فرمایا رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى
رُسُلِكَ بعض نے کہا فرشتے مسلمانون کے لیے سوال کرینگے جیسے اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا وَاَدْخِلْهُمْ

جنت عدن الآیۃ میں بعض نے کہا وعدہ مسئول سے وعدہ وحب مراد ہے اگرچہ اسکا سوال نہ ہو کہا ابن عباس رض نے اللہ تبارک وتعالی فرماویگا سلوا الذی وعدکم تجزوہ بینے اس وعدہ کا سوال کرو جو میں نے تمہارے ساتھ کیا اسکو ہم پورا کرینگے ویوم یحشرھم وما یعبدون من دون اللہ فیقول ءانتم اضللتم عبادی ھؤلاء ام ھم ضلوا السبیل قالوا سبحنک ما کان ینبغی لنا ان نتخذ من دونک من اولیاء ولکن متعتھم وابآءھم حتی نسوا الذکر وکانوا قوما بورا ○ فقد کذبوکم بما تقولون فما تستطیعون صرفا ولا نصرا ومن یظلم منکم نذقہ عذابا کبیرا ○ اور جسدن جمع کریگا وہ انکو اور جنکو پوجتے ہین اللہ کی سوا پھر ان سے کہیگا یہ تم نے بہکایا میری ان بندون کو یا وہ آپ ہیکہ راہ سے بہلینگے تو پاک ہے ہمکو بن نہ آتا تھا کہ پکڑین تیرے بغیر کوئی رفیق لیکن تو نے انکو برتنے دیا اور انکے باپ دادون کو یہانتک کہ بھول گئے یاد اور تھے لوگ کہنے والے سو وہ تو جھٹلا چکے تم کو تمہاری بات مین اب تم نہ پھیر دی سکتے ہو نہ مدد کر سکتے ہو اور جو کوئی تم مین گنہگار ہے اوسکو ہم چکھاوین بڑی مار ف یہ جو فرمایا اب تم پھیر نہین سکتے تو اس سے عذاب کا پھیر دینا مراد ہے یا بات کا پلٹ ڈالنا فائدہ اللہ تبارک وتعالی اس تقریع اور بدگوئی اور ملامت سے خبر دیتا ہے جو کفار کو ماسوی اللہ کی عبادت پر کریگا قیامت کے دن اور فرماتا ہے اور جسدن جمع کر بلاویگا اللہ کفار اور انکے معبودین کو کہا مجاہد نے کفار کے معبودین سے بیان عیسی اور عزیر اور ملائکہ علیہم الصلوۃ والسلام مراد ہین اور فرمویگا کیا تم نے گمراہ کیا اور بہکایا میری ان بندون کو یا وہ آپ ہیکہ راہ سے کما قال تعالی وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ○ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ○ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○ یعنے اور جب کہیگا اللہ تعالی اے عیسی مریم کے بیٹے تو نے کہا لوگون کو کہ ٹھیراؤ مجھ کو اور میری مان کو دو معبود سوای اللہ کے بولا تو پاک ہے مجھ کو نہین بن آتا کہ کہون جو مجھ کو نہین پہونچتا۔ اگر مین نے یہ کہا ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی مین

اور مین نہین جانتا جو تیری وحی مین برحق تو ہی ہے جانتا چہیی بات مین ژ نہین کہا ان کو مگر جو تو نے حکم کیا کہ بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا اور مین ان سی خبردار رہتا جب تک ان مین رہا پھر جب تو نے مجھے پھر لیا تو تو ہی رہتا خبر رکھتا انکی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ بندی تیرے ہین اور اگر انکو معاف کرے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا لہذا اللہ تعالی نے یہان فرمایا کہ انکی معبود قیامت کے دن یہ جواب دین گے سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ یعنے مخلوق کو کہان لائق ہے کہ تجھ کو چھوڑ کر کسے اور کو معبود ٹھہرا لین نہ ہمکو لائق ہے اور نہ انکو سزاوار ہے ہمتو تو انکو اس ضلالت و غوایت کیطرف نہین بلایا بلکہ اونہون نے کیے یہ کام اپنی طرف سے ہماری رضا اور رام کے سوا ہم ان سے اور انکی عبادت سے بیزار کما قال اللہ تعالی وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ یعنے اور جسدن جمع کرے گا اللہ سب کو پھر کہے گا فرشتون کو کیا یہ لوگ تمہے تم کو پوجتے تھے وہ پاک ذات ہی تیری ہم تیرے طرف نہ انکی طرف بلکہ یہ پوجتے تھے جنون کو یہ اکثر ان ہی پر یقین رکھتے تھے مین بعض نے اَنْ نَّتَّخِذَ کو بصیغہ مجہول پڑہا ہے اسصورت مین یہ معنے ہونگے اے مالک کسی کو سزاوار نہین ہے کہ وہ ہماری پوجا کرے ہم تو تیرے بندی ہین تیرے محتاج ہین اور یہ معنے بصیغہ معلوم کی قرات کے معنے سے زیادہ مناسب ہین سیاق کے ولیکن تو نے انکو اور انکے باپ دادون کو برتنے دیا یہانتک کہ وہ اس چیز کو بھول گئے جسکو تو نے انکی طرف اتارا اور اپنے رسولون کی زبان پر اور وہ یہ کہ پیغمبر ان کو بلاتے رہے تیری عبادت کی طرف تو اکیلا ہے اور تیرا کوئی ساجھی نہین ہے اور تم یہ لوگ کہنے والے ابن عباس رض نے کہا بُوْرًا ای ھَلْکٰی یعنے ہلاک ہونیوالی اور حسن بصری رح اور مالک رح نے زہری سے روایت کیا بورا کی تفسیر مین اَیْ کَاسِدِیْنَ فِیْهِمْ یعنے ان لوگون مین بھلائی نہ تھی اور ابن الزبعری جب مسلمان ہوا تو بولا ؎ یَا رَسُوْلَ الْمَلِیْكِ اِنَّ لِسَانِیْ رَاتِقٌ مَا فَتَقْتُ اِذْ اَنَا بُوْرٌ اِذْ اَحَارِیْ الشَّیْطٰنُ فِی الْفَحِّ ای وَمَنْ مَالَ مَیْلَهٗ مَثْبُوْرٌ اسے فرماویگا فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ یعنے جن لوگون کی تم اپنے خیال مین اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے اونہون نے تم کو جھٹلایا تمہارے اس خیال مین کہ وہ تمہارے حمایتی ہین اور تم کو نزدیک کرین گے اللہ کے پاس کما قال تعالی وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ

غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ یعنے اور اس سے بہکا کون
جو پکارے اللہ کو چھوڑ کر اسکو جو نہ جواب دیوے اسکو قیامت تک اور وہ ہیں انکی پکار سے بیخبر اور جب اٹھائے
جاوینگے لوگ تو ہونگے وہ انکو دشمن اور ہونگے انکی عبادت سے منکر اور اللہ تعالے قول مما یستطیعون ضرًا
ولا نصرًا میں صرف سے صرف عذاب مراد ہے یعنے تم عذاب کو پھیر نہیں سکتے اور اللہ تعالی کے قول ومن
یظلم منکم من ظلم سے شرک مراد ہے انتہی مانے التفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہا مجاہد اور ابن
جریج نے کہ مراد معبودین سے اس آیت میں ملائکہ اور انس اور جن اور مسیح اور عزیر ہیں اور اسپر انکا خطاب
اور انکا جواب دلیل ہے اور ضحاک اور عکرمہ اور کلبی نے کہا معبودین سے اس آیت میں خاص اصنام مراد
ہیں اور وہ اگرچہ سن نہیں سکتے اور نہ بول سکتے ہیں ولکن اللہ سبحانہ انکو قیامت کے دن سامعہ ناطقہ کردیگا
بعض نے کہا یعبدون سے دون اللہ جمیع معبودین کفار کو شامل ہے اور کلمہ ما شامل ہے عقلا اور غیر
عقلا سب کو الزام قائم کرنے کے لئے عابدین پر اور انکی تقریع اور تبکیت کے لیے فرماویگا ءَاَنْتُمْ
اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ یہ استفہام توبیخ اور تقریع کے لیے ہے اور معنی یہ ہیں کیا انکا گمراہ ہونا تمہاری
وجہ سے تھا اور معنے انکو اپنی عبادت کی طرف بلایا یا خود بخود راہ ہدایت سے بہک گئے بہ سبب نہ غور
کرنے کے اس میں جس سے حق پر دلیل لیجاوے اور بہ سبب نہ سوچنے کے اس میں جس سے ٹھیک راہ
معلوم ہوجاوے کہا ابو عبید نے اَنْ يَّتَّخِذَ کو بصیغہ مجہول پڑھنا جائز نہیں ہے اور یہی قول ہے
ابو عمرو بن علاء اور عیسی بن عمر کا کیونکہ اللہ سبحانہ نے حرف من کو دو بار بیان فرمایا اور یہ قرات صحیح
ہوتی تو اللہ فرماتا اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ اَوْلِيَآءَ بعض نے کہا اس قرات کی صورت میں دوسرا من
زائدہ ہوگا پھر اس جواب کے بعد معبودین کفار مشرکین کو ایمان کو چھوڑنیکا سبب بیان کرینگے اور
کہینگے وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا اس آیت میں بھی مشرکین
کے خود گمراہ ہونیکی دلیل ہے اور یہ کہ انکو نہیں بہکایا انکے غیر نے اور معنے یہ ہیں نہیں بہکایا ہمنے انکو
اے مالک ولکن تو نے انکو برتنے دیا اور انکے باپ دادوں کو نعمتیں دیکر اور انکا رزق فراخ کرکر اور
دراز کردی تو نے انکی مدت تو کہ غافل ہوگئے وہ تیری یاد سے اور بھول گئے تیری نصیحت اور غور کرنا
تیری کتاب میں اور نظر کرنا تیری عجیب صفتوں میں اور نادر پیدائشوں میں اور انہوں نے بنالیا تیری
نعمتوں کو اپنی ضلالت کا ذریعہ اور عکس القضیہ کی چال چلے بعض نے کہا یہاں نسیان ذکر سے

ترک شکر مراد ہے تو یہ مین واحد اور جمع برابر ہے کیونکہ یہ مصدر ہے قلیل و کثیر پر بولا جاتا ہے یا جمع ہے باریکی ابن عباسؓ نے تو اسکی ملک کے ساتھ تفسیر کی اور بعض نے کہا بوار سے فساد مراد ہے اور یہ ازدشنوءہ کی لغت ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین ان مین خیر نہین تھی اور یہ ماخوذ ہے بوار ارض سے جب اس مین زراعت نہ کی جاوے بعض نے کہا بوار سے کساد مراد ہے اور ان سب کے اقوال کا رجوع ہلاک اور فساد کے معنے کیطرف ہوگا پھر کفار کو مخاطب کر کے کہا جاویگا فَقَدْ كَذَّبُوكُمْ بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا یعنے تمہاری تکذیب کی ہو تمہارے معبودون نے تمہارے اس قول مین کہ یہ ہماری معبود ہین اور اسی کی مثل ہے اللہ تعالی کا قول يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا اور قول شاعر ؎

قَالُوا خُرَاسَانُ أَقْصَى مَا يُرَادُ بِنَا ثُمَّ الْقُفُولُ فَقَدْ جِئْنَا خُرَاسَانَا

اور کہا ابن زید نے معنے یہ ہین پھر جھٹلایا تم کو ان کافرون نے اے ایمان والو اس چیز مین جسکو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے پاس لائے فما تستطیعون صرفاً ولا نصراً یعنے یہ معبود نہ تم سے بوجہ من الوجوہ عذاب کو روک سکتے ہین اور نہ تمہاری مدد کر سکتے ہین اور تستطیعون کو یا تحتانی کے ساتھ بھی پڑہا گیا ہے یعنے بصیغہ غائب اس صورت مین معنے یہ ہونگے یہ کفار اس عذاب کو اپنے اوپر سے نہین ہٹا سکتے جس کے ساتھ اللہ تعالی نے انکو معذب کیا اور نہ ان کو اللہ کی طرف سے مدد ہوگی کہا ابو عبیدہ نے معنے یہ ہین پھر یہ کافر تم کو اس حق سے نہین پھیر سکتے جسکی تمکو اللہ نے ہدایت کی اور نہ اپنی جانون کی مدد کر سکتے ہین اس عذاب کے دور کرنے مین جو ان پر تکذیب کی وجہ سے اترا ہے اور یہ جو فرمایا وَمَنْ يَّظْلِمْ مِنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا یہ وعید ہے ہر ظالم کے لیے اور داخل ہین اسکے تحت مین وہ لوگ بھی جن مین اس آیت کا سیاق ہے بطریق اولے اور عذاب کبیر سے دوزخ کا عذاب مراد ہے اور عذاب کبیر کی تفسیر دوزخ مین ہمیشہ رہنے کے ساتھ بھی کی گئی ہے اور خلود فی النار تو مشرک ہی کے لائق ہے فاسق کو سوا مگر معتزلہ اور خوارج کے قول پر اور یہ آیت اور اسکی مثل اور آیتین عدم توبہ کے ساتھ مقید اور مشروط ہین اور جس شے سے مروی ہے کہ ظلم سے اس آیت مین شرک مراد ہے اور ابن جریج کا بھی یہی قول ہے پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے رسول کو مخاطب کیا کفار کے گذشتہ قول کے بطلان کرنے کے لیے کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا ہے کھاتا اور چلتا ہے بازارون مین

اور فرمایا وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ ۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ۝ اور جتنے بھیجے ہم نے

تجھ سے پہلے رسول سب کھاتے تھے کھانا اور پھرتے تھے بازارون مین اور ہم نے رکھا ہے تم مین ایک دوسرے
کے جانچنے کو دیکھین ثابت رہتے ہو اور تیرا رب سب دیکھتا ہے ف پیغمبرون کا فرون کا ایمان جانچنے
کو اور کافرون پیغمبرون کا صبر جانچنے کو انتھے مانی موضح القرآن ف اللہ تبارک و تعالی جمیع رسل گذشتہ
کی خبر دیتا ہے صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین کہ وہ سب کھانا کھاتے تھے اور اسکے ساتھہ تغذی کے
محتاج تھے اور کھانے تجارت کرنے کے لیے بازارون مین آتے جاتے اور یہ کھانا اور کمانا اور تجارت کرنا انکو
حال اور منصب کے کچھ مخالف نہین ہے کیونکہ اللہ تعالی نے رکھی ہین انکے لیے سمات حسنہ اور صفات جمیلہ اور
اقوال فاضلہ اور اعمال کاملہ اور خوارق باہرہ اور ادلہ قاہرہ جن سے ہر سلیم العقل اور بصیرت مستقیمہ والا
دلیل لے سکتا ہے کہ جو کچھ یہ لائے اللہ کی جانب سے وہ سراپا حق ہے اور اسی آیت کی نظیر ہے، یہ آیت کریمہ
وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى اور جتنے بھیجے ہمنے تجھ سے
پہلے رسول سبھی مرد تھی کہ حکم بھیجتے تھے ہم انکو بستیون کے رہنے والے اور اسی کی مثل ہے یہ آیت بھی وَ
مَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ یعنے اور ایسے بدن نہ بنائے تھے
کہ وہ کھانا نہ کھاوین اور نہ تھے وہ رہنیوالے اور یہ جو فرمایا وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً اَتَصْبِرُوْنَ
یعنے ہم نے تمہارے بعض کو بعض کے ساتھہ آزمایا ہے تو کہ ہم جانین فرمان بردارون کو نافرمانون سے ولہذا
فرمایا اَتَصْبِرُوْنَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا یعنے تیرا رب دیکھتا ہے اس شخص کو جو وحی کا استحقاق رکھتا ہے
کما قال تعالی اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ یعنے اللہ تعالی بہتر جانتا ہے جہان بھیجے اپنے پیام
اور بہتر جانتا ہے مستحق ہدایت اور غیر مستحق کو کما محمد بن اسحاق نے اللہ تعالے کے قول وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ
لِبَعْضٍ فِتْنَةً اَتَصْبِرُوْنَ کی تفسیر مین کہ فرماتا ہے اللہ اگر مین چاہتا تو دنیا کو رسولون کے ساتھہ کر دیتا
پھر ان کی مخالفت نہ ہوتی تو کر سکتا تھا لیکن مینے چاہا کہ مین بندون کو انکے ساتھہ آزماؤن صحیح مسلم
مین عیاض بن حمار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّمَا بَعَثْتُكَ
وَمُبْتَلِيْ بِكَ یعنے مین نے تجھ کو آزمانے والا ہون (ای محمد) اور جانچنے والا ہون ساتھہ تیرے اور مسند
مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْ شِئْتُ لَاَجْرَى اللّٰهُ مَعِيَ جِبَالَ الذَّهَبِ وَ
الْفِضَّةِ یعنے اگر مین چاہتا تو سونے چاندی کے پہاڑ اللہ میرے ساتھہ چلا دیتا صحیح مین ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار دیا گیا دو باتون مین جو چاہے بنے بادشاہ نہین چاہے بندہ رسول تب

آپ زعم رسول ہونا پسند کیا فتح کا بیان یہ ہے کہ ازجاج نے اس آیت کی تفسیر میں ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو تیرے پہلے مگر کھانیوالا اور بازاروں میں کسب و تجارت کے لیے آجانے والا تو تو بھی انہی کی طرح ہے اور کہا گیا انکو بھی جیسے سخت کر کہا گیا اور کہا قتادہ نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے محمد سے پہلے رسول بھی اسیطرح کھاتے چلتے تھے اور جعلنا بعضکم میں عام لوگوں کو خطاب ہے اور اس میں تسلی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بھی کیونکہ آپ اشرف الاشراف تھے اور آپ آزمائے گئے احسن الاحسان کے ساتھ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بعض بندوں کو بعض کے واسطے جانچ کا مقام کہا ہے تو تندرست جانچ کا محل ہے بیمار کیواسطے اور غنی فتنہ ہے فقیر کے واسطے بعض نے کہا بعض اول سے کفار امم مراد ہیں اور بعض ثانی سے رسول مراد ہیں اور فتنہ سے ابتلا اور محنت مراد ہے اور اول معنے کو ترجیح ہے کیونکہ بعض لوگوں کا امتحان کیا جاتا ہے بعض کے ساتھ پس بیمار کہتا ہے میں کیوں اس تندرست کیطرح نہیں ہوں اسیطرح ہر آفت والا اور صحیح کو جانچا گیا ہے بیمار کے ساتھ پھر اسکو نہ ڈانٹے اور نہ ذلیل جانے اور غنی کو جانچا گیا ہے فقیر کے ساتھ پھر وہ مواسات کرے فقیر کے ساتھ اور فقیر مبتلی ہے غنی کے ساتھ حسد کرتا ہے اسکے ساتھ بعض نے کہا آیت سے مراد یہ ہے کہ شریف جب مسلمان ہونا چاہتا اور وہ دیکھتا کہ (وضیع) کمینہ میرے پہلے مسلمان ہو چکا ہے تو وہ عار سمجھتا اس بات کو اور کہتا میں تو اسکے بعد اسلام نہیں لاتا اسکا مجھ پر سابقہ اور فضل ہو جاویگا پھر ٹکا رہتا اپنے کفر پر یہ معنے ہیں بعض کے ساتھ بعض کے جانچنے کے اور فراء اور زجاج نے اسکو پسند کیا ہے اور آیت کو اسی معنے پر مقصور کرنے کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ اگر نزول کا سبب دیکھیں تو اعتبار الفاظ کے عموم کا ہے نہ خاص سبب کا اور کہا حسن نے آیت کی تفسیر میں فقیر کہتا ہے اگر چاہتا اللہ تو مجھ کو غنی کرتا فلاں کیطرح اور بیمار کہتا ہے اگر چاہتا اللہ تو تندرست کرتا مجھ کو فلاں مرد کی طرح اور اندھا کہتا ہے اگر اللہ چاہتا تو مجھ کو بینا کرتا فلاں کیطرح ابو الدرداء کہتے ہیں مینے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے وَيْلٌ لِّلْعَالِمِ مِنَ الْجَاهِلِ وَوَيْلٌ لِّلْجَاهِلِ مِنَ الْعَالِمِ وَوَيْلٌ لِّلْمَالِكِ مِنَ الْمَمْلُوكِ وَوَيْلٌ لِّلْمَمْلُوكِ مِنَ الْمَالِكِ وَوَيْلٌ لِّلشَّدِيدِ مِنَ الضَّعِيفِ وَوَيْلٌ لِّلضَّعِيفِ مِنَ الشَّدِيدِ وَوَيْلٌ لِّلسُّلْطَانِ مِنَ الرَّعِيَّةِ وَوَيْلٌ لِّلرَّعِيَّةِ مِنَ السُّلْطَانِ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةٌ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً یعنے خرابی ہے عالم کے لیے جاہل سے اور خرابی ہے جاہل کے واسطے عالم سے اور خرابی ہے مالک کے لیے مملوک سے اور خرابی ہے مملوک کیواسطے

سلوک ۱۲

مالک سے اور خرابی ہے جوان کی ناتوان سے اور خرابی ہے ناتوان کی جوان سے اور خرابی ہے حاکم کی رعیت سے اور خرابی ہے رعیت کی حاکم سے بعض تمہارا بعض کے واسطے جانچ ہے اور یہی معنے ہیں اللہ تعالیٰ کے قول وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً کے اخرجہ الثعلبی مسندا پھر اللہ سبحانہ نے فرمایا اس خبر دینے کے بعد کہ ہم نے بعضکو بعض کے لیے جانچ بنایا ہے اَتَصْبِرُوْنَ یہ استفہام تقریری ہے اور معنی یہ ہیں کیا صبر کرتے ہو اس سخت حالت پر اور ابتلا عظیم پر پھر اجر دیے جاؤ گے بے صبری کرتے ہو پھر تمہارا غم زیادہ ہو جاوے اور اکثر مفسرین نے یہی معنے کہے ہیں بعض نے کہا اَتَصْبِرُوْنَ کے معنے ہیں اِصْبِرُوْا جیسے اللہ تبارک تعالیٰ کا قول فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ کے معنے ہیں اِنْتَهُوْا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ یعنے اوس شخص کیطرف نظر کیا کرو جو تم سے کم درجہ کا ہو اور بڑے درجے والے کی طرف نہ دیکھو اگر ایسا کرو گے تو اللہ کی اُس نعمت کو جو تمپر ہے حقیر نہ جانو گے رواہ البخاری پھر اللہ نے صابرین کو وعدہ دیا یہ کہکر وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا یعنے تیرا رب دیکھتا ہے صابر اور بے صبر سب کو پھر وہ ہر ایک کو اسکے عمل کے موافق جزا دیگا وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا اور بولے جو لوگ امید نہیں رکھتے کہ ہم سے ملینگے کیوں نہ اتری ہمپر فرشتے یا ہم دیکھتے اپنے رب کو بہت بڑائی رکھتے ہیں اپنے جی میں اور سرکشی کر رہے ہیں بڑی شرارت میں جسدن دیکھینگے فرشتے کچھ خوشخبری نہیں اسدن گنہگاروں کو اور کہینگے کہیں روکی جاوے کوئی اوٹ اور ہم پہنچے انکے کاموں پر جو کیے تھے پھر کر ڈالا اسکو خاک اوڑتی بہشت کے لوگ اسدن خوب رہنے ہیں ٹھکانا اور خوب جگہ دوپہر کے آرام کی ف اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کفار کی تعنت سے انکے کفر اور عناد پر انکے یہ کہنے میں ہمپر کیوں نہیں اترتے فرشتے رسالت لیکر جیسے انبیاء کے پاس آتے ہیں اور اسی مضمون کی دوسری آیت میں خبر دی اور فرمایا قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ یعنے جب کفار کے پاس کوئی آیت پہونچتی تو کہتے ہرگز

نہین مانینگے ہم جبتک ہمکو نہ ملے جیسا کچھ پاتے ہین اللہ کے رسول اللہ بہتر جانتا ہے جہان بھیجے اپنے پیام اور احتمال ہے کہ انکی مراد یہان یہ ہو کیون نہین اترتے ہمپر فرشتے پہر ہم انکو سامنے دیکھین اور وہ ہم کو بتا دین کہ محمد اللہ کا رسول ہے جیسے اونہون نے کہا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ قَبِیْلًا یعنے ہم ایمان نہ لاوینگے جبتک تو اللہ اور فرشتون کو سامنے لاکر نہ کہا دی اور اسکی تفسیر سورہ بنی اسرائیل مین گذری ولہذا یہان فرمایا اَوْ نَرٰی رَبَّنَا اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے لَقَدِ اسْتَکْبَرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِہِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا کَبِیْرًا اور فرمایا اللہ سبحانہ نے وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃَ وَکَلَّمَہُمُ الْمَوْتٰی وَحَشَرْنَا عَلَیْہِمْ کُلَّ شَیْءٍ قُبُلًا مَّا کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَہُمْ یَجْہَلُوْنَ یعنے اور اگر ہم اونپر اتارین فرشتے اور ان سے بولین مردے اور جلا دین ہم ہر چیز کو انکے سامنے ہر گز مانتے والے نہین یہ منکر مگر جو چاہے اللہ پر یہ اکثر نادان ہین اور یہ جو فرمایا یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓئِکَۃَ لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ وَیَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا یعنے کفار نہ دیکھینگے فرشتون کو اس دن مین جس مین انکے لیے بھلائی ہے بلکہ جسدن انکو دیکھینگے کچھ خوشی نہین اسدن انکو اور یہ بات صادق آتی ہے کفار کے احتضار کے وقت جب فرشتے انکو خبر دیتے ہین آگ کی اور جہار کے غضب کی اور کہتے ہین کافر کو جب اسکا روح نکلتا ہے نکل اے جان پلید جو پلید بدن مین تہی نکل طرف آنچہ کی بہاپ مین اور طرف جلتے پانی کی اور طرف دھوئین کے سائی کی یہ کافر کا روح نہین نکلتا اور پھیل جاتا ہے بدن مین پہر وہ اسکو مارتے ہین کما قال اللہ تعالی فَکَیْفَ اِذَا تَوَفَّتْہُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْہَہُمْ وَاَدْبَارَہُمْ یعنے پہر کیسا ہوگا جب فرشتے جان نکالینگے انکی مارتے جاتے ہین انکے مونہہ پر اور پیٹھ پر اور جیسے فرمایا وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمَلٰٓئِکَۃُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْہَہُمْ وَاَدْبَارَہُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ یعنے اور کبھی تو دیکھے جسوقت جان لیتے ہین کافرون کی فرشتے مارتے ہین انکے مونہہ پر اور پیچھے اور کہتے ہین اب چکھو عذاب جلنے کا اور جیسے فرمایا وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْہِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُمُ الْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْہُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ وَکُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِہٖ تَسْتَکْبِرُوْنَ یعنے اور کبھی تو دیکھے جسوقت ظالم ہونے ہین موت کی بیہوشی مین اور فرشتے ہاتھ کھول رہے ہین کہ نکالو اپنی جان آج تمکو جزا ملے گی ذلت کی بیہر کہتے تھے اللہ پر جھوٹ باتین اور اسکی آیتون سے تکبر کرتے تھے ولہذا اس سورہ مبارکہ مین فرمایا یَوْمَ یَرَوْنَ

الملئکۃ لا بشریٰ یومئذ للمجرمین ویقولون حجرا محجورا اخلاف مومنون کے حال کے حضار کے
وقت کہ وہ خوشی دیے جاتے ہین خیرات کی اور حصول مسرات کی کما قال تعالی ان الذین قالوا ربنا
اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ
التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی
انفسکم ولکم فیھا ما تدعون یعنے تحقیق جنھون نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اسیپر ٹھیرے رہے
انپر اترتے ہین فرشتے کہ نہ ڈرو نہ غم کھاؤ اور خوشی سنو اس بہشت کی جسکا تم کو وعدہ تھا ہم ہین تمہارے
رفیق دنیا مین اور آخرت مین اور تمکو وہان ہے جو جاہے جی تمہارا اور تمکو وہان ہے جو منگواؤ اور جیسے
فرمایا کذلک یجزی اللہ المتقین الذین تتوفھم الملئکۃ طیبین یقولون سلم
علیکم ادخلوا الجنۃ بما کنتم تعملون یعنے ایسا بدلا دیگا اللہ پرہیزگارون کو جنکی جان لیتے
ہین فرشتے اور وہ ستھری ہین اور کہتے ہین سلامتی ہے تمپر جاؤ بہشت مین بدلا اسکا جو تم کرتے تھے صحیح
حدیث مین براء ابن عازبؓ سے مروی ہے کہ فرشتے مومن کی روح کو کہتے ہین اخرجی ایتھا النفس الطیبۃ
فی الجسد الطیب کنت تعمرینہ اخرجی الی روح وریحان ورب غیر غضبان یعنے
نکل اے پاک جان جو پاک جسے مین آباد تھی نکل طرف راحت اور روزی کی اور طرف ایسے مالک کی جو
خفا نہین ہے اور یہ حدیث سورہ ابراہیم کی تفسیر مین گذر چکی اللہ کے قول ویثبت اللہ الذین امنوا
بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ویضل اللہ الظلمین ویفعل اللہ ما یشاء
کے نزدیک اور اور لوگون نے کہا یوم یرون الملئکۃ سے قیامت کا دن مراد ہے قالہ مجاھد و
الضحاک وغیرھما اور اس قول اور پہلے قول مین کوئی منافات ومخالفت نہین ہے کیونکہ فرشتے
ان دونو دنون مین ممات کے دن اور معاد کے دن مومنون اور کافرون کے سامنے ظاہر ہوتے ہین مومن
کو خوشی سناتے ہین رحمت ورضوان کی اور کافر کو ڈراتے ہین غیبت وخسران سے نواسدن بھی مجرمون
کے واسطے کوئی خوشی نہین ہے اور حجرا محجورا کے یہ معنی ہین کہ کہینگے فرشتے کافرون کو آج دن فلاح تم
پر حرام ہے اور محرم ہے اور حجر کہتے ہین روک دینے کو اور اسی سے ماخوذ ہے قاضی کا مفلس پر حجر کرنا
اسکی ناداری کی وجہ سے اور اسی قبیل سے ہے حجر بیت کیونکہ وہ طواف کرنیوالون کو روکتی ہے کہ اس
مین طواف کرین بلکہ اس سے دور دور طواف کیا جاتا ہے اور اسی قبیل سے عقل کو حجر کہنا کیونکہ وہ

اپنے صاحب کو روکتی ہی مالا یلیق کے تناول سے اور ضمیر اللہ تعالیٰ کے قول وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَّحْجُورًا میں عائد ہے ملائکہ کی طرف یہی قول ہے مجاہد اور عکرمہ اور حسن اور ضحاک اور قتادہ اور عطیہ عوفی اور عطا خراسانی اور ضیف اور عبد واحد کا اور اسی کو ابو جعفر بن جریر نے اختیار کیا اور عطیہ عوفی نے ابو سعید خدری سے آیت وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَّحْجُورًا کی تفسیر میں روایت کیا ای حَرَامًا مُحَرَّمًا یعنے کہینگے فرشتے حرام ہے حرام کیا گیا ہے تم کو بشارت دینا ان چیزوں کی جنکی بشارت پرہیزگاروں کو ملیگی اور ابن جریر نے ابن جریج سے حکایت کیا کہ اس نے کہا وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَّحْجُورًا مشرکین کی کلام ہے جب وہ ملائکہ کو دیکھینگے تو ملائکہ سے پناہ طلب کرینگے یہ کہکر اور یہ عرب کا دستور ہے کہ جب ان میں کسی شخص پر کوئی آفت یا حادثہ نازل ہوتی تو وہ کہتا ہے حِجْرًا مَّحْجُورًا اور یہ قول اگرچہ عرب کی کلام سے ماخوذ ہے اور بن سکتا ہے ولکن بہ نسبت سیاق کے بعید ہے خاص کر ایسی صورت میں کہ جمہور نے اسکے خلاف تفسیر کی ہے ولکن ابن ابی نجیح نے مجاہد سے نقل کیا کہ انہوں نے حِجْرًا مَّحْجُورًا کی تفسیر کی عوذ اً معاذاً کی ساتھ تو احتمال ہے کہ مجاہد نے وہی تفسیر مراد لی ہو جسکو ابن جریج نے بیان کیا لیکن ابن ابی حاتم نے جو ابن ابی نجیح سے روایت کیا اور اس نے مجاہد سے تو اس میں یون ہے کہ حِجْرًا مَّحْجُورًا ملائکہ کی کلام ہے فَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور یہ جو فرمایا وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ آخر آیت تک تو یہ قیامت کے دن کی بات ہے جب اللہ محاسبہ کریگا بندوں سے انکے نیک و بد اعمال پر تو اللہ سبحانہ نے خبر دی کہ ان مشرکون کو ان اعمال سے جنکو انہوں نے موجب نجات و فوز خیال کر رکھا ہے کچھ حاصل نہ ہوگا کیونکہ اعمال مشرکین میں شرط شرعی مفقود ہوتی ہے اور شرط شرعی یہ ہے کہ اعمال میں عامل اللہ کے لیے مخلص ہو اور اللہ کی شرع کا تابع تو جو عمل کہ خالص نہ ہو اور شرع مرضیہ کے مطابق نہ ہو وہ باطل ہے اور کفار کے اعمال میں ان دونو شرطون میں ایک شرط تو ضرور مفقود ہوتی ہے اور کبھی دونو مفقود ہو جاتی ہیں اسوقت انکا عمل قبول ہونے سے زیادہ دور ہو جاتے ہیں ولہذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا مجاہد اور ثوری نے قَدِمْنَا کی تفسیر کی عَمِدْنَا کے ساتھ یعنے ہم قصد کرینگے اور یہی سدی کا قول ہے اور بعض نے کہا اَتَيْنَا عَلَيْهِ یعنے ہم آجاوینگے انکے اعمال پاس اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ہباءً منثوراً کی تفسیر میں فرمایا شُعَاعُ الشَّمْسِ اِذَا دَخَلَ فِي الْكُوَّةِ یعنے ہباءً منثوراً سے آفتاب کے شعاع مراد ہیں جو روشندان میں دھوپ لگتی وقت دکھای دیتی ہیں رَوَاهُ السُّفْيَانِ الثَّوْرِيُّ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ اور اسیطرح اور طریق کے ساتھ بھی

علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہوا ہے اور اسی کی مثل مروی ہے ابن عباسؓ اور مجاہد اور عکرمہ اور سعید بن جبیر اور سدی اور ضحاک وغیرہم سے اور ایسا ہی کہا حسن بصری نے وَهُوَ الشُّعَاعُ فِي كُوَّةِ اَحَدِهِمْ وَلَوْ ذَهَبَ يَقْبِضُ عَلَيْهِ لَمْ يَسْتَطِعْ یعنے ہوا میں منتشر وہ ذرات ہیں مقدار میں جو کسی کے روشندان میں اوڑتی نظر آتی ہیں اور اگر کوئی ان ذرات میں سے مٹھی بھرنا چاہے تو وہ انکی مٹھی نہیں بھر سکتا اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ ہبا منثورا سے مارمھراق مراد ہے یعنی گرا ہوا پانی اور حضرت علی علیہ السلام سے یہہ بھی مروی ہے کہ ہبا سے وہ غبار مراد ہے جو چارپاؤں کے پاؤں سے انکے چلنے کیوقت اٹھتی ہے اور اسی کی مثل مروی ہے ابن عباسؓ سے بھی اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم کا بھی یہی قول ہے اور قتادہؒ نے اللہ تعالیٰ کے قول هَبَاءً مَّنْثُورًا کی تفسیر میں کہا کیا تو نے نہیں دیکھے سوکھے ہوئے درخت جب اُن کو ہوا اوڑاتی ہے تو ہبا منثور اسکے وہ پتے ہیں جو اڑتے پھرتے ہیں عبید بن یعلے کہتے ہیں ہبا سے راکھ مراد ہے جب اسکو ہوا اوڑا دے اور ان اقوال کا حاصل وہ منبہ کرنا ہے آیت کے مضمون پر اور وہ مضمون یہہ ہے کہ کفار کرتے ہیں اعمال اور خیال کرتے ہیں کہ ہم بھی کسی راہ پر ہیں پھر جب وہ پیش کیے جاوینگے بادشاہ حاکم عادل کے پاس جو کسی پر جور و ستم کو روا نہ رکھیگا تو وہ سوقت بالکل لاشے ہونگے اور تشبیہ دی اللہ نے انکے اعمال کی ایک حقیر متفرق چیز کے ساتھ جسکا صاحب اس سے کسی چیز کے لینے پر طاقت نہیں رکھتا کما قال تعالیٰ مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ یعنی احوال انکا جو منکر ہوئے اپنے رب سے انکے کیے جیسے راکھ زور کی چلی اسپر ہوا دن آندھی کے کچھ ہاتھ میں نہیں اپنی کمائی میں سے یہی ہے دور بہک پڑنا اور جیسے فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ یعنے اے ایمان والو مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھکر اور ستاکر جیسے وہ جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کے دکھانیکو اور یقین نہیں رکھتا ہے اللہ پر اور نہ پچھلے دن پر تو اسکی مثال جیسے صاف پتھر اسپر پڑی ہے مٹی پھر اسپر برسا زور کا مینہ تو اسکو کر رکھا سخت کچھ ہاتھ نہیں لگتی انکو اپنی کمائی اور اللہ تعالیٰ راہ نہیں دیتا منکر لوگوں کو اور جیسے فرمایا وَالَّذِينَ كَفَرُوا

اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ یعنی اور جو لوگ منکر ہین انکے کام جیسے ریت جنگل مین پیاسا جانے اسکو پانی یہانتک کہ جب پہونچا اسپر اسکو کچھ نہ پایا اور پایا اللہ کو اپنے پاس پہر اوسکو پورا پہونچا دیا اسکا لکھا اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب اور اس آیت کی تفسیر بعنقریب سورۂ نور مین کلام گذری وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ اور یہ جو فرمایا اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا تو اسکے یہ معنی ہین کہ قیامت کے دن دوزخ کے لوگ اور بہشت کے لوگ مساوی نہ ہونگے اور اصحاب جنت وہی مراد کو پہونچینگے اور یا اسلیے کہ بہشت کے لوگون کو مآل ہوگا درجات عالیات اور غرفات آمنات کی طرف تو بہشتی جین کے گہر مین ہونگے جس کا نظارہ عمدہ ہوگا اور مستقر امقام سدا رہینگے وہان وہ خوب جگہہ ہے ٹہیرا وکی اور خوب جگہہ ہے رہنے کی اور اہل نار کا انجام اور مآل درکات سافلات اور حسرات متتابعات اور انواع عذاب وعقوبات کیطرف ہوگا وہ بہت بری جگہہ ہے ٹہیرا وکی اور بہت بری جگہہ ہے رہنے کی ولہذا فرمایا اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا یعنے اصحاب جنت بہ سبب انپر اعمال مقبولہ کے پہونچینگے ان درجات کو جو پہونچینگے بہ خلاف اہل نار کے کہ انکے پاس کوئی ایسا عمل نہ ہوگا جو انکو بہشت مین لیجانے کا باعث وموجب ہوسکے تو اس آیت مین اللہ تعالی نے نیکون کے حال کے ساتھہ بدون کے حالات پر خبردار کیا کہ اشقیا کے پاس مالکلیہ خیر نہین ہے اور فرمایا اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ضحاک نے ابن عباسؓ سے واحسن مقیلا کی تفسیر مین روایت کیا کہ وہ ایک ساعت ہوگی جس مین اہل بہار اسہ نخلتون پر جو رعین کے ساتھہ رحمت پاوینگے اور اللہ کے دشمن شیاطین کے ساتھہ باندہے جاوینگے اور کہا سعید بن جبیر نے اللہ فارغ ہوگا حساب سے نصف نہار کیوقت یہہ فیصلہ کرینگے اصحاب جنت جنت مین اور اصحاب نار نار مین اللہ تعالی نے فرمایا اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا کہا عکرمہ نے مین پہچانتا ہون اس ساعت کو جس مین اصحاب جنت جنت مین جاوینگے اور اہل نار نار مین اور وہ ساعت دنیا مین اسوقت ہوتی ہے جب سورج زوال کے قریب ہوتا ہے اور لوگ قیلولہ کے لیے گہرون مین لوٹ جاتے ہین اسوقت دوزخی دوزخ مین جاوینگے اور بہشتیون کو بہشت کی طرف لیجاوینگے اور ان کا قیلولہ جنت مین ہوگا اور انکو مچھلی کا جگر کہلایا جاویگا پہر مچھلی کا جگر ان سب کو سیر کردیگا اور یہی معنے ہین اللہ کے قول اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا کے کہا عبداللہ بن مسعود نے نصف نہا

نہوگا یہانتک کہ قیلولہ کرین یہ لوگ اور وہ لوگ پہر پڑہی یہ آیت اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا اور پڑہی یہ آیت ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ رَدَّاهُ سُفْيَانُ عَنْ مَيْسَرَةَ اور عطیہ عوفی نے ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا کہ اصحاب جنت قیلولہ کرین گے جنت کے حجروکون مین اور انکا حساب جب وہ اپنے مالک کے سامنے پیش ہونگے ایک ہی ساعت مین ہوجاوے گا اور حساب یسیر یہی ہے جسکا قرآن مجید کی اس آیت مین مذکور ہے فَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا یعنے سو جسکو ملا اسکا نامہ داہنے ہاتھہ مین تو اس سے حساب لینا ہے آسان حساب اور پہر کر آوے اپنے لوگون پاس خوشوقت اور قتادہؓ نے کہا سفیل سے ماوی اور منزل مراد ہے اور قتادہؓ کہتے ہین کہ صفوان بن محرز نے بیان کیا کہ دو شخص قیامت کے دن اللہ تعالی کے سامنے پیش ہونگے جن مین کا ایک تو دنیا کا بادشاہ ہوگا جو دنیا مین سرخ سفید لباس پہنا کرتا تہا پہر اسکا حساب ہوگا تو وہ ایسا بندہ ثابت ہوگا کہ اس نے کبھی کچھ نیکی نہین کی اسکو حکم ہوگا دوزخ کی طرف لیجانے کا اور دوسرا وہ ہوگا جو دنیا مین ایک چادر کے ساتھہ بسر کرتا رہا تو وہ کہیگا ای اللہ تو نے مجھ کو کیا دیا جسکا تو مجھ سے حساب لیتا ہے اللہ تعالے فرماویگا صَدَقَ عَبْدِىْ فَاَرْسِلُوْهُ میرے بندے نے سچ کہا اسکو چھوڑ دو اور اسکو بہشت کی طرف لیجانے کا حکم ہوگا پہر اسکو جسقدر اللہ چاہے گا چھوڑا جاویگا پہر دوزخی کو بلایا جاوے گا تو وہ کوئلے کی طرح سیاہ ہوا ہوگا اسکو کہا جاویگا تو نے کیسے پایا (اپنا ٹھکانا) وہ کہیگا اے میرے مالک مینے پایا برا مقیل (ٹھکانا) پہر اسکو کہا جاویگا لوٹ جا پہر صاحب جنت کو بلایا جاویگا چودہوین رات کے چاند کیطرح ہوگا اسکو کہا جاویگا (بتا) تو نے کیسے پایا (اپنا ٹھکانہ) وہ کہے گا اے میرے مالک مینے پایا خیر مقیل (بہتر ٹھکانہ) پہر اسکو کہا جاویگا تو لوٹ جا ان سب آثار کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا عمرو بن حرث کہتے ہین سعید صواف نے بیان کیا کہ مجھ کو یہ بات پہونچی ہے کہ قیامت کا دن مومن کو اتنا چھوٹا معلوم ہوگا جیسے عصر سے سورج ڈوبنے تک وقت ہوتا ہے اور اصحاب جنت جنت کے باغون مین اُترین جاوین گے یہانتک کہ اللہ لوگون کے (حساب سے) فارغ ہووے اور یہی معنے ہین اللہ تعالی کے قول اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا کے فتح کا بیان یہ ہے کہ یہ مقالہ بہی منجملہ کفار کے ان اعتراضات کے ہے جنکے ساتھہ انہون نے نبوت مین طعن کیا اور کہا یہ جو ان لفاظ سے یہ مراد ہے کہ وہ ہماری ملاقات کی پرواہ نہین رکہتے بعض نے

کہا نہیں ڈرتے اپنے رب کے ملنے کی برائی سے اور اصل میں لقاء کہتے ہیں وصول الی الشئے کو اور رسی قبیل سے ہے رؤیت کیونکہ رؤیت کہتے ہیں وصول الی المرئی کو اور یہاں لقاء سے وصول الی الجزاء مراد ہے اور ممکن ہے کہ لقاء سے رویت مراد ہو فراء نے کہا رجاء کو خوف کی جا بجا رکھا گیا ہے بعض نے کہا معنے یہ ہیں ہماری ملاقات سے بھلائی کی امید نہیں رکھتے کیونکہ وہ بعث کے منکر ہیں اور حقیقی معنے پر حمل کرنا اولی ہے تو معنے یہ ہیں نہیں امید رکھتے اس ثواب کے ملنے کی جسکا ہمنے طاعت پر وعدہ دیا اور یہ بات معلوم ہے کہ جو ثواب کا امید وار نہیں ہے وہ عقاب کی بھی امید نہیں رکھتا اور یہ جو فرمایا کیوں نہیں اترتے ہمپر فرشتے تو اسکے یہ معنے ہیں کہ فرشتے اور تکریم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچائی کی کیوں خبر نہیں دیتے یا یہ معنی کہ فرشتوں کو ہمارے پاس رسول بنا کر کیوں نہیں بھیجا گیا یا اللہ ہمارے پاس آکر ہمکو خبر دے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول ہیں پھر اللہ نے انکے اس شبہ کا جواب دیا اور فرمایا لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا یعنے جیسا کہا ہے اونہوں نے حق سے اترانا اور حق پر عناد کرنا اپنے دلوں میں جیسے اللہ تعالی نے فرمایا إِنْ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ یعنے نہیں انکے دلوں میں مگر بڑائی جسکو یہ نہیں پہونچنے والے ابن عباسؓ نے کہا عتو سے شدت کفر مراد ہے اور پھر اسکو موصوف کیا کبر کے ساتھ کیونکہ انکا یہ مقالہ شنیعہ غایت کبر اور عظیم ہے پس اونہوں نے نہ کام نکالا لفظ کبر کے ارسال سے یہانتک کہ ملائکہ کا اپنی طرف ارسال طلب کیا پھر اسپر بھی نہ ٹھیرے یہانتک کہ اللہ کو اپنا مخاطب بنانا چاہا اور اسکو دنیا میں دیکھنا اسکے سوا کہ انکے اور اللہ سبحانہ کے درمیان کوئی ترجمان ہو اور خیال کیا ان رذیلوں نے اپنے جی میں اس بات کا جس کے اہل ہونے سے یہ لوگ احقر اور اقل اور ارذل ہیں اور یہی حال ہے اس شخص کا جو اپنے نفس کے قدر کو نہ جانے اور اپنی حد پر کھڑا نہ ہو اور جس کا نفس اپنے قدر سے جاہل ہو اسکا غیر اس سے وہ چیز دیکھتا ہے جو وہ خود نہیں دیکھتا یوم یرون الملئکۃ میں ملائکہ سے ملائکہ عذاب مراد ہیں اور رؤیت ملائکہ سے اُن کا اسوجہ پر دیکھنا مراد نہیں ہے جسکو اونہوں نے طلب کیا اور نہ اسصورت پر جسکا اونہوں نے سوال کیا ملکہ دوسرے طریقہ پر دیکھنا مراد ہے اور وہ جان نکالنے کے لیے حضار کیوقت دیکھنا مراد ہے یا حشر میں دیکھنا مراد ہے مجاہد نے کہا قیامت کے دن دیکھینگے اور عطیہ عوفی سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور يَقُولُونَ حِجْرًا مَحْجُورًا کفار کی کلام ہے جب وہ ملائکہ کو دیکھینگے تو ایک دوسرے کو کہینگے آج تمپر بشارت حرام محرم ہے بعض نے کہا یہ ملائکہ کا قول ہے وہ کفار کو کہینگے حرام ہے تم میں سے کسیکا جنت میں داخل ہونا ابو سعید خدری

ابوسعید خدری کہتے ہین حرام ہے محرم ہے یہ کہ بشارت دیوین ہم تم کو انجیر کی جسکی ہم پرہیزگارون کو بشارت دیتے ہین قتادہ کہتے ہین یہ ایک کلمہ ہے جسکو عرب کے لوگ شدائد کیوقت کہا کرتے ہین اور کہا مجاہد نے یہ ملک کی کلام ہے اور قد متنا الی ما عملوا یہ ایک دوسرا وعید ہے کفار کیلیے اور وہ یہہ کہ کفار اعمال بجالاتے ہین جنکی صورتین بھلی ہوتی ہین جیسے ناتہ پروری اور مفلس کی فریاد رسی اور کہانا کھلانا اور ایسی ایسی بھلائیان اور ان اعمال کی باداش (جزا) کے ملنے سے کفر کے سوا اور کوئی روک نہین ہے تو کفار کے حال اور انکے اعمال اسقدم کے حال کے مطابق ہین جنہون نے اپنے سلطان کی مخالفت کی اور سرچڑہے اسپر پھر آیا وہ سلطان انکو اسباب پاس اور بگاڑ دیا انکو اور نہ چھوڑی انکے اسباب سے کوی چیز اور اگر یہ معنے نہ ہون تو پھر یہان کوئی قدوم نہین ہے یا یہ قدوم صفات مین سے ہے جیسے مجی اور نزول اور اسکے ساتھ ایمان لانا واجب ہے تاویل اور تعطیل اور تکییف اور تشبیہ اور تمثیل کے سوا جیسے وہ سلف صلحا کا مذہب ہے اور یہی قول حق ہے کہا واحدی نے قدوم یہان بمعنے قصد ہے اور قصد اللہ کی حق مین رجوع کرنا ہے ارادہ کی معنے کیطرف اور ہبا منثورا سے باطل مراد ہے یعنی ہم انکے اعمال کو باطل کر دینگے کیونکہ اونہون نے اللہ عزوجل کے لیے وہ کام نہ کیے اور اسی قبیل سے ہے یہ صحیح حدیث کُلُّ عَمَلٍ لَیْسَ عَلَیْہِ اَمْرُنَا فَھُوَ رَدٌّ یعنے جس کام کی نسبت ہمارا کچھ حکم نہین ہے وہ مردود ہے کہا نضر بن شمیل نے ہبا وہ مٹی ہے جسکو ہوا اوڑا لیجاتی ہے اور وہ دہوئین کی طرح نظر آتی ہے زجاج نے کہا اس سے وہ ذرات مراد ہین جو روشندان مین دہوپ کے وقت نظر آتے ہین صنو ہشیم کے ساتھہ اور یہی قول ہے خلیل اور ازہری کا اور ابن عرفہ نے کہا ہبا اور ہبوت وہ باریک مٹی ہے بعض نے کہا ہبا وہ غبار (گرد) ہے جو چہارپایون کے سمون سے چلتے وقت اٹھتی ہے اور حضرت علیؓ نے کہا ہبا وہ سورج کی شعاع ہے جو روزن سے برآمد ہوتے ہین اور انہین سے مروی ہے کہ ہبا سے غبار کا اٹھنا مراد ہے جو چہارپایون کے پاؤن سے اڑتی ہے پھر اس سے کچھ باقی نہین رہتا ابن عباسؓ نے کہا ہبا سے وہ چنگاریان مراد ہین جو آگ سے اسکے جلنے کیوقت نکلتی ہین جب وہ نکل چکتی ہین تو پھر وہ کچھ نہین ہوتین اور اسی سے مروی ہے کہ ہبا وہ ہے جسکو ہوا اوڑا لیجاتی ہے مٹی اور درختون کے پتون کے ریزون سے اور اسی سے مروی ہے کہ ہبا سے ماء مہراق مراد ہے کہا علامہ ابوالطیب مرحوم نے اور لغت کی رو سے تو پہلے معنے ہی ثابت ہوتے ہین اور لغت کے پہچاننے والون نے انہین معنے کو نقل کیا ہے اور منثورا سے متفرق مراد ہے اور معنے یہ

ہین اللہ سبحانہ اکارت کردیگا انکے کام یہانتک کہ وہ ہبار منتشر کیطرح ہوجاوینگے آللہ تبارک وتعالی نے
ان کے کامون کو ہبار کے ساتھہ تشبیہ دینے پر کفایت نہین کی یہانتک کہ فرمایا کہ وہ متفرق متبدد ہبار
کی طرح ہونگے اور بالجملہ یہ استعارہ ہے انکو ایسا کردینے سے کہ وہ قابل اجتماع نہ ہونگے اور نہ انسے نفع
واقع ہوگا کیونکہ بسبب شرط کے موافق نہ ہونے کے وہ بے ثواب اعمال ہونگے اور دنیا مین کفار کو ان اعمال
کی جزا الحاقی ہے بہر اللہ سبحانہ وتعالی نے ابرار کے حال کو فجار کے حال سے مخیر فرمایا اور فرمایا اَصْحٰبُ
الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا یوسنہ سے یوم القیامت مراد ہے اور خیر مستقر سے افضل
منزل مراد ہے یعنی کفار کو دنیاوی مراتب سے مومنون کو اخروی مراتب کہین بہتر ہے مہین ابن عباسؓ نے
کہا اس سے جنت کے حجرے کے مراد ہین اور افضل یعنے خیر مجرد وصف کے لیے ہے مفاضلت کے سوا اخفش
نے کہا کوفیون کے نزدیک کہنا جائز ہے اَلْعَسَلُ اَحْلٰى مِنَ الْخَلِّ حالانکہ سرکہ شیرین نہین ہوتا ابن
مسعودؓ نے کہا نصف نہار نہ ہوگا یہانتک کہ قیلولہ کرین جنت والے جنت مین اور دوزخ والے دوزخ
مین اور کہا ازہری نے قیلولہ عرب کے نزدیک کہتے ہین نصف نہار مین آرام لینے کو جب گرمی سخت
ہو اگرچہ اسکے ساتھہ نیند نہ ہو کیونکہ اللہ تبارک وتعالے نے فرمایا واحسن مقیلا اور جنت مین نیند
نہین ہے کہا ابن عباسؓ نے قیامت کے دن حساب ابتدا دن مین ہوگا اور مروی ہے کہ قیامت کا دن
مسلمانون کو اسقدر چھوٹا معلوم ہوگا جیسے عصر سے آفتاب کے غروب تک وقت ہوتا ہے اور اس آیت
مین اشارہ ہے کہ اہل جنت جنت مین اور اہل نار نار مین قیلولہ کے وقت مستقر ہوجاوینگے اگرچہ مسلمانون
کا ٹھیراؤ رحمت مین ہوگا اور کافرون کا ٹھیراؤ عذاب مین تو حساب سے ساری مخلوقات کا اسوقت تک ہولے
گا انتہی مافی فتح البیان وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ۝ اَلْمُلْكُ
يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ
يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِي لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝
لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ اور جسدن
پھٹ جاوے آسمان بدلی سے اور اتارے فرشتے اتارنا الگا کر راج اسدن سچا ہے رحمن کا اور ہے وہ دن
منکرون پر مشکل اور جسدن کاٹ کاٹ کھاویگا گنہگار اپنے ہاتھہ کہے گا کسیطرح مینے پکڑی ہوتی
رسول کے ساتھہ اہ اے خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی مینے فلانیکو دوستی اسنے بہکا دیا مجھکو نصیحت سے مجھہ تک

پوچھ بیچے اور یہ شیطان آدمی کو وقت پر دغا دینے والا ف اللہ تعالی قیامت کے دن کے احوال سے خبر دیتا ہے اور ان امور عظیمہ کی جو اسمان مین واقع ہونگے جیسے آسمان کا پھٹنا اور اسکا چرخنا اور اسکا بہنجانا بدلی کے ساتھ اور غمام سے اس نور عظیم کے سایہ مراد ہین جو غالب آجاویگا ابصار پر اور اترنا آسمانون کے فرشتون کا اسمان پر انکا مخلوقات کو گھیر لینا محشر کے مقام مین پھر آنا تبارک وتعالی کا مقام محشر مین فصل قضاء کے لیے کما مجاہد نے اور یہ آیت ویسی ہی ہے جیسے اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ یعنے کیا لوگ یہی انتظار رکھتے ہین کہ آوے اون پر اللہ ابر کے سائبانون مین اور فرشتے اور فیصل ہووے کام اور اللہ ہی کی طرف رجوع ہین سب کام علی بن زید بن یوسف بن مہران کہتے ہین ابن عباسؓ نے پڑہی یہ آیت وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا کہا ابن عباس نے اٹہارے گا اللہ تعالی مخلوق کو ایک میدان مین قیامت کے دن جنون کو اور انسانون کو بہائم کو اور درندون کو اور پرندون کو اور جمیع مخلوقات کو پھر پھٹ جاویگا آسمان دنیا (پہلا آسمان) پھر اترین گے اسکے رہنے والے اور وہ بہت ہونگے جنون اور آدمیون سے اور تمام مخلوق سے تو وہ گھیر لینگے جنون اور آدمیون اور ساری مخلوق کو پھر پھٹ جاویگا دوسرا آسمان پھر اترین گے اسکے رہنے والے اور وہ گھیر لین گے ان فرشتون کو جو ان سے پہلے اترے اور جنون کو اور آدمیون کو اور ساری مخلوق کو اور دوسرے آسمان کے فرشتے بہت ہونگے سماء دنیا کے باشندون اور جمیع خلق سے پھر تیسرا آسمان پھٹ جاویگا اور اترین گے اس مین رہنے والے اور بہت ہون گے سماء دنیا اور سماء ثانیہ کے اہالی اور جمیع خلق سے اور گھیر لین گے ان ملائکہ کو جو ان سے پہلے نازل ہوئے اور جن انس اور جمیع خلق کو پھر پھٹتا جاویگا اسیطرح ہر ایک آسمان اور اسکا اہل بہ نسبت اولین کے دوگنا ہوگا یہانتک کہ پھٹ جاویگا ساتوان آسمان اور اترین گے اسکے رہنے والے اور وہ جہیئون آسمانون کے اہالی اور جنون انسانون اور ساری مخلوق سے زیادہ ہونگے پھر وہ احاطہ کرلین گے جہیئون آسمانون کے اہالی اور جنون انسانون اور جمیع مخلوق کو اور نزول فرماویگا ہمارا مالک عزوجل ابر کے سائبانون مین اور اسکے اردگرد کروبی (مقرب فرشتے) ہونگے جو ساتوان آسمانون کے اہالی اور جن وانس وجمیع خلق سے زیادہ ہونگے انکی شاخین (سینگ) ہونگے جیسے نیزے کی تندیان اور اسکی گرہین اور یہ سب عرش کے نیچے ہونگے

انکے لیے آواز ہوگی تسبیح اور تہلیل اور تقدیس الٰہی کے ساتھ انکی ایک کے پاؤن کی تلوے سے اسکے ٹخنے تک پانسو سال کی راہ ہوگی اور ٹخنے سے گھٹنے تک پانسو سال کی راہ اور گھٹنے سے کمر تک پانسو سال کی راہ اور پہنسلی سے کانون تک پانسو سال کی راہ اور اسکے اوپر اوپر پانسو سال کی راہ هٰكَذَا اَرْوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ هٰذَا الْبَابِ یوسف بن مہران کہتے ہین مینے سنا ابن عباسؓ سے فرماتے تھے یہ آسمان جب پھٹ جاویگا تو اس سے ملائکہ نازل ہونگے اور بہت ہونگے انس وجن سے اور یہی ملاقات کا دن ہے (جسکا آیت لینذر یوم التلاق مین مذکور ہے) اسدن مین ملاقات ہوگی آسمان والون اور زمین والون کی تو کہینگے زمین والے ہمارا مالک آیا تو کہینگے آسمان دنیا والے (وہ نہین آیا اور وہ آنیوالا ہے پھر دوسرا آسمان پھٹ جاویگا پھر اسیطرح ایک کے بعد دوسرا پھٹتا چلا جاویگا اور اسکا اہل بہ نسبت پہلے کے دوگنا ہوگا ساتوین آسمانون تک پھر ساتوین آسمان سے اسقدر ملائکہ نازل ہونگے جو جمیعون آسمانون کے فرشتون اور جنون اور انسانون سے اکثر ہونگے کہا پھر اترینگے ملائکہ کروبی (مقرب فرشتے) پھر آویگا ہمارا مالک عرش کے حاملین مین جنکی تعداد آٹھ ہوگی ہر فرشتے کے ٹخنے اور گھٹنے کے درمیان کی مسافت ستر سال کی ہوگی اور اسکی ران سے اسکے مونڈھے تک ستر سال اور ان مین سے کسی فرشتے نے دوسرے کے مونہہ کو نہین دیکھا اور ہر ایک فرشتہ ان مین سے اپنا سر اپنے بستانون مین رکھے ہی کہتا ہے سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ اور انکے سرون پر ایک چیز پھیل رہی ہے جسپر کھجورون کا خوشہ اور عرش اس سے اوپر ہے پھر ابن عباسؓ ٹھیر گیا آگے بیان کرنے سے رَوَاهُ ابْنُ جَرِیْرٍ کہا حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ تو اسحدیث کا دار مدار علی بن زید بن جدعان پر ہے جو ضعیف ہے اور اسکے اکثر سیاق ضعیف ہوتے ہین اور اسحدیث مین سخت نکارت ہے اور صور کی حدیث مین بھی اسی کے لگ بھگ مروی ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور اللہ سبحانہ نے فرمایا فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ یعنے پھر اسدن ہوپڑے پڑنیوالی اور پھٹ جاوی آسمان پھر وہ اسدن بکس رہا ہے اور فرشتے ہین اسکے کنارون پر اور اٹھا رہے ہین تخت تیرے رب کا اپنے اوپر اوسدن آٹھ شخص کہا شہر بن حوشب نے عرش کو اٹھانیوالے آٹھ نفر ہین چار تو ان مین سے کہتے ہین سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ یعنے تو پاک ہے یا اللہ اور مین تیرا ثنا خوان ہون تیرے ہی واسطے تعریف ہے اسلیے کہ تو بردباری کرتا ہے باوجود

اور دوسری چار رفعہ تسبیح کہتے ہیں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ یعنے تو پاک ہے یا اللہ اور میں تیرا ثنا گو ہوں تیری ہی تعریف کرنی چاہیے اور تجھی کو سزا ہونا چاہیے اسلیے کہ تو درگذر کیے جاتا ہے قادر ہوکر رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ اور کہا ابوبکر بن عبداللہ نے جب زمین والے اوپر سے عرش کو اترتا دیکھینگے تو اوپر لگ جاوینگی آنکھیں اور انکے گڑ دی انکے شکموں میں کانپ جاوینگے اور انکے دل اپنے جگہہ سے اوڑ کر گلوں تک آجاوینگے عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں اترے گا اللہ عزوجل جب اترینگا اوسکے اور اسکی مخلوق کے درمیان ستر ہزار حجاب (پردی) ہونگے ان پردوں میں سے کوئی نور کا پردہ ہے اور کوئی ظلمت کا پہر اس ظلمت سے ایسا آواز برآمد ہوگا جسکے لیے دل لکھ جاہیں گے رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ کہا حافظ ابن کثیر نے اور یہ روایت موقوف ہے عبداللہ بن عمرو پر وَلَعَلَّهٗ مِنَ الزَّامِلَتَیْنِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور یہ جو فرمایا اَلْمُلْكُ یَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ وَكَانَ یَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِیْنَ عَسِیْرًا تو یہ اللہ تعالی کا قول ویسا ہی ہے جیسے فرمایا لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنے کسکا راج ہے آجدن اللہ کا ہے جو اکیلا ہے دباؤ والا انجاری میں ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى یَطْوِی السَّمٰوٰتِ بِیَمِیْنِهٖ وَیَاْخُذُ الْاَرَضِیْنَ بِیَدِهِ الْاُخْرٰى ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَنَا الدَّیَّانُ اَیْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ اَیْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَیْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ یعنے اللہ تعالی لپیٹ لیگا اپنے داہنے ہاتھہ میں آسمانوں کو اور زمینوں کو دوسرے ہاتھہ میں پھر فرماویگا میں بادشاہ ہوں میں دیان ہوں کہاں ہیں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں زور آور کہاں ہیں بڑائی کرنیوالے اور كَانَ یَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِیْنَ عَسِیْرًا کے یہ معنے ہیں کہ وہ دن کافروں پر مشکل ہوگا کیونکہ وہ عدل اور قضا فیصل کا دن ہے کما قال تعالی فَذٰلِكَ یَوْمَئِذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ غَیْرُ یَسِیْرٍ یعنے پھر وہ دن مشکل دن ہے منکروں پر نہیں آسان یہ حال ہوگا کفار کا اسدن اور رہے مومن تو انکی بابت فرمایا اللہ تبارک وتعالی نے لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ یعنے نہ غم ہوگا مسلمانوں کو اس سے گھبراہٹ میں اور لیتے آوینگے انکو فرشتے آج دن تمہارا ہے جسکا تم سے وعدہ تھا ابوسعید خدری رضے اللہ عنہ کہتے ہیں کسی نے عرض کیا یارسول اللہ جسدن کا لمبا و پچاس ہزار برس کا ہے وہ کسقدر لمبا دن ہوگا تو فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّهٗ لَیُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى یَكُوْنَ اَخَفَّ

علیہ من صلوٰۃ تکتوبۃ یصلیھا فی الدنیا یعنے اسکی قسم جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے وہ دن ہلکا ہوجاویگا مسلمان پر بیشک کہ اسکو فرض نماز کے وقت کی مقدار سے جسکو دنیا مین پڑہا کرتا تھا چھوٹا معلوم ہوگا رواہ الامام احمد اور یہ جو فرمایا ویوم یعض الظالم علی یدیہ یقول یلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا تو ان آیات مین اللہ تعالی اس ظالم کی ندامت اور حسرت کی خبر دیتا ہے جس نے چھوڑدیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریق اور جدا ہوا اس حق صریح سے جسکا صحیح ہونے مین کوئی شک نہین ہے اور چلا وہ کسی اور طریق مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق کے سوا جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ پچتاوے گا جہان پچتانا کام نہ آوے گا اور حسرت کرکر اور پچتا پچتا کر ہاتھہ کاٹے گا اور یہ آیت خواہ اسکے نزول کا سبب عقبہ بن ابی معیط ہو یا کوئی اور بدبخت عام ہے شامل ہر ظالم کو کما قال تعالے یوم تقلب وجوھھم فی النار یقولون یلیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسولا وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا وکبرآءنا فاضلونا السبیلا ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب والعنھم لعنا کبیرا یعنے جسدن اوندہے ڈالے جاوینگے انکے مونہہ آگ مین کہین گے کسیطرح ہمنے کہا مانا ہوتا اللہ کا اور کہا مانا ہوتا رسول کا اور کہین گے اے رب ہمنے کہا مانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑون کا پہر اونہون نے ہمکو دی ہم سے راہ اے رب دے انکو دونی مار اور پھٹکار انکو بڑی پھٹکار تو قیامت کے دن ہر ایک ظالم بہت پچتاویگا اور افسوس کے ہاتھہ کاٹ کاٹ کہائیگا یہ کہتا ہوا یلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا یویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا اور فلان سے اسکی مراد وہ شخص ہوگا جس نے اسکو راہ ہدایت سے پھیرا اور ضلالت وغوایت کی راہ مین چلایا اور برابر ہین اس مین امیہ بن خلف اور اسکے بھائی ابی بن خلف اور سب ظالم لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی وکان الشیطٰن للانسان خذولا ذکر سے قرآن مجید مراد ہے اور مجی قرآن سے بلوغ قرآن مراد ہے انتہی مافی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے اس جگہ قیامت کے بعض حوادثات کو بیان کیا ہے کہا ابو علی نے پھٹ جاویگا آسمان اور اسپر بدلی ہوگی جیسے کہتے ہین رکب الامیر بسلاحہ ای وعلیہ سلاحہ اور کہتے ہین فلان خرج بثیابہ اے وعلیہ ثیابہ اور ابو علی کے قول پر دلیل یہ ہے کہ حرف با اور حرف عن ایک دوسرے کے جابجا مستعمل ہوجاتے ہین جیسے رمیت بالقوس یا عن القوس اور مروی ہے کہ آسمان پھٹے گا بادل سے جو نیلا اور سفید ہوگا

جیسے صبا بہ اور وہ بادل بنی اسرائیل کے ساتھ خیمگل مین رہا ہے بعض نے کہا بہٹ جاویگا آسمان اس بادل کے ساتھ جو آسمان اور لوگون کے درمیان ہی اور معنے یہ ہین بہٹ جاویگی بدلی آسمان کے بہٹ جانیکی ساتھ بعض نے کہا بہٹ جاویگا آسمان فرشتون کے اترنے کے لیے جیسے فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيلًا اہل علم نے کہا یہ فرشتون کا اوتارنا رضا اور رحمت کا اتارنا ہوگا نہ سخط اور عذاب کا اتارنا پھر ابن عباسؓ کا وہی قول اثر بیان کیا جسکو حافظ ابن کثیر نے بیان کیا اور یہ فرمایا اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ تو اسکے یہ معنی ہین کہ وہ ملک جو ثابت رہی اور زائل نہ ہووے اور نہ کوئی اس مین شریک ہووے رحمن کے واسطے ہے سدن کیونکہ ملک زائل اور منقطع حقیقت مین ملک ہی نہین ہوتا اور اسلیے کہ غلبہ ظاہر اور استیلا کلی اور عام جو صورۃً اور معنےً اور ظاہراً اور باطناً ثابت رہی اسطرح کہ کبھی زائل نہ ہووے نہین لائق ہے مگر اللہ تعالے کیواسطے تو ملک مبتدا ہی اور حق اسکی صفت ہی اور رحمن اسکی خبر ہے اور یومئذ ظرف ہی جو ملک کے متعلق ہے اور ظرف کی تقیید کا فائدہ یہ ہے کہ ملک مذکور کا ثبوت اللہ سبحانہ وتعالی کے لیے اسی دن مین خاص ہے اور رہے دنیا کے ایام تو ان مین اللہ نے غیر کو بھی صورۃً مالک بنایا ہے اگرچہ وہ حقیقۃً مالک نہین ہین بعض نے کہا الملک مبتدا ہے اور الحق خبر ہے اور للرحمن الحق کے متعلق ہے ظاہر یہ ہے کہ عض سے حقیقۃً ہاتھ کاٹنا مراد ہے اور کوی دلیل حقیقی معنے کے تناول سے مانع نہین ہے اور اسکی تاویل کا کوئی سبب موجود نہین ہے کہا عطاءؒ نے يَأْكُلُ الظَّالِمُ بِدَيْهِ حَتّٰى يَأْكُلَ مِرْفَقَيْهِ ثُمَّ يَبْتَانِ ثُمَّ يَأْكُلُهُمَا وَهٰذَا وَلَمَّا نَبَتَتْ يَدَاهُ أَكَلَهُمَا عَلٰى مَا فَعَلَ حَسْرًا یعنے ظالم اپنے ہاتھ کہاوے گا یہانتک کہ کہنیون تک کہا جاویگا پھر اگین گے پھر ان کو کہا جاویگا اور اسیطرح جب اگین گے انکو کہا لیگا اپنے کیئے پر پچتا پچتا کر ذَكَرَهُ الْحَازِنُ بعض نے کہا ہاتھون کا کاٹنا کنایہ ہے غیظ وحسرت سے اور پہلا قول کو ترجیح ہے اور ظالم سے ہر ظالم مراد ہے جسپر ظالم کی تعریف صادق آوے اور آیت کا خاص سبب پر وارد ہونا اسکے عام ہونے کے منافی نہین ہے کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا ابن عباسؓ سے آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ ظالم سے اُبی بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط مراد ہین اور یہ دونون خلیل ہونگے دوزخ مین اور سبیل سے طریق مراد ہے اور وہ حق کا طریق ہے اور معنے یہ ہین کہے گا ہائے افسوس مین چلتا راہ رسول مین تو کہ مین چھوٹ جاتا ان گمراہ کنندہ باتون سے

اور افسوس مجھ پر مین نافرمانبرداری کرنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور پکڑنا مین اسکے ساتھ ہدایت کی طرف راہ کے
افسوس ہے کافر کی دوستی پر جس نے اسکو بہکا دیا دنیا مین اور ایمان کنایہ ہے علم سے کہا نیشاپوری نے لغت
کے بعض اماموں نے احتمال کیا ہے کہ لفظ فلان کا استعمال فصیح کلام مین ثابت نہین ہوا مگر نقل کے طور
پر تو یون نہ کہا جاویگا میرے پاس فلان آیا ولکن یون کہا جاویگا زید نے کہا میرے پاس فلان آیا کیونکہ
فلان اسم ہے اس لفظ کا جو وہ علم ہے اسم کا اور ایسا ہی قرآن مجید مین جہاں یہ آیا ہے بعض نے کہا
فلان کا لفظ عقلاء کے ذکور کے علم سے کنایہ ہے اور فلانہ عقلاء کے اناث کے اعلام سے کنایہ ہے
اور لفظ فلان منصرف ہے بعض نے کہا لفظ فلان عقلاء کے ذکور کے نکرہ سے کنایہ ہے اور فلانہ عقلا
کے اناث کے نکرہ سے کنایہ ہے اور رہا الفلان اور الفلانہ تعریف کے ساتھ تو وہ کنایہ ہے غیر عقلاء
سے اور لفظ فُل خاص ہے ندا کے ساتھ مگر ضرورت شعری مین اور لفظ فُل فلان کا مرخم نہین ہے
بخلاف فرار کے کہ وہ فل کو فلان کا مرخم قرار دیتا ہے اور ابوحیان نے زعم کیا کہ ابن عصفور اور
ابن مالک نے غلطی کی ہے فلان کے اعلام ذوی العقول سے کنایہ کرنے مین اور اسکے لام مین دو وجہین
ہین ایک تو یہ وا دہی دوسرے یہ کہ یہ یاء ہے اور آیت کا حکم شامل ہے ان ہر دو دوستون اور یارون کو
جو اللہ کی معصیت پر اکٹھے ہوئے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُحْشَرُ الْمَرْءُ
عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ یعنے آدمی اٹھایا جاویگا اپنے دوست کے دین
پر پھر سو جو ایک تمہارا کسی شخص کا دوست بنا ہے اَخْرَجَهٗ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ ابوسعید خدری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا یَاْکُلْ
طَعَامَكَ اِلَّا تَقِیٌّ یعنے یار نہ بنا مگر ایماندار کے اور نہ کھاوے تیرا کھانا مگر پرہیزگار اَخْرَجَهٗ
اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ اَیْضًا ابوموسے اشعری کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَثَلُ
الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْکِیْرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ اِمَّا اَنْ یُّحْذِیَكَ
وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا طَیِّبًا وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا یُحْرِقُ ثِیَابَكَ
وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا خَبِیْثَةً یعنے ہمنشین نیک اور ہمنشین بد کی مثال عطار اور لوہار کی
طرح ہے پھر عطار تین حال سے خالی نہین ہے یا وہ تو تجھے ہدیہ مین کچھ دیگا یا تو اس سے خرید کرے
گا یا پاویگا تو اس سے عمدہ خوشبو اور لوہار یا تیرے کپڑے جلا دیگا یا تو اس سے گندی بو پاویگا

رواہ السبحانی ذکر سے قرآن مراد ہے یا اللہ کی کتاب یا اسکا ذکر یا نصیحت یا کلمۂ شہادت یا یہ سب چیزین غدلال سے بلاکر وقت بری ہوجانا اور جھوڑ دینا اور وقت پر دغا دینا مراد ہے اور جملہ وکان الشیطان للانسان خذولا پہلے مضمون کا مقرر و مثبت ہے اور احتمال ہے کہ اسہ کی کلام ہو یا ظالم کی کلام کا بقیہ ہو اور شیطان سے وہ خلیل مراد ہے اور خلیل کو شیطان کہا اسلیے کہ اس نے اسکو گمراہ کیا یا شیطان سے ابلیس مراد ہے کیونکہ اسی نے گمراہ کرنے والون کی دوستی کی رغبت دی وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِیًا وَّنَصِیْرًا اور کہا رسول نے اے رب میرے ٹھہرایا قوم نے اس قرآن کو جھک جھک اور اسی طرح رکھے ہین ہمنے ہر نبی کے دشمن گنہگارون مین سے اور رب ہے تیرا رب راہ دکھانے کو اور مدد کرنے کو فائدہ یعنے کافر بہکانیوالے جسکو اللہ چاہے گمراہ پر لاویگا ف اللہ تعالی اپنے رسول اور پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ انہون نے عرض کی اے رب میرے قوم نے قرآن مجید کو پس پشت ڈالدیا اور یہہ اسلیے کہ سفر کر قرآن مجید کی طرف کان نہ رکھتے اور نہ اسکو سنتے کما قال تعالی وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ یعنے اور کہنے لگے منکر نہ کان دھرو اس قرآن کے سننے کو اور بک بک کرو اسکے پڑھنے مین شاید تم غالب ہو تو جب پڑہا جاتا ہے قرآن مجید شور مچادیتے اور اور باتون مین مشغول ہوجاتے یہانتک کہ نہ سنتے اسکو اور یہ ہجران مین سے ہے اور اس کے ساتھ ایمان نہ لانا اور اسکو سچا نہ جاننا اور اس مین تدبر نہ کرنا اور اسکو نہ سمجھنا یہی اسکے ہجران مین سے ہے اور اسپر عمل نہ کرنا اور اسکے امرون کرنہ ماننا اور اسکے زواجر سے اجتناب نہ کرنا یہی اسکے ہجران مین سے ہے اور اس سے عدول کرکر شعرون اور قصون کہانیون سرودونیرہ کی طرف جانا یہی اسکے ہجر مین سے ہے اور ایسے طریق کی طرف جانا جو رسول سے ماخوذ نہین ہے یہ بھی قرآن مجید کے ہجران مین سے ہے اب ہم اللہ سے سوال کرتے ہین جو کریم ہے اور رحمان ہے اور مالیدار قادر ہے یہ کہ ہمکو نکال لے اپنے غضب سے اور کراوے ہم سے اپنی خوشنودی کے کام اپنی کتاب کے حفظ اور اسکے سمجھانے سے اور اسکے مقتضا پر کھڑا ہونے سے رات کی گھڑیون مین اور دن مین اور دن کے اطراف مین اسطریق پر جسکو وہ چاہتا ہے اور اسکو پسند کرتا ہے وہ کریم وہاب ہے اور یہ جو فرمایا وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ یعنے جیسے تیری قوم مین ایسے لوگ موجود ہین جنہون نے قرآن مجید کو پس پشت ڈالدیا اسی طرح امم ماضیہ مین بھی ایسے لوگ گذرے ہین

جو اپنے دوست کی کتاب اور حکم کو پیچھے ڈالتے ہیں مین کیونکہ اسنے بنائی ہر نبی کو دشمن مجرمون سے جو لوگون کو بلاتے ہین ضلالت اور غوایت اور کفر کی طرف کما قال تعالی وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْئِدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ یعنے اور اسیطرح رکھی ہین ہمنے ہر نبی کے دشمن شیطان آدمی اور جن سکھاتے ہین ایک دوسرے کو ملمع باتین فریب کی اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نہ کرتے تو چھوڑ دی وہ جانے اور انکا جھوٹ اور تاجیکین اس طرف دل انکے جو یقین نہین رکھتے آخرت کا اور وہ اسکو پسند کرین اور تاکیے جاوین جو غلط کام کر رہے ہین ولہذا ارشاد فرمایا وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا یعنے تیرا رب بس ہے اور کافی ہے متبع رسول اور اللہ کی کتاب کو ماننے والے اور اسکے مصدق کے لیے ہدایت کرنیوالا اور اس کا ناصر ہے دنیا و آخرت مین اور ہادیا و نصیرا فرمایا اسلیے کہ مشرک روکتے ہین لوگون کو قرآن کی اتباع سے تو کوئی اسکے ساتھہ راہ یاب نہ ہوا اور مشرکون کا طریقہ قرآن مجید کے طریق پر غالب ہوجاوے ولہذا فرمایا وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا فتح کا بیان یہ ہے کہ رسول فیارت کے دن یہ مقالہ اپنی قوم کے کرتوتون کی شکایت مین کہینگے یہ حکایت ہے اسکی اس دعا کی اور شکایت کی جو اس سے دنیا مین واقع ہوئی مہجور سے متروک مراد ہے یعنے یہ لوگ اس پر ایمان نہین لائے اور بوجہ من الوجوہ اونہون نے اسکو نہین مانا یہ معنے کہ اونہون نے اسپر عمل نہین کیا بعض نے کہا مشتق ہے ہجر بمعنے بذیان سے اور معنے یہ ہین کہ اونہون نے بنالیا قرآن کو ہجر اور ہذیان بعض نے کہا مہجور سے مہجور فیہ مراد ہے اور الکا ہجر قرآن مجید مین یہ تھا کہ وہ کہتے تھے یہ سحر ہے یہ شعر ہے یہ پہلون کی نقلین ہین اور آیہ کریمہ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ مین تسلی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور معنے یہ ہین اسنے شیرائے ہین ہر نبی کے انبیا مین سے دشمن اسکی قوم کے اشراف لوگون سے جو مخالف رہے اپنے نبی کے پھر نہ گھبرا تو اے محمدؐ کیونکہ یہی عادت جاری رہی ہے تجھہ سے پہلے پیغمبرون کے ساتھہ اور تو صبر کر جیسے اونہون نے صبر کیا کہا ابن عباسؓ نے آیت باب کی تفسیر مین کہ حضرت کا دشمن اسنے ابوجہل بن ہشام کو ٹھیرایا اور موسے کا دشمن قارون کو اور قارون موسے کا چچازاد تھا کفے بر یک مین بار زاید ہے وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ

بالحق واحسن تفسیرا ۝ الذین یحشرون علی وجوھھم الی جھنم اولئک شر مکانا واضل سبیلا ۝ اور کہنے لگے وہ لوگ جو سنکر نہین کیون نہ اوترا اسپر قرآن سارا ایک جگہہ سیطرح اتارنا تنہا تا ثابت رکھین ہم اس سے تیرا دل اور پڑہ سنایا ہم نے ٹہیر ٹہیر کر اور نہین لاتا تجھہ پاس کوئی کہاوت کہ ہم نہین پہنچاتے تجھ کو ٹہیک بات اور اس سے بہتر کہولکر جو لوگ گہیرے آوین کے اوندہے پڑے مونہہ پر دوزخ کی طرف انہی کا بُرا درجہ ہے اور بہت بہکے ہین راہ سے ف یہ جو فرمایا اور پڑہ سنایا ہمنے ٹہیر ٹہیر کر تو اس سے یہ غرض ہے کہ ہر بات کے وقت پر اسکا جواب اتارا ہو تو پیغمبر کا دل ثابت ہو انتہے مالی موضح القرآن ف اسہ تعالے کفار کے بڑے اعتراض اور انکی نقنت اور لایعنی کلام کی خبر دیتا ہے جو کہتے ہین محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہہ کتاب جو اسکی طرف وحی کی جاتی ہے جملۃً واحدۃً ساری کی ساری کیون نہ اتری جیسے پہلی کتابین ایک ساتھہ اترین جیسے توریت اور انجیل اور زبور اور انکے سوا اور الہی کتابین تو انکو اس اعتراض کا اللہ تعالی نے یہ جواب دیا کہ اس نے اتارا قرآن مجید کو پارہ پارہ تیئیس سال مین وقوع اور حوادث اور ضرورتون کے موافق تا ثابت رکھہ اسکے ساتھہ مومنون کے دل کما قال تعالی وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا یعنے اور قرآن کو ہم نے پارہ پارہ اتارا تو کہ تو اسکو پڑہے لوگون پر ٹہیر ٹہیر کر اور ہم نے اسکو اتارتے اتارا اور سیواسطے بیان فرمایا لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا (بعض کتاب سے مطلب فقط معنے سمجھنے ہوتے ہین اور بعضے کتاب سے معنے سمجھنے ہی مطلب ہوتے ہین اور اسکے لفظ بھی پڑہنے سے غرض ہو کہ نور و برکت اترتا ہے اور یہ قرآن سیقسم کا ہے کہ اس سے دونو مطلب ہین اسلیے اسکی سورتین اور آیتین جدا جدا رکھین اور اسکو تہوڑا تہوڑا اتارا اور وقت پر اس کے موافق احکام) کہا قتادہ نے وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا کی تفسیر مین بیناہ تبیینا یعنے اور کہول سنایا ہمنے اسکو کہول سنانا اور ابن زید نے کہا فسرناہ تفسیرا اور یہہ جو فرمایا وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا تو مثل سے حجت اور شبہ مراد ہے اور معنے یہ ہین کہ کفار کوئی ایسی بات نہین کرتے جسکے ساتھہ حق کا معارضہ کرین مگر ہم انکو جواب دیتے ہین اس چیز کے ساتھہ جو وہ نفس الامر مین حق ہوتی ہے اور بہت کہلی اور بہت واضح اور بہت فصیح انکے اعتراض سے سعید بن جبیر نے ابن عباس رضہ سے روایت کیا وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ کی تفسیر مین کہ یہ کافر قرآن اور رسول مین عیب لگانیکے واسطے کوئی مثال نہین لاتے مگر جبرئیل اسکا جواب عمدہ طور پر اللہ کی طرف سے لے آتا ہے اور یہ اللہ کی عنایت و

نوازش نہیں ہے حضرتؐ پر تو اور کیا ہے کہ آتا آپکے پاس وحی اللہ عزوجل کی طرف سے صبح شام رات دن سفر مین اور حضر مین اور ہر بار آپکے پاس فرشتہ قرآن لیکر اوترا ہ خلاف گذشتہ پیغمبرون کے کہ انکے پاس فرشتہ کو کتاب دیکر ایک ہی بار بھیجا تو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اور درجہ سارے انبیا صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کے مراتب اور درجات سے اعلی اور اجل اور عظیم ہے پس قرآن اشرف کتاب ہے جسکو اللہ نے اتارا اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم نبی ہین جنکو اللہ تعالی نے مخلوق کی طرف بھیجا تو قرآن مجید کے لیے اللہ تعالی نے دونو صفتون کو اکٹھا کردیا ملاء اعلے مین تو قرآن اترا جملۃً واحدۃً لوح محفوظ سے بیت العزت مین جو پہلے آسمان مین ہے پھر اسکے بعد زمین پر وقائع اور حوادث اور ضرورتون کے موافق پارہ پارہ ہوکر اترتا رہا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ قرآن اترا ایک بارگی آسمان دنیا مین لیلۃ القدر مین پھر اترا اسکے بعد بیس سال مین جسمین اللہ تعالی نے قرآن شریف مین ارشاد فرمایا وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا اور فرمایا وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا پھر اللہ تعالی نے قیامت مین کفار کی بدحالی کی خبر دی اور انکے دوزخ کی طرف اسوحالات اور اقبح صفات مین حشر کی اور فرمایا الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَى وُجُوهِهِمْ إِلَى جَهَنَّمَ أُولَئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا یعنے وہ جو گھسیٹے آوینگے اوندھے پڑی مونہہ دوزخ کی طرف انکا بہت برا درجہ ہے اور وہ بہت بہکے ہین راہ سے انسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ کسطرح کافر کو مونہہ کے بل اٹھایا جاویگا قیامت کے دن تو فرمایا إِنَّ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى رِجْلَيْهِ قَادِرٌ أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنے جس نے کافر کو دو پاؤن پر چلایا ہے وہ سکتا ہے کہ چلاوے اسکو مونہہ کے بل قیامت کے دن اخرجہ البخاری اور یہی قول ہے مجاہدؒ اور حسنؒ اور قتادہؒ اور بہت مفسرون کا انتہی ماقال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ یہ آیت بھی منجملہ کفار کے افتراحات اور تعنتات کے ہے یعنے کیون نہین اتاری اللہ تعالی نے محمدؐ پر یہ کتاب یک بارگی غیر منجم جیسے توریت کو موسی پر اتارا اور انجیل کو عیسے پر اور زبور کو داؤدؑ پر علیہم الصلوات والسلام اور اس مقام کی قائل مین اختلاف ہے بعض نے کہا یہ کفار قریش کا مقالہ ہے بعض نے کہا یہود کا کہ وہ کہتے هَلَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً یعنے تو کیون قرآن ہمارے پاس یک بارگی نہ لایا اور یہ انکا زعم باطل ہے اور دعوی ڈگ جانیوالا کیونکہ یہ کتابین بھی جدا جدا اترین جیسے قرآن مجید پارہ پارہ ہوکر اوترا اور لکن وہ معاندین یا اللہ سبحانہ کی کتابون کے نزول کی کیفیت سے انبیا پر جاہل

ہین اور یہ ان کا اعتراض محض لاطائل ہے کیونکہ اعجاز مختلف ہوتا ہے یکبارگی نزول کے ساتھہ اور متفرق نزول کے ساتھہ باوجود اسکے کہ تفرق ہین فوائد ہین ایک تو یہ کہ کتاب کا واقعون کے مطابق اترنا بصیرت کو بڑہاتا ہی اور معنی ہین عوظہ لگواتا ہے دوسرے جب وہ کتاب پارہ پارہ ہوکر اترگی تو ہر ایک پارہ کے ساتھہ خصم کو مقابلہ کے لیے بلاوے گی پھر وہ عاجز ہوگا ہر ایک پارہ کی معارضہ سے اور اسکے ساتھہ رسول کا دل زیادہ قوی ہوجاویگا تیسرے یہ کہ متفرق نزول کے وقت قرائن حالیہ دلالات لفظیہ کے ساتھہ ملحق ہین گے اور قرائن حالیہ کے دلالات لفظیہ کیطرف انضمام سے بلاغت پراعانت ہوتی ہے پھر اللہ سبحانہ نے انکا جواب دیا اور فرمایا کَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا یعنے ایسا متفرق اور منجم اور پارہ پارہ اتارنا جس ہین کفار نے طعن کیا اور اسکے خلاف انہون نے اقتراح و سوال کیا ہمنے اختیار کیا تو کہ قوی کرین ایسے تنزیل کے ساتھہ تیرے دل کو کیونکہ کتاب کا پارہ پارہ اتارنا حوادث کے موافق اقرب ہے تیری اسکے حفظ کرنے کی طرف اور اسکے معانی کے فہم کیطرف اور یہ تثبیت کی اعظم اسباب سے ہے اور لنثبت کو بصیغہ غائب بھی پڑہا گیا ہے اسپر ضمیر اللہ کی طرف عائد ہوگی بعض نے کہا کہ ذلک پر مشرکین کی کلام پوری ہوتی ہے اور معنے یہ ہین کیون نہ اترا محمدؐ پر قرآن یکبارگی توریت و انجیل و زبور کی طرح اسصورت مین کہ ذلک پر وقف ہوگا اور لنثبت بہ سے کلام شروع ہوگی اور معنے یہ ہونگے ہم نے اتارا قرآن مجید کو متفرق اس غرض کے واسطے ابن الانباری نے کہا اور یہ قول اجود اور احسن ہے، کہا نحاس نے اور قرآن مجید کے متفرق اتارنے مین آپ کی نبوت کا اشتہار منظور تہا اور اس مین آپکے نبی ہونے کی نشانیان تہین کیونکہ جب وہ کوئی سوال کرتے تو انکو جواب ملجاتا اور یہ نبی ہی کا کام ہے تو اس سے ثبوت ہوتی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو بھی اور انکے دلون کو بھی کہا ابن عباسؓ نے لنثبت بہ فؤادک کی تفسیر مین لنشد بہ فؤادک و نربط بہ علی قلبک یعنی تو کہ باندہ دین اسکے ساتھہ تیرا دل اور گرہ دین اسکے ساتھہ تیرے دل پر اور معنے یہ ہین ہمنے اسکو پارہ پارہ کرکے حضرتؐ پر اسلیے اتارا کہ تو اسکو یاد کرلیوے اور حفظ کرلیوے کیونکہ پہلی کتابین جو انبیاء پر اترین تو وہ لکہی پڑہی جانتے تہے لکہہ پڑہ لیتے تہے اور قرآن مجید ایسے نبی پر اترا ہے جو امی ہی نہ لکہنا جانتا ہے نہ پڑہنا دوسرا یہ قرآن مین کوئی پارہ ناسخ ہے اور کوئی منسوخ اور کوئی پارہ ان سوالات کا جواب ہے جو اوقات مختلفہ مین حادث ہوتے تہے پھر ہمنے اسکو متفرق اتارا تو کہ آسانی ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اسکے حفظ مین اور آسانی ہو اسکے عامل پر اور اسکو ایسی طرز پر اتارا جس کا

قدر نہیں ہوسکتا نہ تیل کہتے ہیں ایک آیت کو دوسری کے بعد ہونیکو قالہ الضحاک والحسن وقتادۃ بعض نے کہا بیناہ تبیینا سدی نے کہا فصلناہ تفصیلا ابن عباس نے کہا رسلناہ ترسیلا یعنے ایک چیز کے بعد دوسری چیز اتاری مجاہد نے کہا بعضکو بعض کے پیچھے اتارا کہا ابن الاعرابی نے مین نہین جانتا کہ ترتیل کی تحقیق اور تبیین کے سوا کوئی اور معنے ہون بعض نے کہا معنے یہ ہین ٹہر ٹہر کے ہمنے اسکو تجویز کیا جبریل کی زبان کو ساتھ تھوڑا تھوڑا بعد شئے تیس سال یا تیئس سال مین تدریج اور تفریق کے ساتھ تاکہ اسکا سمجھنا اور یاد کرنا تجھ پر آسان ہو پھر اللہ سبحانہ نے بیان کیا کہ یہ کفار ہر وقت مجھوج (مغلوب) ہین اور انکا قول ہر وجہ کو ساتھ اور ہر حالت مین مدفوع ہے اور فرمایا ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا یعنے اور نہین لاتے اے محمد تیرے پاس یہ مشرک کوئی مثال ان مثالون مین سے جن مین سے انکے اقتراحات و سوالات ہین جنکر ساتھ تیرے امر کو باطل کرنا چاہتے ہین مگر لاتے ہین ہم انکی مثال کے جواب مین حق جواب ثابت جس سے انکی وہ مثال باطل ہوجاتی ہے اور سر پھوڑ دیتا ہے وہ جواب حق انکی باطل مثال کا اور دفع کردیتا ہے اسکو تو مراد مثل سے آیت مین سوال و اقتراح ہے اور حق سے جواب مراد ہے جس سے اس سوال کا ذریعہ ٹوٹ جاتا ہے اور سر کا شبہ باطل اور اسکا مادہ قطع ہوجاتا ہے اور استثناء مفرغ ہے احوال سے اور جملہ حال کے محل مین ہے ای لا یاتونک بمثل فی حال من الاحوال الا فی حال اتیانک ایاہ ذلک پھر اللہ سبحانہ نے ڈرایا ان جہال کو اور انکی مذمت بیان کی اور فرمایا الذین یحشرون علی وجوہہم الی جہنم اولئک شر مکانا واضل سبیلا حشر علی الوجوہ کے یہ معنے ہین کہ انکو منہوں کے بل گھسیٹا جاویگا اور لتاڑتے گے زمین سروں کے ساتھ اور انکے پاؤن اوپر کی طرف ہونگے اللہ کی قدرت کے ساتھ اور اس آیت کی مثل کی تفسیر سورہ بنی اسرائیل مین گذر چکی بعض نے کہا یہ جملہ متصل ہے اللہ کے قول اصحب الجنۃ یومئذ خیر مستقرا واحسن مقیلا کے ساتھ ولقد اتینا موسی الکتاب و جعلنا معہ اخاہ ہرون وزیرا فقلنا اذہبا الی القوم الذین کذبوا بایتنا فدمرنہم تدمیرا ○ وقوم نوح لما کذبوا الرسل اغرقنہم وجعلنہم للناس ایۃ واعتدنا للظلمین عذابا الیما ○ وعادا وثمود واصحب الرس وقرونا بین ذلک کثیرا ○ وکلا ضربنا لہ الامثال وکلا تبرنا تتبیرا ○ ولقد اتوا علی القریۃ التی امطرت مطر السوء افلم یکونوا یرونہا بل کانوا لا یرجون نشورا ○ اور ہمنے دی ہے موسیٰ کو کتاب اور

ٹھیرایا اسکے ساتھ اسکا بھائی ہارونؑ کام بٹانے والا پھر کہا ہم نے تم دونو جاؤ ان لوگون پاس جنھون نے جھٹلائین ہماری باتین پھر دی مار اسمینے انکو اکھاڑ کر اور نوحؑ کی قوم کو جب اونھون نے جھوٹلایا پیغام لانیوالون کو ہمنے انکو ڈوبا دیا اور کیا ان لوگون کے حق مین نشانی اور رکھی ہی ہم نے گنھگارون کیواسطے دکھہ کی مار اور عاد کو اور ثمود کو اور کوئین والون کو اور کتنی سنگتین اس بیچ مین بہت اور سب کو کہہ سُنائین ہمنے کہا وتین اور سبکو کھو دیا ہم نے کہیا کر اور یہ لوگ ہوآئے ہین اس بستی پاس جن پر برسا برسا کیا دیکھتے نہ تھے اسکو نہین پر امید نہین رکھتے جی اوٹھنے کی ف کنوئین والے کہتے ہین ایک مت ہی اپنے رسولؑ کو کنوئین مین بند کیا پھر ان پر عذاب آیا تب وہ رسولؑ خلاص ہوا ف اللہ تعالے ڈراتا ہے ان لوگون کو جنھون نے حضرتؐ کی قوم کے مشرکہ ن سے حضرت کی تکذیب کی اور انکو جنھون نے آپ کا خلاف کیا اور انکو خوف دلاتا ہے اپنے اس عقاب اور الیم عذاب سے جسکو اس نے امم ماضیہ پر اتارا جنھون نے اپنے اپنے وقت کے رسولون کی تکذیب کی اور شروع کیا اللہ سبحانہ نے موسی علیہ السلام کے ذکر سے اور یہہ کہ بھیجا موسی علیہ السلام کو رسول بنا کر اور کیا اسکے ساتھ اسکا بھائی ہارونؑ نبی کر کر کام بٹانے کے لیے تو جھٹلایا ان دونون کو فرعون اور اسکے لشکر دن نے پھر اوکھاڑ مارا انکو اللہ تعالی نے اور کافرون کو ملتی ہین ایسے چیزین اور ایسا ہی کیا نوحؑ کی قوم کے ساتھہ جب انھون نے اپنے رسول نوحؑ کی تکذیب کی اور جو شخص ایک رسول کو جھٹلاتا ہے وہ سب کو جھٹلاتا ہے کیونکہ ایک رسول اور دوسرے رسول مین کوئی فرق نہین ہے اور اگر فرض کرین کہ اللہ انکے پاس ساری رسول بھیجتا تو وہ سب کی تکذیب کرتے ولہذا فرمایا وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اور نہ قوم نوحؑ کی طرف نوحؑ کے سوا اور کوئی رسول مبعوث نہین ہوا اور البتہ رہے نوحؑ اپنی قوم مین ہزار برس پچاس برس کم بلاتے رہے ان کو اللہ عزوجل کیطرف اور ڈراتے رہے انکو اسکی آفتون سے پھر نہ ایمان لائے اسکے ساتھہ مگر تھوڑے ولہذا اللہ تعالی نے ان سب کو ڈوبا دیا اور نہ چھوڑا انھی آدم مین سے زمین کے مونہہ پر اصحاب سفینہ کے سوا اور کوئی اور جعلناھم للناس آیۃ اس آیت سے عبرت مراد ہے کما قال تعالے اِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ یعنے ہم نے جسوقت پانی اوبلا لا دلیا تم کو بہتی ناؤ مین تاکہ مین اسکو تمہاری یادگاری کو اور سینتے اسکو کان سینتنے والا یعنے باقی رکھین تمہارے واسطے کشتیان جنپر تم سوار ہوؤ دریاؤن کی ٹھاٹھون مین اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے پر کہ نجات دی اس نے

تم کو ڈوبنے سے اور کیا تم کو ان لوگوں کی اولاد سے جو ایمان لائے نوح علیہ السلام کے ساتھ اور اونہوں نے تصدیق کی اسکے امر کی اور عاد اور ثمود کے قصوں پر کئی سورتوں میں گفتگو گذری جیسے سورہ اعراف اور ہود میں جو انکے اعادہ سے مغنی ہے اور رہے اصحاب رس تو ابن جریج نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ اصحاب رس وہ ایک بستی والے تھے ثمود کی بستیوں سے اور ابن جریج نے عکرمہ سے روایت کیا کہ اصحاب فلج گاؤں کے رہنے والے تھے اور وہ اصحاب یٰسین تھے کما قتادہ مگر فلج یمامہ کی بستیوں میں ایک بستی ہے ابن عباسؓ نے کہا رس ایک کنواں تھا آذربیجان میں رواہ ابن ابی حاتم بسندہٖ اور عکرمہ نے کہا رس ایک کنواں تھا جس میں اصحاب رس نے اپنے پیغمبر کو دبا دیا قالہ الثوری محمد بن کعب کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے قیامت کے دن بہشت میں ایک عبد اسود داخل ہوگا اور یہ اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک پیغمبر کو ایک بستی والوں کیطرف بھیجا پھر اس بستی والوں سے کوئی ایمان نہ لایا ایک سیاہ غلام کے سوا پھر اس بستی والوں نے تعدی کی پیغمبر پر اور ایک کنواں کھود کر پیغمبر کو اس میں ڈالدیا اور اسپر ایک بڑا سوراخ پتھر کا کردیا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر وہ غلام جاتا اور لکڑیاں چنکر اپنی پیٹھ پر اٹھا لاتا اور انکو لاکر بیچتا اور انکے مول کا کھانا پینا خرید کر اس کنوئیں پر لیجاتا اور اس پتھر کو اٹھاتا اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد سے اور اس کنوئیں میں اس کھانے پینے کو لٹکا دیتا پھر اسیطرح پتھر رکھدیتا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی حال رہا جسقدر چاہا اللہ نے پھر (ایک بار) جو وہ لکڑیاں چننے کو گیا جیسے اسکی عادت تھی اور اس نے لکڑیاں اکٹھی کیں اور باندھ لیں گٹھا اور کھٹا باندھکر جو فارغ ہوا اور اس نے گٹھے کو اوٹھانا چاہا تو اسکو اونگھ آگئی وہ لیٹ گیا اور سو گیا پھر تھپک دیے اللہ نے اسکے کان سات سال پھر وہ جاگا اور اس نے انگڑائی لی اور دوسرا کروٹ لیا اور لیٹ گیا پھر تھپک دیے اللہ نے اسکے کان سات سال اور پھر وہ جاگا اور اس نے اٹھایا اپنا گٹھا اور اسکا یہی خیال تھا کہ میں نے دن کی ایک گھڑی پر نیند لی ہے پھر وہ آیا بستی میں اور اس نے بیچا اپنا گٹھا اور کھانا پینا خرید کیا پھر گیا اس گڑھے کی طرف یعنی اس جگہ کی طرف جہاں وہ گڑا ہوا تھا اور ڈھونڈھا پہلا (پر) پیغمبر تو نہ ملا اور پیغمبر کے لوگوں کو یہ حال معلوم ہوگیا تھا وہ اسکو نکال کر لیگئے تھے اور ایمان لائے تھے پھر اور تصدیق کی تھی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر انکا پیغمبر انسے پوچھتا اس (عبد) اسود کی بابت کہ وہ کہاں گیا تو وہ کہتے ہم تو نہیں جانتے یہانتک کہ فوت کرلیا اللہ نے اس پیغمبر کو اور بیدار ہوا وہ (عبد) اسود اپنے سونے سے پیغمبر کے فوت ہونے کے بعد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِنَّ ذٰلِكَ لَاَسْوَدُ لَاَوَّدُ

کے فوت ہونیکے بعد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ ذٰلِكَ الْاَسْوَدَ كَانَ اَوَّلَ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ یعنے یہ کالا سب سے پہلا بہشت مین جاویگا رواہ ابن اسحٰق وھٰکذا رواہ ابن جریر عن ابن حمید عن سلمۃ عن محمد بن اسحاق عن محمد بن کعب قرظی حافظ ابن کثیر نے کہا اور اسحدیث مین غرابت اور نکارت ہے اور شاید اس مین اوراج بھی ہے واللہ اعلم حافظ ابوجعفر ابن جریر نے کہا ان لوگون کو جنکا ذکر محمد بن کعب کی مرسل حدیث مین ہے اصحاب رس پر حمل کرنا جائز نہین ہے جنکا مذکور اللہ تعالی نے آیت باب مین کیا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے خبر دی ہے کہ اللہ نے انکو کھپا دیا اور ہلاک کر دیا اور جنکا حدیث مین مذکور ہے وہ تو اپنے پیغمبر پر ایمان لائے مگر اس صورت کہ انکے آبا پیغمبر کی تکذیب کی وجہ سے ہلاک ہوگئے ہون اور یہ انکے بعد پیغمبر پر ایمان لے آئے اور اختیار کیا ابن جریر نے اس بات کو کہ اصحاب رس سے مراد اصحاب اخدود ہین جنکا ذکر اللہ تعالے نے سورۂ بروج مین کیا ہے فاللہ اعلم قرون سے امم مراد ہین اور ضرب امثال سے حجج کا بیان کرنا اور دلائل کا واضح کرنا مراد ہے قتادہ نے کہا ضرب امثال سے انسے الزام اٹھانا مراد ہے اور تتبیر کہتے ہین ہلاک کو وندہ الآیۃ کما قال تعالی وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا یعنے اور کتنی کھپا دین ہمنے سنگتین نوح سے پیچھے اور بس ہے تیرا رب اپنے بندون کے گناہ جاننا دیکھتا اور جیسے فرمایا ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ یعنے پھر اٹھائین ہم نے انسے پیچھے سنگتین اور اور قرن سے امت مراد ہے بعض نے ان سنگتون کا زمانہ ایک سو بیس سال بتایا ہے اور بعض نے اسی سال بعض نے چالیس سال اور بعض نے کچھ اور اظہر یہ ہے کہ قرن سے وہ لوگ مراد ہین جو ہم زمان ہون جب وہ ہلاک ہو جاوین اور انکے پیچھے اور لوگ آجاوین تو وہ دوسرا قرن ہے جیسے صحیحین مین ثابت ہوا ہے خیر القرون قرنی آخر حدیث تک اور جس بستی پر برابر برسا اور برسا اس سے لوط کی قوم کی بستی مراد ہے جو سدوم نام تھے اسکو اللہ تعالی نے کھپا دیا نیچے اوپر کرنے اور اس پر پتھر برسانے کے ساتھ کما قال تعالی وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ یعنے اور برسایا ان پر ایک برسا سو کیا برا برسا تھا ان ڈرائے ہوون کا اور جیسے فرمایا وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ وَبِالَّيْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ یعنے اور تم گزرتے ہو ان پر صبح کے وقت اور رات کو پھر کیا نہین بوجھتے اور فرمایا وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ یعنے اور قوم لوط کی بستی ہے سیدھی راہ پر اور فرمایا وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ یعنے اور یہ دونو شہر راہ پر ہین اور مطلب یہ ہے کہ قوم لوط کی بستیان الٹی ہوئی نظر انی تھین شام کی راہ مین و لھذا فرمایا اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا یعنے کیا یہ کہتے نہین انکو پھر عبرت

یعنی اس عذاب سے جو اس بستی والوں پر اور ایسے سب شوال کی تکذیب اور اوامر الٰہی کی مخالفت کو بل کانوا لا یرجون نشورا یعنے ان بستیوں پر گذرنیوالے کافر عبرت گیر نہیں ہوتے اسلیے کہ قیامت کے دن جی اوٹھنے کی امید نہیں رکھتے انتہے ماقال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ آیت باب میں کتاب سے توریت مراد ہے اللہ سبحانہ کے اولیس کے قصص کا ایک ٹکڑا بیان کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کیواسطے کہ انبیا الٰہی کی تکذیب و مخالفت تو مشرکون کی مدامی عادت ہے اور یہ کچھ تیری قوم کا ہی خاصہ نہیں ہے اور وزیر سے مددگار اور دعوت اور اعلاء کلمہ الٰہی مین ناصر مراد ہے قالہ قتادہ زجاج نے کہا لغت مین وزیر اس شخص کو کہتے ہین جسکے پاس لوگ آوین اور اسکی راے کے مطابق عمل کرین اور وزر کہتے ہین اسچیز کو جس سے مدد لیجاوے اور اسی قبیل سے ہے اللہ تعالی کا یہ قول کلا لا وزر یعنے کوئی نہین کہین نہیں ہے بچاو اور وزیر کی تفسیر سورہ طہ مین گذری اور وزارت نبوت کے منافی نہیں ہے کیونکہ ایک وقت مین متعدد انبیا مبعوث ہوجایا کرتے تھے اور انکو ارشاد ہوتا کہ بعض بعض کی مدد کرین اور ہارون ابتدا ادا مین موسے علیہ السلام کا وزیر تھا یا ہارون کو وزیر کہا اسلیے کہ نبوت کے امر مین ہارون موسٰی کا شریک تھا اور ایک امر مین دوشریکون کو متوازر کہدیتے ہین اور مکذب قوم سے فرعون اور اسکی قوم مراد ہین یعنے قبط اور آیات سے وہ نو آیتین مراد ہین جنکا مذکور ہوچکا اگرچہ فرعون اور اسکی قوم نے آیات کی اسوقت تکذیب نہین کی تھی جسوقت موسٰی اور ہارون کو انکی طرف جانیکا ارشاد ہوا اسلیے کہ ماضی معنے استقبال پر محمول ہے یعنے انکے پاس جاؤ جو ہماری آیات کی عنقریب تکذیب کرین گے بعض نے کہا آیات سے آیات رسالت مراد نہین ہین بلکہ اور آیات الٰہیہ مراد ہین کہا قشیری نے اور اللہ کا قول دوسری مقام مین اذہب الی فرعون انہ طغی آیت باب کے منافی نہین ہے کیونکہ جب وہ دونو مامور تھے تو ان مین سے ہر ایک مامور ہی اور ممکن ہے کہ موسٰی کی تخصیص خطاب کے ساتھ بعض مواطن مین اسلیے ہو کہ موسٰی رسالت مین اصل ہے اور یہان خطاب مین جمع کیا ہے ان دونون کو اسلیے کہ ان دونو کو ایک ساتھ بھیجا گیا اور قدر مناہم تدبیر اسے پہلے کچھ کلام محذوف ہی اور وہ یہ کہ گئے دونو انکی طرف پھر اونھون نے جھٹلایا دونو کو پھر ہمنے انکو کھپا دیا کھپا دینا بعض نے کہا تدبیر سے یہان امر بالتدبیر مراد ہے اسلیے کہ موسٰی اور ہارون کی بعثت کے بعد وہ معاہی ہلاک نہین ہوے بلکہ بہت مدت بعد اور رسل کو جمع کیا دقوم نوح لما کذبوا الرسل مین بسبب نوح علیہ السلام کے بہت مدت ٹھیرنے کی ان مین گویا وہ کئی رسول تھے یا یہ معنے کہ اونھون نے تکذیب کی نوح کی اور نوح سے پہلے سب رسولون کی کیونکہ توحید کے لانے مین سب مساوی

تھے زجاج نے کہا جس نے ایک پیغمبر کی تکذیب کی اس نے سب کو جھٹلایا اور اغراق سو اغراق بالطوفان مراد ہے اور قصہ سورہ ہود مین مفصل گذرا اور یہ جو فرمایا وجعلنھم للناس آیۃ تو اسکے یہ معنے ہین کہ ہمنے انکو اغراق کو یا انکے قصہ کو لوگون کے واسطے عبرت بنایا جسکے ساتھ ہر دیکھنے والا اور اسکا سننے والا متعظ اور سود مند ہو سکتا ہے اور عذاب الیم سے عذاب آخرت مراد ہے اس عذاب کے سوا جو دنیا مین انپر نازل ہوا اور عاد سے ہود کی قوم اور ثمود سے صالح کی قوم مراد ہے اور اندونون قومون کا قصہ بھی مذکور ہو چکا رس عرب کی کلام مین اس کنوئین کو کہتے ہین جو تعمیر نہ کیا ہوا ہو صرف گڑھا ہی نکالا ہوا اور اہل لغت نے اسکو مقید کیا ہے جیسا صاحب قاموس نے کہ رس وہ کنوان ہے جو پتھرون سے بنا ہوا ہو تو ان دونو قولون سے ثابت ہوا کہ رس کا اطلاق مطلق کنوئین پر آتا ہے برابر ہے وہ بطوی ہو یا غیر بطوی سدی نے کہا یہ کنوان انطاکیہ مین تھا اصحاب انطاکیہ نے حبیب نجار کو قتل کر کر اس مین پھینک دیا پھر وہ منسوب ہوئی اسی گڑھی کی طرف اور حبیب نجار یہ وہی شخص ہے جسکا سورہ یسین مین ذکر آتا ہے جس نے کہا یٰقوم اتبعوا المرسلین اتبعوا من لا یسئلکم اجرا وھم مھتدون اور یہی قول ہے مقاتل اور عکرمہ وغیرہما کا بعض نے کہا یہ قوم آذربیجان مین تھی اونہون نے قتل کر دیا اپنے پیغمبر کو پیختک ہو گئی انکے درخت اور کھیتیان پھر بھوک اور پیاس کے ساتھ ہلاک ہو گئے بعض نے کہا یہ لوگ عابد شجر تھے بعض نے کہا عابد اصنام تھے پھر انکے پاس اللہ نے شعیب علیہ السلام کو بھیجا پھر تکذیب کی اونہون نے شعیب کی اور ایذا دی اونہون نے اسکو بعض نے کہا رس کنوان تھا فلج یمامہ مین جو یمن کے کنارہ مین ایک بڑی بستی ہے بعض نے کہا وہ یمن مین بستی ہے عاد کی بستیون سو اور اصحاب رس وہ لوگ تھے جنکی طرف اللہ نے نبی بھیجا پھر اونہون نے اس کو کھا لیا بعض نے کہا اصحاب رس سے اصحاب الاخدود مراد ہین بعض نے کہا رس سے وہ نہر کنوئین مراد ہین جنکا ذکر سورہ حج مین گذرا اور اصحاب سے اہل مراد ہین جو ہری نے صحاح مین کہا رس اس کنوئین کا نام ہے جو بقیہ ثمود کا تھا بعض نے کہا رس بئر ہے جسکے پانی اور کھجورون کا نام تھا بعض نے کہا رس وہ برف ہے جو پہاڑون مین تہ بر تہ ہوتی ہے یا رس ایک جنگل کا نام ہے جو بصرہ کے قریب ہے فاللہ اعلم بکنیہ اور رس لوگون کے درمیان اصلاح کو بھی کہتے ہین اور افساد بین الناس کو بھی کہتے ہین تو یہ لفظ اضداد سے ہے بعض نے کہا رس وہ نہر ہے پورب کی طرف بعض نے کہا اصحاب رس وہ لوگ ہین جنہون نے جھٹلایا اپنے نبی کو اور اسکو دبا دیا ایک کنوئین اسوقت وہ کنوئین کے ارد گرد ہی تھے کہ وہ کنوان گر پڑا اور انکو اور انکے منازل اور دیار کو لیکر دھنس گیا بعض نے کہا اصحاب رس سے حنظلہ بن صفوان کے اصحاب مراد ہین اور وہ وہ تھے جنکو اللہ تعالی نے عنقا کے ساتھ مبتلا کیا ابن عباسؓ

نے کہا رس ایک گاؤں تھا ثمود کا اور اسی سے مروی ہے کہ وہ ایک کنواں ہے اذربیجان میں اور اسی سے مروی ہے کہ اس نے کعب احبار سے اصحاب رس کی بابت پوچھا تو اس نے کہا وہ اس شخص کے مارنے والے ہیں جسکا سورہ یٰسین میں ذکر آتا ہے کہ محمد بن کعب قرظی سے اصحاب رس میں ایک طویل مرفوع خبر مروی ہے جس میں نکارت اور غرابت ہے اور اس میں ادراج بھی ہے جیسے کہا ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اور حدیث بھی مرسل ہے اور قرون جمع ہے قرن کی اور قرنوں سے اہل قرون مراد ہیں اور قرن سو سال کا زمانہ ہوتا ہے یہ قتادہؓ کا قول ہے بعض نے کہا ایک سو بیس سال کا یہ زرارہ بن ابی اوفی کا قول ہے بعض نے کہا چالیس سال کا بعض نے کہا ستر سال کا یہ بھی قتادہؓ کا قول ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعا مروی ہے کہ آپ نے فرمایا اَلْقَرْنُ مِائَةُ سَنَةٍ وَقَالَ اَلْقَرْنُ خَمْسُوْنَ سَنَةً وَقَالَ اَلْقَرْنُ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً یعنے قرن سو سال کا ہوتا ہے اور فرمایا قرن پچاس سال کا ہوتا ہے اور فرمایا قرن چالیس سال کا ہوتا ہے کہا علامہ ابوالطیب مرحوم نے اور میں خیال کرتا ہوں کہ ان مرفوع روایتوں سے کوئی روایت صحیح نہیں ہے اور لوگوں کی جماعت کو بھی قرن کہتے ہیں جیسے صحیح حدیث میں آیا ہے خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ اور حاکم نے کنی میں ابن عباسؓ سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عدنان تک پہنچتے تو رک جاتے پھر فرماتے كَذَبَ النَّسَّابُوْنَ قَالَ اللّٰهُ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا یعنے نساب جھوٹ بولے ہیں اللہ تعالی فرماتا ہے اور کتنی سنگتیں ان بیچ میں بہت تتبیر کہتے ہیں عذاب کے ساتھ ہلاک کرنے کو اور جملہ ولقد اتوا علی القریۃ کے یہ معنے ہیں کہ مشرکین مکہ شام کے سفروں میں قوم لوطؑ کی بستی سندوم نام پر گذرتے ہیں اور یہ بستی قوم لوطؑ کی بستیوں میں بڑی بستی تھی اور وہ پانچ بستیاں تھیں ان میں سے چار بستیوں کو اللہ نے مع انکے اہل کے ہلاک کر دیا اور ایک کو چھوڑ دیا اور وہ سب سے چھوٹی تھی اور اسکے رہنے والے لوطؑ سے نہیں کرتے تھے مطر سوء سے پتھروں کا برسانا مراد ہے قالہ ابن عباسؓ لفظ سور کی تفسیر سورہ برارت میں گذر چکی جملہ فَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا میں استفہام تقریر اور توبیخ کے لیے ہے یعنے لوگ بستی مذکورہ کو دیکھتے ہیں جب شام کو جاتے ہوئے اسکے پاس سے گذرتے ہیں انتہے قال العلامہ ابوالطیب المرحوم فی تفسیرہ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ اور جب تجھ کو دیکھا کچھ کام نہیں تجھ سے مگر ٹھٹھے کرنے کو یہی ہے جسکو بھیجا اللہ نے پیغام دیکر یہ تو لگا ہی تھا کہ بچلا دے

ہمکو ہماری ٹھاکرون سے کبھی ہم نہ ثابت رہتے ان پر اور آگے جانین گے جس وقت دیکھین گے عذاب کو بہت بچلا ہے راہ بہلا دیکھ تو جس نے پوجنا پکڑا اپنے جاو کا کمین تو سے سکتا ہو اسکا ذمہ یا تو خیال کرتا ہے کہ بہت ان مین سنتے ہین یا سمجھتے ہین اور کچھ نہین وہ برابر ہین چوپاؤن کے بلکہ وہ بہکے ہین بہت راہ سے **ف** اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ مشرک لوگ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھہ لیتے ٹھٹھون مین اڑا دیتے کما قال تعالی فی آیۃ اخری وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا یعنے جہان تجکو دیکھا کافرون نے کچھ کام نہین تجہ سے مگر یہی ٹھٹھے کرنے اور بیان فرمایا وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا یعنے نقص اور حقارت کی نظر سے یہ کہتے ہین فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ كَمَا قَالَ تَعَالٰى وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ یعنے اور ہنسی کرتے رہی ہین رسولون سے پہلے تیرے پہر اولٹ پڑی ہنسی کرنے والون پر وہ آفت جس پر ہنسی کرتے تھے اور یہ جو فرمایا اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا تو اسکے یہ معنے ہین یہ تو ہمکو بچلا ہی لگا تھا اصنام کی عبادت سے اگر ہم نہ ٹہیرے رہتے اور اڑے رہتے اور جمے رہتے انکی عبادت پر اللہ تعالی انکو وعید اور تہدید کے طور پر فرماتا ہے وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ یعنے جسوقت عذاب دیکھین گے تو جانین گے کہ راہ سے کون بچلا تھا ہم یا رسول پہر اپنے پیغمبر کو ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی قسمت بد مین شقاوت اور ضلالت لکھی گئی اسکو ادہ کے سوا کری راہ پر نہین لا سکتا اور فرمایا اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ابن عباسؓ کہتے ہین جاہلیت مین لوگ اگر سفید پتہر کو ایک زمانہ تک پوجتے رہتے پہر اس کے بعد اس پتہر سے کوی عمدہ پتہر ملجاتا تو اسکو پوجنے لگتے اور پہلے کو چہوڑ دیتے پہر فرمایا اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ یعنے تو سمجھتا ہوگا کہ وہ سنتے ہین یا سمجھتے ہین نہین وہ تو برابر ہین چوپاؤن کے بلکہ انسے بہی بہکے ہین ۱۲ سے یعنی انکا انعام سارہ سے بہی برا حال ہے وہ تو کیے جاتے ہین جسکام کے لیے بنے ہین اور یہ لوگ بنے ہین اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کیواسطے پہر وہ کام نہین کرتے جسکے واسطے بنے ہین اور باوجود حجت کے قائم ہونے کے انبیا اور ارسال رسل کی انکی طرف اللہ کے سوا اوروں کی پوجا کرتے ہین اور ساجھی مقرر کرتے ہین اسکے ساتھ انتہے ماقال ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا لفظ یہ ہے کہ یہ آیت اتری ہے ابوجہل کے حق مین تو وہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے پاس آتا تو کہتا ٹھٹھے کے طور پر کیا اسی محمدؐ کو بہیجا اللہ نے رسول بناکر قریب تہا یہ رسولؐ کہ بہیر دیتا ہمکو کہ ہمارے ٹھاکرون سے پہر ہم چہوڑ دیتے انکی عبادت کو اسکی زیادہ کوشش کی وجہ سے اور توحید کیطرف بلانے کے سبب سے اور سبب

بہت بیان کرنے اسکے کہ ایسی چیزون کو جنکا ذہن مین حجر اور معجزات ہونا سما جاتا ہے اگر ہم نہ ٹھیراتے اپنے نفسون کو انکی عبادت پر پہر اللہ نے جواب دیا انکا یہ فرما کر وَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ حِیْنَ یَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِیْلًا وعذاب سے قیامت کا عذاب مراد ہے جس کے وہ سبب اپنے کفر کے مستحق و مستوجب ہین پہر بیان کیا اللہ سبحانہ نے کہ انکے پاس تقلید اور اتباع ہوائی کے سوا کوئی دلیل موجود نہین ہے اور فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعجب دلاکر اَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ابن عباسؓ کہتے ہین جاہلیت کے زمانے مین آدمی حجر ابیض کو پوجتا رہتا جب اس سے خوبصورت پتھر ملجاتا تو پہلے پتھر کو پھینکدیتا اور اسکی پوجا کرنے لگتا اللہ نے یہ آیت اتاری اور اسی سے مروی ہے کہ آیت مین وہ کافر مراد ہے جو نہین چاہتا کسی چیز کو مگر اسی کے پیچھے لگ جاتا ہے اور حسن سے بھی اسی کی مثل مروی ہے اور اس جملے کے معنے یہ ہین تو قادر نہین ہے اسکی ہدایت پر اور تو طاقت نہین رکھتا اسکی اور ہدایت اور ضلالت تجھ پر ذرہ نہین ہے اور تیری مشیت و ارادی پر انکو نہین چھوڑا گیا ہے اور تیری ذمے تو پہونچا دینا ہے اور کہا بعض نے یہ آیت آیت قتال کے ساتھ منسوخ ہے فَاَكْثَرُهُمُ الْكَلِمُ بہر اللہ تعالی نے ایک انکار سے دوسرے انکار کیطرف انتقال فرمایا اور فرمایا اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ اور اکثر کی تخصیص ذکر کے ساتھ اسلیے کی کہ بعض انمین سے ایمان لے آئے تھے اور بعض نے حق کو تسلیم کیا پر ریاست کے چلے جانے سے ڈر کر اسکو نہ مانا پہر اللہ سبحانہ وتعالی نے انکا حال بیان کیا اور ان مین طمع کرنے کا مادہ قطع کردیا اور فرمایا اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ یعنے یہ تو انعام کیطرح ہین جو مسلوبۃ العقل والفہم ہین تو تو نہ لالچ کر ان مین کیونکہ سمع اور عقل کا فائدہ ان مین مفقود ہے اگرچہ وہ سنتے ہین اسکو جو انکو کہا جاتا ہے اور سمجھتے ہین جو انپر پڑہا جاتا ہے ولکن جب وہ سننے اور سمجھنے سے حظ و سود مند نہین ہوتے تو گویا نہین سنتے اور نہین سمجھتے پہر اللہ نے فرمایا انکا درجہ تو انعام سے بھی بڑہ کر ہے اور فرمایا بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا مقاتل نے کہا بہائم پہچان لیتے ہین اپنے مالک کو اور چلے جاتے ہین کہانی پینے کی جگہون مین اور اطاعت کرتے ہین اپنے مالکون کے واسطے اور یہ لوگ اطاعت نہین کرتے اور نہین پہچانتے انپر اس مالک کو جس نے انکو پیدا کیا اور وہ انکو کہلاتا ہے اور معنے یہ ہین کہ بہائم اطاعت کرتے ہین اسکی جو انکی خبر گیری کرے اور تمیز کرتے ہین اسکی جو انکے ساتھ احسان کرے اس سے جو انکو ساتھ برا کرے اور تالاش مین رہتے ہین اپنے فائدون کے اور بچتے ہین مضار سے اور یہ لوگ نہین اطاعت کرتے انپر مالک کی اور نہین پہچانتے اسکا احسان اسارت شیطان سے اور نہین طلب کرتے ثواب جو وہ عظیم

منافع ہو اور نہین ڈرتے عقاب سے جو وہ اشد المضار ہے دوسرا یہ کہ انعام کی جہالت کسی کی مضر نہین ہے بخلاف ان لوگون کی جہالت کے کہ وہ سودی ہین تیسیج فتن کیطرف اور لوگون کو راہ حق سے روکنے کیطرف تیسرا یہ کہ انعام مین طلب کمال کی قدرت نہین ہے تو اس مین نہ انکا قصور ہے اور نہ انکی برائی ہے اور یہ لوگ مقصر ہین اور اس تقصیر پر عظیم عقاب کے مستحق ہین بعض نے کہا یہ لوگ انعام سے اضل اسلیے ہین کہ انعام پر حساب نہین ہے اور نہ انپر عقاب ہے بخلاف ان لوگون کے کہ ان پر حساب و عقاب ہے بعض نے کہا یہ انعام سے اضل اسلیے ہین کہ بہائم کو جب توحید اور نبوت کی صحت کی سمجھ نہین ہے تو وہ اسکے بطلان کی بھی تو معتقد نہین ہین بخلاف ان لوگون کے کہ اونہون نے عناداً اور مقابرۃً اور تعصباً اور حق کی حقارت کے لیے توحید اور نبوت کے بطلان کا خیال کیا بعض نے کہا اسلیے کہ انعام سجدہ کرتے ہین اور اللہ کی پاکی بولتے ہین بخلاف کفار کے بعض نے کہا ملائکہ مین روح ہے اور عقل ہے اور بہائم مین نفس ہے اور ہوی ہے اور آدمی مین یہ سب باتین ہین اگر اسپر نفس اور ہوی نے غلبہ کیا تو انعام سے بدتر ہوگیا اور انعام کو اسپر فضیلت دی گئی اور اگر روح اور عقل کا غلبہ ہوا تو آدمی افضل ہوا ملائکہ کرام سے اور حبیب اللہ سبحانہ جاہلین کی جہالت اور ضلالت کے ذکر سے فارغ ہوا تو اسکے پیچھے توحید کے وہ دلائل بیان کیے جن مین بندون پر عظیم انعام ہے اور جن دلائل کو اللہ نے بیان کیا وہ پانچ دلیلین ہین تو پہلا استدلال ہے حوالہ ظل کے ساتھ اور فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۝ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ۝ تو نے نہ دیکھا اپنے رب کیطرف کیسے لمبی کی چھاؤن اور اگر چاہتا اسکو ٹھیرا رکھتا پھر ہمنے ٹھیرایا سورج اسکا راہ بتانیوالا پھر کھینچ لیا اسکو اپنی طرف سہم سہم سمیٹ کر اور وہی ہے جس نے بنادی تم کو رات اوڑھنا اور نیند آرام اور دن بنادیا اوٹھنا نکلنا **ف** اول ہر چیز کا سایہ لمبا پڑتا ہے پھر جس طرف سورج چلتا ہے اسکے مقابل سایہ ہٹتا ہے جب تک کہ جڑ مین آلگے اور یہ جو فرمایا اپنی طرف کھینچ لیا تو اس سے یہ غرض کہ اپنے اصل کو جا لگتا ہے سب کی اصل اللہ ہے **ف** یہان سے اللہ سبحانہ نے ان دلائل کا بیان کرنا شروع کیا جو اسکے موجود ہونے پر دلالت کرتی ہین اور اشیاء مختلفہ متضادہ پر قادر ہونے پر پھر فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ مَدَّ الظِّلَّ ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ اور ابو العالیہؒ اور ابو مالک اور مسروق اور مجاہد اور سعید بن جبیر اور نخعی اور ضحاک اور حسن اور قتادہؒ کا یہ قول ہے اللہ کے

قول مدّ الظلّ مین سایہ کا وہ امتداد مراد ہے جو طلوع فجر سے آفتاب نکلنے تک ہوتا ہے اور ساکن سے دائما لایزول مراد ہے یعنی ہمیشہ رہنے والا جو زوال پذیر نہ ہوتا کما قال تعالی قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ یعنے تو کہدو تو اگر اللہ رکھدے تمپر رات ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوا کہ لاوے تم کو کہین روشنی پھر کیا تم نہین سنتے اور یہ جو فرمایا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا یعنے اگر آفتاب نہ ہوتا تو وہ سایہ کبھی پہچانا نہ جاتا کیونکہ ضد نہین پہچانی جاتی مگر اپنی ضد کے ساتھہ قتادہ اور سدی نے کہا دَلِيْلًا تَكُوْنُ وَتَتْبَعُ حَتّٰى تَاْتِيَ عَلَيْهِ كُلِّهٖ یعنے وہ سایہ کہ پیچھے پیچھے آتی ہے یہانتک کہ ساری ساری پر آجاتی ہے اور اللہ تعالی نے یہ جو فرمایا ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا یعنے پھر کھینچ لیا اسکو اپنی طرف سہج سہج سمیٹ کر تو قبضہ کی ضمیر عائد ہے ظل کی طرف اور بعضر نے کہا شمس کی طرف اور یسیر سے سہل مراد ہے اور ابن عباسؓ نے یسیرا کی تفسیر کی سرعت کے ساتھہ اور مجاہد نے کہا خَفِيًّا اور سدی نے کہا قَبْضًا خَفِيًّا حَتّٰى لَا يَبْقٰى فِي الْاَرْضِ ظِلٌّ اِلَّا تَحْتَ سَقْفٍ اَوْ تَحْتَ شَجَرَةٍ وَقَدْ اَظَلَّتِ الشَّمْسُ مَا فَوْقَهٗ یعنے تھوڑا تھوڑا کھینچا یہانتک کہ نہین رہجاتا زمین مین کہین سایہ مگر چھتون کے نیچے یا درختون کے تلے اور چھتون کے اوپر اور اسیطرح درختون کے اوپر دھوپ آجاتی ہے ایوب بن موسی نے یسیرا کی تفسیر کی قلیلا قلیلا کے ساتھہ اور یہ جو فرمایا وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا یعنے اور وہی ہے جس نے بنادی تم کو رات اوڑھنا جو ہر وجود پر لباس کیطرح چھا جاتی ہے اور اسکو ڈھانک لیتی ہے کَمَا قَالَ تَعَالٰى وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى یعنے قسم رات کی جب چھا جاوے وَالنَّوْمَ سُبَاتًا اور نیند کو حرکت کو قطع کرنے والی ابدان کی آرام کے لیے کیونکہ اعضا اور جوارح تھک جاتی ہین بسبب حرکت کثیرہ کے معاش کے واسطے انتشار مین جب رات آجاتی ہے اور آدمی آرام لیتا ہے تو حرکات بھی ٹھیر جاتے ہین پھر حاصل ہوتی ہے نیند جس مین بدن اور روح دونون کو آرام کا سبب ہے اور دن کو اوٹھنا نکلنا جس مین اوٹھہ نکلتے ہین لوگ معایش اور مکاسب اور اسباب کو واسطے کما قال تعالی وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ یعنے اور اپنی مہر سے بنادیا تم کو رات اور دن کہ اس مین چین بھی پکڑو اور تلاش بھی کرو کچھ اسکا فضل اور شاید تم شکر کرو فتح مین کہا ہے رویت سے بار رویت بصری مراد ہے اور معنے یہ ہین کیا تو نے اپنے رب کی صنعت کو نہین دیکھا یا یہ معنے ہین تو نے ظل کو نہین دیکھا اسکو کیسے کھینچ لیا تیرے رب نے و بار رویت سے رویت

قلبی مراد ہی اسلیے کہ ظل متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہی اور ہر حادث کے لیے موجد ہے کہا زجاج نے اَلَمْ تَرَ اَلَمْ تَعْلَمْ کے معنے مین ہی اور یہان رؤیت سے قلبی رویت مراد ہی کہا زجاج نے اور اس کلام مین قلب ہی اور اصل عبارت یون ہی اَلَمْ تَرَ اِلٰی الظِّلِّ کَیْفَ مَدَّہٗ رَبُّکَ اور الظل سے وہ سایہ مراد ہے جو اسفار سے آفتاب نکلنے تک ہوتا ہی اور یہ سایہ ایسا ہوتا ہے جسکے ساتھ دھوپ نہین ہوتی اور یہی قول ہے حسن اور قتادہ کا بعض نے کہا الظل سے وہ سایہ مراد ہے جو آفتاب کے غائب ہونے سے لیکر طلوع آفتاب تک ہوتا ہے قرطبی نے کہا اور پہلا قول راجح ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ کوئی ساعت اس ساعت سے افضل نہین ہے کیونکہ اس ساعت مین ہوا پر کو چین آجاتا ہے اور مسافر اور ہر ذی علت کو راحت ہوجاتی ہے اور اس ساعت مین نفوس اور ارواح کو اجساد کی طرف لوٹایا جاتا ہے اور زندون کی نفوس اس مین خوش ہوتے ہین اور یہ بات مغرب کے بعد حاصل نہین ہے اور کہا ابو العالیہ نے انہار جنت اسی طرح ہے اور اشارہ کیا صلوٰۃ فجر کی طرف ابو عبیدہ نے کہا جو صبح سے زوال تک سایہ ہوتا ہے اسکو ظل کہتے ہین اور جو زوال سے مغرب تک ہوتا ہے اسکو فیٔ کہتے ہین کہا ابن سکیت نے ظل وہ سایہ ہے جسکو دھوپ دور کرے اور فیٔ وہ ہے جو دھوپ کو زائل کرے اور روایہ ہے مروی ہے کہ جس چیز پر دھوپ ہو پھر اس سے دھوپ دور ہوجاوے تو اس سایہ کو فیٔ کہتے ہین اور ظل بھی کہتے ہین اور جس چیز پر دھوپ نہ ہو تو اسکے سایہ کو ظل کہتے ہین انتہے اور ظل کی حقیقت یہ ہی کہ وہ امر متوسط ہی ضوء خالص اور ظلمت خالص کے بین بین اور یہ توسط عمدہ ہے طرفین ہی اور اسکا حال طرفین کے احوال سے بہتر ہے کیونکہ خالص ظلمت سے تو طبیعت نفرت کرتی ہے اور جس اسکو برا جانتی ہے اور خالص ضوء بسبب انہی قوت کے حس بصری پر غالب آجاتی ہی اور گرمی سے حس بصری کو تکلیف پہونچتی ہے اسی لیے امر متوسط کے ساتھ جنت موصوف ہوئی ہے اللہ کے اس قول مین وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ کہا ابو السعود نے اور یہ قول سدید نہین ہے کیونکہ اس مین تو شک نہین ہے کہ اللہ نے لوگون کو خبردار کیا ہے اپنی عظیم قدرت پر اور اپنی حکمت بالغہ پر اس چیز مین جسکو مشاہدہ کرتے ہین تو ظل سے اس حالت خاص کا مراد لینا ضروری ہے جسکو لوگ پہچانتے ہین اور دیکھتے ہین کہ اکثر اوقات کے درمیان ایک کثیف جسم حائل ہوجاتا ہے جو مخالف ہوتا ہے سورج کی دھوپ کے جگہون کو اور ظل کی حقیقت مین جو کچھ مذکور ہوا ہے اگرچہ وہ حقیقت مین افق شرقی کا ظل ہوتا ہے ولکن لوگ اسکو ظل نہین کہتے اور نہ اسکو بیان کرتے ہین اسکے معہودہ اوصاف کے ساتھ انتہی ابن عباسؓ نے کہا الظل سے وہ سایہ مراد ہے جو فجر کے بعد آفتاب کے نکلنے تک ہوتا ہے اور اسی سے

مروی ہے ظل کی تفسیر مین کیا تو نہین دیکھتا کہ جب تو فجر کی نماز پڑہ لیتا ہے تو مطلع شمس سے مغرب شمس تک ایک سایہ ہوتا ہے (دراز) پھر بھیجتا ہے اللہ اسپر آفتاب کو دلیل اور سایہ کو سمیٹ لیتا ہے اور اسی سے مروی ہے کہ ظل طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے اور یہی جمہور کا قول ہے اور اسپر اعتراض ہوا ہے کہ اسوقت کو سایہ کو سایہ نہین کہا جاتا کیونکہ وہ رات کے بقایا مین سے ہے واقع ہے غیر نہار مین وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا یعنے اور اگر چاہتا اسکا ٹھیرانا تو کر دیتا اسکو ساکن یعنے ثابت دائم جو زائل نہوتا اور نہ دور کرتی اسکو دھوپ اور نہ جاتا وہ وجہ ارض سے بعض نے کہا معنے یہ ہین اگر چاہتا تو آفتاب کو طلوع سے روک لیتا پھر سایہ زائل نہ ہوتا یا آفتاب نکلتا ایسی حالت مین کہ اسکا سایہ مسلوب ہوتا اور اول قول کو ترجیح ہے ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا یعنے پھر کر دیا ہمنے آفتاب کو سایہ پر دلیل کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو سایہ چلا جاتا ہے دلیل کو حجت اور برہان اور علامت مراد ہے اور یہ اسلیے کہ سایہ آفتاب کے پیچھے ایسے جاتا ہے جیسے دلیل طریق مین کبھی زیادہ ہوجاتا ہے کبھی کم کبھی دراز کبھی سکڑ جاتا ہے اور معنی یہ ہین اگر دھوپ نہ ہوتی تو سایہ کی پہچان نہ ہوتی اور اگر نور نہ ہوتا تو اندھیرے کی پہچان نہ ہوتی پس اشیا اپنی اضداد کے ساتھ پہچانی جاتی ہین اور نہین سوفٹ کیا دلیل کو حالانکہ وہ وصف ہے شمس کی کیونکہ وہ اسم کے معنے مین ہے جیسے کہین الشمس برہان والشمس حق قبضہ مین ضمیر ظل ممدود کیطرف راجع ہے اور معنے یہ ہین ہم سمیٹتے آتے ہین اس سایہ کو آفتاب کے شعاعون کی جگہہ پر ڈالنے کے ساتھ تدریجا تو کہ یہ سائے عدم اور اضمحلال کیطرف منتہی ہوجاتے ہین اور الینا کے یہ معنے ہین کہ اسکا مرجع اور مآل ہماری طرف ہی ہوتا ہے جیسے اسکا حدوث ہماری طرف سے ہوا اور ثم کا لفظ دلیل ہے امور ثلثہ کی درمیان مین تفاضل پر گویا آفتاب کا سایہ کی دلیل بنانا سایہ کے پھیلانے سے اعظم ہے اور اسکو اپنی طرف سمیٹنا اسکے دلیل بنانے سے عظیم تر ہے بعض نے کہا آیت ہذا مین قبض ظل سے قیام ساعت کے وقت اسکے اسباب کا سمیٹنا مراد ہے اور وہ اجرام نیرہ (آفتاب و ماہتاب وغیرہما) ہین ولکن پہلا قول راجح ہے اور معنے یہ ہین کہ سایہ رہتا ہے آسمان و زمین کے درمیان پون پھٹنے سے آفتاب کے نکلنے تک جب آفتاب نکلا تو سایہ سمٹا تھوڑا تھوڑا اور پیچھے ہوجاتی ہے سایہ کے اس جو بین آفتاب کی شعاع پھر چھپ ڈالتی ہے آفتاب زمین پر اور سب چیزون پر یہانتک کہ ڈوب جاوے جب آفتاب ڈوبا تو کوئی سایہ نہ رہا اور وہ تو اس کے نور کا اثر ہے اور ایک قوم نے کہا سایہ کا سمیٹنا غروب شمس کے ساتھ ہے کیونکہ اگر آفتاب نہ ڈوبے تو سایہ ضرور موجود رہے اور اسکا زوال تو تب ہی پورا ہوتا ہے جب رات آجاتی ہے اور ظلمت دن پر داخل ہوجاتی ہے

بعض نے کہا یہ قبض واقع ہوتا ہے آفتاب کے ساتھ کیونکہ جب آفتاب نکلتا ہے تو سایہ جانے لگتا ہے شیئاً فشیئاً
قالہ مالک دابراہیم النخعی بعض نے کہا معنے یہ ہین سمیٹتے ہین ضیا شمس کو سایہ کے ساتھ قبضا یسیرًا سے قلیل
قلیل مراد ہے درجہ بدرجہ موافق ارتفاع آفتاب کے تا ٹھیک رہین اسکے ساتھ جہان کی مصلحتین اور حاصل
ہون اسکے ساتھ غیر محصور مخلوق کے فائدے بعض نے کہا یسیرا اور سریعا قالہ الضحاک بعض نے کہا یسیرا سے
یسیر اعلینا لیس بعسیر مراد ہے یعنے یہ سمیٹنا ہمپر سہل ہے کچھ مشکل نہین ہے قتادہ نے کہا یسیر سے خفیف مراد
ہے اور جب سایہ کی ایک جزو سمٹ جاتی ہے تو اسکی جگہ ظلمت کی ایک جزو چھا جاتی ہے اور سایہ دفعۃ واحدۃ
دور نہین ہوتا اور مجاہد کا یہی قول ہے اور یہ جو فرمایا کہ اسی نے کر دیا تمہارے واسطے رات کو لباس تو اس مین
اللہ سبحانہ و تعالی نے ظلام لیل کو مشابہ ٹھیرایا لباس ساتر کے کیونکہ رات ڈھانک لیتی ہے اشیاء کو اور چھا جاتی
ہے ان پر کذا قال الحافظ ابن جریر سبات بمعنے راحت ہے اور نیند اسلیے ابدان کی راحت ہے کہ اشتغال
سے انقطاع ہو جاتا ہے اور اصل سبات کا تمدد ہی کہا کرتے ہین سبتت المرءۃ شعرہا جب عورت بالون کو
کھولدیوے اور چھوڑ دیوے اور نوم کو سبات کہا گیا اسلیے کہ نیند تمدد کے ساتھ پڑتی ہے اور تمدد مین راحت
کے معنے ہین بعض نے کہا سبت بمعنی قطع ہے تو نیند مین اشتغال سے انقطاع ہو جاتا ہے اور اسی قبیل سے
ہے سبت الیہود کیونکہ ہفتہ کے دن یہود اشتغال سے منقطع ہو جاتے ہین زجاج نے کہا سبات نوم خفیف
ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی حرکت کرنا چھوڑ دیوے اور روح اسکے بدن مین ہی ہو یا نیند کا ابتدا سر مین ہوتا
ہے یہانتک کہ دلمین پہونچ جاتی ہے اور خلیل نے کہا سبت نوم ثقیل ہے یعنے اور کر دیا تمہاری نیند کو ثقیل
تو کہ پوری ہو جاوے تمہاری راحت بعض نے کہا سبات موت ہے اور سبوت میت ہے کیونکہ میت مین حیات نہین
رہتی اور اسی کی مثل ہے اللہ تعالی کا یہ قول وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ اور اسکا مؤید ہے نشور کا ذکر اسکے
مقابل مین ذِكْرَهُ النُّشُورِ وَالنَّشُورُ اور کریمہ وجعل النہار نشورا مین بیداری کو مشابہ ٹھیرایا حیات
کے جیسے نیند کو مشابہ ٹھیرایا تھا سبات کے جو شبیہ ہے ممات کی اور یہ آیت سمیت اپنی دلالت کے قدرت خالق
پر اس مین اسکی نعمت کا اظہار ہے اپنی مخلوق پر کیونکہ رات کو پردہ مین روپوش ہونے مین دینی اور دنیاوی
فائدے ہین اور نوم اور یقظہ مین جو موت اور حیات کو مشابہ ہین عبرت ہے معتبر کے لیے کما لقمان نے اپنے
بیٹے کو کما سَنَأْمُرُكَ فَتَقُومُ فَطِنٌ كَذَلِكَ يَمُوتُ وَيُنَشَّرُ یعنے جیسے تو سونے کے بعد بیدار ہوا کرتا ہے اسیطرح تو مر کر
جی اوٹھے گا وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا

لِنُحْیِیَ بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا وَّنُسْقِیَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِیَّ كَثِیْرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَیْنَهُمْ لِیَذَّكَّرُوْا ۪ فَاَبٰۤی اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝ اور وہی ہے جس نے چلائیں ہوائیں خوشخبری لاتیان اسکی مہر سے آگے اور اتارا ہمنے آسمان سے پانی ستھرائی کرنے کا کہ جلاویں اس سے مرگئے دیس کو اور پلاویں اسکو اپنے بنائی بہت چوپایوں اور آدمیوں کو اور طرح طرح بانٹا اسکو انکے بیچ میں تا دہیان کہیں بہر نہیں رہتے بہت لوگ بے ناشکری کیے

ف ان آیات میں بھی اللہ تعالی کی قدرت تامہ اور سلطان عظیم کا بیان ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالی بھیجتا ہے ہوائیں خوشخبری دینیوالیاں بادل کے آنے کی اور ہوا کے اقسام میں سے ہر کوئی ان میں بادل کو اوٹھاتی ہے اور کوئی بار دار کرتی ہے اور کوئی بادل کو چلاتی ہے اور کوئی بادل کے آگے آگے بادل کے آنے کی خوشخبری دلاتی ہے اور کوئی ان میں سے زمین پر جاروب کشی کرتی ہے اور کوئی ان میں سے بادل کو پانی سے بھر دیتی ہے تو کہ وہ پانی برساوے ولہذا فرمایا وانزلنا من السماء ماء طہورا اور طہور سے آلہ طہارت مراد ہے جیسے سحور اور وجور وغیرہما تو یہ تفسیر بہت ٹھیک ہے ان اقوال سے جو اس لفظ کی تفسیر میں مروی ہے اور رہا وہ شخص جو کہتا ہے کہ یہ فعول بمعنے فاعل ہے یا مبالغہ اور تعدی کے لیے یہ وزن بنایا گیا ہے تو ان میں سے ہر ایک صورت میں لغت اور حکم کے روسے اشکال ہے جسکے بیان کرنیکا یہ موقعہ نہیں ہے واللہ اعلم ثابت بنانی سے مروی ہے کہ میں ابو العالیہ کے ساتھ داخل ہوا اسکے گھر میں یا مسجد میں) بارش کے دن میں اور بصرہ کی گلیاں گندیاں تھیں تو اس نے نماز پڑھی پینے کہا بصرہ کی گلیاں گندیاں تھیں اور تو نے پاؤں کو نہیں دھویا اور نماز پڑھ لی) وہ بولا (اللہ تعالی فرماتا ہے) وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا اسکو پاک کر دیا ہے آسمان کے پانی نے رواہ ابن ابی حاتم سعید بن مسیب سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ بارش کو اللہ تبارک وتعالی نے پاک کنندہ اتارا نہیں پلید کرتی اسکو کوئی چیز رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اَیْضًا ابو سعید سے مروی ہے کہ کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنَتَوَضَّاُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وَهِیَ بِئْرٌ یُلْقٰی فِیْهَا النَّتْنُ وَلُحُوْمُ الْكِلَابِ فَقَالَ اِنَّ الْمَآءَ طَهُوْرٌ لَا یُنَجِّسُهٗ شَیْءٌ (ہم وضو کریں پینے کیا ہم بضاعہ کے کنوئیں سے وضو کر لیا کریں اس میں گندگی اور کتوں کا گوشت پڑھا جاتا ہے (رَوَ کیوقت بہکر) تو فرمایا بے شک پانی پاک کنندہ ہے اسکو کوئی چیز پلید نہیں کرتی رَوَاهُ الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَصَحَّحَهٗ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَحَسَّنَهُ وَالنَّسَائِیُّ خالد بن یزید کہتے ہیں ہم عبد الملک بن مروان پاس تھے لوگوں نے پانی کا ذکر کیا تو پینے کہا باران کا پانی دو طرح کا ہوتا ہے ایک باران کا پانی آسمان کا ہوتا ہے اور ایک وہ ہوتا ہے جسکو بادل دریا سے پی لیتے ہیں پھر اسکو میٹھا کر لیتے

ہے گرج اور بجلی اور جو دریائی پانی ہوتا ہے اس سے انگوری نہیں اوگتی اور انگوری تو اس پانی سے اوگتی ہے جو آسمان کا ہوتا ہے دَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اور عکرمہ سے مروی ہے کہ اونہوں نے کہا اللہ آسمان سے کوئی بوند نہیں اتارتا مگر اگتی ہے اسکے ساتھ زمین مین (انگوری یا) گھاس یا در یا مین موتی اور غیر عکرمہ نے کہا فِی الْبَرِّ بُرٌّ وَفِی الْبَحْرِ دُرٌّ یعنے آسمان سے کوئی بوند نہیں اترتی مگر اگتا ہے اسکے ساتھ جنگل مین دانہ اور دریا مین موتی بلدہ میتہ سے وہ زمین مراد ہے جو مدت سے بارش کی منتظر ہو تو وہ خشک ہوتی ہے سوکھی پڑی جس مین کوئی انگوری نہین ہوتی تو جب اس مین حیات پڑ جاتی ہے تو وہ گیاہ ناک ہو جاتی ہے پھر حاصل ہوتے ہین اس زمین سے انواع اور اقسام کے پھل پھول کما قال تعالی فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِیْجٍ یعنے زمین دبی پڑی تو دیکھتا ہے پھر جہان اوتارا ہمنے اسپر پانی تازی ہوی اور ابھری اور اگائین ہر بہانت بہانت رونق کی چیزین اور یہ جو فرمایا وَنُسْقِیَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِیَّ كَثِیْرًا یعنے اور اسلیے اتارا تو کہ پیوے اس مین سو ہر جاندار چیز چہارپائے اور آدمی جنکو پانی کی سخت ضرورت رہتی ہے پینے اور زراعت کو واسطے کما قال اللہ تعالی وَهُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَیَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ وَهُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ یعنے اور وہی ہے جو اتارتا ہے مینہ پیچھے اسکے کہ اسکی آس توڑ چکے اور پھیلاتا ہے اپنی مہر اور وہی ہے کام بنانیوالا خوبیون سراہا اور فرمایا فَانْظُرْ اِلٰۤی اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰی وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنے سو دیکھ اللہ کی مہر کے نشان کیونکر جلاتا ہے زمین کو اسکے مرے پیچھے بیشک وہ ہے مردے جلانیوالا اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور یہ جو فرمایا وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَیْنَهُمْ الآیہ یعنے اتارتے ہین ہم بارش کو اس زمین مین دوسرے کے سوا اور ہم چلاتے ہین بادل کو کہ وہ گذر جاتا ہے ایک زمین سے اور وہ تجاوز کر جاتا ہے اس سے دوسری زمین کی طرف پھر اس زمین مین جا کر اترتا ہے اور پچھلی زمین مین ایک بوند بھی نہین گرتی اور اسکے لیے اس تصریف مین حجت بالغہ اور حکمت قاطعہ ہے کہا ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ نے یہ تو نہین ہے کہ ایک سال مین دوسرے سال سے مینہ زیادہ ہووے ولکن اللہ پھیرتا ہے اسکو جہان چاہتا ہے پھر پڑھی دونونے یہ آیت وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَیْنَهُمْ لِیَذَّكَّرُوْا فَاَبٰۤی اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا اور تذکر سے یہ غرض ہے کہ زمین کے زندہ ہو جانے سے سمجھ لین کہ جس نے زمین کو زندہ کیا وہ احیاء اموات عظام رفات پر قادر ہے یا یہ معنے کہ اگر بارش نہ ہووی تو سمجھے کہ یہ میرے کسی گناہ کی وجہ سے ہے پھر اس گناہ کو سوچ بچار کر چھوڑ دے اور

اور اس سے توبہ کرے عمر غفرہ کے سوا کہتے ہیں جبریل علیہ السلام موضع جنابذ میں تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جبریل میں چاہتا ہوں کہ بادل کا بھید معلوم کروں تو جبریل نے عرض کی اے اللہ کے نبی یہ بادلوں کا فرشتہ ہے اس سے دریافت کیجیے ملک السحاب بولا انا تینا صیکائیل مختمتر اسیق بلاد کذا وکذا قطرۃ یعنے ہمارے پاس مہری چٹھیاں آجاتی ہیں (جن میں یہ لکھا ہوتا ہے) فلاں فلاں شہر دن کیطرف اتنی اتنی بوندیں ہانک کے جاروانہ ابن ابی حاتم وھو حدیث مرسل اور یہ جو فرمایا فابی اکثر الناس الا کفورا تو ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو کہتے ہیں ہم فلاں نچھتر کی وجہ سے برسای گئے قالہ عکرمۃ اور ایسا ہی ثابت ہوا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا اپنے یاروں کو ایکدن مینہ کے پیچھے کہ رات میں ہو چکا تھا اتدرون ماذا قال ربکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال اصبح من عبادی مومن بی وکافر فاما من قال مطرنا بفضل اللہ ورحمتہ فذالک مومن بی کافر بالکوکب واما من قال مطرنا بنوء کذا فذالک کافر بی مومن بالکوکب یعنی تم جانتے ہو تمہارے مالک نے کیا فرمایا بولے اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے صبح کے وقت میرے بندوں میں سے کوئی ایمان لے آتا ہے اور کوئی منکر ہو جاتا ہے رہے وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم برسای گئے اللہ کے فضل اور رحمت کے ساتھ تو وہ تو میرے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور ستارے کے منکر اور رہے وہ لوگ جو کہتے ہیں ہم فلاں نچھتر کی وجہ سے برسای گئے تو وہ میرے منکر ہیں اور ستارے پر ایمان لانیوالے اخرجہ مسلم انتہے قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا لفظ یہ ہے بشرا جمع ہے بشور کی اور اسکے نشرانون کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے اور ریاح سے جنس ریح مراد ہے اور وہ پروا ہے اور دکن کی ہوا اور بہاڑ کی ہوا بہ خلاف پچھم کی ہوا کے کہ وہ عذاب کی ہوا ہے جسکے ساتھ قوم عاد ہلاک ہوئی اور شمالی ہوا وہ ہے جو شام کی طرف سے چلتی ہے اور جنوبی وہ ہوا ہے جو شام کے مقابل سے آتی ہے اور اسکو یمانیہ بھی کہتے ہیں اور صبا (پروا) مطلع شمس کیطرف سے آتی ہے اور اسکو قبول بھی کہتے ہیں اور دبور ہوا مغرب کی طرف سے آتی ہے اور ریح مؤنث ہے الکرف کے قول پر اور کبھی مذکر بھی ہو جاتی ہے سننے کا خیال کرکے اور کہا ابن انباری نے ریح مؤنث ہو بلا علامت (یعنے مؤنث معنوی) اور اسیطرح ریح کے سارے نام مگر اعصار (بگولا) تو وہ مذکر ہے اور اس آیت کی تفسیر سورہ اعراف میں گذر چکی مار کو موصوف کیا طہور کے ساتھ نعمت کو اشعار اور منت کی تتمیم کے لیے اسکو ماء بعد کے ساتھ کیونکہ مار طہور اسنا والفع ہوتا ہے اس پانی سے جو ملا جلا پانی ہو اور اس میں تنبیہ ہے کہ جب لوگوں کو اپنے ظاہر کی طہارت کی ضرورت ہے تو انکو اپنے باطن کا پاک کرنا بطریق اولی ضروری ہے ازہری نے کہا لغت

مین طہور کہتے ہین پاک پاک کنندہ کو اور اس چیز کو جس سے طہارت حاصل کرین ابن الانباری نے کہا طہور بفتح طا اسم ہے سیطرح وضو اور وقود اور ضم کے ساتھ مصدر ہے اور یہی لغت مین معروف ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ طہور بمعنے پاک پاک کنندہ ہے اور اسکا مبنی ہونا مبالغہ کے لیئے اور اسپر دلالت کرتی ہے وہ حدیث جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا دریا کے حق مین هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ یعنے دریا کا پانی پاک کنندہ ہے اور اسکا مردار حلال ہے اخرجہ ابوداود والترمذی والنسائی اور ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ اس نے کہا طہور بمعنے طاہر ہے اور اس پر دلیل لی اس نے اللہ تعالی کے قول وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا سے اور ہر صورت مترجم وارد ہوی ہے کہ مازفی نفسہ طاہر اپنے غیر کا مطہر ہے فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی نے وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ یعنے اور اوتارا ہم پر آسمان سے پانی کہ اس سے تم کو پاک کرے اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خُلِقَ الْمَآءُ طَهُوْرًا یعنے پانی پاک کنندہ بنایا ہے اور اہل سنن اور امام احمد وغیرہم نے ابوسعید کی حدیث سے نکالا کہ کہا گیا یا رسول اللہ کیا ہم وضو کیا کرین بضاعہ کے کنوین سے اور وہ کنوان ایسا ہے کہ پڑتے ہین اس مین حیض کے لتے اور کتون کا گوشت اور گندگی تو فرمایا اِنَّ الْمَآءَ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهٗ شَيْءٌ یعنے پانی پاک کنندہ ہے اسکو کوی چیز پلید نہین کرتی اور اسحدیث کی سند مین ایک طویل گفتگو ہے جسکو حافظ ابن حجر نے تلخیص مین بیان کیا ہے اور اسی گفتگو کو شوکانی مترجم منتقے مین نقل کیا ہے پھر اللہ سبحانہ نے انزال کی علت بیان کی اور فرمایا لِنُحْيِيَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا بلدہ موصوف ہوا ہے میت کے ساتھ حالانکہ یہ صفت ہے مذکر کی کیونکہ بلدہ بمعنے بلد ہے زجاج نے کہا بلدہ سے مکان مراد ہے یا یہ کہ اس مین مذکر اور مونث برابر ہے اور احیا سے یہان نبات کا زکالنا مراد ہے اس مکان سے جس مین نبات نہ ہو انعام پر گفتگو گذری اور انعام کو خاص کیا ذکر مین کیونکہ یہی ہماری یخنی ہے اور اسپر اکثر اہل مدر کی معاش کا مدار ہے اسی لیے انکے سقی کو انسانون کی سقی پر مقدم کیا جیسے مقدم کیا ان پر احیاء ارض کو کیونکہ احیاء ارض انکی حیات کا باعث ہے تو مقدم کیا اس کو جو وہ سبب ہے انکی حیات ومعاش کا اور اناسی جمع انسان ہے سیبویہ کے مذہب پر اور یہی قول اخفش ہے اور مبرد اور فراء اور زجاج کا یہ قول ہے کہ اناسی جمع ہے انسی کی اور اسپر یہ اعتراض ہے کہ جس لفظ مین یا ثابت ہو اسکی جمع فعالی کے وزن پر نہین آتی اور فراء کا ایک اور قول ہے کہ اناسی انسان کی جمع ہے اور قول اول اصل اناسی اناسین ہے جیسے سرحان اور سراحین اور لبتان اور لبابتین تو یا عوض ہے نون کا وَلَقَدْ

صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا یعنے ہمنے احوال ظلال اور انشاء سحاب اور انزال مطر کے ذکر کو قرآن اور تمام کتب سماویہ مین بہیر بہیر سنایا تا لوگ دہیان کرین اور عبرت لین بعض نے کہا صرفناہ کی ضمیر لوٹتی ہے اقرب مذکورات کیطرف اور وہ مطر ہے یعنے بہیر ہمنے مطر کو انکے درمیان بلدان مختلفہ اور اوقات متغایرہ مین اور صفات متفاوتہ پر کبھی وابل (زور کا مینہ) ہوتا ہے اور کبھی طل (اوس) اور کبھی جود (عمدہ بارش) اور کبھی ذاذ (نرم مینہ) اور کبھی ذیذ (موسلادہار مینہ جس مین چمک اور کڑک نہ ہو) بعض بلاد مین ہم اسکو زیادہ برساتے ہین اور بعض مین کم بعض نے کہا ضمیر لوٹتی ہے قرآن کیطرف بعض نے کہا راجع ہے ریح کی طرف اور ضمیر کے مطر کی طرف راجع ہونے کی صورت مین معنے مین اختلاف ہے بعض نے تو وہی معنے کیے جو ہمنے بیان کیے اور بعض نے کہا صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ وَابِلًا وَطَشًّا وَطَلًّا وَرَذَاذًا یعنے طرح طرح بانٹا ہمنے انکو درمیان مینہ کو کسی قوم پر روز کا مینہ اترتا ہے اور کسیپر ریزہ اور کسی پر اوس اور کسیپر نرم بعض نے کہا اس کی تصریف سے اسکے ساتھ انتفاع کی تنویع مراد ہے پینے مین اور پلانے مین اور زراعات مین اور کفور سے کفران نعمت مراد ہے اور اسکے ساتھ عدم مبالات عکرمہ نے کہا اس سے مراد انکا کہنا ہے انواء کے حق مین ہم پر سای گئے فلان نجمیہ کیوجہ سے نخاس نے کہا ہم نہین جانتے اہل تفسیر کے درمیان اختلاف اس مین کہ کفر سے بیان انکا یہی کہنا مراد ہے ہم فلان نجمیہ کی وجہ سے برسای گئے وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا ۝ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ۝ وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَحْجُورًا ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۝ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ۝ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ اور اگر ہم چاہتے اٹھاتے ہر بستی مین کوی ڈرانے والا سو تو کہا نہ مان منکرون کا اور مقابلہ کر انکا اس سے بڑے زور سے اور وہی ہے جس نے ملا چلای دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھاتا اور یہ کھاری ہے کڑوا اور رکھا ان دونون کے بیچ پردہ اور اوٹ روکی اور وہی ہے جس نے بنایا پانی سے آدمی پھر ٹھیرایا اسکا جد اور سسرال اور ہے تیرا رب کرسکتا اور پوجتے ہین اللہ کو چھوڑ کر وہ چیز کہ نہ بھلا کرے انکا نہ برا اور ہے منکر اپنے رب کی طرف سے پیٹھ دی رہا اور تجکو ہمنے بھیجا بھی خوشی اور ڈر سنانیکو ف یہ جو فرمایا اور اگر ہم چاہتے اٹھاتے ہر بستی مین کوی ڈرانیوالا سو تو کہا نہ مان منکرون کا اور مقابلہ کر انکا بڑے زور سے تو اس سے یہ مراد ہے کہ نبی کا آنا تعجب نہین اللہ چاہے

بنیونکی کثرت کردی ہر بستی مین ایک نبی سو تو شبہ نکہا کافرون کو انکار سے اور یہ جو فرمایا پہر ٹہیرایا اسکا جدا اور سسرال تو آپ اپنی اولاد کا جد ہے اور جہان انکا بیاہ ہوا انکی سسرال ہی اور رب کر سکتا ہے یعنے ماری پہر جلادی اتنے مانی الموضح ف اللہ سبحانہ و تعالی فرماتا ہے اگر ہم چاہتے تو ہر بستی مین ایک ایک ڈرانے والا بہیجتے جو انکو اللہ عزوجل کی طرف بلاتا دلیکن خاص کیا ہم نے تجکو ای محمد بعثت کی ساتھہ جمیع اہل ارض کیطرف اور حکم کیا ہمنے تجہکو کہ تو پہونچادیوی انکو یہ قرآن کما قال تعالی وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ یعنے تو کہدا اور اترا ہے مجہکو یہ قرآن کہ تم کو اس سے خبردار کردون اور جسکو یہ پہونچی اور صیغہ فرمایا وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ یعنے اور جو کوی منکر ہو اس قران سے سب فرقون مین سو آگ ہے وعدہ اسکا اور صیغہ فرمایا وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا یعنے اور ایک کتاب ہے کہ ہمنے اتاری برکت کی پیچ بتاتی اپنے اگلے کو اور تا تو ڈراوی اصل بستی کو اور سارے جہان کو اور صیغہ فرمایا قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا یعنے تو کہدا اے محمد مین رسول ہون اللہ کا تم سب کیطرف اور صحیحین مین ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بُعِثْتُ اِلَی الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ یعنے مین بہیجا گیا رسول بنا کر عرب و عجم کی طرف اور فرمایا كَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّةً یعنے پہلے پیغمبر ایک خاص قوم کی طرف بہیجے جاتے اور مجہکو سب لوگون کی طرف بہیجا گیا اخرجاہ ایضا ولہذا فرمایا فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِیْرًا اور جاہد ہم بہ کی مجرور ضمیر قران کی طرف راجع ہے قالہ ابن عباسؓ و ہذہ الایۃ کما قال تعالی یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ یعنے ای نبی لڑای کر کافرون سے اور منافقون سے اور تندخوئی کر انپر اور انکا ٹہکانا دوزخ ہے اور یہ جو فرمایا وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ تو اسکے یہ معنے ہین کہ اللہ نے دو قسم کا پانی پیدا کیا میٹہا اور کڑوا پہر پانی میٹہا جیسے ندیون کا پانی اور چشمون کا اور کوؤن کا وَهٰذَا هُوَ الْعَذْبُ الْفُرَاتُ الزُّلَالُ یعنے اور یہی ہے میٹہا پانی جو پیاس بجہاتا ہے اور عمدہ یہ قول ہے ابن جریج کا اور اسیکو اختیار کیا ابن جریرؒ نے اور اس معنے مین کوئی شک نہین ہے اسلیے کہ وجود مین کوی ایسا دریا نہین ہے جو ساکن ہو اور پہر میٹہا ہو اور اللہ سبحانہ و تعالی نے خبر دی ہے ایک ایسے امر کی جو واقعی ہے تو کہ خبردار کرے بندون کو اپنی نعمتون پر اور وہ شکر کرین تو میٹہا پانی وہ یہی ہے جو لوگون کے درمیان چہوڑا

ہوا ہے اسکو اللہ سبحانہ نے بانٹ دیا لوگون کو درمیان ندیون مین اور چشمون مین ساری زمینون مین کیونکہ لوگ محتاج ہین اسکے اور بانٹا انکی حاجت کے موافق اور جسقدر انکے نفوس اور اراضی کو کافی ہو اور رہا کڑوا پانی تو وہ کھاری ہے اور شور ہے اسکو پی نہین سکتے جیسے ان دریاون کا پانی جو مشارق اور مغارب مین معروف ہین جیسے بحر محیط اور بحر قلزم اور بحر یمن اور بحر بصرہ اور بحر فارس اور بحر چین اور بحر ہند اور بحر روم اور بحر جرار اور وہ تمام بحار ساکنہ جو انکے مشابہ ہین وہ چلتے نہین ہین ولکن موج مارتے ہین اور ہلتے ہین سردی کے موسم مین اور سخت ہواؤن کے اوقات مین اور ان بحارمین سے بعض مین مدوجزر بھی ہوتا ہے تو ہر مہینے کے ابتدا اور شروع مین مد اور فیضان حاصل ہوتا ہے اور پانی طغیانی مین ہو جاتا ہے جب مہینہ نقصان مین پاؤن رکھتا ہے جزر ہو جاتا ہے اور پانی کم ہونے اور پیچھے ہٹنے لگتا ہے یہانتک کہ پہلی حالت پر آجاتا ہے جب دوسرے مہینے کا چاند دکھائی دیا تو مد شروع ہوا جو دو مہینہ رات تک پھر پندرہوین سے جزر شروع ہو جاتا ہے پھر اللہ سبحانہ نے یہی عادت اور سنت رکھی ہے اور وہ پوری طاقت کا مالک ہے پھر جتنے دریا ساکن ہین ان سب کو اللہ تعالے نے کڑوا بنایا ہے تو کہ پینے پینا ہونے پانی کے ہوا نہ گندی ہو پھر وجود مین بگاڑ آجاوے اور تو کہ نہ خراب ہووے آب دہوا زمین کی ان جاندارون کے ساتھ تو اس مین مرجاتے ہین اور چونکہ بحار ساکنہ کا پانی کھاری ہے انکی ہوا بھی ٹھیک ہے اور ان کا ذکر پاک ہے ولہذا فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب آپ پوچھے گئے ماء بحر سے وضو کرنے کی بابت تو فرمایا هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهُ یعنے دریا کا پانی پاک کنندہ ہے اور اس مین کی مری چیزین (مچھلیان) یا اور آبی جانور حلال ہین رَوَاهُ الْأَئِمَّةُ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَهْلُ السُّنَنِ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ اور یہ جو فرمایا وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا تو حاجز سے خشک زمین مراد ہے جو ایک کو دوسرے مین ملجانے سے روکتی ہے کما قال تعالی مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ یعنے چلالے دو دریا پھر چلتے ان مین ہے ایک پردہ زیادتی نہین کرتے پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اور جیسے فرمایا أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ یعنے بھلا کس نے بنایا زمین کو ٹھیرا دیا اور بنائیں اسکے بیچ ندیان اور رکھے اس مین بوجہ (پہاڑون کے) اور رکھا دو دریا مین اوٹ اب کوی حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہین ان بہتون کو سچ نہین مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے اگر حاجز ہے

ارض یا بس مراد نہ لین اور اس سے ایک حاجز اور حائل غیر محسوس مراد لین اور دو پانی سیٹھے اور کھاری سمندر ہوئے اور ملے ہوئے دنیا مین موجود ہون اور ایک دوسرے پر چڑھتی نہ کرین تو یہہ اسکی قدرت تامہ اور صنعت کاملہ کی دلیل ہوگی مالایقادر قدرۃ اور میٹھا اور کڑوا پانی بہتا ہوا زمین کے بہت حصون مین موجود ہے چنانچہ دہلی اور پانی پت کے بہت کنوئین تو بالکل کھاری ہین لیکن پانی پت مین ایک کنوان ایسا بھی موجود ہے جس مین ایک جانب کا پانی میٹھا ہے اور دوسری طرف کا کھاری اور پنجاب کی ایک بستی مین جسکا مجھے نام یاد نہین رہا ایک کنوان موجود ہے جسکی ایک طرف کا پانی نکالکر ہانڈی پکاوین تو خوب عمدہ پکتی ہے اور دوسری طرف کا پانی نکالکر پکاوین تو خیر سے گلتی ہی نہین اور پنجاب کے شش دریا جو کوٹ سٹھن پر ملکر کراچی سے ورے کھاری دریا مین جا ملتے ہین تو وہان بھی ان دریاؤن کے پانی اور اس کھاری دریا کے پانی مین ایک خفیف سا خط نظر آتا ہے لیکن اس خط کے ورے کا پانی میٹھا ہے اور خط سے پرے کا پانی کڑوا اور ہمارے مالک کی قدرتین بیشمار ہین مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا اور یہ جو فرمایا وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا تو اس کے یہ معنے ہین کہ پیدا کیا انسان کو ضعیف نطفہ سے پھر اسکو برابر کیا اور ٹھیک کیا اور بنایا کامل الخلقت نر یا مادہ جیسے چاہا پھر ٹھیرایا اسکا صہر اور سسرال تو وہ ابتدا امر مین باپ کا بیٹا ہوتا ہے پھر نکاح کرتا ہے تو اسکے سسرال ہو جاتے ہین پھر اصہار اور داماد اور قرابات والا ہو جاتا ہے وَلِمَذا فرمایا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا فخر کا بیان یہ ہے کہ اگر ہم چاہتے تو تیرے زمانہ مین اے محمدؐ رسول اٹھا دیتے ہر بستی مین جو انکو ڈراتے پھر ملکی ہو جاتے بجز پر نبوت کے اٹھانے کی تکلیف جسپر ہمنے انکے درمیان بارش کر دیا تا ولکن ہمنے یہ کام نہین کیا بلکہ تجھی کو رسول ٹھیرایا اکیلا اور بند کیا رسالت کی امر کو تجھی پر تیرے اجلال کے لیے اور تیرے حال کی تعظیم کے لیے اور تجھ کو باقی رسولون پر بفضیلت دینے کے لیے اور تیرے اجر کے بڑہانے کے لیے سو تو اس نعمت کے مقابل مین شکر کر اور ثابت رہ اور دعوت اور اظہار حق مین کوشش کر اور اطاعت نہ کر کافرون کی انکے ٹھکرون کے اتباع مین بلکہ تکلیف اٹھا انکی طرف بلانے مین اور برقرار رہ اس مین اور برقرار رہو اور جہاد کر قرآن مجید کے ساتھ اور پڑہ انپر وہ قوارع اور نواقد اور زواجر اور اوامر اور نواہی جو قرآن مجید مین موجود ہین بعض نے کہا ضمیر مجرور وجاہدہم مین اسلام کی طرف لوٹتی

ہے یا سیف کیطرف اور پہلا قول راجح ہے اور یہ سورت نازل ہوئی ہے کہ مین اور قتال کا حکم ہجرت کے بعد ہوا ہے بعض نے کہا ضمیر مجرور لوٹتی ہے ترک طاعت کی طرف جو اللہ تعالی کے قول فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ کی طرف لوٹتی ہے یعنے ترک طاعت کی وجہ سے جہاد کر بعض نے کہا ضمیر اسکی طرف راجع ہے جس پر سیاق دلالت کرے کیونکہ اللہ سبحانہ اگر ہر بستی مین نذیر بھیجتا تو نہ واجب ہوتا ہر نذیر پر مگر اسی بستی والون کے ساتھ مجاہدہ کرنا جس کیطرف اسکو بھیجا گیا اور جب بند کیا امر کو ایک نذیر پر ساری جہان کے لیے تو ناچار اکٹھے ہوئے اسپر سب مجاہد ہی اسلیے بڑا ہوا اسکا جہاد اور عظیم اور رہوا جامع ہر مجاہدہ کے لیے اور جو بعد ان دونون وجہون مین ہو وہ مخفی نہین ہے اور سفہاء سے دلیلون کے ساتھ مجاہدہ کرنا اعداء کے سیوف کے ساتھ مجاہدہ کرنے سے بڑا ہے اور غرض اس سے مومنون کی تحریک ہے پھر اللہ نے ایک اور دلیل بیان کی توحید پر اور فرمایا وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ مرج بحرین سے انکا ارسال مراد ہے ایک دوسرے کے جوار مین یا انکو ملا کر چھوڑنا مراد ہے بطرح کہ مل نہ جاوین مجاہد نے کہا اَرْسَلَهُمَا وَاَفَاضَ اَحَدَهُمَا اِلَى الْاٰخَرِ یعنے چھوڑ رکھا ہے انکو اور رہایا ان مین سے ایک کو دوسرے کیطرف ابن عرفہ نے کہا خَلَطَهُمَا فَهُمَا يَلْتَقِيَانِ یعنے انکو ملا دیا ہے پھر وہ ملجاتے ہین کہا ازہری نے خَلَّى بَيْنَهُمَا لَا يَلْتَبِسُ اَحَدُهُمَا بِالْاٰخَرِ یعنے انکے درمیان پردہ ڈالدیا ہے پھر ان مین سے ایک دوسرے سے نہین ملتا فرات وہ میٹھا پانی ہے جو حلاوت کی طرف مائل ہو اور اجاج وہ کھاری پانی ہے جو نہایت مالح ہو بعض نے کہا جو نہایت خار ہو بعض نے کہا اجاج وہ پانی ہے جو سخت کڑوا ہو ابن عباسؓ نے کہا خَلَقَ اَحَدَهُمَا عَلَى الْاٰخَرِ فَلَيْسَ يُفْسِدُ الْعَذْبُ الْمَالِحَ وَلَيْسَ يُفْسِدُ الْمَالِحُ الْعَذْبَ یعنے خلعت کیطرح پہنا دیا ہے ایک کو دوسرے پر تو نہ میٹھا کھارے کو میٹھا کر لیتا ہے اور نہ کھاری میٹھے کو کھاری کر لیتا ہے وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا برزخ سے حاجز اور حائل مراد ہے جسکو اللہ تعالے نے دونون کے درمیان اپنی قدرت کے ساتھ رکھدیا ہے جو ان کو تمازج سے مانع ہے اور وہ حائل محسوس نہین ہوتا اور حجر محجور بمعنے ستر مستور ہے تو برزخ حاجز ہے اور حجر مانع ہے بعض نے کہا حجرا محجورا مستعوذ کا کلمہ ہے گویا ہر بحر اپنے صاحب سے متعوذ ہے اور یہ قول کا قائل ہے اور یہ استعارہ تمثیلیہ ہے بعض نے کہا بحر عذب سے بڑی بڑی ندیان مراد ہین جیسے نیل اور فرات اور جیحون (اور اور جاری ندیان) اور بحر اجاج سے بحار مشہورہ مراد ہین اور برزخ انکے درمیان خشک زمین ہے بعض نے کہا حجر محجور کے معنے حرام محرم کے ہین یعنے حرام ہے یہ کہ یہ

مالح عذب ہوجاوے اور یہ عذب مالح ہوجاوے اور اسی آیت کی مثل ہے اللہ سبحانہ کا قول سورہ رحمن مین مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے حجر محجور کی تفسیر مین مروی ہے کہ اسنے ایک کو دوسرے کے ملنے سے روکدیا ہے اپنے امر اور قضا کے ساتھ پھر اللہ نے انسان کے پیدا کرنے کے احوال مین سے ایک حالت کو بیان کیا اور فرمایا وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا یعنے اسی نے پنی کی بوند سے انسان کو پیدا کیا تو مارے لفظہ مراد ہوگا بعض نے کہا مارے مطلق پانی مراد ہے جو اللہ تعالے کے قول وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ مین مراد ہے بعض نے کہا مارے آیت مین وہ پانی مراد ہے جس مین آدم علیہ السلام کی مٹی کا خمیر کیا گیا اور بنا دیا اسکو اللہ نے مادہ بشر کا ایک جزو تو کہ جمع ہوجاوے اور سہولت کے ساتھ اشکال اور ہیات کو قبول کرے قَالَهُ أَبُو السُّعُودِ فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا یعنے کیا اسکو نسب والا اور صہر والا بعض نے کہا نسب سے مراد وہ قرابت ہے جسکا نکاح حلال نہین ہے اور صہر سے وہ قرابت مراد ہے جسکا نکاح حلال ہے قَالَهُ الْفَرَّاءُ وَالزَّجَّاجُ بعض نے کہا صہر وہ نکاح کی قربت ہے تو زوجہ کے قریبون کو اختان کہتے ہین اور زوج کے قریبون کو احماء اور اصہار اختان اور احماء دونون کو شامل ہے قَالَهُ الْمَاوَرْدِيُّ قاموس مین ہے صہر بالکسر قرابت سے ارختن ہے اور جمع اسکی اصہار ہے مصباح مین ہے کہا خلیل نے صہر وہ عورت کے اہل بیت ہین کہا خلیل نے اور بعض عرب وہ ہین جو احماء اور اختان دونو قرابتون کو اصہار کہتے ہین اور کہا ازہری نے صہر شامل ہے عورتون کی قرابتون پر ذو المحارم پر اور ذوات محارم پر جیسے عورت کی مان باپ اور اسکے بہن بہائی اور انکی اولاد اور چچے اور ماموں اور خالائین تو یہ لوگ عورت کی خاوند کے اصہار ہین اور جو محارم مرد کیطرف ہون تو یہ لوگ مرد کی عورت کی اصہار ہین کہا ابن سکیت نے ہر وہ قرابت والی جو زوج کی طرف سے ہون اسکا باپ ہو یا اسکا بھائی یا اسکا چچا تو یہ عورت کی احماء ہین اور جو قرابت والی عورت کی طرف سے ہون تو وہ اختان ہین اور اصہار ان دونو قسمون کو شامل ہے انتہے اور قرطبی مین ہے نسب اور صہر یہ دونو ایسے لفظ ہین کہ ہر ایک قرابت کو شامل ہے جو آدمیون کے درمیان ہوتی ہے کہا مفسرون نے اور نسبی قرابتین سات ہین جنکو جمع کیا ہے اللہ کے قول حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ نے اور رَبَائِبُكُمُ سے وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ تک بیان ہر قرابت سببی کا

اور اسمیں جو سببی قرابتیں مذکور ہیں اور رساتوین مذکور ہے اللہ تعالی کے قول وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ
میں ابن عطیہ اور حجاج وغیرہما نے رضاع کو منجملہ نسب کے ٹھیرایا اور اسقول کا مؤید ہے حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کا یہ فرمانا یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ یعنی دودہ سے بھی وہی رشتہ حرام ہوجاتا ہے
جو نسب سے حرام ہوتا ہے اور عمر رضؓ خطاب پوچھے گئے کہ صہر نسب اور صہر سے تو فرمایا مَا أَرَاكَ إِلَّا وَقَدْ عَرَفْتَ
النَّسَبَ وَأَمَّا الصِّهْرُ فَالْأَخْتَانُ وَالْقَحَابَةُ یعنے میں خیال کرتا ہوں کہ نسبی ناتہ تو تم کو معلوم ہے اور
رہا صہری ناتہ تو وہ عورت کی رشتہ دار ہیں اور یار غار اور حب اللہ سبحانہ توحید کے دلائل بیان کرچکا تو
پھر قبائح کفار اور انکے سیرت کے فضائح کے ذکر کیطرف عود کیا اور فرمایا وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ
مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ۝ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا
وَنَذِيرًا ۝ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝ وَتَوَكَّلْ
عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ۝ الَّذِي خَلَقَ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا ۝
وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۝ پرتجو
ہین اللہ کو چھوڑکر وہ چیز کہ نہ بھلا کرے انکا نہ برا اور ہے منکر اپنے رب کیطرف سے پیٹھ دے رہا اور تجھ کو
ہمنے بھیجا ہی خوشی اور ڈر سنانیکو تو کہہ مین نہین مانگتا تم سے اسپر کچھ مزدوری مگر جو کوئی چاہے کہ لے
سکھے اپنے رب کیطرف راہ اور بھروسا کر اس جیتے پر نہین مرتا اور یاد کر اسکی خوبیان اور وہ بس ہے
اپنے بندون کے گناہون سے خبردار جس نے بنائے آسمان اور زمین اور جو انکے بیچ ہے چھ دن مین
پھر قائم ہوا تخت پر وہ بڑی مہر والا سو پوچھ اس سے جو اسکی خبر رکھتا ہو اور جب کہیو انکو سجدہ کرو
رحمن کو کہین رحمن کیا ہے کیا سجدہ کرنے لگین گے ہم جسکو تو فرماویگا اور بڑہتا ہے انکا بدکناف
اللہ تعالے خبر دیتا ہے کہ مشرک لوگ اللہ کو چھوڑکر اصنام کی عبادت کرنے مین جو مالک ضرر و نفع نہیں
جاہل ہین انکے پاس اصنام کی عبادت پر کوئی دلیل نہیں ہے جو انکو انکی عبادت کی طرف قائد
ہو اور نہ کوئی حجت ہے جو انکو اصنام کی پرستش کی طرف مؤدی ہو اور یہ تو انکی عبادت کرتے ہین مجرد آبا
واہوا کے ساتھ تو یہ پیار رکھتے ہین اصنام سے اور لڑتے ہین اصنام کی راہ مین اور دشمنی کرتے
ہین اللہ اور رسول سے ان مین و لہذا اللہ سبحانہ و تعالی نے فرمایا وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا

یعنے شیطان کی مدد کرتے ہین اللہ کے حزب اور جتھے پر اور سُن لو اللہ کا جتھا ہی اوپر ہوگا کما قال تعالی وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ یعنے اور پکڑے ہین مشرکون نے اللہ کو چھوڑ کر اور حاکم کہ شاید انکی مدد کرین نہ سکینگے انکی مدد کرنی اور یہ مشرک انکی فوج ہو کر چلے آتے ہین یعنے یہ آلہہ جنکو مشرکون نے چھوڑ کر اپنا حمائتی سمجھا ہے وہ انکی مدد کی مالک نہین ہین اور یہ بہروے مشرک بتون کی مدد کے لیے آحاضر ہوتے ہین پہ انجام بہلا اور مدد داسکے لیے ہی اور اسکے رسُول کے لیے اور مسلمانون کے لیے مجاہد نے اللہ تعالی کے قول وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا کی تفسیر مین کہا اور کافر مدد کرتا ہے شیطان کی اللہ کی معصیت پر اور اعانت کرتا ہے اسکی اور سعید بن جبیر سے آیت کی تفسیر مین ایسا ہی مروی ہے کہ شیطان کا مددگار ہو جاتا ہے مشرک اور کفر کر کر اپنے رب کے مخالف اور زید بن اسلم نے ظہیرا کی تفسیر کی موالیگے کے ساتھہ یعنے شیطان کا دوست بنجاتا ہے اللہ کی مخالفت پر پہر اللہ تعالے نے اپنے رسول کے واسطے فرمایا صلوات اللہ وسلامہ علیہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا اپنے تجہ کو جو بہیجا ہے تو مسلمانون کو بشارت دینے اور کفار کو ڈرانے کے لیے یا یہ معنے ہین بشارت دینے والا بہشت کی اللہ تعالے کے فرمانبردارون کو اور ڈرانے والا سخت عذاب کے انکو جو خلاف کرین اوامر الٰہی کا اور یہ جو فرمایا قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ تو اسکے یہ معنے ہین کہ میں بلانے اور انذار پر تم سے کچہ مزدوری نہین مانگتا اور یہ کام تو مین اللہ کے چاہنے کے واسطے کرتا ہون پہر جس شخص کو سیدہی راہ چلنا منظور ہے وہ چلے اور استثناء الا من شاء ان یتخذ الآیہ مین منقطع ہے اور سبیل سے طریق اور مسلک اور منہج مراد ہے جس مین پیروی ہو اسپیغمبر کی جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے پہر فرمایا وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ یعنے اپنے سارے کامون مین اس اللہ پر بہروسا کر جو جیتا ہے اور کبہی نہ مریگا وہ جو اول ہی اور پچہلا اور باہر اور اندر اور وہ سر چیز جانتا ہے وہ دائم ہے باقی ہے سرمدی ہے ابدی ہے زندہ ہے سب کا تہامنے والا رب ہر چیز کا اور اسکا مالک بنا لے اسی کو اپنا ڈہا سنا اور اپنی پناہ اور وہی اس لائق ہے کہ اسپر بہروسا کیا جاوے اور وہی اسکے سزاوار ہے کہ اسکی طرف گہبرا دین وہ تجہ کو کافی ہے اور تیری مدد کریگا اور تائید کرے گا اور تجھے فتح دیگا کما قال تعالی یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ یعنے اے رسُول پہونچا جو بہیجا گیا تیرے رب سے اور اگر یہ نکیا تو تو نے

کچھ نہ پہونچایا اسکا پیغام اور اسکا حکم تجھکو بجا لیگا لوگون سے اللہ راہ نہین دیتا منکر قوم کو شہرین خوشب سے مروی ہے کہ سلمان فارسی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینے کے کسی گلی مین ملے تو اونہون نے حضرت کو سجدہ کیا حضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا لَا تَسْجُدْ لِیْ یَا سَلْمَانُ وَاسْجُدْ لِلْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ یعنے مجھکو سجدہ مکر اے سلمان اور اس جیتے کو سجدہ کر جو نہ مرے گا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ کہا حافظ ابن کثیر نے اور یہ حدیث مرسل ہے جسز ہے اور اللہ نے اپنے قول وسبح بحمد ربک مین اپنی حمد اور تسبیح کا ملا کر ذکر کیا ولہذا حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم (اپنی نماز کے رکوع سجودمین) کہا کرتے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وہذہ الآیۃ کما قال تعالی رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا یعنے مالک مشرق کا اور مغرب کا اس بن کسی کی بندگی نہین سو پکڑ اسیکو کام سونپا اور جیسے فرمایا فَاعْبُدْہُ وَتَوَکَّلْ عَلَیْہِ وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ یعنے اور اسی کیطرف رجوع ہے کام تو اسکی بندگی کر اور اسپر بھروسا کر اور تیرا رب بیخبر نہین جو کام کرتے ہو اور فرمایا قُلْ ھُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِہٖ وَعَلَیْہِ تَوَکَّلْنَا فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ ھُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ یعنے تو کہہ وہی رحمان ہے ہمنے اسکو مانا اور اسپر بھروسا کیا سو اب جان لوگے کون پڑا ہے صریح بہکا دی مین اور یہ فرمایا وَکَفٰی بِہٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِہٖ خَبِیْرًا یعنے اور وہی بس ہے اپنے بندون کے گناہون سے خبردار کیونکہ اسکا علم پورا ہے اور اسپر کوئی خافیہ مخفی نہین ہے اور نہ اس سے ایک بھونگا بھر چیز چھپ سکتی ہے اور یہ جو فرمایا اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الایۃ تو اسکے یہ معنے ہین کہ جسے لایموت اور جنیرہ ذات پاک ہے جس نے اپنی قدرت اور سلطنت کر ساتھ سات آسمان اسقدر اونچے اور اسقدر فراخ بنائے اور ساتون زمین اسقدر نیچے اور اسقدر موٹین تیار کین چھ دنون مین پھر تدبیر کرنے لگا کام کی اور کہونے لگا حق اور وہ ہے بہتر چلانے والا اور یہ جو فرمایا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِہٖ خَبِیْرًا یعنے ایسے شخصکی خبر پوچھ اسی سے جو اسکی خبر رکھتا ہو اور اسکو جانے ہو تو اسی کی پیروی کر اور اسی کی اقتدا اور یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ کوئی شخص اعلم باللہ اور اس سے زیادہ خبردار اللہ کے بندی اور اسکے رسول محمد سے بڑھکر نہین ہے صلوات اللہ وسلامہ علیہ جو علی الاطلاق دنیا اور آخرت مین اولاد آدم کے سردار ہین جو نہین بولتے تھے اپنے جی سے اور وہ تو پہونچتا تھا انکو حکم پھر جو اونہون نے فرمایا وہ حق ہے اور جسکی خبر دی وہ صدق ہے وہ ایسے امام ہین کہ جب لوگ جھگڑین کسی چیز مین تو انپر واجب ہے کہ اپنے نزاع کو اسکے پاس لیجاوین جو بات آپکے اقوال کے مطابق اور جو کام آپکے افعال کے موافق ہو وہ حق

ہے اور جو مخالف ہو تو وہ مردود ہے اسکے قائل اور فاعل پر وہ قائل و فاعل کوئی ہو کما قال فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا یعنے پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اسکو رجوع کرو طرف اللہ کی اور رسول کی اگر یقین رکھتے ہو اللہ تعالی پر اور پچھلے دن پر یہ خوب ہے اور بہتر تحقیق کرنا اور فرمایا وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْهِ مِنْ شَیْءٍ فَحُكْمُهٗۤ اِلَی اللّٰهِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّیْ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ یعنے اور جس بات میں پھوٹے ہو کوئی چیز ہو اسکی حکومت ہے اللہ کے حوالے وہ اللہ ہے رب میرا اوسپر بھروسا اور اسی کیطرف میری رجوع اور فرمایا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا یعنے اور تیرے رب کی بات پوری ہوئی جو اخبار میں سچی ہے اور احکام و نواہی میں انصاف والی ہے ولہذا فرمایا فَاسْئَلْ بِهٖ خَبِیْرًا ابن جریج نے اسکی تفسیر میں کہا مَا اَخْبَرْتُكَ مِنْ شَیْءٍ فَهُوَ كَمَا اَخْبَرْتُكَ یعنے جس چیز کی میں تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر خبر دوں وہ ویسی ہی ہے جیسے میں نے تمکو عیانا خبر دی اور کہا ستمر بن عطیہ نے اللہ کے قول فاسال بہ خبیرا کی تفسیر میں کہ قرآن مجید خبیر باللہ ہے پھر اللہ نے انکار فرمایا ان مشرکوں پر جو اللہ کو چھوڑ کر اصنام و انداد کو سجدہ کرتے ہیں اور فرمایا وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ یعنے کہتے ہیں کہ ہم رحمان کو نہیں پہچانتے ہیں اور وہ برا جانتے تھے اسکو کہ اللہ کو رحمن کہا جاوی جیسے اونہوں نے اسکا انکار کیا حدیبیہ کے دن جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاتب (امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام) کو لکھ بسم اللہ الرحمن الرحیم تو وہ بولے ہم تو نہ رحمن کو پہچانیں اور نہ رحیم کو ولکن تو لکھ جیسے تو لکھایا کرتا تھا باسمک اللھم ولہذا فرمایا اللہ تعالی نے قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یعنے کہہ اللہ کہکر پکارو یا رحمن کہکر جو کہکر پکارو گے سو اسکے ہیں نام خاصے اور بیان فرمایا وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ یعنے ہم رحمن کو نہیں پہچانتے اور نہ اسکا اقرار کرتے ہیں کیا ہم سجدہ کریں اسکو جو تو فرماوے یعنے تیرے مجرد قول پر ہم سجدہ کرلیں وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا اور اس سے انکو نفرت ہے اور رہے مسلمان تو وہ عبادت کرتے ہیں اللہ کی جو رحمن اور رحیم ہے اور ایک کہتے ہیں اسکو الوہیت میں اور سجدہ کرتے ہیں اسی کیواسطے اور علماء رحمہم اللہ نے اتفاق کیا ہے کہ یہ سورہ فرقان کا سجدہ مشروع ہے قاری اور مستمع کے لیے اور یہ بات ثابت ہے اپنے محل میں وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ انتہے ماقال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ ختم کا بیان یہ ہے کہ یہ اصنام انکو نافع نہیں ہیں اگر انکی عبادت کریں اور ضار نہیں ہیں اگر انکو چھوڑ دیویں زجاج نے کہا اللہ کے قول وکان

الکافر علی ربہ ظہیرا کی تفسیر مین کہا اسلیے کہ کافر متابعت کرتا ہی شیطان کی اور مدد کرتا ہے اسکی اللہ کی معصیت پر کیونکہ انکے اصنام کی عبادت کرنے مین شیطان کی معاونت ہی اور ابو عبیدہ نے کہا ظہیر سے ہین مہین ذلیل مراد ہے یعنے کافر کی اللہ کے پاس کوی عزت نہین ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین اور کافر اپنے اس رب پر جسکو وہ پوجا کرتا ہے اور وہ بت ہی قوی ہے اور غالب ہے اسکے حق مین جو چاہے کر سکتا ہے کیونکہ جماد کو دفع نفع کی طاقت نہین ہوتی اور یہ بھی جائز ہے کہ ظہیر جمیع ہو اللہ تعالے کے قول اسقول کیطرح وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ اور اسصورت مین معنے یہ ہونگے کہ بعض کافر بعض کافرون کی مدد کرتے ہین رسول کی مخالفت پر یا اللہ کر دین کی مخالفت پر اور کافر سے جنس کافر مراد ہوگا اور سبب نزول کا کافر معین ہونا اسقول کے منافی نہین ہے جیسے کہا گیا ہے جسر کے حق مین یہ آیت اتری وہ ابو جہل تہا اور ابن عباس رض نے کہا یہ آیت ابو الحکم کے حق مین اتری ہے جسکا نام حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو جہل رکہا اور اسکے باپ کا نام ہشام تہا تو صحیح یہ قول ہے کہ یہ آیت ایک کافر کو شامل ہے اور قل ما اسالکم علیہ مین ضمیر مجرور قرآن کی طرف راجع ہے یا تبلیغ رسالت کی طرف جسپر لفظ ارسال کا دلیل ہے یا مطلق دعوت کیطرف اجر سے دنیا دی اسباب مراد ہے قالہ ابن عباس رض اور استثنا اللہ کے قول اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا مین منقطع ہے یعنے لیکن جو شخص راستہ لینا چاہے وہ لے اور بعض نے کہا استثنا متصل ہے اور معنے یہ ہین مگر جو شخص اللہ سبحانہ کا قرب حاصل کرنا چاہے طاعت کے ساتہہ اور اسکو بیان کیا اجر کی صورت مین کیونکہ یہی حصول کا مقصود ہے اور جب اللہ سبحانہ نے بیان کیا کہ کفار ایک دوسرے کے مددگار ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر اور حضرت کو ارشاد فرمایا کہ تبلیغ پر اجر طلب نکرین تو حکم دیا آپ کو کہ آپ دفع مضار اور جلب منافع مین اللہ پر بہروسا کرین اور فرمایا وَتَوَكَّلْ یعنے انکے شرور کے استقلا مین اور انکے اجور سے استغنا مین بہروسا کر عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ ان جیتے پر جو نہین مرنیکا کیونکہ اسیپر بہروسا کرنا لائق ہے اور خاص کیا حیات کی صفت کو اسلیے کہ زندہ ہے اسپر لائق ہے کہ اسپر مصالح اور منافع اور دفع مضار مین اعتماد کیا جاوے اور حیات علی الدوام نہین ہے مگر اللہ سبحانہ کے واسطے ان احیا کے سوا جنکی حیات منقطع ہوجانیوالی ہے کیونکہ جب وہ مر گئے تو جس نے انپر بہروسا کیا وہ برباد ہوا اور بعض صالحین نے اس آیت کو پڑہا پہر کہا لَا يَحِقُّ لِذِيْ عَقْلٍ اَنْ يَّثِقَ بَعْدَهَا بِمَخْلُوْقٍ یعنے کسی عقل والے کو یہ جائز نہین ہے کہ اس آیت کے سننے یا پڑہنے کے بعد کسی مخلوق کا آسرا کرے توکل کہتے ہین بندے کے اعتماد کو اللہ پر جمیع امور مین اور اسباب وسائط مین انکے استعمال کا حکم ہوا ہے لیکن انپر اعتماد کا حکم

نہین ہوا اور تسبیح سے تنزیہ عن صفات النقصان مراد ہے جو مقترن ہو اللہ کی حمد کے ساتھ بعض نے کہا تسبیح بمعنے صلوۃ ہے خبیر کہتے ہین مطلع علی الامور کو جسپر کوئی چیز مخفی نہ ہو اور آیت وسبح بحمدہ الایۃ مین وعید شدید ہے گویا اللہ تعالے یون فرماتا ہے جب تم نے رسول کی مخالفت مین قدم دھرا تو اللہ کا علم تمہارے سکافات اور مجازات مین کافی ہے جس عذاب کے مستحق و مستوجب ہو پہر اس مین مبالغہ فرمایا یہ کہکر اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ تو زمین کو بنایا دو دن مین اتوار اور پیر شنبہ مین اور آسمان و زمین کے درمیان کی چیزین دو دن مین سہ شنبہ اور چہار شنبہ مین اور ساتون آسمانون کو دو دن مین پنجشنبہ اور جمعہ مین اور فارغ ہوا اللہ سبحانہ وتعالی جمعہ کے دن کی آخر ساعت مین بعض نے کہا بنای اللہ نے آسمان و زمین اتنے مقدار مین کیونکہ اسوقت نہ رات تھی نہ دن اور اللہ تعالے نے بنای آسمان و زمین اور سب مخلوق چھہ دن مین حالانکہ وہ انکے لحظہ مین بنانی پر طاقت رکھتا ہے اپنی مخلوق کو رفق اور تثبیت سکھانیکے لیے اور تدریج اور آہستگی کی تعلیم دینے کے لیے اگر اعتراض ہووے کہ عرش کو اللہ تعالے نے سموات کی پیدا کرنی کے بعد بنایا ہے اور پہر اللہ کا قول ثم استوی علے العرش دلیل ہے تو جواب یہ ہے کہ ثم کا کلمہ خلق عرش پر داخل نہین ہوا ہے بلکہ استوار علے العرش پر داخل ہوا ہے اور لغت مین عرش کہتے ہین سریر ملک کو اور یہان عرش سے ایک جسم عظیم مراد ہے جو عالم کو محیط ہے ساتون آسمانون کے اوپر اور استوار اللہ سبحانہ کی صفت ہے جسکے معنے یہ ہین کہ اللہ سبحانہ مخلوق سے مبائن ہے اور وہ علی الذات ہے اور عالم کے اوپر اور اس مسئلہ پر سورہ اعراف وطہ اور اسکے اخوات مین گفتگو گذر چکی اور الرحمن خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنے وہ رحمن ہے یا استوے کے ضمیر سے بدل ہے اور اسکو مجرور بھی پڑہا گیا ہے اسپر کہ حی کی نعت ہے یا موصول کی یا مبتدا ہے اور اسکی خبر جملہ فاسئل بہ خبیرا ہے قالہ الاخفش اور ضمیر مجرور یہ مین ماذکر کیطرف لوٹتی ہے اور وہ آسمانون زمینون کا بنانا ہے اور عرش پر قائم ہونا اور معنے یہ ہین اس مجمل مذکور کی تفصیل اسکے عالم سے پوچھ اور زجاج اور اخفش کے نزدیک بار معنے مین عن کے ہے ای فاسال عنہ جیسے اللہ کے قول سَاَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لے عن عذاب واقع اور خبیر سے اللہ سبحانہ وتعالے مراد ہے کیونکہ ان مخلوقات کی تفاصیل سے وہی خبردار ہے اسکے سوا اور کسیکو مخلوق مین سے انکی تفصیل کا علم نہین ہے بعض نے کہا خبیر سے جبریل علیہ السلام مراد ہین لیکن پہلا قول راجح ہے اور یہ قول کہ اصل مین یون ہے اگر تو اس سے شک مین ہے تو جو اس سے واقف ہے اس سے پوچھ اس طرح کہ خطاب حضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے اور مراد آپ کے سوا اور لوگ ہین تو یہ قول درست ہونے سے بمراحل دور ہے بعض نے کہا تو تو جسپر اس شخص سے جسکو کتب متقدمہ پر اطلاع ہے وہ تیری تصدیق کریگا بعض نے کہا ضمیر رحمان کے لیے ہے یعنے اگر رحمن کے اطلاق کا اللہ سبحانہ پر انکار کرین تو تو پوچھ رحمان سے اس شخص کو جو تجھ کو خبر دیوی اہل کتاب مین سے اور خبیر اسمفعول ہے بمفعولیت پر یا حال موکدہ ہے اور ابو البقا نے اسکے حال ہونیکو ضعیف قرار دیا اور ابن جریر نے کہا فَاسْأَلْ حَالَ كَوْنِهِ خَبِيرًا بِهِ صورت مین بایہ مین زائدہ ہوگی بعض نے کہا اللہ تعالی کا قول یہ جاری ہے تم کی جا بجا جیسے اللہ کے قول وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ مین اور پہلی وجہ ان سب وجہون سے زیادہ مناسب اور زیادہ قریب ہے پھر اللہ سبحانہ نے خبر دی کہ وہ رحمن کے معنے سے جاہل ہین اور فرمایا وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ مفسرون نے کہا ہے وہ بولے ہم تو نہین پہچانتے رحمن کو یمامہ کے رحمن کے سوا یعنے مسیلمہ کے سوا زجاج نے کہا رحمان اسم ہے ہمارا الٰہی مین سے بعض نے کہا یہ سجدہ ان سجدون مین سے ہے جسکا کرنا ضروری ہے پھر سنون ہے قاری اور مستمع کے واسطے کہ اس آیت کے سننے اور پڑہنے کے وقت سجدہ کرے پھر اللہ سبحانہ نے وہ بات بیان کی کہ اگر کفار اس مین غور کرتے تو رحمان کے لیے سجود کے واجب ہونیکو پہچان لیتے اور فرمایا تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا ○ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ○ بڑی برکت ہے اسکی جس نے بنائے آسمان مین برج اور رکھا اس مین چراغ اور چاند اور جلا کرنے والا اور وہی ہے جس نے بنائی رات اور دن بدلتے اسکے واسطے جو چاہے دھیان رکھنا یا چاہے شکر کرنا ف آسمان کے بارہ حصے انکا نام برج ہر ایک پر ستارون کا پتا یہ حدین رکھی ہین حساب کو اور یہ جو فرمایا رات دن بدلتے تو اس سے مراد یا تو بڑہنا گھٹنا یا آنا جانا یا یہ کہ ایک دوسرے کا بدلا دن کا کام رہگیا رات کو کیا رات کا دن کو انتہی ناقل صاحب الموضح ف اللہ تعالی اپنے نفس مقدس کی تمجید و عظمت بیان کرتا ہے بروج کے آسمان مین پیدا کرنے پر اور بروج سے کواکب عظام (سبعہ سیارہ) مراد ہین یہی قول ہے مجاہد اور سعید بن جبیر اور ابو صالح اور حسن اور قتادہ کا بعض نے کہا وہ محل ہین آسمان مین جو کیدارون کے لیے اور یہ قول مروی ہے امیر المومنین حضرت علی اور ابن عباس اور محمد بن کعب اور ابراہیم نخعی اور سلیمان بن مہران اعمش سے اور یہ ایک روایت ابو صالح سے بھی ہے اور پہلا قول ظاہر ہے مگر یہ کہ کواکب عظام وہی چوکیدارون کے لیے محل ہون اسصورت مین دونو قول جمع ہو جاوینگے وہذہ الآیۃ کما قال تعالے

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُومًا لِّلشَّيٰطِينِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ یعنے اور ہم نے رونق دی ورلا آسمان کو چراغون سے اور انسے رکھہ بھینک مار شیطانون کی اور رکھی انکو مار دیکھتی آگ کی دکھا قال تعالی وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا یعنے اور بنایا ایک چراغ چمکتا سراج سے چمکنے والا آفتاب مراد ہے جو وہ چراغ کی طرح ہے وجود مین بہر فرمایا وقمراً منیراً یعنے اور چاند اوجالا کرنے والا نور آخر کے ساتھہ آفتاب کے نور کے سوا کما قال تعالے هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُورًا یعنے وہی ہے جس نے بنایا سورج کو چمک اور چاند کو اوجالا اور خبر دی اللہ تعالے نے نوح علیہ السلام سے کہ اونھون نے فرمایا اپنی قوم کے لیے اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا یعنے تمنے نہین دیکھا کیسے بنای اللہ نے سات آسمان تہ پر تہ اور رکھا چاند انمین اوجالا اور رکھا سورج چراغ جلتا پہر فرمایا وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً تو خلفت سے مراد ہے کہ ایک دوسرے کے پیچھے چلا آتا ہے نہین تھکے جب یہ گیا وہ آی وہ گئی یہ آیا جیسے فرمایا وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ یعنے اور کام مین لگای تمہاری سورج اور چاند ایک دستور پر اور کام مین لگای تمہاری رات اور دن اور فرمایا يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ یعنے اوڑھاتا ہے رات پر دن اور سورج اور چاند اور تاری کام لگے اسکے حکم پر سن لو اسکی کام ہے بنانا اور حکم فرمانا بڑی برکت والا ہے جو صاحب سارے جہان کا اور فرمایا لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِي لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُونَ یعنے نہ سورج کو پہونچے کہ پکڑے چاند کو اور نہ رات آگے بڑہے دن سے اور ہر کوئی ایک ایک گھیرے مین پیرتے ہین اور یہ جو فرمایا لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُورًا یعنے کیا رات دن کو بدلتی اپنے بندون کی عبادت کی توفیق کے لیے جو چکا اور دیا وظیفہ رات مین سجدے دینے اسکا تدارک کر لیوے اور جسکا نہین عمل سجدے وہ سکر اتین اور کر لیوے صحیح حدیث مین ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْسُطُ يَدَهُ بِالَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيْئُ النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيْئُ الَّيْلِ یعنے اللہ عزوجل پھیلاتا ہے ہاتھہ اپنا رات مین توبہ کرلے جس نے دن مین گناہ کیا اور پھیلاتا ہے اپنا ہاتھہ دن مین توبہ کرے وہ جس نے رات مین گناہ کیا حسن کہتے ہین حضرت عمرؓ نے ایک دن چاشت کی نماز کو لمبا کیا تو کسینے کہا آج آپنے وہ کام کیا جو آپ اسکو نہین کیا کرتے تھے تو فرمایا مینے کیا یہ کام اسلیے کہ میری رات کے وظیفے

مین کچھ رہگیا تہا پھر مینے چاہا کہ مین اسکو پورا کرلون یا فرمایا اسکو ادا کرلون اور اس آیت کو پڑہا وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالطَّيَالِسِيُّ ابن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر مین یہ روایت کیا کہ وہ فرماتے جس شخص کا کام رہجائے وہ اسکا دن مین تدارک کرلیوے اور جسکا کام رہجاوے وہ رات مین اسکا تدارک کرلیوے اور یہی قول ہے عکرمہ اور سعید بن جبیر اور حسن کا اور مجاہد اور قتادہ کا خلفۃ کی تفسیر مین یہ قول ہے کہ رات دن کا سیاہی سفیدی مین مختلف ہونا مراد ہے انتہی ملخصاً تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہ بروج سے سبعہ سیارہ کی منزلین مراد ہین اور انکے محل اور وہ باران منزلین ہین جن مین وہ سیر کرتے ہین اور حسنؒ اور قتادہؒ اور مجاہد کا یہ قول ہے کہ بروج سے کواکب عظام مراد ہین نام رکہا گیا ہے انکا برج انکے ظاہر ہونے کے لیے اور پہلا قول راجح ہے اور اصل مین برج کہتے ہین قصور عالیہ کو کیونکہ وہ کواکب منازل رفیعہ کیطرح ہین انکے لیے جو ان مین رہتے ہین اور بروج مشتق ہے تبرج سے اور تبرج کہتے ہین ظہور کو کہا زجاج نے برج ہر اونچی مکان کو کہتے ہین اس صورت مین تشبیہ اور نقل کی ضرورت نرہے گی کہا ابن عباسؓ نے آیت کی تفسیر مین وہ بارہ برج ہین پہلے کا نام حمل ہے اور اسکو کبش بہی کہتے ہین دوسرے کا نام ثور ہے تیسرے کا نام جوزاء ہے چوتہے کا نام سرطان ہے پانچوین کا نام اسد ہے اور اسکو لیث بہی کہتے ہین چھٹے کا نام سنبلہ ہے ساتوین کا نام میزان ہے آٹہوین کا نام عقرب ہے نوین کا نام قوس ہے دسوین کا نام جدی ہے گیارہوین کا نام دلو ہے اور اسکو دالی بہی کہتے بارہوین کا نام حوت ہے اور انکو منظوم کیا ہے بعض نے اپنے اسقول مین ؎ حمل الثور جوزة السرطان ودعی اللیث سنبل المیزان ودمی عقرب بقوس جدی تزہر الدلو برکة الحیتان اور یہی کواکب سبعہ سیارہ کی منزلین ہین حمل اور عقرب مریخ کے لیے ہے اور ثور اور میزان زہرہ کے لیے ہے اور جوزاء اور سنبلہ عطارد کے لیے ہے اور سرطان قمر کے لیے ہے اور اسد شمس کے لیے ہے اور قوس اور حوت مشتری کے لیے اور جدی اور دلو زحل کے واسطے قالہ المحلی اور بعض نے ان ساتون کو منظوم کیا ہے اپنے اس قول مین۔

زحل شوی مریخہ من شمسہ فتزاہرت لعطارد الاقمار

تو زحل ساتوین آسمان مین تا رہے اور مشتری چھٹے آسمان مین اور مریخ پانچوین آسمان مین اور شمس چوتہے آسمان مین اور زہرہ تیسرے آسمان مین اور عطارد دوسرے آسمان مین اور قمر پہلے آسمان مین حاصل یہ کہ سبعہ سیارہ مین سے پانچ تو دس برجون مین چلتے ہین ہر ایک دو دو مین اور سبعہ مین سے

دو تاری یعنے شمس و قمر دو رجون مین یعنے ہر ایک ایک رجہ مین اور ابن عباس کے قول وجعل فیہا سراجا مین سراج سے آفتاب مراد ہے اور اسی کی مثل ہے اللہ کا قول سورہ نوح مین وجعل الشمس سراجا اور سراجا بالجمع بھی پڑہا گیا ہے اسصورت مین نجوم عظام مراد ہون گے پہلی قرارت کو ترجیح دی ابو عبیدہ نے اور زجاج نے دوسری قرارت کی تاویل مین کہا کہ سراج سے شمس اور کواکب مراد ہین اور خاص کیا قمر کو ذکر کرنے کے ساتھ ایک نوع کی فضیلت کر لیے عرب کے نزدیک کیونکہ انکا سال شہور قمریہ پر مبنی ہے ابو عبید نے خلفۃ کی تفسیر مین کہا اَلْخِلْفَۃُ کُلُّ شَیْءٍ بَعْدَ شَیْءٍ اللَّیْلُ خِلْفَۃٌ لِلنَّہَارِ وَالنَّہَارُ خِلْفَۃٌ لِلَّیْلِ لِاَنَّ اَحَدَہُمَا یَخْلُفُ الْاٰخَرَ وَیَاْتِی بَعْدَہٗ یعنی خلفت ہر وہ چیز ہے جو دوسری چیز کے پیچھے آوے پہر رات خلیفہ ہے دن کا اور دن خلیفہ ہے رات کا کیون کہ ایک ان مین کا پیچھے آتا ہے دوسرے کے اور اسی قبیل سے ہے عرب کا یہ قول خلفۃ النبات اور خلفت نبات وہ پتے ہین جو پہلے پتون کے پیچھے نکلین بہار کے موسم مین کہا فراء نے جاتا ہے اور یہ آتی ہے اور مجاہد اور ابن عباس نے کہا خلفت مشتق ہے خلاف سے تو دن سفید ہوتا ہے اور رات سیاہ اور پہلا قول بہت قوی ہے بعض نے کہا مستعاقب ہین ضیاء اور ظلام مین اور زیادت اور نقصان مین کہا ابن عباس اور عمر اور حسن نے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ جس شخص کا عمل رہجاوے وہ دن مین اسکا تدارک کرے اور جسکا دن مین رہجاوے وہ رات مین تدارک کرے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ہَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَہُمُ الْجٰہِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّہِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَہَنَّمَ اِنَّ عَذَابَہَا کَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّہَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ۝ اور بندے رحمن کے وہ ہین جو چلتے ہین زمین پر دبے پاؤن اور جب بات کرنے لگین اسنے بے سمجہ لوگ کہین منا سلامت اور وہ جو رات کاٹتے ہین اپنے رب کے آگے سجدے مین یا کہڑے اور وہ جو کہتے ہین اے رب ہٹا ہمسے عذاب دوزخ کا بے شک اسکا عذاب بڑی چٹی ہے اور بری جگہ ہے ٹہراوکی اور بری جگہ ہے رہنے کی اور وہ کہ جب خرچ کرنے لگین نہ اوڑادین اور نہ تنگی کرین اور ہے اُنکی اسکے بیچ ایک سیدہی گزران ف یہ جو فرمایا اور جب بات کرنے لگین اسنے بے سمجہ لوگ کہین صاحب سلامت تو اس سے یہ غرض ہے کہ وہ ایسے لوگون سے لگتے نہین نہ ان مین شامل ہوتے ہین اور نہ ان سے لڑتے ہین اور اس سے اگلی آیت مین سجدے اور قیام کا ذکر کیا رکوع کا ذکر نہین کیا اسلیے کہ رکوع لمبا

نہین ہوتا ف ان آیات مین اللہ نے اپنے مسلمان بندون کی صفتون کو بیان فرمایا ہے کہ وہ زمین پر دبا دبا ون چلتے ہین سکینت اور وقار کے ساتھہ سو اجرءت اور استکبار کے کما قال تعالی وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا انك لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِندَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا یعنے اور نہ چل زمین پر اترا اتا تو نہ پہاڑ ڈالے گا زمین کو اور نہ پہونچے گا پہاڑون تک لمبا ہوکر یہ جتنی باتین مذکور ہوئین ان مین سے مکروہ بات ہے خدا نزدیک ناپسند ہوتا ہے اور جو چلتے ہین تو استکبار اور مرح اور اشر اور بطر کے سوا چلتے ہین اور یہ غرض نہین ہے کہ وہ بیمارون کی طرح بناوٹ اور ریا کر کر چلتے ہین کیونکہ سید ولد آدم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تو گویا اونچی زمین سے نیچے اترتے اور گویا زمین آپکے لیے لپیٹی جاتی اور بعض سلف نے ضعف اور بناوٹ کے ساتھہ چلنے کو برا جانا ہے یہانتک کہ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ انہون نے ایک جوان کو آہستہ چلتا دیکھا تو فرمایا تو بیمار ہے وہ بولا نہین یا امیر المؤمنین پھر آپنے درہ اٹھایا اسر کو مارنے کے لیے اور فرمایا زور سے چل اور ہمون سے مراد سکینت اور وقار ہے جیسے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے إِذَا أُتِيتُمُ الصَّلَاةَ فَلَا تَأْتُوهَا وَأَنتُمْ تَسْعَوْنَ وَأْتُوهَا وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةَ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا یعنے جب تم نماز کیطرف آؤ تو دوڑتے نہ آؤ اور سکینت کے ساتھہ آؤ پھر جتنا حصہ نماز کا تم کو ملجاوے اسکو پڑھہ لو اور جو حصہ تم سے فوت ہوجاوے اسکو پورا کرلو عمر بن مختار نے حسن بصری سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ فِي الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا کہا مسلمان ایسے لوگ ہین کہ بخدا انکے کان اور آنکھین اور جوارح نوکر ہین (اللہ کے آگے) یہانتک کہ نادان انکو بیمار خیال کرتا ہے حالانکہ وہ بیمار نہین ہین اور بہ خدا وہ تندرست ہین ولکن وہ ڈرتے ہین اسقدر جسقدر دوسرے لوگ نہین ڈرتے اور روکدیا ہے انکو دنیا کے تناول سے اگلی آخرت کو جاننے نے پھر وہ کہتے ہین الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ یعنے شکر اللہ کا جس نے دور کیا ہم سے غم بخدا انکو غم مین نہین ڈالا اس چیز نے جس نے لوگون کو غم مین ڈالا اور وہ اپنے جیون مین ایسی بڑی چیز کوئی خیال نہین کرتے جسکی وجہ سے وہ بہشت طلب کرین اور وہ روتے ہین دوزخ سے ڈر کر اور جو شخص رہا نی نہ بنے اسکا جی دنیا پر ٹوٹ مرتا ہے اور جو شخص کھانے اور پینے کے سوا اللہ تعالی کا اور کوئی احسان نہ سمجھے تو اسکا علم بہت کم ہے اور اسکا عذاب بوجود اور یہ جو فرمایا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا تو اسکے یہ معنے ہین کہ جب نادان تند کلامی سے پیش آتے ہین تو انکا مقابلہ اسکی مثل کے

ساتھ نہین کرتے بلکہ معاف کرتے ہین اور درگذر کرتے ہین اور نہین کہتے مگر بھلی بات جیسے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب آپ پر کوئی نادان تندی کرتا تو آپ زیادہ نرمی کرتے وکما قال تعالے وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ یعنے اور جب سنین نیکی باتین اس سے کنارہ پکڑین اور کہین ہمکو ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام سلامت رہو ہمکو نہین چاہیین بے سمجھ نعمان بن مقرن مزنی کہتے ہین کہ ایک شخصکو ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پاس گالیان دین توجسکو گالیان پڑتین وہ کہتا علیک السلام تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ و سلم نے فرمایا سن لو تمہارے درمیان ایک فرشتہ ہے کہ تیری طرف سے اسکو جواب دیتا ہے جب یہ تجھ کو گالی دیتا ہے تو وہ فرشتہ اسکو کہتا ہے بَلْ اَنْتَ وَاَنْتَ اَحَقُّ بِهٖ یعنے نہین تو ایسا ہے اور ایسا ہونے تو ہی لائق ہے اور جب تو کہتا ہے وعلیک السلام تو کہتا ہے نہین یہ سلامتی کے لائق نہین ہے رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ حافظ ابن کثیر نے کہا اسکی حدیث کا اسناد حسن ہے اور صحاح ستہ والون نے اسکو نہین نکالا مجاہد نے سلاما کی سداد کے ساتھ تفسیر کی اور سعید بن جبیر نے کہا جواب مین اچھی بات کہتے ہین اور حسن بصری کہتے ہین وہ کہتے ہین سلامتی ہووے تم پر اگر انپر جہالت کی جاوے تو نرمی کرتے ہین صحبت مین رہتے ہین اللہ کے بندون کے دن مین پھر اللہ نے بیان کیا کہ انکی رات بہتر رات ہے اور فرمایا وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا یعنے اسکی طاعت وعبادت مین مصروف رہکر رات کاٹتے ہین جیسے فرمایا كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ یعنے رات مین تھوڑا سوتے تھے اور سحر یون مین معافی مانگتے اور فرمایا تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ یعنے الگ رہتے ہین انکی کروٹین اپنے سونے کی جگہون سے پکارتے ہین اپنے رب کو ڈر سے اور لالچ سے اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہین اور فرمایا اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنے بھلا ایک جو بندگی مین لگا ہے گھڑیون رات کی سجدے کرتا اور کھڑا خطرہ رکھتا ہے آخرت کا اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی مہر کی تو کہ کوئی برابر ہوتے ہین سمجھ والے اور بے سمجھ وہی سوچتے ہین جنکو عقل ہے ولہذا فرمایا وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا غرام یعنے دائم ولازم ہے جو کبھی نہ ٹلے کما قال الشاعر

ان یعذب یکن غراما وان یسقط جویلا فانہ لایبالی ولہذا حسنؓ نے اللہ تعالیٰ کے قول اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا
کی تفسیر میں کہا ہو کہ جو چیز ابن آدم کو پوچکر لے جاوے تو وہ غرام نہیں ہے اور غرام تو وہ ہے جو چمٹی رہے اور
لگی رہے جب تک رہیں زمین اور آسمان اور یہی قول ہے سلیمان تیمی کا محمد بن کعب قرظی نے کہا عذاب غرام
سے دنیاوی نعمتیں مراد ہیں اللہ تعالیٰ نے کفار سے یہ نعمت طلب کی تو انہوں نے اس نعمت کو اللہ کیطرف
نہ لوٹایا پھر لازم کردی اللہ نے انکے ساتھ اور داخل کریگا انکو آگ میں جسکا نظارہ بہت برا ہے اور برا مقام
ہے آرام لینے کا ابن ابی حاتم نے انہا سارت مستقرا و مقاما کی تفسیر میں مالک بن حارث سے روایت کیا کہ انہوں
نے کہا جب پھینکا جاوے گا آدمی کو آگ میں تو وہ ہلاک ہونے لگے گا اس میں جب دوزخ کے کسی دروازے
پر پہونچے گا نکلنے کے واسطے تو اسکو کہا جاویگا تو یہاں پھر تو کو تحفہ دیا جاوے مالک بن حارث نے
کہا پھر اسکو سانپوں اور بچھوؤں کی زہر کا ایک پیالہ دیا جاوے گا پینے کے لیے کہا مالک بن حارث نے
پھر اسکا چمڑا علاحدہ ہوجاوے گا اور بال علاحدہ ہوجاوینگے اور پٹھے علاحدہ ہوجاوینگے اور رگیں علاحدہ
ہوجاوینگی عبید بن عمیر کہتے ہیں اِنَّهُ فِي النَّارِ لَحُبَابًا فِيهَا حَيَّاتٌ أَمْثَالُ الْبُخْتِ وَعَقَارِبُ أَمْثَالُ الْبِغَالِ
الدَّلَمِ فَإِذَا قُذِفَ بِهِمْ فِي النَّارِ خَرَجَتْ إِلَيْهِمْ مِنْ أَوْطَانِهَا فَأَخَذَتْ بِشِفَاهِهِمْ وَأَبْشَارِهِمْ وَأَشْعَارِهِمْ
فَكَشَطَتْ لُحُومَهُمْ إِلَى أَقْدَامِهِمْ فَإِذَا وَجَدَتْ حَرَّ النَّارِ رَجَعَتْ یعنے آگ میں البتہ گہنام کنوئیں ہیں جن
میں سانپ ہیں اونٹوں کی مثل اور بچھو ہیں سیاہ خچروں کی مثل جب (اہل نار) کو دوزخ میں ڈالا جاوے
گا تو وہ نکلیں گے انکی طرف اپنی اپنی جگہوں سے پھر پکڑ لیں گے انکے ہونٹوں کو اور چمڑوں اور بالوں کو
پھر کھینچ لیں گے انکے گوشت پاؤں تک جب ان کو آگ کی حرارت پہونچے گی تو لوٹ جاوینگے (اپنے مکانوں
کیطرف) رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے
فرمایا اِنَّ عَبْدًا فِي جَهَنَّمَ لَيُنَادِي أَلْفَ سَنَةٍ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِجِبْرِيلَ اذْهَبْ
ائْتِنِي بِعَبْدِي هٰذَا فَيَنْطَلِقُ جِبْرِيلُ فَيَجِدُ أَهْلَ النَّارِ مُكِبِّينَ يَبْكُونَ فَيَرْجِعُ إِلَى رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَيَقُولُ
فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ائْتِنِي فَإِنَّهُ فِي مَكَانِ كَذَا وَكَذَا فَيَجِيءُ بِهِ فَيُوقِفُهُ عَلَى رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ
فَيَقُولُ يَا رَبِّ مَا كُنْتُ أَرْجُو إِذْ أَخْرَجْتَنِي مِنْهَا أَنْ تَرُدَّنِي فِيهَا فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلِيمٌ
یعنے ایک بندہ دوزخ میں ہزار برس تک یا حنان یا منان کہتا رہیگا پھر اللہ عزوجل جبرئیل کو حکم دیگا جاکر اس
بندہ کو لے آ پھر جبرئیل جاویگا تو دوزخی اوندھے (مونہہ کے بل) اور پیٹھ ہونگے پھر جبرئیل لوٹ آوے گا

اور خبر دیگا کہ وہ تو اوندھی پڑی رو رہے ہیں اور معلوم نہیں وہ بد تقدیر کونسا ہے) تب اللہ عزوجل فرما دیگا میرے پاس لے آ اسکو وہ فلان فلان جملہ میں ہے پھر جبرئیل اسکو لاکر رب عزوجل کے سامنے کھڑا کر دے گا پھر اللہ فرما دیگا اے میرے بندے تو نے کیسا پایا اپنا مکان اور اپنے آرام کی جگہ تو وہ عرض کریگا اے میرے مالک بہت برا مکان ہے اور بری آرام کی جگہ ہے اللہ عزوجل فرما دیگا میرے بندے کو پھر لیجاؤ وہ عرض کرے گا اے میرے مالک جب تو نے مجھ کو وہاں سے نکالا تھا تو میں نے خیال کیا تھا کہ پھر تو مجھ کو اس میں نہ لوٹا دیگا تو اللہ عزوجل فرما دیگا میرے بندے کو چھوڑ دو رَوَاہُ اَحْمَدُ اور یہ جو فرمایا وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا یعنے وہ اپنے خرچ کرنے میں بندر نہیں ہیں کہ حاجت کے سوا بیجا خرچ کریں اور نہ اپنے عیال پر خرچ کرنے میں بخیل ہیں کہ انکے حق میں قصور کریں اللہ پاک الکفایت انکو نہ دیویں بلکہ وہ عادل ہیں نیک لوگ درمیانی چال چلنے والے اور درمیانی چال سب چالوں سے عمدہ چال ہے وہندہ الایۃ کما قال تعالے وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْھَا کُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا یعنے اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھولدے اوسکو نرا کھولنا پھر تو بیٹھ رہے الزام کھایا ہارا یعنے سب الزام دیں کہ اتنا کیوں دیا کہ آپ محتاج رہگیا ابوالدرداء کہتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مِنْ فِقْہِ الرَّجُلِ قَصْدُہٗ فِیْ مَعِیْشَتِہٖ یعنے آدمی کی سمجھ کی علامت میں سے ہے یہ بات کہ وہ اپنی گذران میں درمیانی چال چلے رواہ الامام احمد ولم یخرجوہ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ یعنے جو شخص درمیانی چال چلتا رہے وہ فقیر نہیں ہوتا رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ اَیْضًا وَلَمْ یُخَرِّجُوْہُ اَیْضًا حذیفہ کہتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا اَحْسَنَ الْقَصْدَ فِی الْغِنٰی وَمَا اَحْسَنَ فِی الْفَقْرِ وَمَا اَحْسَنَ الْقَصْدَ فِی الْعِبَادَۃِ یعنے تونگری میں بھی میانی چال عمدہ ہوتی ہے اور مفلسی میں (بھی) میانی چال عمدہ ہوتے ہے اور عبادت میں (بھی) میانی چال پسندیدہ ہوتی ہے رَوَاہُ الْحَافِظُ اَبُوْبَکْرٍ الْبَزَّارُ ثُمَّ قَالَ کَا نَعْرِفُہٗ یُرْوٰی اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور کما حسن بصری نے کہا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں کوئی اسراف نہیں ہے اور ایاس بن معاویہ نے کہا جس چیز کے ساتھ تو اللہ کے حکم سے تجاوز کرے وہ اسراف ہے اور ایاس بن معاویہ کے غیر نے کہا اللہ عزوجل کی نافرمانی میں خرچ کرنا اسراف ہے فتحریر کہا ہے یہ مستانف کلام ہے اسکو چلایا گیا ہے اللہ کے نیک بندوں کے اوصاف بیان کرنے کے لیے

اور انکے احوال دنیویہ اور دنیہ ذکر کرنے کے لیے منافقون کا حال بیان کرنے کے پیچھے بعض نے کہا عباد اللہ مین اضافت تخصیص اور تشریف اور تفضیل کے لیے ورنہ ساری مخلوق اللہ کے عباد ہین اور ہونا مصدر ہے سکینت اور تواضع اور وقار کے معنے مین اور مفسرین کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ ہون یمشون سے متعلق ہے اسی یَمْشُونَ هَوْنًا ابن عطیہ نے کہا اور لائق ہے کہ اسکی یون تاویل کیجاوے کہ اس ماشی کے اخلاق مین ہون ہونا چاہیے اسکی مشی کے مطابق اور رہا یہ کہ ہون کو صرف مشی کی صفت قرار دیا جاوے تو یہ باطل ہے کیونکہ بہت دبلا پاؤن جلنے والے بھیڑیے ہوتے ہین بری اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چال مین جھک کر چلتے گویا اترتے اچان سے ابن عباسؓ نے آیت کی تفسیر مین کہا وہ مومن ہین جو زمین مین طاعت و عفاف اور تواضع کے ساتھ چلتے ہین اور ابن عمرؓ نے ہون کی علم اور حلم کے ساتھ تفسیر کی اور معنے یہ ہین چلتے ہین سکینت اور وقار کے ساتھ تواضع کر کر نہ اترا اور نہ تکبر کر کر بلکہ علم کے ساتھ حلم کے ساتھ وقار اور عفت کے ساتھ اور اسی لیے بعض علما نے بازارون مین سوار ہونے کو برا جانا ہے اور اللہ تعالے کا قول وبمشی نے الاسواق بھی بازارون مین سوار ہونیکی کراہت پر دلالت کرتا ہے اور وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ مین اللہ نے بیان کیا کہ وہ برداشت کرتے ہین اہل جہالت و سفاہت کی ایذا کی پر نہین جہالت کرتے اسپر جو اپنر جہالت کرے اور نہین بمقابلہ کرتے ہیو قوفون کا تخاطب نے کہا یہ سلام تسلیم سے مشتق نہین ہے اور یہ تو تسلم سے مشتق ہے عرب کہا کرتے ہین سلاما اور مطلبۃ ہوتا ہے میں تجھ سے بری ہون اور بیزار ہون یا بیزار ہونا چاہتا ہون اور سیبویہ نے اسکو مفعول مطلق قرار دیا اور کہا تقدیر عبارت سلمنا سلاما ہے دیا مفعول بہ ہے یعنے یہی لفظ کہتے ہین اور ترجیح دی اسکو ابن عطیہ نے اور مجاہد نے کہا سلام بمعنے سداد ہے یعنے جاہل کو نرمی اور لین کے ساتھ ایسا جواب دیتے ہین جس سے وہ ہٹ جاتا ہے کہا سیبویہ نے مسلمانون کو مشرکون پر سلام کرنے کا حکم نہین ہوا لیکن اسکے یہ معنے ہین ہم تمسے بچنا چاہتے ہین اور تم سے بیزار ہین ہمارے تمہارے درمیان کوی بھلائی برائی نہین ہے مبرد نے کہا سیبویہ کو یون کہنا چاہیے تھا اس دن مسلمانون کو لڑائی کا حکم نہین ہوا تھا پھر انکو حکم ہوا کافرون کے ساتھ لڑنے کا محمد بن یزید بن مبرد نے کہا اَخْطَأَ سِيْبَوَيْهِ فِيْ هٰذَا وَاسَاءَ الْعِبَارَةَ کہا نحاس نے کہ سیبویہ نے ناسخ اور منسوخ مین کچھ گفتگو نہین کی مگر اس آیت مین کیونکہ کہا اسنے اپنی اس کلام کے آخر مین پھر اسکو منسوخ کیا آیت سیف نے علامہ ابو الطیب مرحوم اسکے بعد فرماتے ہین ہم دیکھتے ہین کہتا ہون اسیطرح ہوتی ہے آدمی کی کلام جب اپنے غیر معلوم مین گفتگو کرے اور اپنے طریق کے سوا کسے اور طریق بن چلے اور نہ مسلمانون کو مشرکون پر سلام کرنے کا حکم ہوا ہے

اور نہ وہ اس سے روکے گئے بلکہ حکم ہوا مسلمانون کو درگذر کرنے اور بھلی طرح چھوڑنے کا تو نسخ کے دعوی کی کچھ ضرورت نہین ہے اور خطیب بن ابوالعالیہ سے مروی ہے کہ اس آیت کو آیت سیف نے منسوخ کردیا اور ادعا نسخ کی آیت سیف یا کسی اور آیت کے ساتھ کچھ حاجت نہین ہے کیونکہ چشم پوشی سفہا سے اور انکے ساتھ مقابلہ نہ کرنا ادب اور مروت مین مستحسن ہے اور شریعت ہمت بچانے والی ہے عزت کو اور کہا ابن العربی نے مسلمانون کو اسوقت کچھ مشرکون پر سلام کرنیکا حکم نہین ہوا تھا اور نہ انکو اس سے روکا گیا بلکہ انکو درگذر کرنے اور بھلی طرح چھوڑنے کا ارشاد ہوا تھا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کی مجلسون مین جاتے اور انکو وعظ دیتے پر بدبختی نکرتے خلیل نحوی کہتے ہین ابوربیعہ اعرابی کے پاس آیا اور ان لوگون مین سے وہ زیادہ عالم تھا جنکو مین نے دیکھا تو وہ اسوقت چہت پر تھا پھر ہمنے سلام کیا تو اس نے ہم کو سلام کا جواب دیا اور بولا ہمارے لیے اِسْتَوَوْا ہم حیران ہوکر کھڑے ہوگئے اور ہماری سمجھ مین نہ آیا کہ ابوربیعہ نے کیا کہا تو ایک اور گنوار جو اسکے پہلو مین بیٹھا تھا بولا تم کو ابوربیعہ حکم کرتا ہے کہ اوپر آجاؤ خلیل کہتے (مینے سوچا) تو یہ محاورہ اللہ کے اسقول کے قبیل سے تھا ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ پھر ہم چڑھے چہت پر وہ ابوربیعہ بولا کیا فطیری روٹی اور دودھ مین رغبت ہے ہم نے عرض کی ابھی کھاکر آئے ہین پھر بولا سلاما پھر ہمکو معلوم نہ ہوا کہ اس نے کیا کہا وہ اعرابی بولا (جو اسکے پہلو مین تھا) اس نے تیمر متارکہ کا سلام کیا ہے جس مین نہ خیر ہے اور نہ شر خلیل نے کہا تو ابوربیعہ کا یہ قول ماخوذ ہے اللہ عزوجل کے قول وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا سے جس نے کہا یہ تو انکے دن کا بیان ہے پھر اللہ عزوجل نے انکی رات کا حال بیان فرمایا یہ فرماکر وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا اور اس مین بیان ہے انکے اسحال کا جو معاملہ خالق مین ہے اور پہلی آیت مین انکے اس حال کا بیان تھا جو معاملہ خلق مین ہے اور یبیتوت کو خاص کیا کیونکہ رات مین غالبا ریا اور سمعہ کا شائبہ نہین ہوتا اور قیام کو مؤخر کیا فاصلہ کے لیے اور بیتوت وہ ہے کہ بادی بخ کو رات تو سودے یا نہ سو دے کہا زجاج سے مَنْ اَدْرَكَهُ اللَّيْلُ فَقَدْ بَاتَ نَامَ اَوْ لَمْ يَنَمْ كَمَا يُقَالُ بَاتَ فُلَانٌ قَلِقًا کہا لسفی نے اور ظاہر یہ ہے کہ اللہ نے انکی وصف کی ہے احیاء لیل کے ساتھ یا احیاء اکثر لیل کے ساتھ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا یعنے وہ لوگ باوجود اپنی طاعت کے اور اپنے حسن معاملہ کے خالق اور مخلوق کے ساتھ اللہ کے دائو سے نڈر نہین ہین بلکہ وہ اندیشہ رکھنوالے ہین ڈرنیوالے خائف اسکے عذاب سے اور غرام اس شر کو کہتے ہین جو لازم دائم ہو قالہ ابن زید جیسے یہ تفسیر مرفوعا مروی ہے زجاج

نے کہا غرام بہت سخت عذاب کا نام ہے اور ابو عبیدہ نے کہا غرام وہ ہلاک دائم ہے پھر اللہ سبحانہ نے انفاق میں توسط کی تعریف بیان کی اور فرمایا وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا نحاس نے کہا احسن اقوال آیت کے معنے میں یہ ہے کہ جو شخص غیر طاعت الٰہی میں خرچ کرے وہ مسرف ہے اور جو شخص اللہ کی طاعت میں خرچ نہ کرے وہ مقتر ہے اور جو شخص اللہ کی طاعت میں خرچ کرے وہ مقدام ہے اور ابراہیم نخعی نے کہا یہ وہ شخص ہے جو اکٹھا نہیں کرتا اور نہ برہنا کرتا ہے (اپنے آپ کو) اور نہ اتنا خرچ کرتا ہے کہ لوگ کہنے لگیں اسنے اسراف کیا اور کہا یزید بن حبیب نے ان سے اصحاب مراد ہیں جو وہ کھانا نہ تنعم اور تلذذ کے لیے نہیں کھاتے تھے اور نہ جمال کے لیے کپڑا پہنتے ولکن اتنا کھانا کھا لیتے جس سے بھوک دور ہو جاتی اور اللہ کی عبادت پر قوت حاصل ہوتی اور وہ کپڑا پہن لیتے جس سے اپنے عیب چھپا لیتے اور سردی گرمی سے بچاؤ ہو جاتا ابن عباسؓ نے کہا اسنے وہ مسلمان مراد ہیں جو نہیں اڑاتے اللہ کی معصیت میں خرچ کر کر اور نہیں تنگی کرتے اللہ تعالیٰ کے حقوق روک کر عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں یہی اسراف ہے کہ جو چیز چاہے خرید کر کھا لیوے بعضر نے کہا اسراف حد سے بڑھ جانا ہے خرچ کرنے میں یہانتک کہ حد تبذیر میں داخل ہو جاوے اور اقتار روکنا ہے ضروری خرچ کا قوام بالکسر وہ چیز ہے جس پر کوئی چیز ٹھیر جاوے اور قوام بالفتح عدل اور استقامت کو کہتے ہیں قالہ ثعلب فراء کے نزدیک کان کا اسم محذوف ہے اور وہ انفاق ہے اور قواما خبر کان ہے اور فراء سے ایک اور قول مروی ہے وہ یہ کہ بین ذلک اسم کان ہے اور بین مبنی ہے فتح پر اسلیے کہ بین ظرف مفتوحہ میں مضاف ہے کہا نحاس نے میں نہیں جانتا کہ بین کیوں مفتوح ہے اسلیے کہ بین کا کلمہ جب فعل کے محل میں واقع ہوتا ہے تو مرفوع ہو جاتا ہے وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا ۝ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ مَتَابًا ۝ اور وہ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ اور حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو منع کی اللہ نے مگر جہاں چاہیے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ بڑے گناہ سے دونا ہوا سکو عذاب دن قیامت کے اور پڑا رہے اس میں خوار ہو کر مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سو انکو بدل دیگا اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان اور جو کوئی توبہ کرے اور کرے کام نیک سو وہ پھر آتا ہے اللہ

کیطرف پھر آنیکی جگہہ ف یہ جو فرمایا اور نہین خون کرتے جان کا جو منع کی اللہ نے مگر جہان چاہیے تو اسکی تفسیر مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی جان نہین مارنی سوای تین گناہ کے خون کے بدلے مین یا بدکاری مین سنگسار کرنا یا راہ لوٹنے مین مارنا اور یہ جو فرمایا اور جو کوی کرے یہ کام وہ ملگا گناہ سے دونا اسکو عذاب ہے تو یا اسلیے کہ یہ گناہ اور گناہون سے بڑے ہین اور یہ جو فرمایا بدلدے گا برائیون کی جگہہ بھلائیان تو اسکے معنے یہ ہین کہ گناہون کی جگہہ نیکیون کی توفیق دیگا اور کفر کے گناہ معاف کردے گا اور دوبارہ جو توبہ کا بیان کیا تو یہ اسلیے کہ پہلا ذکر ہے کفر کے گناہون کا جسکے پیچھے ایمان ہے اور اگلی آیت مین ذکر ہے اسلام مین گناہ کرنے کا وہ بھی جب توبہ کرے یعنے پہرے اپنے کام سے تو اسکے یہان جگہہ پاوے انتہی ناقل صاحب الموضح ف حافظ ابن کثیر مرحوم نے ان آیتون کی تفسیر مین عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا کہ کون گناہ بہت بڑا ہے فرمایا اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰہِ نِدًّا وَّھُوَ خَلَقَکَ یعنے یہ کہ تو اللہ کا شریک ٹہیراوے حالانکہ اسنے تجھ کو پیدا کیا ہے وہ بولا پہر کون گناہ بڑا ہے فرمایا اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَکَ خَشْیَۃَ اَنْ یَّطْعَمَ مَعَکَ یعنے یہ کہ تو اپنی اولاد کو مارڈالے اس ڈر کے ماری کہ تیرے ساتھہ کھاویگا وہ بولا پہر کون گناہ بہت بڑا ہے فرمایا اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَۃَ جَارِکَ یعنے یہ کہ تو اپنے ہمسای کی بی بی سے زنا کرے عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہین اور اتاری اللہ نے اسکی تصدیق (اپنی کتاب مین) وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ الآیۃ رواہ الامام احمد وھکذا رواہ النسائی عن ھناد بن السری عن ابی معاویۃ بہ وقد اخرجہ البخاری ومسلم من حدیث الاعمش ومنصور زاد البخاری وواصل ثلاثتھم عن ابی وائل شقیق بن سلمۃ عن ابی میسرۃ عمرو بن شرحبیل عن ابن مسعود بہ فاللہ اعلم اور بخاری اور مسلم کے لفظ یہ ہین ابن مسعودؓ سے کہ یعنے عرض کی یا رسول اللہ کونسا گناہ بہت بڑا ہے آخر حدیث تک مسروق کہتے ہین عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکدن نکلے یعنے آپکے پیچھے ہولیا پہر بلند مکان پر بیٹہ گئے اور مین اسکے نیچے بیٹہ گیا اور میرا موذہ آپکے گھٹنون کے سامنے تہا تو یعنے غنیمت سمجھا آپ کی خلوت کو اور یعنے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون یا رسول اللہ کونسا گناہ بہت بڑا ہے فرمایا اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰہِ نِدًّا وَّھُوَ خَلَقَکَ یعنے یہ کہ تو اللہ کے لیے شریک ٹہیراوے حالانکہ اللہ نے تجھ کو بنایا ہے یعنے عرض کی پہر کون گناہ بڑا ہے فرمایا اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَکَ

کراھیۃ ان یطعم معک یعنے یہ کہ تو اپنی اولاد کو مار ڈالے اس سے کہ وہ تیرے ساتھہ کھاویگی یعنے عرض کی پھر کون گناہ بہت بڑا ہے فرمایا ان تزانی حلیلۃ جارک یعنے یہ کہ تو زنا کرے اپنے ہمسایہ کی بی بی سے پھر آپنے پڑھی (استشہادًا) یہ آیت والذین لا یدعون مع اللہ رواہ ابن جریر سلمہ بن قیس کہتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع مین فرمایا سلمہ بن قیس کہتے ہین وہ چار باتین ہین جنکو آپنے فرمایا اور یعنے کبھی انکی حرص نہین کی جب سے یعنے انکو سنا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے لا تشرکوا باللہ شیئًا ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا تزنوا ولا تسرقوا یعنے اللہ کے ساتھہ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور نہ مارو وہ جان جسکے مارنے کو اللہ نے حرام کردیا ہے مگر جہان چاہیے اور نہ زنا کرو اور نہ چوری کرو رواہ النسائی مقداد بن اسود کہتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے اصحاب کے لیے ما تقولون فی الزنا قالوا حرمہ اللہ ورسولہ فھو حرام الی یوم القیامۃ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لاصحابہ لان یزنی الرجل بعشر نسوۃ ایسر علیہ من ان یزنی بامرأۃ جارہ قال فما تقولون فی السرقۃ قالوا حرمھا اللہ ورسولہ فھی حرام قال لان یسرق الرجل من عشرۃ ابیات ایسر علیہ من ان یسرق من جارہ یعنے زنا مین تمہارا کیا قول ہے صحابہ نے عرض کی زنا کو اللہ اور اسکے رسول نے حرام کیا تو وہ حرام ہے قیامت کے دن تک حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے اصحاب کے لیے البتہ یہ کہ زنا کرے مرد دس عورتون کے ساتھہ بہت آسان ہے اسپر ہمسایہ کی عورت کے ساتھہ زنا کرنے سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر تمہارا چوری مین کیا قول ہے صحابہ نے عرض کی چوری کو اللہ اور اسکے رسول نے حرام کیا ہے تو وہ حرام ہے فرمایا آدمی کا دس گھر کی چوری کرنا بہت آسان ہے اپنے ہمسایہ کے گھر کی چوری سے رواہ الامام احمد ہیثم بن مالک طائی کہتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ما من ذنب بعد الشرک اعظم عند اللہ من نطفۃ وضعھا رجل فی رحم لا یحل لہ گوئی گناہ شرک کے پیچھے اللہ کے نزدیک اس نطفہ سے بڑکر نہین ہے جسکو آدمی اس رحم مین ڈالے جو اسکے واسطے حلال نہین ہے رواہ ابو بکر بن ابی الدنیا سعید بن جبیر نے ابن عباس سے سنا کہ وہ بیان کرتے تھے کہ کچھ لوگون نے شرک کون مین سے بہت قتل کیے اور بہت زنا کیے پھر آئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس اور بولے جو باتیں تو کہتا ہے اور جسکی طرف تو بلاتا ہے وہ بات تو اچھی ہے اگر تو بتلادے کہ ہمارے اعمال کا کفارہ ہوجاویگا تب یہ آیت اتری والذین لا یدعون مع اللہ الھا آخر الایہ اور

اوتری یہ آیت ہی قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ رواہ ابن جریر ابو فاختہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرد کو فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَنْہَاکَ اَنْ تَعْبُدَ الْمَخْلُوْقَ وَتَدَعَ الْخَالِقَ وَیَنْہَاکَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَکَ وَتَعُنَّ وَکَلْبُکَ وَیَنْہَاکَ اَنْ تَزْنِیَ بِحَلِیْلَۃِ جَارِکَ یعنے اللہ تجھ کو منع کرتا ہے مخلوق کی پوجا کرنے سے خالق کو چھوڑ کر اور منع کرتا ہے تجھ کو اولاد کے مارنے اور کتا کہانے سے اور منع کرتا ہے تجھ کو اپنے ہمسائے کی بی بی کے ساتھ زنا کرنے سے رواہ ابن ابی حاتم کہا سفیان نے جو اس حدیث کا ایک راوی ہے اور یہی تفسیر ہے اللہ تعالیٰ کے قول وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰہًا اٰخَرَ الآیۃ کی عبداللہ بن عمرو سے اسکے قول وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا کی تفسیر میں مروی ہے کہ اثام دوزخ میں ایک میدان ہے اور عکرمہ نے کہا یلق اثاما کی تفسیر میں کہ اثام دوزخ میں کئی جنگل ہیں جن میں بدکاروں کو سزا دیجاویگی اور ایسا ہی مروی ہے سعید بن جبیر اور مجاہد سے اور قتادہ نے کہا آثام بیڑیاں ہیں اور ہم کو یہ بات پہونچی ہے کہ اثام دوزخ میں ایک میدان ہے اور ہمارے لیے مذکور ہوا ہے کہ لقمان اپنے بیٹے کو کہا کرتا تھا اے میرے بچہ بڑے زنا سے بچنا کیونکہ اسکے ابتدا میں خوف ہے اور اسکا انجام پچتانا ہے ابوامامہ باہلی سے مرفوعا اور موقوفا دونوں طرح مروی ہے کہ غی جسکا ذکر سورۂ مریم میں ہے) اور اثام یہ دونوں کنوئیں ہیں دوزخ کے قعر میں رواہ ابن جریر وغیرہ اَجَارَنَا اللّٰہُ مِنْہَا بِمَنِّہٖ وَکَرَمِہٖ اور سدی نے اثام کی مطلق جزا کے ساتھ تفسیر بیان کی اور یہ تفسیر ظاہر آیت کے ساتھ مناسب ہے اور یہی تفسیر مذکور ہے اس سے پیچھے کی آیت یُضٰعَفْ لَہُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ میں اور ضعف سے حقیر اور ذلیل مراد ہے اور یہ جو فرمایا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا تو اسکے یہ معنے ہیں کہ ان صفات قبیحہ کی جزا تو وہی ہے جو مذکور ہوئی مگر جو توبہ کرے دنیا میں اللہ عزوجل کیطرف ان تمام کبائر سے تو اللہ اسکی طرف رجوع فرماتا ہے اور اس آیت میں دلیل ہے قاتل کی توبہ کے صحیح ہونے پر اور اس آیت اور آیت نساء وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا الآیۃ کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنت صحیحہ ثابت ہوی ہے جس میں قاتل کی توبہ کی صحت کا بیان ہے جیسے اس شخص کا قصہ جس نے سو آدمی کو مار ڈالا تھا پھر اس نے توبہ کی تو اسکی توبہ کو اللہ نے منظور کر لیا اور اسکے سوا اور بہت حدیثیں ہیں اور فاولئک یبدل اللہ سیاتہم حسنات وکان اللہ غفورا رحیما کی تفسیر میں دو قول ہیں ایک تو یہ کہ گناہوں کے کام چھوڑ کر انکی جگہ نیکیوں کے کام کیے علی بن ابی طلحہ نے آیت کی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کیا کہ یہ وہ مسلمان ہیں جو اسلام سے پہلے گناہوں کے کام کرتے

ہین پہر مونہ موڑا اونہون نے گناہون سے پہر آنکو پہیر دیا اللہ نے بھلائیون کیطرف پہر بدلدین اونکی برائیون کی جگہہ بھلائیان
اور مجاہد نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ وہ اسکے نزدیک یہ شعر پڑہتے وبدلن بجرہ خریفا وبعد
طول النفس الوجیفا عطا ابن ابی رباح کا اس آیت کی تفسیر مین یہ قول ہے کہ یہ دنیا کا حال ہے آدمی ایک بری
صفت پر ہوتا ہے پہر اللہ تعالی اسکے بدل اسکو اچہی صفت پر کردیتا ہے اور سعید بن جبیر نے کہا بدلدی اللہ
نے عبادت اوثان کی جگہہ رحمان کی عبادت اور مسلمانون سے لڑنے کی جگہہ مشرکون سے لڑنا اور مشرکہ
عورت کے ساتہہ نکاح کرنے کی جگہہ مسلمان عورتون کے ساتہہ نکاح کرنا اور حسنؒ بصری نے کہا بدلدیا انکو بری
عمل کیجگہہ نیک عمل اور شرک کی جگہہ اخلاص اور فجور کی جگہہ عفت اور کفر کی جگہہ اسلام اور یہی قول ہے ابو
العالیہ اور قتادہ اور ایک دوسری جماعت کا اور دوسرا قول آیت کی تفسیر مین یہ ہے کہ سیات ماضیہ صرف
خالص توبہ کرنے کے ساتہہ حسنات ہوجاتی ہین اور نہین ہے یہ ابدال مگر اس لیے کہ جب وہ سیات ماضیہ کو
یاد کرتا ہے تو پچتاتا ہے اور انا للہ پڑہتا ہے اور معافی مانگتا ہے پہر گناہ باین اعتبار طاعت ہوجاتا ہے
اور قیامت کے دن اگرچہ اس گناہ کو اپنے اوپر لکہا ہوا پاوے گا پر وہ اسکو ضرر نہ کرے گا اور وہ گناہ اسکو
صحیفے مین بہی نیکی کی صورت مین ہوجاوے گا جیسے یہ بات سنت سے ثابت ہے اور آثار نبویہ جو سلف رضوان
اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہین اس بارے مین صحیح ہین ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا انی لاعرف اٰخر اھل النار خروجا من النار واٰخر اھل الجنۃ دخولا الجنۃ
یؤتی برجل فیقول اخوا عنہ کبار ذنوبہ وسلوہ عن صغارھا قال فیقال لہ عملت یوم کذا
کذا وکذا وعملت یوم کذا کذا وکذا فیقول نعم فما یستطیع ان ینکر من ذلک شیئا فیقال ان
لک بکل سیئۃ حسنۃ فیقول رب عملت اشیاء لا اراھا ھھنا قال فضحک رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ یعنے مین پہچانتا ہون اس شخصکو جو دوزخ سے سب سے پیچے نکلیگا اور
بہشت مین سب سے پیچے داخل ہوگا ایک آدمی کو (حضرت رب العزت) مین لادین گے پہر فرماویگا اللہ برطرف
کردو اس سے اسکے کبیرہ گناہ اور سوال کرو اس سے صغیرہ گناہون سے فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہر
اسکو کہا جاویگا تو نے فلانے دن مین یہکام اور یہ کام کیا اور فلان دن مین یہ اور یہ کام کیا وہ عرض کرے گا
بے شک (اور) اس مین سے کسی گناہ کے انکار کی اسکو طاقت نہ ہوگی پہر کہا جاویگا تیرے لیے ہر برای کی
جگہہ بہلائی ہے اور بندہ عرض کرے گا ای میرے مالک مین نے اور بہت بری کام کیے جنکو مین نہین دیکہتا

بیان ابوذر کہتے ہین پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے یہانتک کہ آپ کی ڈاڑہین کہل گئین اُلْفَرْدَ بِاٰخِرِہٖ مُسْلِمٌ ابومالک اشعری کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب ابن آدم سوجاتا ہے تو فرشتہ شیطان کو کہتا ہے لا مجھے دے اپنا صحیفہ پہر وہ شیطان اسکو اپنی کتاب دیدیتا ہے پہر وہ فرشتہ اگر اپنے صحیفہ مین ایک نیکی پاتا ہے تو اسکے بدلہ دس برائیان مٹا دیتا ہے شیطان کے صحیفہ سے اور ان کی جگہہ نیکیان لکھدیتا ہے تو جب کوئی تم سے سونے کا ارادہ کرے تو اللہ اکبر کہے ۳۴ بار اور الحمد للہ کہے ۳۴ بار اور سبحان اللہ کہے ۳۳ بار تو یہ سو نیکیان ہونگی رَوَاہُ الْحَافِظُ اَبُوالْقَاسِمِ الطَّبَرَانِیُّ سلمانؓ فارسی کہتے ہین آدمی کو قیامت کے دن اسکا صحیفہ دیا جاویگا پہر وہ پڑہیگا اوپر سے تو اس مین اسکی برائیان (لکھی ہونگی جب برائیان) کرنے لگے گا تو اسکی نگاہ نیچے کیجانب پڑجاویگی تو اس مین اسکی نیکیان (لکھی ہونگی پہر اوپر کیطرف دیکھیگا تو وہ برائیان نیکیون سے بدلی ہوئین (نظر آوین گی) رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ ابوہریرہؓ کہتے ہین اللہ کے پاس قیامت کے دن کچھ لوگ آوین گے جنہون نے برائیان بہت کی ہونگی کسنے کہا اے ابوہریرہؓ وہ کون ہونگے تو کہا وہ وہ لوگ ہونگے جنکی برائیون کو اللہ بھلائیون سے بدلدے گا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ ایضاً ابوجمرہؓ کہتے ہین ابوالصیف جو معاذ بن جبل کے صاحب تھے اونہون نے فرمایا بہشت مین چار قسم کے لوگ داخل ہونگے متقین (پرہیزگار) پرہیزگارین پرڈرنے والے پہر اصحاب یمین ابوجمرہ کہتے ہین انکو اصحاب یمین کیون کہا گیا تو ابوالصیف نے کہا اسلیے کہ انہون نے کام کیے برے اور بھلے (دونوطرحکے) پہر دیے جاوین گے یہ اصحب یمین اپنی کتاب مین داہنے ہاتھون مین اور اپنی برائیون کو حرف بحرف پڑہین گے اور کہین گے اے ہمارے مالک یہ تو ہماری برائیان ہین پہر کہان گئین ہماری بھلائیان پہر اسوقت اللہ تعالی ان کی سیات کو حسنات سے بدلدے گا تب وہ کہین گے هَاؤُمُ اقْرَءُوْا کِتٰبِیَهْ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ یعنے پہر وہ کہے گا لیجیو پڑہیو میرا لکھا مینے تو خیال کیا تہا کہ مجہ کو ملنا ہے میرا حساب تو آگے لوگ جنتیون مین سے بہت ہونگے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ ایضاً اور امام ہمام علی بن حسینؓ حضرت زین العابدین نے فرمایا یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ کی تفسیر مین کہ یہ تبدیل آخرت مین ہونگی اور مکحول نے کہا اللہ تعالی معاف کردیگا ان برائیون کو اور کردے گا ان کو بھلائیان رَوَاهُمَا ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ ایضاً مکحول کہتے ہین ایک بوڑہا بڑی عمر کا جسکے دونو ابرو آنکہون پر گر گئے تہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب مین آیا اور بولا یا رسول اللہ یہ آدمی ہے جس نے دغا کیا اور بدکاری کی اور نہ چہوڑی کوئی حاجت نہ بڑی نہ چہوٹی مگر اسکو پورا کیا پہر

واہنے کے ساتھ اگر اسکے گناہ زمین والوں کے درمیان تقسیم ہوں تو ان کو ہلاک کر دیں کیا اسکی توبہ بھی منظور ہوجاویگی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسلمت یعنی کیا تو اسلام لایا وہ بولا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اسکا بندہ ہے اور اسکا رسول ہے یعنے بے شک میں مسلمان ہوں تب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فَاِنَّ اللّٰہَ غَافِرٌ لَّکَ غَدَرَاتِکَ وَفَجَرَاتِکَ وَیُبَدِّلُ سَیِّاٰتِکَ حَسَنَاتٍ مَاکُنْتَ کَذٰلِکَ پھر بے شک البتہ اللہ معاف کردے گا تیرے دھوکے اور تیری بدکاریاں اور بدل دیگا تیری برائیوں کی جگہہ نیکیاں جب تک تو مسلمان رہے گا وہ بولا یارسول اللہ اور معاف کردیگا میرے دھوکے اور بدکاریاں فرمایا معاف کردے گا تیرے دھوکے اور بدکاریاں پھر پھرا وہ آدمی اللہ اکبر کہتا ہوا اور لا الہ الا اللہ کہتا ہوا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اَیْضًا ابوذرہ آیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس اور اسنے عرض کی آپ فرمایئے اس شخص کی بابت جس نے تمام گناہ کیے اور نہ چھوڑی کوئی حاجت نہ بڑی اور نہ چھوٹی کیا اسکے لیے توبہ ہے فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (کیا) تو اسلام لایا اس نے کہا بے شک میں اسلام لایا فرمایا پھر (اب) کر بھلائیاں اور چھوڑ دے برائیوں کو پھر تیری (بھلی) برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدلدے گا ابوذرہ بولا اور میرے غدرات اور فجرات فرمایا ہاں تیرے غدرات اور فجرات سیئات ہوجاوینگے) پھر ابوذرہ تکبیریں کہتا گیا یہانتک کہ چھپ گیا رَوَاہُ الْحَافِظُ اَبُوالْقَاسِمِ الطَّبَرَانِیُّ وَرَوَاہُ الْبَزَّارُ وَابْنُ مَرْدَوَیْہِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَیْضًا وَرَوَاہُ الْاَزْھَاوِیُّ عَنْ یَاسِیْنَ الزَّیَّاتِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ الْحِمْصِیِّ عَنْ یَحْیٰی بْنِ جَابِرٍ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ نُفَیْلٍ مَرْفُوْعًا ابوہریرہؓ کہتے میں میرے پاس ایک عورت آئی اور بولی کیا میرے لیے توبہ ہے میں نے زنا کیا اور میرے لڑکا ہوا اور میں نے اسکو مار ڈالا ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں نے کہا تیری توبہ منظور نہیں ہے خدا کرے تیرے آنکھ نہووے اور تیری عزت نہ بنے وہ انہی واویلا کرتی ہوئی پھر میں نے نماز پڑہی صبح کی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور میں نے بیان کی آپ پر وہ بات جو عورت نے کہی اور جو میں نے اسکو جواب دیا تب فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بِئْسَمَا قُلْتَ اَمَاکُنْتَ تَقْرَءُ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ وَالَّذِیْنَ لَایَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ اِلٰی قَوْلِہٖ اِلَّا مَنْ تَابَ الاٰیۃ یعنے تو نے بہت برا جواب دیا کیا تو نے نہیں پڑہی یہ آیت والذین لایدعون مع اللہ الٰہا آخر سے الا من تاب الآیۃ تک ابوہریرہؓ کہتے ہیں پھر میں اسعورت کے پاس آیا اور میں نے یہ آیت پڑہی تو وہ گر گئی سجدہ میں اور بولی الحمد للہ الذی جعل لی مخرجا یعنے سراہیے اس اللہ کو جس نے میرے بچاؤ کی سبیل نکالی رواہ الحافظ ابو نعیم

کہا حافظ ابن کثیر نے ھٰذا غریب من ھٰذا الوجہ اور اسکی سند مین ایک مجہول مرد ہے واللہ اعلم وقد رواہ ابن جریر من حدیث ابراھیم بن المنذر الحزامی بسندہ بنحوہ اور ابن جریر کے یہ لفظ ہین پھر نکلی وہ عورت حسرت کرتی ہوئی اور کہتی ہوئی یا حسرتاہ کیا یہ حسن (اور خوبروی) دوزخ کے لیے بنی ہے اور اسی ابن جریر کے پاس ہے کہ جب ابوہریرہؓ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے لوٹے تو اسکو مدینہ کے گھرون مین ڈھونڈھتے پھرے پر وہ نہ ملی جب آیندہ رات ہوی تو پھر وہ آئی تب ابوہریرہؓ نے اس کو خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کی اور وہ گر پڑی سجدے مین اور بولی سب تعریف اللہ ہی کے واسطے ہے جس نے میری خلاصی کی صورت نکالدی اور میرے کردہ گناہ سے میرا پھر نا منظور فرمایا اور اس نے آزاد کردی لونڈی جو اسکے پاس تھی اور اسکے بیٹی بھی اسکے ساتھ آزاد کردی اور اس نے توبہ کی اللہ عزوجل کیطرف پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی عام رحمت کی خبر دی کہ میری رحمت بندونپر عام ہے اور شامل ہے اور یہ کہ جو شخص ان مین سے اللہ کیطرف رجوع کرے اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرلیتا ہے جبر گناہ سے وہ توبہ کرے وہ گناہ بڑا ہو یا چھوٹا اور فرمایا وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا یعنے جو شخص توبہ کرے اور نیک کام کرے اللہ اسکی توبہ قبول کرلیتا ہے وہذہ الآیۃ کما قال تعالے وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا یعنے اور جو کوئی کرے گناہ یا اپنا برا کرے پھر اللہ سے بخشوالے پاوے اللہ کو بخشتا مہربان اور جیسے فرمایا أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ یعنے کیا جان نہین چکے کہ اللہ آپ قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندون سے اور لیتا ہے زکاتین اور اللہ ہی توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے اور جیسے فرمایا قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ یعنے کہدے اے بندو میرے جنہون نے زیادتی کی اپنی جان پر نہ اس توڑو اللہ کی مہر سے بیشک اللہ بخشتا ہے سب گناہ وہ جو ہے وہی ہے معاف کرنیوالا مہربان یعنے اسکے لیے جو اسکی طرف توبہ کرکر آوے انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر نے تفسیر فتح کا بیان یہ ہے کہ جب اللہ نے فراغت پائی رحمان کے بندون کی طاعات بیان کرنے سے تو انکا گناہون سے بچنے کا بیان کرنا شروع کیا اور معنے آیت کے یہ ہین اور وہ نہین پکارتے اللہ کے ساتھ کسی رب کو ارباب مین سے اور نہین شریک ٹھیراتے اسکے ساتھ کسی چیز کو بلکہ اسکا اکیلا ہونا بیان کرتے ہین اور اخلاص کرتے ہین اسکے لیے

عبادت اور دعوت مین اور بخاری اور مسلم وغیرہما نے ابن مسعود سے نکالا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھے گئے کون گناہ بہت بڑا ہے تو آپنے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک بناوے حالانکہ اس نے تجھے بنایا ہے مینے کہا پھر کون گناہ بڑا ہے فرمایا یہ کہ تو اپنے بیٹے کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ کھاویگا مینے عرض کی پھر کون گناہ بڑا ہے فرمایا یہ کہ تو زنا کرے ہمسای کی بی بی سے اور اسکی تصدیق اللہ نے اتاری وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ الایۃ اور بخاری اور مسلم اور اور امامون نے ابن عباس سے نکالا کہ یہ لوگون نے مشرکون مین سے قتل عام کیا اور بہت زنا کیا پھر وہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے اور بولے جو باتیں تو کہتا ہے اور جس امر کیطرف تو بلاتا ہے وہ بات تو نہایت عمدہ ہے اگر تو بتلا دے کہ ہمارے پس کردہ گناہون کا کفارہ ہوجاویگا تب یہ آیت اتری وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ الایۃ اور یہ آیت قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ الایۃ اور حق سے حرم اللہ الا بالحق مین وہ سب حق مراد ہے جو جان کی حرمت اور عصمت کا زائل کرنیوالا ہو جیسے ایمان کے پیچھے کافر ہوجانا اور نکاح کے بعد زنا کرنا یا کسی جان کو بغیر جان کے مارنا اور کلام عرب مین آثام کہتے ہین مطلق عقاب کو فرائے کہا اَثَّمَہُ اللّٰہُ یُوْثِمُہُ اَثَامًا یعنے اللہ نے فلان کو گناہ کی سزا دی تو وہ ماثوم ہے یعنے گناہ کی سزا دیا گیا ہے اور عبداللہ بن عمر اور عکرمہ کا یہ قول ہے کہ آثام دوزخ مین ایک میدان ہے جسکو اللہ نے کافرون کی سزا کے لیے بنایا ہے اور سدی نے کہا آثام دوزخ مین ایک پہاڑ ہے اور یہ فرمایا یُضٰعَفْ لَہُ الْعَذَابُ تو مضاعفت کا سبب یہ ہے کہ مشرک جب مشرک کے ساتھ معاصی کا مرتکب ہوتا ہے تو اسکے لیے دونا عذاب ہوتا ہے اسکے شرک اور معصیت پر اور یخلد فیہ مین ضمیر مجرور راجع ہے عذاب مضاعف کیطرف مہانا سے ذلیل اور حقیر مراد ہے جو جامع ہو عذاب جسمانی اور روحانی کا ابن عباس کہتے ہین ہم اس آیت کو یہانتک پڑھتے رہے کئی سال حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد سعادت مہد مین پھر اتری یہ آیت اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا پھر مینے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین خوش ہوئے کبھی کسی چیز کے ساتھ ایسے جیسے اس آیت کے نزول کی وجہ سے خوش ہوئے اور جسے خوش ہوئے انا فتحنا لک فتحا مبینا کے ساتھ اور مستثنا متصل ہے اس ضمیر سے جو یلق مین مستتر ہے اور معنے یہ ہین مگر جو توبہ کرے تو وہ گناہ کی جزا کو نہ ملے گا بلکہ اسکی عزت ہوگی اسطرح کہ اسکے گناہون کو بدلا جاوے گا نیکیون کے ساتھ بعض نے کہا استثنا منقطع ہے ابوحیان نے کہا اتصال ظاہر نہین ہوتا کیونکہ مستثنی منہ پر اس بات کا حکم لگایا گیا ہے کہ اسکے لیے عذاب دونا ہوگا پھر تقدیر عبارت یون ہوگی اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ

وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ یعنے مگر جو شخص توبہ کرے اور ایمان لاوے اور اچھے کام کرے تو اسکے لیے دونا عذاب نہ ہوگا اور انتفا تضعیف سے عذاب غیر مضعف کی نفی لازم نہیں آتی کما ابوحیان نے اور بہتر یہ ہے نزدیک یہ ہے کہ استثنا منقطع ہووے اور معنی یہ ہوں لکن جو توبہ کرے آخر آیت تک قرطبی نے کہا علما کے درمیان اس بات میں اختلاف نہیں ہے کہ استثنا کافر اور زانی میں عام ہے اور مسلمانوں میں سے قاتل میں ان کا اختلاف ہے اور اسکا بیان گذر چکا سورہ مائدہ میں اور فاولئک یبدل اللہ سیاتہم حسنات میں ان لوگوں کیطرف اشارہ ہے جو پہلی آیت میں مذکور ہیں اور سیات کو حسنات کے ساتھ مبدل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ میٹ دیگا انکے پہلے گناہ توبہ کے ساتھ اور ثبت کردیگا انکی جگہہ پچھلی نیکیاں نحاس نے کہا اس آیت کی تفسیر میں بہت عمدہ یہ قول ہے کہ کافر کی جگہہ مومن لکھا جاتا ہے اور عاصی کی جگہہ مطیع لکھا جاتا ہے کہا حسنؓ نے ایک قوم کا یہ خیال ہے کہ یہ تبدیل آخرت میں ہوگی حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ تبدیل دنیا میں ہوتی ہے کہ اللہ تعالی شرک کی جگہہ ایمان بدلدیتا ہے اور شک کی جگہہ اخلاص اور بدکاری کی جگہہ عفت اور موس کے قتل کی جگہہ مشرک کا قتل زجاج نے کہا برائی کی جگہہ نیکی نہیں لکھی جاتی لکن رکھی جاتی ہے برائی کی جگہہ توبہ اور نیکی توبہ کے ساتھہ اور بعض نے کہا برائیاں مبدل ہوجاتی ہیں نیکیوں کے ساتھہ اور یہی قول ہے صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کا اور بعض نے کہا معصیت کا ملکہ نفس میں طاعت کے ملکہ سے بدلدیا جاتا ہے اسطرح کہ معصیت کا ملکہ دور کیا جاتا ہے اور اسکی جگہہ طاعت کا ملکہ ثبت کیا جاتا ہے بعض نے کہا تبدیل عبارت ہے غفران سے اور معنے یہ کہ اللہ تعالی انکی سیات کو معاف کردیتا ہے یہ نہیں ہے کہ برائیاں نیکیاں ہوجاویں کما علامہ ابوالطیب مرحوم نے اور اللہ تعالی کے کرم میں یہ بات کوی بعید نہیں ہے کہ حسب بندی کی توبہ درست ہوجاوی تو اللہ اسکی ہر برائی کی جگہہ نیکی ثبت کردیوے اور بیشک فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ بن جبلؓ کے واسطے وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ بھلے اور برای کرنے کے پیچھے نیکی کردہ نیکی اس برای کو میٹ دیگی اور لوگوں کے ساتھہ عمدہ خلق کے ساتھہ برتاؤ کر اور ابن عباسؓ نے کہا اللہ تعالے ان کو کفر کے بدلے میں اسلام دیا اور معصیت کے بدلے میں طاعت اور انکار کے بدلے میں معرفت اور جہالت کے بدلے میں علم ابوذرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دن قیامت کے ایک مرد کو لاوینگے پھر حکم ہوگا کہ اسپر صغیرہ گناہ پیش کرو پھر اسپر صغائر پیش کرینگے اور کبائر برطرف رکھے جاوینگے اس سے پھر اسکو حکم ہوگا تو نے فلان فلان کام کیا اور وہ اقرار کرے گا انکار نہ کرسکے گا اور وہ ڈرتا ہوگا کبائر کے پیش ہونے

سے پھر کہا جاویگا دیدو اسکو ہر برائی کے بدل جو اس نے اسکو کیا بھلائی اخرجہ احمد وھناد والترمذی و ابن جریر والبیہقی عن ابی ذر اور احادیث تکفیر سیات اور انکی حسنات کے ساتھ تبدیل مین کثیر ہین تقابل نے کہا احتمال ہے کہ آیت اولی ان لوگون کے حق مین نازل ہوئی ہو جنہون نے مشرکون مین سے توبہ کی ولہذا فرمایا آیت اولی مین الا من تاب وامن پھر اسپر عطف ڈالا ان لوگون کی توبہ کا جنہون نے مسلمانون پر سے توبہ کی ولہذا فرمایا ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا تو اس آیت مین توبہ کے بعد عمل صالح کا بیان فرمایا بعض نے کہا جس شخص نے زبان سے توبہ کی اور اسپر عمل نہین کیا تو اسکی توبہ نافع نہین ہے بلکہ جو شخص توبہ کرے اور اپنی توبہ کو اعمال صالحہ کے ساتھ ثابت کرے تو اس شخص نے توبہ کی جیسے توبہ کرنی چاہیے اور اور اسیکا نام نصوح ہے اور آیت کے معنے یہ ہین جو شخص توبہ کا ارادہ کرے تو وہ رجوع کرے اللہ کیطرف پس خبر معنے مین امر کے ہے کذا قیل تو کہ شرط اور جزا متحد نہ ہو جاوے کیونکہ یون نہین کہا جاتا من تاب فانہ یتوب بعض نے کہا معنے یہ ہین جو شخص شرک سے توبہ کرے اور فرائض کو ادا کرے ان لوگون مین سے جنہون نے قتل نہین کیا اور نہ زنا کیا تو وہ مرنے کے بعد اللہ کے پاس جزا حسن پاویگا جسکی وجہ سے اپنے غیر پر افضل ہوگا قاتلون اور زانیون سے تو آیت اولی راجع ہے شرک کیطرف اور آیت ثانیہ اللہ کی طرف جزا اور مکافات کے واسطے لیکن پہلا قول راجح ہے پھر اللہ نے ان توبہ کرنے والون نیک کام کرنے والون کی تعریف بیان کی اور فرمایا

والذین لا یشہدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما ○ والذین اذا ذکروا بایات ربہم لم یخروا علیہا صما وعمیانا ○ والذین یقولون ربنا ہب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما ○ اور وہ جو شامل نہین ہوتے جھوٹے کام مین اور جب ہو نکلین کھیل کی باتون پر نکلجاوین بزرگی رکھکر ف یعنی گناہ مین شامل نہین ہوتے اور کھیل کی باتون کیطرف دھیان نہین کرتے نہ اس مین شامل ہون نہ ان سے لڑین ف اور وہ کہ جب انکو سمجھائے انکو رب کی باتین نہ ہو پڑین انپر بہرے اندھے (یعنے دھیان سے سنین) اور وہ جو کہتے ہین اے رب دے ہمکو ہماری عورتون کی طرف اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہم کو پرہیزگارون کے آگے ف آنکھ کی ٹھنڈک یہ کہ وہ اپنی راہ پر ہون ہم پرہیزکارون کے آگے ہون اور وہ ہمارے پیچھے ف حافظ ابن کثیر فرماتے ہین کہ یہ صفتین بھی منجملہ صفات عباد رحمان کے ہین وہ یہ کہ رحمان کے بندے شامل نہین ہوتے زورمین بعض نے کہا زور وہ شرک اور عبادت اصنام ہے بعض نے کہا زور سے کذب اور فسق اور کفر اور لغو اور

باطل مراد ہے اور محمد بن حنفیہ نے کہا زور سے لغو اور غنا مراد ہے اور العالیہ اور طاؤس اور ابن سیرین اور ضحاک اور ربیع بن انس وغیرہم کا زور کی تفسیر مین یہ قول ہے کہ زور وہ مشرکون کے میلے ہین اور عمرو بن قیس نے کہا زور وہ بیہودہ گوئی کی مجلس ہے اور امام مالک نے زہری سے روایت کیا کہ زور سے شراب کا پینا مراد ہے تو عباد رحمان نہ شراب پیتے ہین اور نہ اسکی رغبت کرتے ہین جیسے حدیث مین آیا ہے مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلٰى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ یعنے جو شخص مانے اللہ کو اور پچھلے دن کو تو نہ بیٹھے ایسے خوان پر جس پر شراب گھمائی جاوے بعض نے کہا زور سے جھوٹی گواہی مراد ہے یعنے دوسرے شہیر جھوٹی گواہی نہین دیتے جیسے صحیحین مین ابوبکرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلٰثًا قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ اَلَا وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ یعنے کیا مین تم کو نہ بتلاؤن کہ بہت بڑے گناہ کون ہین تین بار فرمایا ہمنے عرض کی کیون نہین یا رسول اللہ فرمایے فرمایا اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنی اور تکیہ لگائے تھے پھر بیٹھ گئے اور فرمایا سن لو اور جھوٹ بات سن لو اور جھوٹی گواہی پھر اس کلمہ کو بار بار فرماتے رہے یہانتک کہ ہم نے کہا کاش آپ چپ کر جاوین (کیونکہ آپ کو تکلیف ہو رہی ہے) اور سیاق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مراد اللہ تعالی کے قول لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ سے یہ ہے کہ وہ زورین حاضر نہین ہوتے ولہذا فرمایا وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا یعنے وہ حاضر نہین ہوتے زورین اور جب انکے گذر نیکا زور پر سے اتفاق ہو جاتا ہے تو گذر جاتے ہین اور نہین آلودہ ہوتے اس سے کسی چیز کے ساتھ ولہذا فرمایا مَرُّوْا كِرَامًا محمد بن مسلم کہتے ہین مجھ کو خبر دی ابراہیم بن میسرہ نے کہ ابن مسعود گذرے ایک کھیل پر پھر اسپر کھڑے نہ ہوئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَقَدْ اَصْبَحَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَمْسٰى كَرِيْمًا یعنے البتہ تحقیق صبح شام کی ہے عبداللہ بن مسعود نے کریم ہونیکی حالت مین پھر ابراہیم بن میسرہ نے حضرت کے اس قول پر یہ دلیل بیان کی وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا اور یہ جو فرمایا وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا تو اس مین مومنین کی صفت کو بیان کیا ہے کما قال تعالے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ یعنے ایمان والے وہی ہین کہ جب نام آوے اللہ کا ڈر جاوین دل انکے اور جب پڑھیے ان پر اس کی کلام زیادہ آوے ان کو ایمان اور اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہین یہ خلاف کافر کے کہ جب وہ

اسکی کلام سنتا ہو پر کچھ اثر نظر نہین آتا اور نہ اسکی وہ حالت بدلتی ہے جس پر وہ ہوتا ہے بلکہ اپنے کفر اور طغیان اور جہالت اور ضلالت پر مستمر رہتا ہے کما قال تعالے وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ یعنے اور جب نازل ہوئی ایک سورت تو بعضے ان مین کہتے ہین کس کو تم مین زیادہ کیا اس سورت نے ایمان سو جو لوگ یقین رکھتے ہین ان کو زیادہ کیا ایمان اور وہ خوش وقتی کرتے ہین اور جن کے دل مین آزار ہے سو انکو بڑہائے گندگی پر گندگی اور وہ مرے کافر ہی اور یہ جو فرمایا نہ ہو پڑین اپنے بہرے اور اندہے تو یہ انکا بہی حال کافر کے حال کے خلاف ہے اسلیے کہ جب کافر پر اللہ کی آیات پڑہی جاتی ہین تو اس مین اثر نہین کرتین اور وہ اپنے حال پر مستمر رہتا ہے گویا انکو سنا ہی نہین کما قال تعالے وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا یعنے اور جب پڑہی جاتی ہین کافر پر ہماری آیتین پیٹہ دیے جاتا ہے غرور سے گویا ان کو سنا ہی نہین اور مجاہد نے کہا اللہ کے قول لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا کی تفسیر مین کہ نہین سنتے اور نہین دیکہتے اور نہین سمجہتے کچھ کہا حسن بصری نے بہت ایسے لوگ ہین کہ قرآن کو پڑہتے ہین پر اوسپر گر جاتے ہین بہرے اور اندہے ہوکر اور قتادہ رح نے اللہ تعالے کے قول وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا کی تفسیر مین روایت کیا کہ نہین بہرے ہوتے حق کے سننے سے اور نہین اندہے ہوتے اسکے دیکہنے سے تو وہ بخدا ایسے لوگ ہین کہ سمجہتے ہین اللہ کی کتاب کو اور فائدہ اوٹہاتے ہین اللہ کی کتاب سے سفیان بن عیون کہتے ہین میں نے شعبی سے سوال کیا کہ ایک مرد قوم کو سجدہ کرتے ہوے دیکہتا ہے اور نہین سنی ہوتی اس نے سجدہ کی آیت کیا سجدہ کرے انکے ساتہ تو شعبی نے یہ آیت پڑہی اور بولا نہ سجدہ کرے انکے ساتہ اسلیے کہ اللہ نے سجدہ کی آیت مین عذر نہین کی اور مومن کو لائق نہین ہے کہ ہر جا بیٹہنے اور موافقت کرے مگر سمجہ بوجہ اسکام کو اور یقین حاصل کرکر اور یہ جو فرمایا وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ تو اسکے یہ معنے ہین کہ وہ اللہ سے سوال کرتے ہین کہ انکی اصلاب مین سے ایسی اولاد نکالے جو اللہ کی اطاعت کرین اور اسی وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرین ابن عباس رض کہتے ہین یعنے ایسی اولاد پیدا کرے جو اللہ تعالے کی طاعت کے ساتہ عمل کرے بہر ٹہنڈی ہون انکی وجہ سے آنکہین دنیا اور آخرت مین عکرمہ کہتے ہین ان کی غرض اس دعا سے کچھ اولاد کی خوب روی اور جمال کی نہین ہے ولکن اونہون نے ارادہ

کیا ہے کہ انکی اولاد اسکی مطیع ہو اور حسن بصری سے پوچھا گیا اس آیت کی تفسیر مین تو اونہون نے فرمایا اسکے یہ معنی ہین کہ دکھاوے اللہ مسلمان بندیکو اسکی بی بی اور اسکے بھائی اور اسکے کسی اور ناتیوالے سو اللہ کی فرمانبرداری سے خدا کوئی چیز مسلمان کی آنکھہ کو اس سے بڑھکر ٹھنڈا نہین کرتی کہ وہ دیکھے اپنے بیٹے کو یا پوتے کو یا بھائی کو یا کسی اور رشتہ دار کو فرمانبرداری کرنیوالا اللہ عزوجل کے لیے اور کہا ابن جریج نے آیت کی تفسیر مین کہ وہ عبادت کرین تیری بہر اخلاص کرین تیری عبادت مین اور نہ کھینچ لاوین ہمپر گناہ (یعنے ہماری نافرمانی نکرین) اور عبدالرحمان بن زید بن اسلم نے کہا سوال کرتے ہین اللہ سے اپنی بی بیون اور اولاد کے لیے یہ کہ انکو اسلام کی ہدایت کرے جبیر بن نفیر کہتے ہین ہم مقداد بن اسود کے پاس بیٹھے تھے ایک دن تو گذرا اسکے پاس ایک مرد اور بولا خوشی ہو ان دونون آنکھون کے لیے جنھون نے دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم آرزو کرتے ہین کہ ہم دیکھتے جو تو نے دیکھا اور حاضر ہوتے جہان تو حاضر ہوا پھر غصہ ہوا مقداد تو مین تعجب کرنے لگا کہ اس بیچارے نے تو کوئی بری بات نہین کہی پھر متوجہ ہوا مقداد اس مرد کی طرف اور بولا کیا چیز برانگیختہ کرتی ہے مرد کو اسپر کہ وہ آرزو کرتا ہے وہان حاضر ہونے کی جہان سے اسکو اللہ نے غائب رکھا نہین جانتا کہ اگر اسوقت حاضر ہوتا تو اسوقت مین یہ کیسا ہوتا بخدا ضرور حاضر ہوئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قومین جنکو مونہہ کے بل گرادیا اللہ نے دوزخ مین اسلیے کہ نہ حکم مانا اونہون نے حضرت کا اور نہ سچا جانا اونہون نے حضرت کو کیا تم تعریف نہین کرتے اللہ کی کہ تم کو اس نے نکالا تمہاری ماں کے پیٹ سے نہین پہچانتے ہو تم مگر اپنے مالک کو اور سچا جانتے ہو حضرت کو اس چیز مین جسکو آپ لائے اور اٹھا چکے آفتین تمہارے لیے اور لوگ البتہ تحقیق بھیجا تھا اللہ تعالے نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت بری حال پر کہ ایسے بری حال پر کسی پیغمبر کو مبعوث نہین کیا بھیجا آپ کو جہالت کے تورے مین نہین سمجھتے تھے کہ عبادت اوثان سے بڑھکر کوئی اچھا دین ہے پھر لائے آپ حضرت فرقان کو جس نے فرق کردیا حق اور باطل کے درمیان اور اس نے جدا کی ڈالدی والد اور اسکے ولد مین اور وہ ایسا زمانہ تھا کہ دیکھتا تھا مرد اپنے والد اور ولد اور بھائی کو کافر اور کھولدیا تھا اسکے دل کے قفل کو اللہ نے ایمان کے لیے وہ جانتا تھا کہ اگر میرا بیٹا یا بھای مرجاوے گا تو دوزخ مین جاوے گا پھر نہ ٹھنڈی ہوتی تھی اسکی آنکھہ اور وہ جانتا تھا کہ میرا حبیب دوزخ مین جاوے گا اور اسی بارے مین اللہ نے فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا رواہ الامام احمد کما حافظ

ابن کثیر نے ھٰذا اِسنادٌ صحیحٌ وَلَمْ یُخَرِّجُوْہُ اور ابن عباسؓ اور حسنؒ اور سدیؒ اور قتادہؒ اور ربیع بن انس کا اسکے قول واجعلنا للمتقین اماما کی تفسیر مین یہ قول ہے کہ ہم کو پیشوا بنا کہ ہماری پیروی کیجاوے بھلائی مین اور اکثر غیر نے کہا اسکی تفسیر مین ھُدَاۃً مُھْتَدِیْنَ دُعَاۃً اِلَی الْخَیْرِ یعنے کر ہمکو ہدایت کرنیوالے ہدایت پانیوالے بھلائی کیطرف تو اونہون نے چاہا کہ ہماری عبادت متصل ہووے ہماری اولاد کی عبادت کیساتہ اور یہ کہ متعدی ہووے انکی ہدایت کا نفع انکے غیر کیطرف اور ایسی ہدایت مین بہت ثواب ہے اور عمدہ انجام

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِذَا مَاتَ ابْنُ اٰدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْ اللّٰہَ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِہٖ مِنْ بَعْدِہٖ اَوْ صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ یعنے جب ابن آدم مرجاتا ہے تو اسکا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین صورتون مین (ایک تو یہ کہ) اولاد نیک رکہتا ہو جو اسکے لیے دعا کرے (دوسرا کسی کو) علم سکہا جاوے جس سے (لوگون کو) اسکے پیچھے فائدہ پہونچے (تیسرے) ایسی خیرات کرجاوے جو جاری رہنے والی ہو جیسے سرا بنانا مسجد بنانا کسی راہ مین کنوان لگوانا پلین بنوانا وغیر ذالک رواہ مسلم فی صحیحہ انتہے ماقال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ زور مین حاضر ہونے سے شہادت زور مراد ہے یا زور سے کذب اور باطل مراد ہے اور دوسرے قول کی طرف گئے ہین جمہور مفسرین کہا زجاج نے لغت مین زور کہتے ہین جہوٹ کو اور اسکے ساتہ شرک کرنے سے بڑہکر اور کوئی جہوٹ نہین ہے کہا واحدی نے اکثر مفسر اسپر ہین کہ زور اس آیت مین بمعنے شرک ہے اور حاصل یہ ہے کہ کلمہ یشہدون اگر شہادت سے مشتق ہے تو کلام مین مضاف محذوف ہے یعنے لایشہدون شہادۃ الزور اور اگر یشہدون ماخوذ ہے شہود اور حضور سے جیسے وہ جمہور کا مذہب ہے تو اسکے معنے مین اختلاف ہے قتادہ نے کہا اہل باطل کے ساتہ انکے باطل مین موافقت نہین کرتے اور محمد بن حنفیہ نے کہا حاضر نہین ہوتے کھیل اور سرود مین ابن جریج نے کہا زور سے کذب مراد ہے اور مجاہد سے بہی ایسا ہی مروی ہے بعض نے کہا گانے مین جہوٹون کی مجلسون مین آنیسے اور گناہگار رونکی مجلسون مین آنیسے تو نہین پاس جاتے ایسی مجالس کے شر اور اہل شر سے بچنے کے لیے بعض نے کہا زور سے اعیاد مشرکین مراد ہین بعض نے کہا زور سے بُت کرنا مراد ہے اور بہتر یہ ہے کہ زور کو خاص نہ کیا جاوے ایک نوع کے ساتہ دوسرے نوع کے سوا انواع زور سے بلکہ معنے یہ ہین وہ لوگ جو نہین حاضر ہوتے وہان جسپر زور کا اسم صادق آتا ہے وہ کوئی چیز ہو اور ابن عباسؓ کہتے ہین زور ایک بت تہا مدینہ مین لوگ کہیلتے تہے اسکے ارد گرد ہر ہفتے مین پھر فرمایا واذا مروا باللغو مروا کراما یعنے اور اگر کبہی اتفاقاً بلا قصد لغو یات

پر انکا گذر ہو جاوے تو اس سے اعراض کر کے بلا التفات اپنی بزرگی سے کمکر گذر جاتے ہین اور اسی قسم سے ہے فواحش سے چشم پوشی کرنا اور گناہون سے درگذرنا اور جس چیز کی تصریح مین شرم آوے اس سے کنایہ کرنا کہا ابن عباسؓ نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب جب صنم مذکور پر گذرتے تو بزرگی رکھکر گذر جاتے اور اسکی طرف نہ دیکھتے وہذہ الآیۃ کقولہ تعالے وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ یعنے اور جب سنین بیکی باتین اس سے کنارہ پکڑین اور کہین ہمکو ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام سلامت رہو ہمکو نہین چاہیین بے سمجھ امام ہمام جعفرؒ باقر کہتے ہین کہ جب وہ فروج کا ذکر کرتے ہین تو انسے کنایہ کرتے ہین بعض نے کہا لغو سے شتم اور ایذا مراد ہے اور لغو ہر گرے ہوئے قول اور فعل کو کہتے ہین کہا حسن نے لغوہ سارے گناہ ہین بعض نے کہا لغو سے ذی لغو مراد ہے ابن قتیبہ نے لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا کی تفسیر مین کہا نہین غفلت کرتے ان سے جیسے بہرے کہ انکو سنا ہی نہ ہو اور جیسے اندھے کہ انکو دیکھا ہی نہین ابن جریر نے کہا آیت مین گرنا مراد نہین ہے بلکہ یہ اللہ تعالی کا قول ویسا ہی ہے جیسے کہا جاتا ہے فُلَانٌ قَعَدَ يَبْكِيْ یعنے فلان بیٹھا روتا ہے اگرچہ وہ قاعد نہ ہو کہا ابن عطیہ نے ذکر کا سننے والا گویا قائم ہے پھر جب اس نے اعراض کیا تو گویا گر پڑا اور خرور کہتے ہین بے دھب گرنے کو بعض نے کہا سننے یہ ہین جب ان پر آیات الٰہی پڑھی جاتی ہین انکے دل ڈر جاتے ہین پھر گرتے ہین سجدے مین روتے اور نہین گرتے انپر بہرے گونگے فرانے کہا نہین بیٹھے رہتے اسی حالت پر گویا ان کو سنا ہی نہین کشاف مین کہا ہے کہ اس مین انکے گرنیکی نفی نہین ہے بلکہ اس مین تو گرنیکا ثبوت ہے اور نفی تو بہرے اندھے ہونیکی ہے تو غرض صاحب کشاف کی یہ ہے کہ نفی قید کی طرف متوجہ ہے نہ مقید کیطرف کہا مفضل نے قرۃ عین مین تین قول ہین ایک تو یہ کہ آنسو ٹھنڈی ہون کیونکہ آنسوؤن کا ٹھنڈا ہونا سرور کی دلیل ہے جیسے آنسوؤن کا گرم ہونا حزن اور غم کی دلیل ہے دوسرے سو جانا کیونکہ سونا فراغ خاطر اور غم کے دور ہونے کو ساتھ حاصل ہوتا ہے تیسری رضا کا حاصل ہونا ابن عباسؓ نے کہا انکی مراد یہ ہے کہ ہماری اولاد عامل بالطاعت ہو جسکی وجہ سے ہماری آنکھین دنیا اور آخرت مین ٹھنڈی ہون کیونکہ کوئی چیز مومن کی آنکھ کو اس سے بڑھکر ٹھنڈا نہین کرتی کہ وہ دیکھے اپنی بی بی یا اپنی اولاد کو فرمانبردار اللہ عزوجل کے پھر وہ حرص کرے کہ وہ بھی خوشی یا وین اسکے ساتھ جنت مین پھر پیدا ہو وے اسکا سرور اور ٹھنڈی ہووے اسکی آنکھ اسکے ساتھ پھر فرمایا کہ وہ کہتے ہین واجعلنا للمتقین اماما یعنے ہمکو ایسا بنا کہ ہمارا اور ہر مسلم دین کی اقتدا مین ہماری پیروی کیجاوے اور فرمایا اماما اور نہین فرمایا

الٰہ کیونکہ امام سے جنس امام مراد ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثُمَّ یُخْرِجُکُمْ طِفْلًا فرمایا اور الگ نہین فرمایا جیسے فرمایا وہ شخص ان کی ہابت اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور فرار کی غرض صرف اس سے یہ ہے کہ یہ واحد اس قبیل سے ہے جس سے جمع مراد لی جاتی ہے اور اخفش نے کہا امام جمع ہے ام کی ماخوذ اَمَّ یَؤُمُّ سے تعال کو وزن پر جیسے صاحب اور صحاب اور قائم اور قیام بعض نے کہا امام مصدر ہے جیسے صیام اور قیام بعض نے کہا اس سے یہ مراد ہے کہ ہم مین سے ہر ایک کو امام بنا بعض نے کہا اونہون نے ارادہ کیا کہ ہمکو ایک امام بنا دی کیونکہ ہمارا کلمہ ایک ہے اور ہمارا طریق متفق ہے بعض نے کہا کلام مین قلب ہے اور معنے یہ ہین اِجْعَلِ الْمُتَّقِیْنَ لَنَا اِمَامًا اور یہی قول ہے مجاہد کا بعض نے کہا یہ دعا صادر ہے ان سو الفراد کے طور پر اور ہر ایک کی عبارت انمین سے دعا کے وقت یہ ہو وَاجْعَلْنِیْ لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ولکن قوم کی عبارات کو بصیغہ متکلم مع الغیر حکایت کیا گیا ہے ایجاز اور اختصار کے قصد کے لیے کقولہ تعالیٰ یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اور اس صورت مین لفظ امام کو اپنی حالت پر رکھا جاویگا فقال نے کہا میرے نزدیک یہ بات ہے کہ امام کو جب اسم کی جا بجا رکھدیتے ہین تو یہ واحد آتا ہے گویا یون کہا گیا اِجْعَلْنَا حُجَّةً لِلْمُتَّقِیْنَ اور اسیکی مثل ہے بَیِّنَةٌ کا لفظ کہا کرتے ہین هٰٓؤُلَآءِ بَیِّنَةٌ دُکَّانٍ حنفادی نے کہا امام کے لفظ مین جمع وغیر جمع مین برابر ہے تو مطابقت حاصل ہے کہا نیساپوری نے اس آیت مین دلیل ہے اس پر کہ دینی ریاست ان چیزون مین سے ہے جسکا طلب کرنا واجب ہے اور اس مین رغبت کرنا لازم اور بہت قریب سمجھے یہ ہین کہ اونہون نے اس مرتبہ کا سوال کیا جسکا آیت مین مذکور ہے کہا ابن عباسؓ نے آیت کی تفسیر مین کہ ہم کو ہدایت کے امام سے ہدایت پاوین اور نہ کہ ہمکو ضلالت کے امام کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اہل سعادت کے لیے وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا یعنے اور انکو ہمنے کیا پیشوا راہ بتاتے ہمارے حکم سے اور فرمایا اہل شقاوت کے لیے وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ یعنے اور کیا ہمنے انکو سردار بلاتے ہین دوزخ کیطرف اُولٰٓئِكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَیُلَقَّوْنَ فِیْهَا تَحِیَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ یَكُوْنُ لِزَامًا ۝ انکو بدلا ملے گا کوٹھون کے جہروکے اسپر کہ ٹھیرے رہینگے اور لینے آوینگے انکو وہان دعا اور سلام کہتے (یعنے فرشتے) لگے آگے لیجاوینگے آہا کیا انمین خوب جگہ ہے ٹھہراؤ کی اور خوب جگہہ بسنے کی (یعنے ایسی جگہہ تھوڑی دیر ٹھیرنا ملے تو بھی غنیمت ہے انکا تو وہ گھر ہے) تو کہ پرواہ نہین رکھتا میرا رب تمہاری اگر نہ تم اسکو پکارا کرو سو تم جھٹلا چکے اب اگر

ہوتا ہے بنیاف یعنے بندہ معذور نہ ہووے خاوند کو اسکی کیا پرواہ مگر اسکی التجا رحم کرتا ہے اب ہوتی ہے بہینٹ یعنے لڑائی اور جہاد ف جب اللہ تعالی نے اپنے سچے بندوں کی صفات جمیلہ اور اقوال اور افعال جلیلہ کو بیان فرمایا تو اسکے بعد فرمایا جو لوگ ان صفات مذکورہ کے ساتھ متصف ہین ان کو قیامت کے دن جنت ملیگی امام ہمام ابو جعفر باقرؒ اور سعید بن جبیر اور ضحاکؒ اور سدی نے کہا جنت کو غرفہ کہا یہ سبب بلند ہونے اسکے کے اور یہ انکو جزا جو ملی تو انکی استقامت کے بدلے جو وہ دین حق پر اور ان صفات پر ٹہیرے رہے یعنے آوین گے انکو دعا اور سلام کہتے اور کیجاوینگی انکی تو قیر اور تعظیم فَلَهُمُ السَّلَامُ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ کما قال تعالی جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ باغ ہمیشہ رہنے کے داخل ہونگے انمین اور وہ جو نیک ہوئے انکے باپ دادی مین اور جورؤن مین اور اولاد مین اور فرشتے آوینگے انمین ان پاس ہر دروازے سے سلامتی ہووے تمپر بدلے اسکے کہ تم ثابت رہے سو خوب ملا پچھلا گہر اور یہ جو فرمایا خالدین فیہا یعنے ہمیشہ رہا کرین اس مین فہذہ کما قال تعالی خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا یعنے رہا کرین نہ چاہین وہان سے جگہہ بدلنی وکما قال تعالی وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ یعنے اور وہ جو نیک بخت ہین سو جنت مین ہین رہا کرین اس مین جب تک رہے آسمان و زمین مگر جو چاہے تیرا رب بخشش ہے بے انتہا اور یہ جو فرمایا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا یعنے خوب جگہہ ہے نظارہ مین اور خوب جگہہ ہے آرام لینے اور اترنے کی پھر فرمایا قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ یعنے اگر تم اسکو نہ پکارو اور اسکی عبادت نہ کرو تو وہ تمہاری کچھ پرواہ نہین کرتا کیونکہ اس نے مخلوق کو پیدا کیا ہے تو کہ عبادت کرین اسکی اور ایک کہین اسکو اور پاکی بیان کرین اسکی صبح اور شام کہا مجاہد اور عمرو بن شعیب نے مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ کی تفسیر مین ما یفعل بکم یعنے تم کو کیا کریگا اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ لولا دعاؤکم مین دعا سے ایمان مراد ہے یعنے اگر تم ایمان نہ لاؤ تو تمہاری کچھ پرواہ نہین کریگا اور اللہ تعالی نے کفار کو خبر دی کہ اسکو انکی کچھ حاجت نہین ہے اور اگر انکی ضرورت ہوتی تو محبت ڈالتا انکے دل مین ایمان کی جیسے محبت ڈالی مسلمانون کے دل مین ایمان کی سو تم جھٹلا چکے اے کافرو اب ہوگا تمہارا جھٹلانا تمہاری ہلاکت کا سبب دنیا اور آخرت مین اب داخل ہوگا اس مین بدر کا دن بھی جیسے لزام کی تفسیر بدر کے ساتھ عبداللہ بن مسعودؓ اور ابی بن کعبؓ اور محمد بن کعب قرظی اور مجاہد اور ضحاک اور قتادہ اور سدی وغیرہم نے کی ہے اور حسن بصری نے کہا

تمام سو قیامت کا دن مراد ہے اور ان دونوں قولون مین کوئی منافات نہین ہے تمام ہوئی تفسیر سورہ فرقان کی
وللہ الحمد والمنۃ فتح کا بیان یہ ہے اولنک مین اشارہ ہے جو صفات مفصلہ کے ساتھ موصوف ہین اور اس مین دلیل
ہے کہ وہ متمیز ہین ان صفتون کے ساتھ اور لوگون سے بوجہ تمیز ہونا اور امور مشاہدہ کے سلک مین منتظم ہین
اور یہ مبتدا ہے اور ما بعد اسکا اسکی خبر ہے اور جملہ مستانفہ ہے بعض نے کہا اور کہا غرفہ سے بلند درجہ مراد ہے
اور وہ جنت کے اعلے و افضل منزلین ہین جیسے دنیا مین غرفہ اس مسکن کو کہتے ہین جو دنیا کے مساکن سے اعلے
ہو اور اصل مین غرفہ نام ہے ہر اونچی بنا کا اور غرفہ کی جمع غرف ہے ضحاک نے کہا غرفہ سے جنت مراد ہے اور
سفنے یہ ہین بدلالے گا ان کو جنت اور غرفہ کو واحد کہا گیا اسلیے کہ یہ لفظ جنس پر دلالت کرتا ہے اسکی دلیل
اللہ تعالی کا یہ قول ہے وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ اٰمِنُوْنَ یعنے اور وہ حبرو کون مین نڈر ہونگے سہل بن سعد روایت
کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلْغُرْفَةُ مِنْ يَاقُوْتَةٍ حَمْرَاءَ وَزَبَرْجَدَةٍ خَضْرَاءَ وَ
دُرَّةٍ بَيْضَاءَ لَيْسَ فِيْهَا فَصْمٌ وَلَا صَدْعٌ یعنے حبرو کے سرخ یاقوت اور سبز زبرجد اور سفید موتی کے بنے
ہونگے جن مین شکست و شگاف نہ ہوگا اَخْرَجَهُ الْحَكِيْمُ التِّرْمِذِيُّ بِمَا صَبَرُوْا اسبب انکے صبر اور ٹھیرنے کے
تکلیفات اور طاعات کی مشقتون پر اور بسبب چھوڑنے اہوا اور شہوات اور تحمل مجاہدات کے اور تلقے
سے عطا مراد ہے جیسے اللہ کے قول وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا مین یعنے اور دیگا انکو تازگی اور خوشی اور بعض
نے اسکو يُلَقَّوْنَ پڑہا ہے مخفف بفتحہ یا اور سیبویہ فراء نے پسند کیا اور اسکے معنے ہین یاد دینگے کہا فراء نے
اور سیبویہ دلیل یہ ہے کہ عرب کے لوگ کہا کرتے ہین فُلَانٌ يُلَقِّي بِالسَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ وَالْخَيْرِ اور یلقے کا استعمال
بہت کم کرتے ہین اور معنے یہ ہین کہ بعض بہشتی بعض کو دعائین دینگے اور بھیجے گا انکی طرف اللہ سبحانہ سلام
اور بعض نے کہا تحیۃ کہتے ہین بقا دائم اور ملک عظیم کو بعض نے کہا تحیۃ بمعنے سلام ہے بعض نے کہا ملائکہ انکو
دعائین دین گے اور انپر سلام کرینگے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ تحیۃ اور سلام انکو اللہ کی طرف سے ہوگا اور اسی قبیل
سے ہے اللہ تعالی کا یہ قول تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ یعنے تحیہ انکا جس دن اللہ کو ملینگے سلام ہوگا بعض
نے کہا تحیۃ سے طول حیات اور آباد رہنے کی دعا مراد ہے اور سلام سے آفات سے سلامتی کی دعا مراد ہے بعض نے
کہا تحیۃ سے انکا ہدایا اور تحفون کے ساتھ اکرام کرنا مراد ہے اور سلام سے اللہ کا سلام کہنا جیسے اللہ کا یہ قول
اسپر دلیل ہے سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ یعنے سلام بولنا ہے رب مہربان کا اور اللہ کا قول جنت مستقر
و مقاما اللہ کے قول ساءت مستقرا و مقاما کے مقابل ہے جو دوزخ کے وصف مین عنقریب گذرا اور کریمہ

قل ما یعبؤ بکم ربی مین اللہ سبحانہ وتعالی نے بیان کردیا کہ وہ کل کی طاعت سے غنی اور بے نیاز ہے اور اُسکو تکلیف دی ہوئی تو کو تکلیف سے فائدہ اوٹھاوین کہا جاتا ہے ما عبأت بفلان جب اسکا کسی کے نزدیک کچھ قدر نہ ہو اور وہ اسکی پرواہ نہ کرے اور یعبا ماخوذ ہے عبا سے جسکے معنے ثقل ہے کہا خلیل نے ما اعبأ بفلان اسوقت بولتے ہین جب کسیکی تحقیر متطور ہو یعنے مین اسکو کیا گردان اور غرض یہ ہوتی ہے کہ اسکا وجود اور عدم دونو برابر ہین اور یہی قول ہے ابو عبیدہ کا کہا زجاج نے مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ کی تفسیر مین تمہارا کیا مقدار ہے اللہ کے نزدیک کیا کریگا تمکو یا کیا کرے گا اللہ تم کو عذاب کرکر اور لولا دعاءکم کے یہ معنے ہین لولا دعاءایاکم لمعبودہ یعنے اگر وہ تم کو اپنی عبادت کی طرف نہ بلاوے اسصورت مین دعاء جو مصدر ہے مضاف ہے اپنے مفعول کی طرف اور یہی قرار کا مختار ہے اور اسکا فاعل محذوف ہی اور لولا کا جواب بھی محذوف ہی تقدیر عبارت یہ ہے لولا دعاءکم لم یعبأ بکم اور اسقول کا مؤید ہے اللہ کا یہ قول وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ اور خطاب لولا دعاءکم مین جمیع ناس کو ہے اور ابن عباسؓ نے دعای ایمان کے ساتھ تفسیر کی ہے بعض نے کہا مصدر مضاف ہی ہے فاعل کیطرف اور معنے یہ ہین اگر تم اسکی طرف شدائد مین فریاد نہ کرو اور جو لوگ دعا کے فاعل کے مضاف ہونیکے قائل ہوئے ہین ان مین سے ہے قتیبی اور فارسی کہا اندونون نے اور اصل عبارت اسطرح ہے لَوْلَا دُعَاءُکُمْ اٰلِھَۃً مِّنْ دُوْنِہٖ اور لولا کا جواب محذوف ہے اور وہ لم یعبأ بکم ہے کہا ابو السعود نے اللہ نے رسول کو ارشاد فرمایا ہے کہ بیان کردے لوگون کے لیے کہ نعما جلیلہ کے ساتھ فائزہ ہین جو ان نعمتون مین رغبت ہین اور انہون نے ان نعما کو حاصل کیا ہے ان محاسن کیوجہ سے جو مذکور ہوئین اور اگر انکے وہ محاسن نہ ہوتے تو اللہ تعالی انکا ہرگز اعتبار نہ کرتا اور انکا جو اعتبار کیا ہے اور انکی پرواہ کی ہے اور انکے ذکر کو بلند کیا ہے تو وہ اسلیے کہ اونہون نے اسی اکیلے کی پوجا کی نہ اور کسی امر کے لیے اور اگر انکی عبادت نہ ہوتی تو انکی ہرگز پرواہ نہ کرتا اور یا اسکے نزدیک ذرہ بھیقدار کے سول ہے نہ بکتے قالہ الزمخشری پھر جمیع ناس مین سے اللہ نے کفار کو خاص کیا اور فرمایا فقد کذبتم اور ابن زبیر نے اسکو مجہ ہا ہے فقد کذب الکافرون اور یہی قرءت ہے ابن عباسؓ اور ابن مسعود کی جیسے اسکو ابن جنی نے حکایت کیا اور اس قرءت مین بین دلیل ہے اسپر کہ خطاب یعبؤ بکم ربی لولا دعاءکم مین جمیع ناس کو ہے پھر فرمایا فَسَوْفَ یَکُوْنُ لِزَامًا یعنے تکلیف کی جزا تم کو عنقریب لازم ہوگی اور مجاہد مفسرین اسپر ہین کہ لزام سے اسجگہ وہ عذاب مراد ہے جو بدر کے دن مشرکون کو لگا اور یہی قول ہے ابن مسعودؓ کا اور ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ لزام سے آخرت کا عذاب مراد

ہے کہا ابو عبیدہ نے لزام سے فیصل مراد ہے یعنے تمہاری اور مسلمانوں کے درمیان عنقریب فیصلہ ہوگا اور زجاج نے کہا تمہاری تکذیب تم کو چمٹ جاویگی پھر تم کو توبہ نصیب نہ ہوگی اور جمہور قرا کے نزدیک لزام بکسر اللام ہے ابن جریر نے کہا لزام سے عذاب دائم اور ہلاکت فناکنیوالی مراد ہے اور ابو السماک نے لزام بفتح اللام پڑھا ہے کہا ابو جعفر نے مصدر لزم ہے اور لزام کا بکسور اللام ہونا اولی ہے ابن عباسؓ نے کہا لزام سے موت مراد ہے بعض نے کہا وبال مراد ہے اور صحیحین مین ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ پانچ علامتین جو قیامت کے آنیکی دلیل ہین گذر چکین دخان (جسکا ذکر سورہ حم دخان مین ہے) گذر چکا اور انشقاق قمر (جسکا ذکر سورہ قمر مین ہے) گذر چکا اور غلبہ روم (جسکا ذکر سورۂ روم کے ابتدا مین ہے) گذر چکا اور بطشہ (جسکا ذکر سورۂ دخان کی آیت یوم نبطش البطشۃ الکبریٰ مین ہے) گذر چکا اور لزام گذر چکا (جسکا ذکر سورہ فرقان مین ہے) سب تعریف اور حمد اللہ سبحانہ کو واسطے ہے جسکی مدد اور حسن توفیق سے سورہ فرقان کی تفسیر ختم ہوئی اب شروع ہوتی ہے تفسیر سورہ شعرا کی دبالله التوفیق

اللہ سبحانہ وتعالی کا شکر ہے کہ تفسیر ترجمان القرآن لطائف البیان جلد نہم ماہ شعبان سنہ ۱۳۱۲ ہجری مقدسہ مین شیخ عبد الرحمن و احمد و عبد لطیف پسران شیخ محی الدین مرحوم تاجران کتب کے اہتمام سے مطبع صدیقی لاہور مین بہت ہی خوشنمائی کے ساتھ زیور طبع سے آراستہ ہوکر شائقین قرآن مجید کے لیے توشہ آخرت ہوی پروردگار اسکے مؤلف اور طبع کرانیوالون اور کاتب کو جمیع آفات دینی و دنیوی سے اپنے حفظ و امان مین رکھے اور جلد دسوین بھی چھپنی شروع ہو گئے ہے انشاء اللہ تعالی بہت جلد چھپکر ہدیہ ناظرین ہوگی

CENTRAL INSTITUTE OF ISLAMIC CULTURE OSMANIA UNIVERSITY
OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-1

اللہ تعالی اس جلد کی حسب سابق فرمان روا شیخ عبد الرحمن و احمد و عبد لطیف پسران شیخ محی الدین مرحوم اس کو کوئی نہ چھاپے اور بیمثل و نظیر نفع رسانی سے